سوویت معاشرے کی تاریخ

В. Ульянов (Ленин)

و ۔ لیل چوک، یو ۔ پولیاکوف، ا ۔ پروتوپوپوف

ایڈیٹر : سوویت یونین کی سائنس
اکادمی کے اسیدوار ممبر یو ۔ پولیاکوف

دارالاشاعت ترقی
ماسکو

ترجمہ : حبیب الرحمن

В. Лельчук, Ю. Поляков, А. Протопопов
ИСТОРИЯ СОВЕТСКОГО ОБЩЕСТВА
на языке урду

سوویت یونین میں شائع‌شدہ

И $\frac{10604-617}{014(01)-74}$ 612-74

فہرست

پیش لفظ

موجودہ کتاب سوویت سوشلسٹ ریپبلکوں کی یونین کی ۵۰ سال سے زیادہ کی تاریخ پر مشتمل ھے جو اکتوبر انقلاب سے شروع ھوتی ھے۔ یہ تاریخ غیرمعمولی طور پر واقعات سے بھرپور اور نوع بنوع ھے۔ اس کا ھر سال ایسے واقعات کا حامل ھے جو زبردست تاریخی اھمیت رکھتے ھیں ۔ سوویت دیس نے اس دوران میں جو راستہ طے کیا ھے اس کے بارے میں سب کو بخوبی معلوم ھے۔ پسماندگی دور کر کے جاھل روس کو عظیم سوشلسٹ طاقت میں بدل دینا ایسا واقعہ ھے جس کو سوویت یونین کے اٹل دشمن بھی تسلیم کرتے ھیں ۔

اس ۵۰ سالہ تاریخ میں عظیم اکتوبر انقلاب کے واقعات، وہ سخت اور زبردست جدوجہد جو سوویت لوگوں نے غیر ملکی مداخلت کرنےوالوں اور مسلح انقلاب‌دشمنوں سے کی، اس جدوجہد کی تاریخ جو مختصر مدت میں صدیوں پرانی پسماندگی کو دور کرنے اور کامیابی کے ساتھ سوشلسٹ معاشرے کی تعمیر کے لئے کی گئی، ۱۹۴۱ – ۴۵ء میں وطن کے لئے عظیم جنگ کے ڈرامائی واقعات، پھر جنگ سے برباد معیشت کی بحالی کے بارے میں بیانات اور آخر میں آپ کو ھماری صدی کی چھٹی اور ساتویں دھائی میں وسیع کمیونسٹ تعمیرات کی بنیاد پر لاجواب معاشی اور تہذیبی ترقیوں کی معلومات ملیں گی۔

واقعات کی کثرت اور انکا تنوع اور پیچیدگی مؤرخوں کے لئے یہ بات مشکل بنا دیتے ھیں کہ ان ساری باتوں کو ایک مختصر تاریخی تصنیف میں سمیٹ کر پیش کر سکیں ۔ اسی مشکل سے موجودہ کتاب کے مصنفین بھی دوچار ھوئے ۔ وہ بہت افسوس کے ساتھ یہ تسلیم کرتے ھیں

که بہت سے اهم اور دلچسپ واقعات اس کتاب میں نہیں دئے جا سکے - کوشش یہ کی گئی ھے کہ قاری کے سامنے واقعات سلسلہ‌وار پیش کئے جائیں - چنانچہ اس کے لئے واقعات کو مسلسل اور تاریخ‌وار لکھنے کا طریقہ اختیار کیا گیا - البتہ بعض صورتوں میں مواد کو موضوعات کے لحاظ سے اکٹھا کیا گیا ھے- مصنفوں نے عوام یعنی تاریخ کے اصل خالقوں کے فیصلہ کن رول پر زور دیا ھے اور سوویت کمیونسٹ پارٹی کی رهنمائی پر، جو فتح کے حصول کی لازمی شرط تھی اور پھر انقلاب کے لیڈر اور سوویت ریاست کے بانی ولادیمیر ایلیچ لینن کے رول پر روشنی ڈالی ھے -

مصنفوں کو امید ھے کہ یہ کتاب قاری کو سوویت یونین کی تاریخ کے بارے میں بنیادی معلومات فراهم کریگی خواہ وہ عام هی کیوں نہ هوں اور اس میں اسکا ذوق پیدا کریگی کہ وہ سوویت مؤرخوں کی زیادہ تفصیلی تخلیقات سے مستفید هو -

اس کتاب کے مصنف هیں سوویت سائنس اکادمی کے کارکن یو - ا- پولیا کوف (۳ - ۱ باب تک اور نواں باب)، و - س- لیل‌چوک (۸ — ۴ اور ۱۱ - ۱۰ باب) اور ا- س- پروتوپوپوف (وہ حصہ جسمیں بین اقوامی صورت حال اور سوویت یونین کی خارجہ پالیسی پر روشنی ڈالی گئی ھے) - کتاب کا آخری حصہ لیل‌چوک اور پولیا کوف نے مل کر لکھا ھے -

پہلا باب

روس میں سوشلسٹ انقلاب

مطلق‌العنان حکومت کا خاتمہ

۱۹۱۷ء کے بعد پیدا ہونے اور پرورش پانےوالوں کے لئے یہ سمجھنا مشکل ہے کہ نصف صدی سے کچھ اوپر قبل روس ایک مطلق‌العنان شاہی کا مرکز تھا، کہ شہنشاہ نکولائی دوم اس سوال کے جواب میں کہ اس کا پیشہ کیا ہے ذرا سا مذاق کئے بغیر یہ کہہ سکتا تھا ''میں سرزمین روس کا مالک ہوں،،۔ اور زار کے فرمان اور اعلان ان الفاظ سے شروع ہوتے تھے: ''ہم، عنایت پروردگار سے، سارے روسیوں کے شہنشاہ،، یا ''خدائے اکبر کے حکم سے وطن کی بھلائی کے نگراں ہم شہنشاہ،،۔ اس طرح کی باتیں عام اور دستور کے مطابق سمجھی جاتی تھیں۔

ہاں، صورت‌حال ایسی تھی۔ صدیوں تک روس زار کے نشان، دو سروں‌والے عقاب کے منحوس سائے میں رہا۔ سنگینوں کے سائے میں، جبرو تشدد کا طاقتور نظام قائم کرکے مطلق‌العنانی عوام کی بےچینی کے ہر اظہار کو بےرحمی کے ساتھ دباتی تھی اور ناقابل تسخیر معلوم ہوتی تھی۔

نسلاً بعد نسلاً روس کے سپوت عوام کو مطلق‌العنانی کے جوے سے آزاد کرانے کے لئے جدوجہد کرتے رہے۔ لیکن جب تاریخ کی اسٹیج پر پرولتاریہ آیا صرف اسی وقت عوام کو وہ لیڈر ملا جو انکی رہنمائی فتح کی منزل تک کر سکتا تھا۔ اور جب روسی پرولتاریہ جدوجہد کے لئے اٹھ کھڑا ہوا تو اس نے اپنے گرد لکھوکہا کسان جمع کرلئے۔ روس میں انقلاب تاریخی لحاظ سے لازمی اور لابدی تھا اور بیسویں صدی کی ابتدا میں ہی ملک میں اس کی کامیابی کے لئے معروضی حالات پیدا ہو چکے تھے۔ خود روس میں ہی استحصال کرنےوالے نظام کے تضادوں نے سنگین صورت اختیار کر لی۔

روس سرمایہ‌دارانہ ترقی کی درمیانی منزل میں تھا۔ پھر بھی یہاں سرمایہ‌دارانہ رشتوں اور جاگیردارانہ نظام کی کافی ٹھوس باقیات کے درمیان ایک عجیب تال‌میل پایا جاتا تھا۔ صنعت کی تیزرفتار ترقی کے باوجود اس وقت تک ملک میں زراعت غالب تھی۔ مزدوروں کا بری طرح استحصال ہوتا تھا۔ ان کو دس گھنٹے روزانہ کام کرنا پڑتا تھا اور اجرت بہت کم دی جاتی تھی۔ اس زمانے میں نسبتی پسماندگی کے ساتھ ساتھ یہاں کی صنعت کی امتیازی خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس میں بڑی حد تک مزدوروں کا اجتماع ہو گیا تھا۔ ایک ہزار سے اوپروالے مزدوروں کے کارخانوں میں تمام مزدوروں کی ۳۶ فیصدی کام کر رہی تھی۔

کسانوں کی حالت بھی بہت بری تھی۔ ان کے پاس زمین کی کمی تھی۔ یہ جاگیردارانہ نظام کی باقیات کا نتیجہ تھا۔ ایک کروڑ پانچ لاکھ کسانوں کے پاس اتنی زمین تھی جتنی تیس ہزار جاگیرداروں کے پاس۔ یہ دیہات میں پیداواری قوتوں کی ترقی کے لئے زبردست رکاوٹ تھی۔ زراعت پسماندہ تھی اور اس کے لئے آلات و اوزار بھی پرانے قسم کے تھے۔

ملک کے دور دراز علاقوں میں معاشرتی اور معاشی پسماندگی خاص طور سے زیادہ تھی۔ بہت سے علاقوں میں تو صنعت ایک مرے سے غائب تھی۔ وہاں ازمنۂ وسطی کا جاگیردارانہ نظام برقرار تھا اور بعض بعض قومیتیں تو ابھی قبائلی منزل میں تھیں۔

محنت‌کش لوگوں کی حقوق سے قطعی محرومی — یہ تھی روس کے سیاسی نظام کی خصوصیت۔ ملک میں سیاسی آزادی حقیقت میں ناپید تھی۔ ترقی‌پسند تنظیموں پر سخت جبروتشدد کیا جاتا تھا اور جدوجہد آزادی کے ہزاروں سورما جیل‌خانوں میں سڑتے تھے یا جلاوطن کر دئے جاتے تھے۔

غیرروسی قومیتیں، جن پر روسی سلطنت کی آدھی سے زیادہ آبادی مشتمل تھی، بڑی بدحالی کا شکار تھیں۔ ایسے علاقوں کی حیثیت جن میں غیرروسی رہتے تھے نوآبادیوں جیسی تھی۔

سرمایہ‌دارانہ جبر و تشدد اور کسان غلامی کی باقیات نے مل جل کر روس کے لوگوں کی حالت ناقابل برداشت بنا دی۔ اس نے ایسی تحریک پیدا کر دی اور جدوجہد کے لئے اتنی زبردست طاقتیں اکسائیں

جن کی مثال کسی بھی انقلاب میں نہیں ملتی۔ روس، جو معاشرتی اور قومی جبروتشدد کا مرکز تھا، پورے سامراجی نظام کے تضادوں کی گتھی بن گیا اور اس نظام کی سب سے کمزور کڑی ثابت ہوا۔ اس لئے روس بیسویں صدی کی ابتدا سے ہی ابھرتے ہوئے انقلاب کا میدان بن گیا۔ عالمی انقلابی تحریک کا مرکز روس منتقل ہو گیا۔ باوجود اس کے کہ ۱۹۰۵ — ۷ء کا پہلا روسی بورژوا ڈیموکریٹک انقلاب ناکام ہو گیا لیکن انقلابی تحریک میں کمی نہیں ہوئی اور اسکو نیا عروج حاصل ہوا۔

یکم اگست ۱۹۱۴ء کو جرمنی نے روس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ پہلی عالمی جنگ شروع ہو گئی۔ یہ لڑائی جو سامراجی بورژوازی کے مفادات کیلئے چھیڑی گئی تھی عوام کیلئے گراں اور نفرت انگیز تھی۔ زارشاہی کی فرسودگی اور گندگی پوری طرح سامنے آ گئی۔ محاذ جنگ پر روس کو ناکامی ہوئی اور ہزاروں روسی سپاہی ناحق کام آئے۔ ان سب باتوں اور ملک کی معاشی بربادی نے لوگوں میں حددرجہ بےچینی اور ناراضگی پھیلا دی۔ مارچ * ۱۹۱۷ء کی ابتدا میں وہ انقلاب پھوٹ پڑا جس نے بالآخر زارشاہی کا تختہ الٹ دیا۔

بہت سے بورژوا مؤرخ یقین دلانے کی کوشش کرتے ھیں کہ یہ انقلاب زار اور اسکے اردگرد کے لوگوں کی انتہائی ناقابلیت کا نتیجہ تھا۔ اگر زار عقلمند ہوتا، اگر اسکے جنرل باجوہر اور وزیر باعمل ہوتے اور وہ سیلیوکوف اور گوچکوف ایسے اچھے کارکنوں کو انتظام سلطنت کے لئے بلاتے تو کوئی انقلاب نہ ھوتا۔

اسمیں کوئی کلام نہیں کہ روس کا آخری زار نکولائی دوم نالائق اور بےشعور تھا۔ فروری ۱۹۱۷ء میں پیتروگراد کے فوجی کمانڈر کو یہ حکم دے کر کہ ''دارالحکومت میں تمام ہنگامہ کل تک ختم کر دیا جائے،، زار مطمئن ہو گیا۔ اس نے یہ سوچ لیا کہ بس اب انقلاب کا

---

* فروری ۱۹۱۸ء سے پہلے روسی جنتری یورپی اور امریکی جنتری سے ۱۳ دن پیچھے تھی اسلئے پرانی جنتری کے حساب سے انقلاب فروری ۱۹۱۷ء کے آخر میں شروع ھوا تھا اور فروری انقلاب کہلاتا ہے۔ موجودہ کتاب میں ساری تاریخیں نئی جنتری کے مطابق دی گئی ھیں لیکن بعض انتہائی اہم واقعات کے لئے دونوں طرح کی تاریخیں استعمال کی گئی ھیں۔

خاتمہ ہو گیا۔ بدمزاج اور نیم پاگل زارینہ نے مزدوروں کے مظاہروں کو غنڈوں کی تحریک کا نام دیا اور سنجیدگی کے ساتھ یہ رائے قائم کی کہ انقلاب کے پھوٹ پڑنے کی وجہ محض یہ تھی کہ موسم کافی سرد نہ تھا! لیکن عوام کے غصے کی یہ لہر روسانوف کے زوال پذیر شاہی خاندان کے خلاف ذاتی طور پر نہ تھی بلکہ پوری فرسودہ مطلق العنانی کے خلاف تھی اور اسکو کوئی چیز بھی نہیں روک سکتی تھی۔

دارالحکومت پیتروگراد کے سب سے بڑے کارخانے ''پوتیلوویتس،، کے ایک ورکشاپ کی ہڑتال نے سارے کارخانے میں تیزی سے پھیل کر وھی کام کیا جو آگ بارود کے لئے کرتی ہے۔ اسی لئے پیتروگراد کے مزدور جلدھی متحد ہوکر زارشاھی کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ والینسکی رجمنٹ کے سپاھیوں نے اپنے افسروں کا حکم ماننے سے انکار کردیا اور باغیوں سے مل گئے۔ سپاھیوں کا یہ اقدام جنگ اور اس کو بھڑکانےوالوں کے خلاف نفرت کا اظہار تھا۔ اس لئے پریوبراژینسکی، لیتوفسکی اور دوسری رجمنٹوں کے سپاھی بھی بہت جلد باغی سپاھیوں سے آن ملے۔ اس طرح پیتروگراد کی سڑکوں پر دو دھارے متحد ہو گئے۔ ان میں مزدوروں کا ایک دھارا تھا جو زارشاھی اور بورژوازی کے خاتمے پر تلا ہوا تھا اور دوسرا دھارا سپاھیوں کا تھا جن کی غالب اکثریت کسان تھی۔ وہ جنگ کے خلاف اور زمین کی مانگ لیکر اٹھے تھے۔

انقلاب تیزی کے ساتھ پھیل گیا۔ وہ ہڑتال جو دارالحکومت کے ہر کارخانے اور فیکٹری میں پھیل چکی تھی اب مزدوروں اور سپاھیوں کی مسلح بغاوت میں تبدیل ہونے لگی۔

اس دوران زارشاھی اقتدار خاموش نہیں رھا۔ اس نے انقلاب کو کچلنے کی ھر امکانی کوشش کی۔ اس تحریک کو قیادت سے محروم کرنے کے لئے اوخرانکا (زارشاھی کی خفیہ پولیس) نے پیتروگراد کے کمیونسٹوں (بالشویکوں) کی کمیٹی کے ممبروں کو گرفتار کیا۔ زار کے حکم سے پیتروگراد کا فوجی کمانڈر جنرل خبالوف اپنی فوج مظاھرین کے خلاف لایا۔ افسروں نے اپنی مشین گنوں سے لوگوں کے ھجوم پر گولیوں کی بوچھار کی۔ شہری فوج اور پولیس نے بھی مزدوروں پر گولیوں کی بارش کی۔ دارالحکومت کی سڑکیں خون سے رنگین ھو گئیں۔

لیکن یہ سب بیکار ثابت ھوا۔ ۱۲ مارچ ۱۹۱۷ء کو پیتروگراد پر عوام کا قبضہ ھو گیا۔ مطلق العنانی کا تختہ الٹ دیا گیا۔ شہنشاہ

نکولائی دوم نے تخت وتاج سے اپنی دست‌برداری کے اعلان پر دستخط کر دئیے - حقوق سے محروم کچلے ہوئے روس کے لوگوں نے بالآخر آزادی کی سانس لی -

لیکن مطلق‌العنانی کا تختہ الٹنے سے وہ تمام فوری مسائل آپ ھی آپ حل نہیں ہوئے جن سے ملک دو چار تھا - فروری ۱۹۱۷ء میں انقلاب ختم نہیں ھوا - یہ تو اسکی ابتدا تھی - لیکن فروری انقلاب کے بغیر اکتوبر انقلاب ممکن نہ ھوتا - مطلق‌العنانی کا خاتمہ سوشلسٹ انقلاب کی جدوجہد میں ایک ناگزیر تاریخی منزل تھی -

دوعملی حکومت

کارخانے کے وسیع صحن میں مزدور جمع تھے - وہ ورکشاپوں سے ھی یہاں سیدھے آ گئے تھے اور چکٹے ہوئے کام کے کپڑے اور ٹوپیاں پہنے تھے - لوگ ھنسی مذاق اور بات چیت کر رھے تھے - ان کے جوتوں تلے مارچ کی سیاھی مائل پھولی پھولی برف چرمرا رھی تھی - کارخانے کے دفتر سے لائی ھوئی ایک میز پلیٹ فارم کا کام دے رھی تھی - اس پر ایک شخص نے چڑھکر کہا : ''ساتھیو، ھم یہاں مزدوروں کے نمائندوں کی سوویت چننے کیلئے جمع ھوئے ھیں جو ھماری انقلابی حکومت ھوگی،، -

اس طرح کا منظر ۱۹۱۷ء کی بہار میں ملک کے ھر کارخانے اور فیکٹری میں دیکھا جا سکتا تھا - فروری انقلاب کے دوران ھی اور اسکے بعد ھر جگہ مزدوروں کے نمائندوں کی سوویتیں بنائی جا رھی تھیں - فوجی دستوں میں اور بحری جنگی جہازوں پر سپاھیوں اور ملاحوں کی کمیٹیاں چنی گئی تھیں -

ملک کے زیادہ تر شہروں اور بہت سے دیہی اضلاع میں بھی سوویتیں وجود میں آ گئیں - یہ مزدوروں، سپاھیوں اور کسانوں کے نمائندوں پر مشتمل تھیں -

فروری انقلاب کے فوراً بعد سوویتوں کے ھاتھ میں فیصلہ کن طاقت آ چکی تھی - انکی طرف عوام کی زبردست اکثریت تھی - انقلابی سپاھی اور ملاح انکی حمایت کر رھے تھے - مزدوروں کے سرخ گارڈ کی مسلح طاقت ان کے ساتھ تھی جن کو فروری ۱۹۱۷ء میں منظم کیا گیا تھا -

۱۴ مارچ کو پیتروگراد میں مزدوروں اور سپاهیوں کی سوویتوں کی پہلی متحدہ نشست کے دوران اسمیں موجود سپاهیوں نے اجتماعی طور پر فوج کے لئے ایک انقلابی حکم تیار کیا ۔ اس حکم میں جسکو حکم نمبر ۱ کا نام دیا گیا یہ کہا گیا تھا کہ ہر فوجی دستہ اپنے سارے سیاسی اقدامات میں سوویت اور اسکی کمیٹیوں کے ماتحت ہے اور تمام اسلحہ رجمنٹوں اور بٹالینوں کی کمیٹیوں کے هاتھ میں اور کنٹرول میں ہونے چاهئیں ۔

اس طرح سوویتوں کو حقیقی اور زبردست اختیار و طاقت حاصل ہو گئی ۔ وہ مزدوروں اور کسانوں کی انقلابی ڈکٹیٹرشپ کا آلہ بن گئیں ۔

پھر بھی سوویتوں کے هاتھ ریاستی اقتدار نہیں آیا ۔ ملک میں ایک اور اقتدار قائم ہو گیا تھا جو برسرکار تھا ۔ یہ عارضی حکومت تھی جسکے مقامی ادارے کثیر تعداد میں تھے ۔ عارضی حکومت کا وجود اس طرح ہوا کہ زارشاهی کے زمانے میں ۱۹۰۶ء سے ایک طرح کا پارلیمانی ادارہ — ریاستی دوما تھا جسکو بہت هی محدود اختیارات حاصل تھے ۔ چوتھی ریاستی دوما کا انتخاب ۱۹۱۲ء میں ہوا تھا جسمیں دائیں بازو کی پارٹیوں کے نمائندوں کی اکثریت تھی ۔ ۱۹۱۴ء میں اس کے پانچ کمیونسٹ نمائندے گرفتار کرکے سائبیریا بھیج دئے گئے ۔ جب فروری انقلاب شروع ہوا تو ریاستی دوما کے ممبروں نے پہلے عارضی کمیٹی اور پھر ۱۵ مارچ کو عارضی حکومت قائم کی جسکا سربراہ ایک بڑا جاگیردار نواب گ ۔ یے ۔ لووف تھا ۔ تمام اهم منصب دائیں بازو کی بورژوا پارٹیوں کے نمائندوں کو دئے گئے تھے ۔ ان میں بڑے بڑے سرمایہ‌دار ا ۔ ی ۔ گوچکوف، ا ۔ ی ۔ کونووالوف اور م ۔ ی ۔ تیریشچینکو وغیرہ تھے ۔ عارضی حکومت بورژوا ڈکٹیٹرشپ کی نمائندہ تھی ۔ چنانچہ دو حکومتیں، دو ڈکٹیٹرشپ بیک وقت کارفرما تھیں ۔

سارے تاریخی انقلاب مشترکہ خط و خال کے ساتھ ساتھ اپنی منفرد خصوصیات بھی رکھتے هیں جنکا انحصار زمانے، جگہ اور ہر ملک کے تاریخی ارتقا کے مخصوص حالات پر ہوتا ہے ۔ چنانچہ روس میں فروری ۱۹۱۷ء کے انقلاب کی خصوصیت دو عملی حکومت کا قیام تھا ۔

زارشاهی کے خاتمے کے فوراً بعد ملک میں شدید سیاسی جدوجہد پھوٹ پڑی ۔ مختلف پارٹیاں اور تنظیمیں جن کو علانیہ سرگرمیوں کا

امکان حاصل تھا اپنی پوزیشن کو مضبوط کرنے کی پوری کوشش کر رہی تھیں ۔

اس وقت سیاسی میدان میں کون کونسی خاص پارٹیاں سرگرم‌عمل تھیں ؟

نام نہاد آئینی جمہوری پارٹی (کیڈیٹ) جو مالیاتی اور صنعتی بورژوازی کے مفادات کی نمائندگی کرتی تھی ۔ کیڈیٹوں کا اثر چوٹی کے بورژوا دانش‌وروں، نوجوان طلبا اور افسروں کے ایک حصے پر تھا ۔ کیڈیٹوں کے لیڈروں میں سے تاریخ کا پروفیسر پ ۔ ن ۔ میلیوکوف، ڈاکٹر ا ۔ ی ۔ شینگاریف اور پہلی عارضی حکومت کا سربراہ گ ۔ ی ۔ لووف تھے۔

اکتوبروالوں کی پارٹی کیڈیٹوں سے زیادہ دائیں تھی ۔ اس کا لیڈر ماسکو کا بہت بڑا صنعت کار ا ۔ ی ۔ گوچکوف تھا ۔ اکتوبروالے ان جاگیرداروں کے جو بورژوازی میں تبدیل ہوگئے تھے ان کے اور بڑی سامراجی بورژوازی کے مفادات کے حامی تھے ۔ کیڈیٹ اور اکتوبروالے دونوں یہ چاہتے تھے کہ جرمنی کے خلاف جنگ جاری رکھی جائے ۔ وہ آٹھ گھنٹے کا کام کا دن رائج کرنے اور جاگیرداروں کی زمینیں کسانوں میں تقسیم کرنے کے خلاف لڑ رہے تھے ۔

پیٹی بورژوازی کی پارٹیاں سوشل ڈیموکریٹ (مینشویک) اور سوشلسٹ انقلابی پارٹیاں بہت زیادہ سرگرمیاں دکھا رہی تھیں۔ مینشویکوں کی حمایت دانش‌وروں (چھوٹے ملازمت پیشہ لوگ اور ٹیچر) کا ایک حصہ اور مزدوروں کا چھوٹا سا حصہ (جس میں زیادہ تر خاص مراعات رکھنے والے چوٹی کے مزدور تھے) کر رہا تھا ۔ مینشویکوں میں طرح طرح کے گروپ اور رجحانات پائے جاتے تھے ۔ ان کے قائد گ ۔ و ۔ پلیخانوف، ب ۔ و ۔ مارتوف، ف ۔ ی ۔ دان، ی ۔ س ۔ چھےایدزے، ی ۔ گ ۔ تسیریتیلی وغیرہ تھے۔ سوشلسٹ انقلابی اپنے کو ”کسان“ پارٹی کہتے تھے اور انکی سرگرمیاں زیادہ تر دیہاتوں میں تھیں جہاں ان کو دیہی بورژوازی یعنی امیر کسانوں (کولاک) کی حمایت حاصل تھی ۔ دانشوروں کا ایک حصہ انکی تائید کررھا تھا ۔ سوشلسٹ انقلابیوں کے درمیان اختلاف رائے ہونے کیوجہ سے ان میں مختلف گروپ پیدا ہو گئے جنکی بعد میں الگ الگ پارٹیاں بن گئیں ۔ اسکے دائیں اور مرکزی بازؤں کے لیڈر ن ۔ د ۔ افکسینتیف، و ۔ م ۔ چیرنوف، ا ۔ ر ۔ گوتس اور س ۔ ل ۔ ماسلوف

تھے۔ بائیں بازو کے سربراھوں میں م۔ا۔سپیریدونووا اور و۔ا۔کاریلین وغیرہ تھے۔

مینشویک اور سوشلسٹ انقلابی اپنے کو سوشلسٹ کہتے تھے لیکن درحقیقت وہ بورژوا اقتدار کے ستون تھے۔ وہ بورژوازی کے خلاف جدوجہد نہیں بلکہ اس سے سمجھوتہ کرنا چاھتے تھے (اسی لئے ان کو سمجھوتے باز کا نام دیا گیا)۔ انکا خیال تھا کہ روس ابھی سوشلسٹ انقلاب کے لئے پختہ نہیں ھوا ھے۔ وہ ملک کو بورژوا پارلیمانی راستے پر چلانا چاھتے تھے۔

واحد بااصول انقلابی پارٹی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) تھی جسکا ۱۹۱۷ء میں سرکاری نام روسی سوشل ڈیمو کریٹک لیبر پارٹی (بالشویک) تھا۔ بالشویک پارٹی نے جن مقاصد کا اعلان کیا وہ سوشلسٹ انقلاب لانا، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ قائم کرنا اور کمیونسٹ معاشرے کی کامیابی کیلئے جدوجہد کرنا تھے۔ مزدور طبقے کی پارٹی ھونے کیوجہ سے بالشویک پارٹی تمام محنت کشوں کے مفادات کا دفاع اور ان کے لئے جدوجہد کرتی تھی کیونکہ مزدور طبقہ تمام کچلے ھوئے اور استحصال کے شکار لوگوں کا لیڈر ھے۔

بالشویک پارٹی کا قلب فیکٹریوں اور کارخانوں کے تجربےکار مزدوروں پر مشتمل تھا۔ ۱۹۱۷ء میں پارٹی کے ممبروں میں ان کی تعداد ۶۰ فیصدی تک تھی۔ پارٹی میں انقلابی دانشوروں اور غریب کسانوں کے بھی کافی نمائندے تھے۔ ولادیمیر ایلیچ لینن (اولیانوف) بالشویک پارٹی کے مقبول‌عام لیڈر ھو گئے تھے۔

والگا علاقے کے شہر سیمبرسک (جو اب اولیانوفسک کہلاتا ھے) میں ایک ٹیچر کے بیٹے لینن نے لڑکپن سے ھی اپنے کو محنت کشوں کی آزادی کےلئے وقف کردیا۔ وہ متعدد بار زارشاھی کے جبروتشدد کا نشانہ بنے اور ان کو بہت‌سے سال قید اور جلاوطنی میں گزارنا پڑے۔ ولادیمیر ایلیچ لینن عظیم نظریہ‌داں تھے۔ انھوں نے تخلیقی طور پر مارکس‌ازم کو فروغ دیکر اس وقت نئے تاریخی حالات کیلئے استعمال کیا جب سرمایہ‌دار نظام اپنی آخری منزل سامراج میں داخل ھوا تھا۔ وہ سوشلسٹ انقلاب کی حکمت عملی کے ماھر تھے۔ لاجواب قوت نظریہ کے ساتھ ساتھ لینن زبردست جوش‌وتوانائی، قوت ارادی، تنظیمی صلاحیت عملی

لیڈر کا نظم اور انقلابی کا دھکتا ہوا جوش اور مفکر کا ہوش وشعور رکھتے تھے۔

لینن نے روس کے محنت کشوں کی جدوجہد آزادی میں انکی قیادت کی۔ ان میں مزدور طبقے اور تمام کچلے ہوئے لوگوں نے عالمی تاریخ کے ایک فیصلہ کن اور اہم لمحے میں عظیم لیڈر پا لیا۔

پارٹی کے رہنما کارکنوں میں تجربےکار انقلابی تھے جو برسوں سے زار شاہی کے خلاف بڑی جرأت کے ساتھ لڑ رہے تھے۔

ان میں پارٹی کے ایک بڑے کارکن یاکوف میخائلوویچ سویردلوف بھی تھے جنکو لینن پرولتاریہ کا لیڈر کہتے تھے۔ انھوں نے مزدور طبقے کو منظم کرنے اور اسکی فتح کے لئے بہت کچھ کیا تھا۔

پولستانی مزدور طبقے کے ممتاز فرزند فیلکس ایڈمونڈوویچ ذریرژینسکی انقلاب کے ایک حقیقی سردار کی طرح مشہور تھے۔ انھوں نے مزدور طبقے کی آزادی کے لئے اپنا سارا ولولہ اور غیرمعمولی صلاحیتیں وقف کر دی تھیں۔

پیترو گراد کے مزدور اس نوکدار چھوٹی داڑھی‌والے پستہ قد شخص سے بخوبی واقف تھے جسکی فولادی فریم کی عینک سے آنکھیں چیزوں کو بغور دیکھتی تھیں۔ یہ تھے میخائیل ایوانوویچ کالینن۔ وہ تویر صوبے کے کسان تھے جو مزدور اور پیشہ‌ور انقلابی بن گئے تھے۔ وہ ہمیشہ عوام کے درمیان نظر آتے تھے۔

۱۹۱۷ء میں اندریئی سیرگئیویچ بوبنوف کی عمر ۳۴ برس کی تھی۔ لیکن اس وقت بھی وہ ''بزرگ'' کمیونسٹ تھے جنھوں نے پارٹی میں ۱۴ سال کام کیا تھا۔ اس زمانے میں وہ ایوانووا — وزنےسینسک، ماسکو، نیژنی نووگورد، پیٹرسبورگ اور سامارا وغیرہ میں کام کرتے تھے۔

فروری انقلاب کے بعد پارٹی کی قیادت میں نمایاں رول یوسف ویساریونووچ استالین نے ادا کیا۔

لینن کی لائن کے لئے انتھک لڑنےوالے شعلہ‌ور مقرر اور عملی سرگرمی سے ابلتے ہوئے شخص سیرگئی میرونوویچ کیروف اور لاجواب ناظم والیریان ولادیمیروویچ کوئبیشیف تھے۔

ایک نازک اور خوبصورت چہرے، گھونگریالے بالوں‌والے نوجوان انقلابی کے فوٹو زارشاہی پولیس کے محافظ‌خانے میں بڑی حفاظت سے رکھے جاتے تھے۔ گریگوری کونستانتینوویچ اورجونیکیدزے (عرف سیرگو)

نے جدوجہد کے دوران سوشلزم کی فتح کا فولادی یقین برقرار رکھا اور قوت‌ارادی کو مضبوط بنایا۔

پارٹی کی ممتاز کارکنوں میں الکساندرا میخائیلونا کولونتائی، نادیژدا کونستانتینونا کروپسکایا، روزالیا ساموئیلونا زیملیاچکا اور ایلینا دمیترئیونا استاسووا وغیرہ جیسی بےباک انقلابی خواتین کے نام لئے جا سکتے ھیں۔

ماورائے قفقاز کے مزدوروں کے محبوب لیڈر اور جوشیلے مقرر استیپان گیورگیوچ شاؤمیان، دھاتساز مزدور، چوتھی ریاستی دوما کے ممبر گریگوری ایوانوویچ پیتروفسکی، خراد آپریٹر مزدور استانیسلاف کوسیور، لاجواب صحافی میخائیل استیپانوویچ اولمینسکی، ممتاز ادیب، مؤرخ اور ماھر معاشیات ایوان ایوانوویچ سکوارتسوف — استیپانوف اور پارٹی کے بزرگ کارکنوں میں پیتر گیرموگینوویچ سمیدوویچ اور ایمیلیان میخائیلوویچ یاروسلافسکی — یہ سب روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی (بالشویک) کے نمایاں ممبروں میں سے تھے۔

یہ بات بلا مبالغہ کہی جا سکتی ھے کہ دنیا کے کسی ملک میں ایسے ممتاز کارکنوں، عصر ساز مفکروں، لاجواب ناظموں، باھمت اور دوراندیش لوگوں کا گلدستہ نہیں مل سکتا۔

امریکی صحافی آلبرٹ ریس ولیمس جنھوں نے اپنی آنکھوں سے اکتوبر انقلاب دیکھا تھا امریکہ واپس ھوکر فروری ۱۹۱۹ء میں کہا تھا:

''بالشویک دانش‌وروں کا بنیادی کردار عوام پر ان کا لامحدود یقین ھے، یہ یقین کہ مزدور طبقے کو صرف مزدور طبقہ ھی آزادی دلا سکتا ھے نہ کہ کسی کے دماغ سے نکلی ھوئی اسکیم۔''

روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی (بالشویک) میں گ۔ ی۔ زینووئیف، ل۔ ب۔ کامینیف، ن۔ ی۔ بوخارین، ا۔ ی۔ ریکوف وغیرہ بھی تھے جنھوں نے ابتدا ھی میں متعدد بار گمراھی اختیار کی اور مرکزی کمیٹی کی اکثریت کی منظور کی ھوئی لائن سے انحراف کیا۔ بعد کو وہ مارکس‌ازم لینن‌ازم سے بالکل علحدہ ھو گئے اور ان کو پارٹی سے نکال دیا گیا۔

بالشویک پارٹی نے زارشاھی کا تختہ الٹنے کے بعد روس کی آئندہ ترقی کے تمام بنیادی مسائل کے بارے میں اپنا واضح اور مستحکم مؤقف اختیار کیا۔ اس مؤقف کو لینن نے اپنے مشہور ''اپریل کے مقالوں''

میں پیش کیا اور اپریل ۱۹۱۷ء کی کل روس پارٹی کانفرنس نے تفصیلی بحث‌مباحثہ کرکے اسکو منظور کیا۔

اس وقت سب سے بڑا کام بورژوا جمہوری انقلاب سے سوشلسٹ انقلاب تک عبور تھا۔ یہ ایک حقیقی اور وقت کے تقاضے کے مطابق کام تھا۔ مارکس‌ازم کو فروغ دینے کے دوران لینن نے سوشلسٹ انقلاب کے لئے خود اپنا نظریہ مرتب کیا۔ انھوں نے یہ ثابت کیا کہ سامراجی دور میں سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے لئے تمام ضروری حالات پیدا ہو گئے ہیں۔ لینن نے لکھا کہ ''سامراج سڑتا ہوا سرمایہ‌دارانہ نظام،، ہے، ''سامراج پرولتاری سوشل انقلاب کی چوکھٹ ہے ،،۔ ساتھ ہی انھوں نے یہ بھی بتایا کہ سامراجی نظام میں مختلف ملکوں میں بڑھتے ہوئے نانساوی معاشی اور سیاسی ارتقا کیوجہ سے ایک الگ ملک یا کئی ملکوں میں سوشلسٹ انقلاب کی فتح ممکن ہے۔ اگر کسی ملک میں انقلابی صورت‌حال پیدا ہوتی ہے تو اس ملک کے پرولتاریہ کےلئے یہ ممکن ہے اور اس کو ایسا کرنا چاہئے کہ اقتدار اپنے ہاتھ میں لینے اور سوشلزم کی تعمیر کرنے کےلئے سارے امکانات استعمال کرے۔ اس طرح وہ تمام ملکوں کے انقلابیوں کے کاز کو بڑی تقویت پہنچائیگا۔

حالات کچھ اس طرح پیش آئے کہ روس نے ہی سامراجی محاذ میں پہلی دراڑ ڈالی۔

روس میں سوشلسٹ انقلاب کی کامیابی کے لئے سارے ضروری حالات موجود تھے۔ ملک کی زندگی میں جو گہرے تضاد پیدا ہو گئے ان کو صرف ایسا ہی انقلاب حل کر سکتا تھا۔ سوشلسٹ انقلاب نے مزدور طبقے اور غریب کسانوں کو سرمایہ‌دارانہ استحصال سے نجات دلائی، اس نے محنت کش کسانوں کو زمین اور آزادی پیش کی، کچلی ہوئی قومیتوں کو نجات دلائی اور اس سامراجی جنگ کو بند کرنے کا راستہ نکالا جس سے عوام نفرت کرنے لگے تھے۔ اس طرح سوشلسٹ انقلاب سے روسی آبادی کی زبردست اکثریت کو دلچسپی ہو گئی۔

کمیونسٹ پارٹی نے بجا طور پر عارضی حکومت کو سرمایہ‌دار حکومت گردانا اور اعلان کیا کہ جنگ پہلے کی طرح سامراجی ہے اور منصفانہ اور جمہوری معاہدۂ امن کا نعرہ دیا۔

معاشی میدان میں کمیونسٹ پارٹی نے ایسے اقدامات کی تجویز کی جو محنت‌کشوں کی حالت بہتر بناتے تھے اور استحصال کرنےوالوں کو

کمزور کرتے تھے - جاگیرداروں اور زمینداروں کی زمینیں ضبط کر کے ان کو قومی ملکیت بنانا، تمام بینکوں کو واحد کل ریاستی بینک میں متحد کر کے اس کو مزدوروں کے نمائندوں کی سوویت کے سپرد کرنا، پیداوار اور سامان کی تقسیم پر مزدوروں کا کنٹرول قائم کرنا — ایسے تھے یہ اقدامات -

دو عملی حکومت کے مخصوص حالات میں کمیونسٹ پارٹی نے یہ نعرہ دیا ''سارا اقتدار سوویتوں کے لئے!،، اس کا مطلب یہ تھا کہ دو عملی حکومت ختم کرنا اور سوویتوں کی واحد حکومت قائم کرنا چاھئے - صورت‌حال اس وجہ سے پیچیدہ ہو گئی تھی کہ متعدد وجوہ سے زیادہ‌تر سوویتیں، فروری انقلاب کے بعد کئی مہینوں تک سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کی قیادت میں رھیں جو سوویتوں کو سارا اقتدار دینے کے خلاف تھے اور عارضی حکومت کی حمایت کرتے تھے - پھر بھی بالشویک اپنا یہ مطالبہ لیکر آگے بڑھے کہ ''سارا اقتدار سوویتوں کے لئے،، - وہ محسوس کرتے تھے کہ اس طرح ایک نئی قسم کی ریاست پیدا ہو جائے گی جو عوام کے مفادات کا تحفظ کریگی - صرف ایسی حکومت جو سوویتوں کی بنیاد پر قائم کی گئی ہو عوام کے مطالبات کو پورا کر سکتی تھی اور محنت کشوں کی آرزوؤں کو عملی جامہ پہنا سکتی تھی -

یہ انقلاب کو فروغ دینے کا پرامن راستہ تھا جس پر چلنا روس کے ٹھوس حالات نے ممکن بنا دیا - عارضی حکومت کمزور تھی اور سوویتیں فیصلہ کن طاقت رکھتی تھیں - ان کی پشت پر کچلے ہوئے عوام کی اکثریت تھی اور بس ان کو اقتدار اپنے ھاتھ میں لے لینا تھا پھر کسی کو بھی ان کی مخالفت کرنے کی جرأت نہ تھی - اسی لئے اس وقت کمیونسٹوں نے مسلح بغاوت کی یا عارضی حکومت کو فوراً ختم کرنے کی اپیل نہیں کی - ایسی حکومت کو ختم کرنے کی اپیل نہیں کرنی تھی جسکی حمایت سوویتیں کرتی تھیں - ضرورت اس بات کی تھی کہ سوویتیں خود عارضی حکومت کی حمایت بند کر کے اقتدار کی باگ‌ڈور اپنے ھاتھ میں لے لیں -

اگر سوویتیں اقتدار کو سنبھال لیتیں تو پھر ان کی سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کی قیادت بھیس بدل کر اپنے وعدوں کے پیچھے نہ چھپ سکتی - لوگ ان سے کہتے ''اب تم کو اقتدار حاصل ہو گیا ھے - اپنے وعدے پورے کرو،، - لیکن مینشویک اور سوشلسٹ

انقلابی عوام کو امن، زمین اور روٹی نہیں دینا چاہتے تھے۔ اس طرح انھوں نے میدان عمل میں اپنے کو بےنقاب کردیاھوتا۔ تب عوام کو تجربے اور عمل سے مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کے اصلی رول کا یقین آجاتا اور وہ دھوکوں سے نکل کر یہ سمجھ لیتے کہ بالشویک پارٹی ھی عوام کے تقاضوں کو پورا کرنے کی صلاحیت رکھتی ھے۔ عوام پرامن طریقے سے، سوویتوں کی جمہوری تنظیم کے ذریعہ مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں پر عدم اعتماد کا اظہار کرکے سوویتوں سے واپس بلا سکتے تھے اور بالشویکوں کو رھنما بنا سکتے تھے۔

''سارا اقتدار سوویتوں کے لئے!،، یہ نعرہ انقلاب کا بنیادی نعرہ بن گیا۔

سوشلسٹ انقلاب کا فروغ

۱۹۱۷ء کی بہار اور گرمیوں میں روس کی انقلابی تحریک بڑی تیزی اور زبردست طاقت سے بڑھنے لگی۔

ملک کے محنت کش زارشاھی کا تختہ الٹکر،، امن، زمین، روٹی اور آزادی کے لئے جدوجہد کر رھے تھے۔ عوام کے ان مطالبات کو زارشاھی کی جانشین بورژوا عارضی حکومت نے نہیں پورا کیا اور نہیں پورا کرنا چاھا۔ وہ ان مطالبات کو پورا بھی نہیں کر سکتی تھی کیونکہ وہ نہ تو وطن کے مفادات کی نمائندگی کرتی تھی اور نہ اس کی حفاظت۔ وہ تو بورژوازی اور جاگیرداروں کے مفادات کی محافظ تھی۔

جنگ جاری رھی۔ عارضی حکومت نے یہ نعرہ دیا کہ انقلاب کی کامیابیوں کی حفاظت کے لئے جنگ جاری رھنا چاھئے۔ لیکن جنگ دفاعی نہیں رھی بلکہ پہلے کی طرح سامراجی ھی رھی جو جاگیرداروں اور سرمایہداروں کے مفادات کے لئے، نئے نئے علاقوں پر قبضہ کرنے اور قوموں کو غلام بنانے کے لئے جاری تھی۔ ''فتح تک جنگ،، کے پرانے نعرے کو برقرار رکھکر عارضی حکومت نے عوام کی امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔

کسان جن کی ملک میں غالب اکثریت تھی یہ مطالبہ کر رھے تھے کہ جاگیرداروں کی آراضیات ان میں تقسیم کر دی جائیں۔ لیکن عارضی حکومت اس کے بارے میں کچھ سننے کو تیار نہ تھی۔ کسانوں کو

زمین دینے کے معنی اس کو جاگیرداروں سے چھیننا تھا۔ جاگیرداروں کی زیادہ‌تر زمینیں سرمایہ‌دار بینکوں کے پاس رھن ھو چکی تھیں۔ اس لئے کسانوں کو زمین دینے کا مطلب سرمایہ‌داروں‌پر بھی چوٹ کرنا تھا۔ اور بھلا وہ نئے وزیر جاگیرداروں اور سرمایہ‌داروں کو کیسے ''ناراض،، کرسکتے تھے جب کہ وہ انھیں کی نمائندگی کرتے تھے۔

عارضی حکومت نے مزدوروں کی حالت بہتر بنانے کےلئے بھی کچھ نہیں کیا۔ اس نے آٹھ گھنٹے کا کام کا دن رائج کرنے، تنخواھیں بڑھانے، محنت کے حالات کو بہتر بنانے میں بھی رکاوٹیں ڈالیں۔ دوسری طرف بورژوازی کو ھر طرح کی مدد دی گئی۔

غذائی بحران بڑھتا گیا۔ شہروں کی اناج کی سپلائی میں انتشار پیدا ھو گیا اور غذائی اشیا کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں۔

قومی مسئلہ بھی نہیں حل ھو رھا تھا۔ غیر روسی قوموں اور قومیتوں کے لکھوکھہا محنت کش پہلے کی طرح اب بھی حقوق سے محروم تھے۔ عارضی حکومت حقیقت میں زارشاھی کی نوآبادیاتی پالیسی پر گامزن تھی اور جبر و تشدد کی زارشاھی مشینری اپنی جگہ پر قائم تھی۔

ملک کے کثیر تعداد عوام جنھوں نے انقلاب کیا تھا دھوکے کا شکار ھو گئے تھے۔ بورژوا جمہوری انقلاب نے ان مسائل کو حل نہیں کیا جن سے ملک دوچار تھا۔ ایسی حکومت برسراقتدار آئی جو محنت کشوں کے لئے غیر اور عوام دشمن تھی۔ وہ ملک کو سماجی ترقی کے راستے پر نہیں بلکہ جنگ، بربادی، بھوک اور ناگزیر قومی تباھی کی طرف لئے جا رھی تھی۔

اسی لئے کثیر تعداد عوام تحریک میں آ گئے۔ انقلاب ھر طرف پھیلنے لگا۔ محاذ پر اور عقب میں، صنعتی مرکزوں اور بھولے بسرے دیہی علاقوں میں، راجدھانی اور دوردراز سرحدی جگہوں پر۔

عارضی حکومت کے نام ملک کے کونے کونے سے تشویش‌ناک تار آ رہے تھے۔ وہ آتے تو مختلف صوبوں، ضلعوں اور علاقوں سے تھے لیکن ان میں لکھی ایک ھی بات ھوتی تھی یعنی کسان زمین کے لئے جدوجہد کر رہے ھیں اور وہ جاگیرداروں کے خلاف میدان میں آ گئے ھیں۔

کورسک صوبے کے کسانوں نے الکساندروفکا نامی جاگیر پر دھاوا بول دیا تھا اور ریازان صوبے کے کسانوں نے شہزادے تروبیتسکوئی کی جاگیر پر قبضہ جما کر خود اس کا انتظام کر رہے تھے۔ تولا صوبے

نفرت کرتے ہوئے عملی طور پر انہوں نے اپنا گٹھ جوڑ کیا سامراجی روسی بورژوازی سے۔ کمیونسٹوں نے کچلی ہوئی قوموں کے درمیان اپنی سرگرمیاں بڑھا دیں۔ انہوں نے ان کو پرولتاری بین‌اقوامیت کے نعرے کے تحت متحد کیا، روسی اور مقامی استحصال کرنےوالوں کے خلاف قومی اور سماجی آزادی کے لئے جدوجہد میں ان کی مدد کی۔ بالشویک پارٹی نے قوموں کا آزادی کے ساتھ علحدہ ہونے اور اپنی خودمختار ریاستیں بنانے کا حق تسلیم کیا۔ لیکن اس اعلان نے قوموں کے درمیان نفاق نہیں پیدا کیا بلکہ ان کی یکجہتی اور جمہوریت میں استحکام پیدا ہوا۔ وہ رضاکارانہ طور پر ایک دوسرے سے زیادہ قریب ہو گئیں اور محنت کش متحد ہوکر انقلاب کے لئے جدوجہد کرنے لگے۔

انقلابی تحریک کا سربراہ روسی پرولتاریہ تھا۔ مزدور سرمایہ‌داروں کے خلاف ہڑتالوں کے ذریعہ سخت جدوجہد کر رہے تھے۔ وہ تمام سیاسی اقدامات میں آگے آگے تھے اور اپنی انقلابی مثال سے کسانوں اور سپاہیوں کو گرما رہے تھے، ان کے سامنے جوش اور پیش‌قدمی کے نمونے پیش کر رہے تھے اور متواتر اپنی تنظیم و اتحاد کو بہتر بنا رہے تھے۔

مئی ۱۹۱۷ء میں ملک کے طول و عرض میں ہڑتالیں ہونے لگیں۔ مزدور اپنی معاشی حالت اور محنت کے حالات کو بہتر بنانے کا مطالبہ کر رہے تھے۔ جون میں ہڑتالوں کی تعداد اور بڑھ گئی۔ دریائے والگا پر واقع سورموا کارخانے کے بیس ہزار مزدوروں نے ہڑتال کر دی۔ ان کی پیروی ماسکو اور ماسکو صوبے کے دھات‌سازوں نے کی۔ دونباس اور باکو میں سخت طبقاتی جدوجہد شروع ہو گئی۔ ہڑتال کی تحریک اورال میں بھی پھیل گئی۔ ماسکو اور پیتروگراد کے ریلوے مزدور بڑی سرگرمی کے ساتھ جدوجہد میں شامل ہو گئے۔

بورژوازی نے مزدوروں کی شدید مخالفت و مزاحمت کی۔ مزدور طبقے کے حقوق کو کچل کر ان کے خلاف اپنا معاشی دباؤ بڑھا دیا۔ وہ پرولتاریہ میں پھوٹ ڈالنا اور اس کے انقلابی ولولے کو کمزور کرنا چاہتی تھی۔ ''لاک آؤٹ'' کا منحوس لفظ ۱۹۱۷ء کی گرمیوں میں سارے مزدور محلوں میں گونج گیا۔ سرمایہ‌دار اپنے کارخانے بند کرکے مزدوروں کو نکال باہر کر رہے تھے۔

مئی میں ۱۰۸ کارخانے بند ہوئے، ۱۲۵ — جون میں اور ۲۰۶ — جولائی میں - ۹۰ ہزار مزدور بیکار ہو گئے - بورژوازی کو اس سے کیا حاصل ہوا؟ اس کے بارے میں بہت بڑے صنعت کار ریابوشینسکی نے علانیہ طور پر اور حقارت کے ساتھ یہ پیش گوئی کی کہ ''وہ وقت آئیگا جب بھوک اور قومی غربت کا ھڈیلا ھاتھ عوام کے ان دوستوں، مختلف کمیٹیوں اور سوویتوں کے ممبروں کا گلا دبا دیگا،، -

ان حالات کے تحت مزدوروں اور سرمایہ‌داروں کے درمیان جدوجہد نے اور بھی شدت اختیار کر لی -

مزدور صرف معاشی محاذ پر نہیں لڑ رہے تھے - وہ سیاسی مطالبے بھی کر رہے تھے، سوویتوں کے کام میں سرگرمی سے شرکت کرتے تھے اور سوویتوں کو سارا اقتدار دینے کے نعرے کی حمایت کرتے تھے -

مزدور طبقے کی تنظیم و اتحاد کو بہتر بنانے میں فیکٹری کمیٹیوں کی تنظیم نے اہم مدد دی - مختلف کارخانوں میں خود مزدوروں کی منتخب کی ہوئی یہ کمیٹیاں پیداوار اور مزدوروں کی سرگرمیوں کے سارے شعبوں کو اپنے ھاتھ میں لے لیتی تھی - وہ سوویتوں سے رابطہ قائم کرتی تھیں، سپلائی کے مسئلہ سے نبٹتی تھیں، آٹھ گھنٹے کے روزانہ کام کے رواج کا انتظام کرتی تھیں اور کارخانے کی نگرانی و حفاظت بھی کرتی تھیں - کارخانوں کے صحنوں اور خالی میدانوں میں، سنسان سڑکوں پر اکثر فوجی قواعد کے احکام کی گونج سنائی پڑتی اور شہری لباس میں لوگ رائفل اور پستولوں سے لیس دستوں کی شکل میں قواعد کرتے نظر آتے - یہ تھے سرخ گارڈ کے لوگ جو فوجی قواعد کرتے تھے اور ان کی تنظیم فروری انقلاب کے دوران کی گئی تھی - ۱۹۱۷ء کے گرمی اور خزاں کے موسموں میں ان کی تعداد متواتر بڑھتی گئی - مزدور طبقے نے ھتھیار اٹھا لئے تھے اور ان کو استعمال کرنا سیکھ لیا تھا - وہ فیصلہ کن دھاوے کی تیاری کر رہا تھا -

عارضی حکومت کے خلاف عوام کی ناراضگی اور انقلابی تحریک میں اضافے کا نتیجہ لازمی طور پر سیاسی بحران ہوئے -

پہلا بحران جس کو اپریل کا بحران کہا جاتا ھے یکم مئی (۱۸ اپریل) کو شروع ھوا جب پیتروگراد کے مزدوروں اور سپاھیوں کو معلوم ھوا کہ وزیر خارجہ میلیوکوف نے ایک ایسی تحریر پر دستخط کئے ھیں جس میں یہ کہا گیا ھے کہ جنگ مختتم فتح تک جاری رکھی

جائے گی۔ تقریباً ایک لاکھ مزدوروں اور سپاھیوں نے دارالحکومت پیترو گراد کی سڑکوں پر مظاھرہ کرکے میلیو کوف کے استعفے کا مطالبہ کیا۔ روس کے دوسرے شہروں میں بھی بڑے بڑے مظاھرے ہوئے۔ عوام کی بڑی تعداد نے عارضی حکومت کی پالیسی سے ناراضگی کا اظہار کیا۔ یہ سچ ھے کہ میلیو کوف کے استعفے کے لئے مظاھرہ کرنے والے سپاھیوں کا کافی بڑا حصہ یہ نہیں سمجھتا تھا کہ اس معاملے کا تعلق دراصل کسی فرد سے نہیں بلکہ خود حکومت کی طبقاتی نوعیت سے تھا۔

اس وقت پیترو گراد کی سوویت کے لئے یہ بالکل ممکن تھا کہ وہ مکمل طور سے اقتدار اپنے ھاتھ میں لےلے۔ لیکن سوویتوں کے رھنما مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں نے اس امکان کے استعمال سے انکار کر کے اپنے نمائندے حکومت میں شرکت اور اس کی حمایت کے لئے بھیجدئے۔

حکومت کی تنظیم دوبارہ کی گئی۔ جاگیردار وزیراعظیم لووف کے شانہ بشانہ مینشویک اور سوشلٹ انقلابی بھی اس میں تھے۔ سوشلسٹ انقلابی آ۔ ف۔ کیرینسکی وزارت میں وزیر جنگ و بحر تھا اور و۔ م۔ چیرنوف وزیر کاشتکاری۔ مینشویک م۔ ی۔ سکوبیلیف کو وزیر محنت بنایا گیا تھا۔ بہرحال وزارت میں اس تبدیلی سے کوئی خاص بات نہیں ھوئی تھی۔ میلیو کوف اور گوچکوف اس سے نکل گئے تھے لیکن حکومت کی پالیسی تبدیل نہیں ھوئی تھی۔ ''سوشلسٹ،، وزیر سرمایہ‌دار وزیروں کی پالیسی چلا رہے تھے۔

''بحران کے اسباب دور نہیں ھوئے ھیں اور اس طرح کے بحرانوں کا اعادہ ناگزیر ھے،، — بالشویکوں نے انتباہ کیا۔

ابھی اس کو دو مہینے بھی نہیں گذرے تھے کہ اس سے کہیں زیادہ زوردار اور پرخطر نیا سیاسی بحران پھوٹ پڑا۔

پیترو گراد میں ۱۸ جون کو مزدوروں اور سپاھیوں کا ایک بہت ھی شاندار مظاھرہ ھوا۔ اس میں تقریباً پانچ لاکھ لوگوں نے حصہ لیا۔ اتنا بڑا مظاھرہ روس کے دارالحکومت میں کبھی نہیں ھوا تھا۔ مظاھرین کی لامحدود قطاروں کے اوپر مرکز سے لیکر شہر کے ھر سرے تک بالشویک نعروں کے پرچم اور پوسٹر لہرا رھے تھے۔ حتی کہ مینشویک اخبار ''نووایا ژیزن،، (نئی زندگی) نے بھی اس کو یوں تسلیم کیا: ''اتوار کے مظاھرے نے اس بات کا انکشاف کیا کہ پیترو گراد کے پرولتاریہ اور فوج میں ''بالشویزم،، کا بول بالا ھے،،۔

اور ایک بار پھر پیتروگراد کے محنت کشوں کے اس مظاہرے کی حمایت ماسکو، کیئف، تویر، مینسک، ورونیژ، تومسک اور بہت سے دوسرے شہروں نے اپنے انقلابی اقدامات سے کی۔

عارضی حکومت جو عوام میں اپنی کوئی بنیاد نہیں رکھتی تھی پھر ایک سنگین‌ترین بحران سے دوچار تھی۔ تمام واقعات اس کے شاہد تھے کہ ملک میں انقلابی تحریک بڑھ رہی ہے[6]، کہ عوام کا مطالبہ سیاست اور معاشیات میں بنیادی تبدیلیوں کے لئے ہے۔ یہ تبدیلیاں اسی وقت ممکن تھیں جب پورا اقتدار سوویتوں کے ہاتھ میں آجاتا۔

بہرحال مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں نے سوویتوں کو عارضی حکومت کے ماتحت رکھنے کا راستہ اختیار کیا۔ تقریباً پورے جون بھر پیترو گراد میں سوویتوں کی پہلی کل روس کانگرس کے اجلاس ہوتے رہے۔ کانگرس کے ایک ہزار سے زیادہ مندوبین ملک کے مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کی نمائندگی کر رہے تھے۔ کوئی بھی طاقت کانگرس کو اقتدار اپنے ہاتھ میں لینے سے نہیں روک سکتی تھی۔ لیکن کانگرس میں بھی زیادہ‌تر مقامی سوویتوں کی طرح، مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کا غلبہ تھا۔ چنانچہ کانگرس نے اقتدار سنبھالنے کی تجویز کو مسترد کر دیا۔

اس دوعملی حکومت کی غیرمستحکم توازنی طاقت زیادہ دن تک نہیں چل سکتی تھی۔ نیا دھماکہ لازمی تھا۔

یہ دھماکہ ۱۶ — ۱۷ جولائی کو ہوا۔ ان دنوں پیتروگراد کے مزدوروں اور سپاہیوں نے پیتروگراد کی سڑکوں پر پھر مظاہرہ کرکے سوویتوں کو اقتدار دینے کی مانگ کی۔

۱۷ جولائی کو پانچ لاکھ سے زیادہ مزدوروں، سپاہیوں اور ملاحوں نے مظاہرے میں حصہ لیا۔ محنت کشوں کی پرامن اور منظم قطاریں شہر کا چکر لگا کر تاوریچیسکی محل کی طرف چلیں جو مزدوروں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کی کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کا صدر مقام تھا۔

لیکن حکومت پرامن انجام کی خواہاں نہ تھی۔ اس نے انقلابی طاقتوں کے خلاف علانیہ اور بڑے پیمانے کے حملے کی ابتدا کے لئے اس مظاہرے کو بہانہ بنانے کا فیصلہ کیا۔ مینشویک اور سوشلسٹ انقلابی لیڈر اس فیصلے میں پوری طرح وزیروں کے ساتھ تھے۔

اچانک گولیوں کی بوچھار نے جلوس کی پرامن فضا کو منتشر کر دیا۔ یونکر اور کزاک مظاہرین پر بندوقوں اور مشین گنوں سے گولیاں برسا رہے تھے۔ شام کو حکومت نے مظاہرین کے خلاف باقاعدہ فوج معہ توپخانے کے بلالی اور پرامن مظاھرے کو دبا دیا گیا۔

رجعت‌پرستوں نے اپنی اس کامیابی کو مستحکم بنانے کے لئے فوری اقدام کیا۔ ابھی پیتروگراد کی سڑکوں پر زخمیوں کی کراھٹ گونج ھی رھی تھی کہ رجعت‌پرستوں نے قتل و غارت شروع کر دیا۔ بالشویکوں کی پارٹی پر بنیادی ضرب لگائی گئی۔ مرکزی بالشویک اخبار ''پراودا'' کے ادارتی دفتر، بہت‌سی بالشویک کمیٹیوں اور ٹریڈ یونینوں کے مرکزوں پر چھاپہ مارا گیا۔ جن فوجی دستوں نے جولائی کے مظاھرے میں حصہ لیا تھا ان کو برخاست کر دیا گیا۔ حکومت نے محاذ جنگ پر سزائے موت نافذ کر دی۔

۲۰ جولائی کو حکومت نے لینن اور متعدد دوسرے بالشویکوں کو گرفتار کرکے ان پر مقدمہ چلانے کا اعلان کیا۔

کئی سرکاری کاغذات اس کا ثبوت دیتے ھیں کہ مقدمہ چلانے سے پہلے لینن کو جسمانی اذیت پہنچانے کا بھی فیصلہ کیا گیا تھا۔ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے فیصلے کے مطابق لینن روپوش ہو گئے۔ وہ خفیہ طور سے پیتروگراد کے قریب رازلیف چلے گئے اور تقریباً ایک مہینے تک گھاس کاٹنےوالے کی حیثیت سے جھونپڑی میں رھے۔ انھوں نے پارٹی کی مرکزی کمیٹی سے قریبی روابط رکھتے ھوئے یہاں انقلاب کے نظریاتی اور عملی مسائل پر غوروخوض کیا اور جب موسم خزاں قریب آیا تو لینن فن‌لینڈ چلے گئے اور اکتوبر تک وھیں رھے۔

جولائی نے انقلاب کی صورت حال کو ایک نیا موڑ دیا۔ دو عملی حکومت ختم ھو گئی۔ اب سارا اقتدار رجعت‌پرست عارضی حکومت کے ھاتھ میں تھا۔ جو کچھ اقتدار پہلے سوویتوں کے ھاتھ میں تھا اس سے بھی وہ محروم کر دی گئیں۔

لینن نے لکھا: ''۴ جولائی کے موڑ کا مطلب یہ ھے کہ اس کے بعد عملی صورت حال میں بڑی تبدیلی ھوئی ھے۔ اقتدار کی متزلزل حالت ختم ھو چکی ھے۔ فیصلہ کن مقام پر پہنچ کر اقتدار رجعت‌پرستوں کے ھاتھ آچکا ھے''۔

ان حالات میں ''سارا اقتدار سوویتوں کے لئے،، کا نعرہ بے مقصد ہو گیا اور اس کو عارضی طور پر موقوف کر دیا گیا ۔ لیکن سوویتوں کو بالشویک بنانے کے بعد چند ہفتوں کے اندر اس نعرے کی تجدید کی گئی ۔ حکومت عوام پر جبر و تشدد کے لئے تلی ہوئی تھی ۔ اب اس کو پرامن طریقے سے ہٹانا نا ممکن تھا ۔ انقلاب کا پرامن دور ختم ہو چکا تھا ۔

جولائی کے واقعات نے عوام کو بڑا سبق دیا ۔ اس نے عارضی حکومت کی طبقاتی نوعیت کو بڑی صفائی سے بےنقاب کر دیا ۔ پرامن مظاہرے پر گولی چلا کر حکومت نے عوام کے ان بہت سے دھوکوں کو نشانہ بنا دیا جن میں وہ مبتلا تھے ۔ انہوں نے صاف طور پر سمجھوتےباز سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کے چہرے دیکھ لئے جو انقلاب‌دشمن قاتلوں کے شانہ‌بشانہ کھڑے تھے۔

انقلاب‌دشمن طاقتوں نے جولائی میں کامیابی حاصل کرکے یہ فیصلہ کیا کہ وہ بیچ راستے میں نہیں رکیں‌گی۔ بورژوازی نے یہ محسوس کیا کہ عارضی حکومت جس کی تشکیل ازسرنو کی گئی تھی اور جس کا سربراہ کیرینسکی تھا، انقلاب کی آگے بڑھتی ہوئی تحریک کو روکنے کی صلاحیت نہیں رکھتی ۔ ایک علانیہ انقلاب‌دشمن ڈکٹیٹرشپ قائم کرنے کی اسکیم بنائی گئی ۔ اور اس اسکیم کی تکمیل کی سازش کا سربراہ جنرل کورنیلوف تھا ۔ جنرل کورنیلوف نے جس کو جولائی کے واقعات کے بعد ھی کمانڈرانچیف مقرر کیا گیا تھا بغاوت کی براہ‌راست تیاری شروع کر دی ۔ سازشی منصوبہ کچھ یوں تھا کہ چنے ہوئے رجعت‌پرست دستوں کو پیتروگراد لایا جائے اور ساتھ ھی خود شہر کے اندر بغاوت کی جائے ۔ پھر شہر پر قبضہ کرکے بےرحمی کے ساتھ انقلابی طاقتوں کو کچل دیا جائے ۔ اس سازش میں کورنیلوف اور چوٹی کے جنرلوں کے ساتھ کیڈیٹ پارٹی کے لیڈر بھی نمایاں رول ادا کر رہے تھے ۔ ان کے علاوہ ریاستہائے متحدہ امریکہ، برطانیہ اور فرانس کے فوجی نمائندے بھی اس سازش میں براہ‌راست شریک تھے ۔

۷ ستمبر کو کورنیلوف نے جنرل کریموف کی گھوڑسوار فوج پیتروگراد کے خلاف بھیج دی اور تین دن کے اندر کورنیلوف کے دستے دارالحکومت پہنچ گئے ۔

بہت‌ھی خطرناک ساعت تھی ۔ لیکن اس زمانے میں عوام میں انقلابی ولولے کی ایک نئی لہر پیدا ہو گئی تھی اور ان کی پیش قدمی اور جوش

وخروش میں اضافه ھوا تھا - یه بات کافی واضح تھی که انقلاب‌دشمنوں کو عوام کی حمایت نہیں حاصل تھی - عوام نے اس جنریلی سہم کی سخت اور اٹل مخالفت کی اور وہ بڑی بہادری کے ساتھ نئے خطرے کا مقابله کرنے اٹھ کھڑے ھوئے -

کورنیلوف کے خلاف عوامی جدوجہد کی سربراہ بالشویک پارٹی تھی - پیتروگراد کی حفاظت کے لئے ۶۰ هزار سرخ گارڈ والے، سپاھی اور ملاح سینه سپر ھو گئے - بالشویکوں کی اپیل پر ریلوے مزدوروں نے ریل کی پٹریاں اکھاڑ دیں، خالی ڈبوں سے ریلوے لائنوں کو روک دیا اور انجنوں کو بھگا لے گئے - کریموف کی فوج کی پیش‌قدمی مشکل ھو گئی - کزاک دستوں میں جو پیتروگراد کی طرف بڑھ رہے تھے بالشویک ایجی‌ٹیشن کرنےوالے در آئے - کورنیلوف کی سازش کا سچا حال معلوم کرکے کزاکوں نے آگے بڑھنے سے انکار کر دیا اور اپنے افسروں کو گرفتار کر لیا -

ایک هفتے کے اندر ھی اندر اس بغاوت کو کچل دیا گیا - وہ نام نہاد خطرناک فوجی طاقت جو پیتروگراد کی طرف بڑھ رهی تھی منتشر ھو گئی - جنرل کریموف کے لئے (جو بےفوج رہ گیا تھا اور جس کو اپنی گرفتاری کا بھی خطرہ تھا) اب اس کے سوا کوئی چارہ نه تھا که وہ خودکشی کرلے - ریوالور کی اس گولی نے انقلاب‌دشمنوں کے خلاف انقلابیوں کی جدوجہد کی تاریخ کے ایک باب کا خاتمه کر دیا - کورنیلوف کی بغاوت کی مدد سے انقلاب‌دشمن اپنی مکمل فتح کی طرف فیصله کن قدم اٹھانا چاھتے تھے - لیکن ھوا اس کے برعکس - بغاوت کچل دی گئی اور انقلاب نے قدم آگے بڑھایا -

مسلح بغاوت

نئے حالات کے تحت انقلاب کو کس راستے پر آگے بڑھنا تھا؟ اقتدار کےلئے پرولتاریه کی جدوجہد کو کونسی صورت اختیار کرنی تھی؟

یه تمام سوال جولائی کے واقعات کے بعد جب دو عملی حکومت ختم ھو چکی تھی، جب ریاستی اقتدار پوری طرح بورژوازی کے ھاتھ میں آچکا تھا کمیونسٹ پارٹی کے سامنے تھے -

ولادیمیر ایلیچ لینن نے اس وقت کے حالات کا گہرا اور ہمہ رخ تجزیہ پیش کیا۔ ان کے مضامین ''سیاسی صورت‌حال،،، ''تین بحران،،، ''نعروں کے بارے میں،، اور ''انقلاب کے سبق،، وغیرہ نے پارٹی کے نئے طریقۂ کار کا تعین کیا اور اس کی مضبوط بنیاد قائم کی۔

۲۶ جولائی سے ۳ اگست تک پیٹروگراد میں روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی (بالشویک) کی چھٹی کانگرس نیم قانونی طور پر ہوتی رہی۔ اس کانگرس نے ملک کی صورت حال کا صحیح اندازہ پیش کیا اور ان حالات میں پارٹی کے فرائض کا تعین کیا۔

انقلاب فروغ پاکر آگے بڑھ رہا ہے۔ بورژوازی کی دہشت‌انگیزی اس کی اٹل پیش‌قدمی کو نہیں روک سکتی — کانگرس نے یہ نتیجہ اخذ کیا۔ ''تاریخ کی خفیہ طاقتیں کارفرما ہیں۔ عوام کے اندر گہرائیوں میں ناراضگی ابل رہی ہے۔ کسانوں کو زمین کی، مزدوروں کو روٹی کی اور دونوں کو امن کی ضرورت ہے،،۔ سوشلسٹ انقلاب کی فتح ناگزیر تھی۔ لیکن ''انقلاب کا پرامن ارتقا اور مصیبتوں کو جھیلے بغیر سوویتوں کو اقتدار ملنا ناممکن تھا،،۔ سامراجی بورژوازی کے تسلط کا طاقت کے ذریعہ تختہ الٹنا ضروری ہو گیا۔ اب پارٹی کی بنیادی سرگرمی مسلح بغاوت کی تیاری بن گئی۔ لیکن اس نے فوری مسلح بغاوت کی اپیل نہیں کی کیونکہ اس کے لئے ابھی حالات سازگار نہیں ہوئے تھے۔ بغاوت کے لئے تیاری کرنا، اس لمحہ کو قریب لانا، ضروری طاقتوں کو جمع کرنا اور وقت آنے پر پوری طرح مسلح ہونا — یہ تھی پارٹی کی لائن۔

اپریل کانفرنس سے اس کانگرس کے وقت تک پارٹی کے ممبروں کی تعداد تگنی ہو گئی تھی۔ کانگرس کے فیصلوں سے مسلح ہو کر اب دو لاکھ ۴۰ ہزار کمیونسٹ بڑے جوش‌وولولے کے ساتھ عوام میں کام کرنے نکل پڑے اور انقلاب کی فتح کی بنیادیں مضبوط بنانے لگے۔

خزاں کا موسم قریب آگیا۔ فروری انقلاب کو ہوئے نصف سال گذر چکا تھا۔ لیکن لوگوں کی حالت بد سے بدتر ہوتی جاتی تھی۔ معاشی ابتری بڑھ گئی تھی۔ صنعتی پیداوار برابر گرتی جا رہی تھی۔ ۱۹۱۷ء کی خزاں میں روبل کی قوت خرید بمقابلہ ۱۹۱۳ء کے دس گنی کم ہو گئی تھی اور ملک میں بےقیمت کاغذ کے نوٹوں کا سیلاب آگیا تھا، ذرائع نقل‌وحمل میں بھی بڑی گڑبڑ پیدا ہو گئی تھی، قحط پھیلتا چلا جا رہا تھا۔ شہروں اور مزدوروں کی بستیوں میں کھانے‌پینے کی

دوکانوں پر لمبی لمبی قطاریں لگنے لگیں ۔ روٹی، شکر اور دوسری غذائی چیزوں کی کمی ہو گئی تھی اور بےروزگاری بڑھ رہی تھی ۔

جنگ پہلے کی طرح جاری رہی ۔ ''کیا ہمیں ایک اور جاڑا مورچوں پر گذارنا ہوگا؟ ،، سپاہی پوچھ رہے تھے ۔

حکومت نے جنگ کو جاری رکھنے کے لئے برطانیہ، فرانس اور امریکہ سے نئے قرضے لئے ۔ یہ قرضے ملک کو زیادہ سے زیادہ غلام بنا رہے تھے اور اس کا خطرہ پیدا ہو گیا کہ وہ خودمختاری سے بالکل محروم ہو جائے گا ۔

بورژوازی کا تسلط ملک کو قومی تباہی کی طرف لئے جا رہا تھا ۔ بےمعنی جنگ ریاست کا سارا خون چوس رہی تھی ۔ اس کی معیشت کو تباہ کر دیا گیا تھا اور غیرملکی سرمایہ زیادہ سے زیادہ ملک کو غلام بنا رہا تھا ۔ یہ سب آنےوالی تباہی کی قطعی علامتیں تھیں ۔

۱۹۱۷ء کی خزاں میں روس انقلابی بحران کے لئے تیار ہو چکا تھا ۔ مزدوروں کی ہڑتال کی تحریک بےمثال پیمانے تک پہنچ چکی تھی ۔ ریلوے مزدوروں کی عام ہڑتال، اورال کے ایک لاکھ مزدوروں، ایوانووا ۔ کینیشمہ ضلع کے تین لاکھ مزدوروں، پرنٹروں، ماسکو کے کھالیں تیار کرنےوالے مزدوروں، باکو کے تیل مزدوروں اور دونباس کے کان کنوں کی ہڑتالیں طوفانی لہروں کی طرح بڑھ کر سرمائے کے تسلط کی بنیادیں ہلا رہی تھیں ۔

ہڑتالوں کے دوران مزدور بڑی سرگرمی اور اعتماد کے ساتھ منظم طریقے سے فیکٹریوں اور کارخانوں کے انتظام میں مداخلت کرتے تھے اور اشیائے خوردنی کی پیداوار اور تقسیم پر اپنا کنٹرول قائم کر رہے تھے ۔ کسانوں کی تحریک نے اب کھلےعام جاگیرداروں کے خلاف زبردست جدوجہد کی شکل اختیار کی ۔ اس کی یہ جدوجہد بالآخر حکومت کے خلاف بھی پڑتی تھی جو زمین کی جاگیردارانہ ملکیت کی حامی اور محافظ تھی ۔ مختصر یہ کہ ملک میں کسانوں کی بغاوت پھوٹ پڑی تھی جس کی واقعی بڑی سیاسی اہمیت تھی کیونکہ یہ زرعی ملک میں کسانوں کی بغاوت تھی ۔ یہ واحد واقعہ ہی اس بات کا ثبوت پیش کرتا تھا کہ پورا ملک بحران میں مبتلا تھا ۔

غیرمعمولی تیز رفتاری سے فوج کی بالشویک کاری ہورہی تھی ۔ پارٹی میں روزانہ ہزاروں سپاہی شامل ہو رہے تھے، پوری رجمنٹیں اور بٹالینیں

بالشویک قراردادوں کی حمایت کر رہی تھیں ۔ بالٹک کا پورا بحری بیڑہ اور ریزرو فوجی رجمنٹوں کے سپاھی بالشویکوں کے قطعی حامی تھے ۔ یہی صورت شمالی اور مغربی محاذوں کے سپاھیوں کی اکثریت کی تھی جو ملک کے قلب سے قریب ترین ہونے کیوجہ سے کافی اھمیت رکھتے تھے ۔ ملک بھر میں فوجوں کی غالب اکثریت بالشویکوں کے ساتھ تھی ۔

نئے حالات کے تحت سوویتوں کی زندگی کا ایک نیا دور شروع ھوا ۔ ان کی سرگرمیاں اور کارکردگی طوفانی رفتار سے بڑھیں ۔ سوویتیں بھی بالشویکوں کے ساتھ آنے لگیں ۔

سوویتوں اور انقلاب کی تاریخ میں ۱۳ ستمبر کا دن یادگار رہے گا ۔ دارالحکومت پیترو گراد کی مزدوروں اور سپاھیوں کے نمائندوں کی سوویت نے سب سے پہلے اقتدار کے بارے میں بالشویکوں کی قرارداد منظور کی ۔ پرانی مجلس صدارت مستعفی ھو گئی اور سوویت کی قیادت بالشویکوں کے ھاتھ میں آ گئی ۔ ۱۸ ستمبر کو ماسکو کی سوویت نے بھی بالشویکوں کی قرارداد منظور کر لی ۔ دوسرے اھم شہروں یعنی کیئف، خارکوف، کازان، اوفا، مینسک، تاشقند، سامارا، بریانسک، اورال اور دونباس وغیرہ کے شہروں سے بھی اسی طرح کی خبریں یکے بعد دیگرےآنے لگیں ۔ روس کی ۲۵۰ سے زیادہ سوویتوں نے ملک بھر میں اس بالشویک نعرے کی حمایت کی کہ ''سارا اقتدار سوویتوں کے لئے،، ۔ لینن کی پیش بینی کے مطابق زیادہ‌تر سوویتوں نے عوام کے موڈ کی عکاسی کرتے ہوئے مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کی پالیسی کو مسترد کرکے بالشویکوں کا راستہ اختیار کیا ۔ ''سارا اقتدار سوویتوں کے لئے،، کا نعرہ جو دوبارہ میدان میں لایا گیا تھا اب تشدد کے ساتھ حکمراں بورژوازی کا تختہ الٹنے کے لئے تھا ۔

۱۹۱۷ء کی خزاں میں سوشلسٹ انقلاب کی فتح کے لئے تمام ضروری حالات موجود تھے ۔ عوام نے فیصلہ کن اعتماد کے ساتھ بالشویکوں کی قیادت میں اپنا اقتدار قائم کرنے کی جدوجہد کے لئے تیاری کا اظہار کیا ۔

مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کی صفوں میں بدنظمی برابر بڑھ رھی تھی ۔ ان پارٹیوں کے اندر گروہ بندی اور جھتے بندی ھونے لگی تھی ۔ سوشلسٹ انقلابیوں کے بائیں‌بازو نے ایک علحدہ پارٹی ھونے کا اعلان کر دیا تھا ۔

اس کے علاوہ انقلاب دشمنوں میں انتہا پسند لوگ اس بات کے خواھاں تھے کہ عوام کے خلاف جدوجہد کرنے میں کوئی کسر نہ

رکھی جائے۔ انقلاب کو کمزور کرنے کے لئے بورژوازی نے ریگا کو جرمنی کے حوالے کر دیا اور کھلم کھلا قومی غداری کرکے وہ اسی طرح کی تیاری پیتروگراد کے لئے بھی کر رہی تھی۔

بورژوازی جرمنی کے ساتھ ایک علحدہ معاھدۂ امن کے بارے میں سوچ رہی تھی تاکہ وہ اپنی ساری طاقت انقلابی عوام کے خلاف لگا سکے۔ بالآخر بورژوازی نے کورنیلوف قسم کے ایک اور اقدام کی تیاری شروع کی۔ اس نے ''دھاوے بولنےوالی بٹالینوں،، کی تنظیم میں اضافہ کر دیا، ان تمام فوجی دستوں کو یکجا کر دیا جو اس کے لئے قابل اعتبار تھے اور انقلابی رجمنٹوں کو برخاست کرنے کی کوشش کی۔ انجام‌کار اب بغاوت کی تیاری کو زیادہ مدت کے لئے ملتوی کرنا ناممکن ھوگیا۔ اگر بورژوازی کو اپنی طاقتیں متحد و مستحکم کرکے اقدام کا موقع مل جاتا تو انقلاب کا خاتمہ یقینی تھا۔

۲۳ (۱۰) اکتوبر کو کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کا ایک خفیہ جلسہ پیتروگراد میں ھوا۔ جولائی کے بعد پہلی بار لینن مرکزی کمیٹی کے جلسے میں شریک ھوئے۔ وہ کچھ دن پہلے ھی غیر قانونی طور پر فن‌لینڈ سے آئے تھے۔ لینن کے علاوہ اس جلسے میں ۱۱ دوسرے ممبر بوبنوف، دزیرژینسکی، زینوویف، کامینیف، کولونتائی، لوموف، سویردلوف، سوکولنیکوف، استالین، تروتسکی اور اوریتسکی موجود تھے۔

لینن کی رپورٹ پر ایک قرارداد منظور کی گئی جس میں کہا گیا تھا: ''اس طرح یہ تسلیم کرتے ھوئے کہ مسلح بغاوت ناگزیر ھے اور پوری طرح پختہ پڑ چکی ھے، مرکزی کمیٹی پارٹی کی ساری تنظیموں کو ھدایت کرتی ھے کہ وہ اسی کے مطابق رھنمائی حاصل کریں اور تمام عملی مسائل پر اسی نقطۂ‌نظر سے بحث و مباحثہ کرکے فیصلے کریں...،،

اس فیصلے کے حق میں مرکزی کمیٹی کے سب ھی ممبروں نے رائے دی، سوائے زینوویف اور کامینیف کے۔ انھوں نے کہا کہ انقلاب کی فتح کے لئے ابھی حالات پختہ نہیں ھوئے ھیں اور یہ خطرہ نہیں مول لینا چاھئے۔ اس کے بجائے دفاعی اور انتظاری طریقۂ‌کار کی ضرورت ھے۔

مرکزی کمیٹی کے فیصلے کے بعد بغاوت کی تیاری زورشور سے شروع ھو گئی۔ لینن نے ایک منصوبہ بنایا جس کے مطابق انقلابی سپاھیوں، ملاحوں اور مسلح مزدوروں کو مل کر اقدام کرنا تھا۔

انقلابی طاقتوں کو بروئے کار لانے کے لئے پیٹروگراد کی سوویت نے فوجی انقلابی کمیٹی قائم کی۔ ملک کے دوسرے شہروں میں بھی فوجی انقلابی کمیٹیاں قائم کی گئیں۔ انھوں نے بالشویک پارٹی کی رہنمائی میں بغاوت کی براہ‌راست تیاریاں شروع کیں۔

کارخانوں اور فیکٹریوں میں سرخ گارڈ کے دستوں کی تنظیم اور زوروں سے ہونے لگی۔ پیٹروگراد کے کارخانوں کو دیکھ کر مسلح فوجی کیمپوں کی یاد آتی تھی۔ خرادوں پر کام کرنےوالے بہت سے مزدور جو سرخ گارڈ بن گئے تھے اب رائفلوں سے لیس تھے۔ ورکشاپوں میں اسلحہ کی مرمت ہو رہی تھی اور کارخانوں کے صحن میں فوجی مشقیں ہوتی تھیں۔

اکتوبر میں پیٹروگراد کا سرخ گارڈ تقریباً ۲۳ ہزار تربیت یافتہ اور مسلح مجاھدوں پر مشتمل تھا اور بہت ھی مختصر وقت میں پیٹروگراد کے سرخ گارڈ کے پچاس ہزار مجاھد میدان میں اتر سکتے تھے۔ ملک کے ۶۲ شہروں میں دو لاکھ مزدور تک سرخ گارڈ کی صفوں میں آ گئے تھے۔

بالٹک بیڑے کے جہازوں پر بھی بغاوت کی تیاری زوروں سے ہو رہی تھی۔ بڑے بڑے جہازوں اور ساحلی یونیٹوں میں مستقل جنگی دستے بنائے جا رہے تھے۔ وقت ضرورت ملاحوں کے یہ دستے بغاوت میں حصہ لے سکتے تھے۔

پیٹروگراد میں خشکی کی فوجی انقلابی رجمنٹیں بھی بغاوت کے لئے تیار تھیں۔ کمپنی اور رجمنٹ کمیٹیوں کے نمائندوں نے عارضی حکومت کے خلاف اقدام کرنے کے پختہ عزم کا اظہار کیا۔

۲۴ اکتوبر کو پیٹروگراد میں شمالی صوبہ کی سوویتوں کی کانگرس ہوئی، جس نے فیصلہ کن اقدام کرنے کے لئے عوام کی تیاری کا اظہار کیا۔ اکتوبر اور نومبر کے دوران ملک بھر میں اضلاعی اور صوبائی سوویتوں کی کانگرسیں ہو رہی تھیں۔ وہ ایک زودحس بیروسیٹر کی طرح عارضی حکومت کے خلاف فیصلہ کن جدوجہد کے لئے عوام کی آمادگی کی عکاسی کرتی تھیں۔

اس دوران میں کامینیف اور زینوویف نے کھلم کھلا غداری کی ایسی حرکت کی جس کی پارٹی کی تاریخ میں کوئی اور مثال نہیں ملتی۔

۳۱ اکتوبر کو مینشویک بائیں‌بازو کے اخبار ''نووایا ژیزن،، نے کاسینیف کا انٹرویو شایع کیا جس میں اس نے مسلح بغاوت کے بارے میں بالشویک پارٹی کے فیصلے سے اپنے اور زینوویف کے اختلاف کا اعلان کیا تھا۔ یہ تو قطعی غداری تھی جس نے بغاوت کے منصوبے پر ضرب کاری لگائی۔ ایسے لوگ جو پارٹی کے لیڈر تھے غیرپارٹی پریس میں پارٹی کے خفیہ فیصلے کے خلاف بیان دے رہے تھے۔ لینن نے خفگی کے ساتھ لکھا: ''کاسینیف اور زینوویف نے رودزیانکو اور کیرینسکی کے سامنے اپنی پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے مسلح بغاوت کے فیصلے کا راز افشا کر دیا...،،

کاسینیف اور زینوویف کے رویے سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ ان کو انقلاب اور مزدور طبقے کی طاقتوں پر اعتبار نہ تھا۔ لیکن لینن اور پارٹی جو عوام سے مضبوطی کے ساتھ مربوط تھے سرمایہ‌داروں کا تختہ الٹنے کے لئے عوام کی توانائی اور تیاری کو بخوبی جانتے تھے۔ ان علحدگی‌پسند بزدلوں کی غداری اور بدحواسی کے باوجود پارٹی فتح پر اٹل یقین کے ساتھ بغاوت کی تیاریاں کرتی رہی۔

''مشکل زمانہ ہے،، لینن نے بالشویک پارٹی کے ممبروں کو ایک خط میں لکھا: ''کام بہت سخت ہے اور بڑی غداری ہو رہی ہے۔ بہرحال فریضہ تو پورا کیا جائیگا، مزدور اپنی صفوں کو مستحکم کریں‌گے۔ کسانوں کی بغاوت اور محاذ پر سپاہیوں کی انتہائی بےچینی رنگ لائیگی! ہمیں اپنی صفوں کو متحد و منظم کرنا چاہئے، پرولتاریہ کی فتح ہونی چاہئے!،،

بغاوت کی عملی تیاریاں جو ن۔ ی۔ پودووئیسکی، و۔ ا۔ انتونوف۔اوسیئنکو اور گ۔ ی۔ چودنوفسکی وغیرہ کی قیادت میں ہو رہی تھیں زبردست اہمیت کی حامل تھیں۔ لینن اس کی رہنمائی کر رہے تھے اور پورے کام کے نگراں تھے۔

۲ نومبر کے بعد فوجی انقلابی کمیٹی نے انقلابی فوجی دستوں کے لئے کمیساروں کی نامزدگی شروع کی۔ تین دن میں فوجی انقلابی کمیٹی نے اپنے تقریباً ۳۰۰ کمیسار مقرر کئے۔ کمیسار کی تصدیق کے بغیر کسی حکم کی تعمیل منع تھی۔ اس طرح دارالحکومت کی فوج کی زبردست طاقت جو تقریباً ڈھائی لاکھ سپاہیوں پر مشتمل تھی انقلابی ہیڈکوارٹر کے کنٹرول میں آ گئی۔

اب ہر چیز دھاوے کے لئے تیار تھی ۔ اس کو شروع کرنے میں چند گھنٹے رہ گئے تھے۔

عارضی حکومت نے اس ارادے سے کہ وہ خود پیش‌قدمی کر سکے انقلابی طاقتوں پر حملہ کرنے کا فیصلہ کیا ۔ ٦ نومبر (٢٤ اکتوبر) کی رات کو حکومت نے یہ حکم دیا کہ تمام فوجی اسکول اقدامات کےلئے تیار رہیں ۔ پیٹروگراد کے فوجی علاقے کے کمانڈر گ ۔ گ ۔ پولکوونیکوف نے علاقے کے ہیڈ کوارٹر کی اجازت کے بغیر فوجیوں کو بارکوں سے نکلنے کی ممانعت کردی ۔ عارضی حکومت کے صدرمقام، سرما محل پر فوجی پہرہ بڑھا دیا گیا اور اس کو گھیرے میں لے لیا گیا ۔ دریائے نیوا کے پلوں پر یونکروں (مخصوص سرکاری اسکولوں میں تربیت پانےوالے افسر) کے دستے تعینات کر دئے گئے اور ان کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ پلوں کو کھول دیں * تاکہ مزدور شہر کے باھری ضلعوں سے مرکز تک نہ پہنچ سکیں ۔

سبھی یہ کہہ‌رہے تھے کہ اب علانیہ تصادم کا وقت آ گیا ہے۔ ایک منٹ کے توقف کی بھی گنجائش نہ تھی ۔ رجعت‌پرستوں نے حملہ کر دیا تھا ۔ ان کے زور کو توڑ کر فیصلہ کن دھاوا بولنا تھا ۔

صبح کو بالشویک پارٹی کی مرکزی اور پیٹروگراد کمیٹیوں کے جلسے ہوئے ۔ وہ اس پر متفق تھیں کہ ''اب انقلاب کی پوری منظم طاقت کے ساتھ ذرا بھی تاخیر کئے بغیر حملہ کر دینے کی ضرورت ہے،، ۔

وسیع شہر کے کونے کونے میں انقلابی طاقتیں حرکت میں آ گئی تھیں ۔ لینن نے مسلح بغاوت کا جو منصوبہ بنایا تھا اس پر عمل شروع ہو گیا ۔

کارخانوں اور فیکٹریوں میں سرخ گارڈ کو جمع کرنے کے لئے سگنل دئے گئے اور کچھ فوجی دستے اسمولنی ** روانہ کردئے گئے اور باقی

---

* شہر پیٹروگراد میں گھرے دریائے نیوا پر ایسے پل ہیں جو بڑے جہازوں کو اندر لانے کے لئے کھولے جا سکتے ہیں ۔

** اس عمارت میں پہلے اسمولنی انسٹی‌ٹیوٹ تھا جس میں امیروں اور نوابوں کی لڑکیاں پڑھتی تھیں ۔ اکتوبر کی مسلح بغاوت کے دوران یہ انقلابی طاقتوں کا صدرمقام ہو گیا ۔

مختلف دفاتر، اداروں، پلوں اور ریلوے اسٹیشنوں پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہو گئیے۔

اسمولنی میں ن۔ ی۔ پودووئیسکی، و۔ ا۔ انتونوف — اوسیئنکو اور گ۔ ی۔ چودنوفسکی شہر پیتروگراد کے نقشے پر جھکے ہوئے انقلابی دستوں کی حرکت کی جانچ اور اس کو ٹھیک ٹھاک کر رہے تھے۔ پارٹی کی فوجی انقلابی کمیٹی کے ممبران ا۔ س۔ بوبنوف، ف۔ ے۔ دزیرژینسکی، ایا۔ م۔ سویردلوف، ے۔ و۔ استالن اور م۔ س۔ اوریتسکی کمانڈروں، کمیساروں اور پارٹی تنظیموں کے لیڈروں کو فوجی فرائض سپرد کر رہے تھے۔

رہنمائی کے سارے رشتے لینن کے ہاتھ میں مرکوز تھے جو ابھی تک روپوش تھے۔

۶ نومبر کے دوران انقلابی دستوں نے اپنے فرائض بخوبی ادا کئے۔ انہوں نے پیتروگراد کے متعدد اہم مورچوں اور دفاتر پر قبضہ کر لیا۔ پھر بھی مرکزی کمیٹی اور فوجی انقلابی کمیٹی کے بعض ممبران ایک حد تک تذبذب میں مبتلا تھے اور کسی مستقل فیصلے تک نہیں پہنچ سکے تھے۔ خصوصاً تروتسکی نے جو پیتروگراد کی سوویت کا صدر تھا یہ اعلان کر دیا کہ عارضی حکومت کو گرفتار کرنے کا پروگرام نہیں ہے۔ اسی دن شام کو لینن نے ایک خط مرکزی کمیٹی کو بھیجا جس میں انہوں نے اپنے ساتھیوں کو یقین دلایا کہ حکومت پر فیصلہ کن اور فوری حملے کی ضرورت ہے۔ ''اس بات کی ضرورت ہے کہ آج ہی شام کو، آج ہی رات کو ہر قیمت پر حکومت کی گرفتاری عمل میں آجائے۔ پہلے یونکروں وغیرہ کو نہتا کر دیا جائے (اگر وہ مزاحمت کریں تو ان پر قابو حاصل کر لیا جائے)۔

اب انتظار نہ کرنا چاہئیے ورنہ سب کچھ کھونا ہوگا!

حکومت متزلزل ہے اس کو ہر قیمت پر مہلک ضرب لگانا چاہئیے!''

شام کو ذرا دیر سے لینن نے اپنی روپوشی کی جگہ چھوڑی اور اسمولنی روانہ ہو گئے۔ پیتروگراد کی سڑکوں پر دشمن کے پہرےدار دستوں کے پاس سے خطرناک حالات میں گذرتے ہوئے لینن بالآخر انقلابی طاقتوں کے صدرمقام تک پہنچ گئے اور شروع ہوتی ہوئی بغاوت کی براہ‌راست رہنمائی کرنے لگے۔ واقعات انتہائی تیزی کے ساتھ ہو رہے تھے۔ اب دوہرے ولولے اور جوش کے ساتھ انقلابی دستے شہر کے

اهم‌ترین مورچوں پر قبضہ کر رہے تھے۔ رات بھر میں سرخ گارڈوں، ملاحوں اور سپاہیوں نے ریلوے اسٹیشنوں، ریاستی بینک، ٹیلی‌فون اسٹیشن، بجلی گھر اور تارگھر پر قبضہ کر لیا۔

اس رات کا بےمثال نقشہ تاریخ میں ہمیشہ محفوظ رہےگا جب کہ دنیا کے پہلے سوشلسٹ انقلاب کی قسمت کا فیصلہ ہو رہا تھا۔ پیتروگراد کی کہرآلود سڑکوں پر جابجا بتیاں اپنی مسکتی سی روشنی دے رہی تھیں اور سرخ گارڈ کی لاریاں یکے‌بعددیگرے گذرتی جا رہی تھیں۔ سڑکوں کے چوراہوں پر سرخ گارڈ کے الاؤ خزاں کی رات کی تاریکی کو درہم برہم کر رہے تھے۔ کبھی کبھی گولیوں کی باڑ اور فوجی کمان کی گونج ہوا میں بلند ہوکر غائب ہو جاتی تھی۔ جابجا ''وارسا کے انقلابی گیت،، اور ''انٹرنیشنل،، کی دھنیں بلند ہوکر خاموشی کو توڑتی تھیں۔ انقلاب کے مجاہد گاتے ہوئے پرانی دنیا پر دھاوا بول رہے تھے۔

بکتربند جہاز ''اورورا،، کا آھنی دیوپیکر ڈھانچہ دریائے نیوا میں چڑھاؤ کی طرف حرکت کر رہا تھا۔ رات کو ساڑھے تین بجے اس نے سرما محل سے قریب ہی لنگر ڈال دیا۔

پیتروگراد میں اسمولنی (اکتوبر ۱۹۱۷ء)

سرما محل پر دھاوا

اسمولنی کی روشن عمارت کے سامنے سیکڑوں آدمی جمع تھے ۔ اس کے چوک اور صحن میں بکتر بند موٹریں کھڑی تھیں جن کے انجن چالو تھے ۔ پہرےدار الاؤں کی لرزاں روشنی میں پاسوں کی جانچ کر رہے تھے ۔ کھلی ہوئی مشین گنیں داخلے کے دروازے پر لگی ہوئی تھیں ۔ شہر کے کونے کونے کو پیغامبر بھیج کر روابط قائم کئے جا رہے تھے ۔ ساری رات یہاں دستوں اور کارخانوں کے نمائندے احکام حاصل کرنے کے لئے آتے رہے ۔ سرخ گارڈوں کے جو نئے دستے آتے تھے ان کو فوراً فوجی فرائض کے لئے روانہ کر دیا جاتا تھا ۔ بدھ کے دن ۷ نومبر (۲۵ اکتوبر) کی نم اور سرد صبح آئی ۔ اس وقت تک بغاوت کی کامیابی پکی ہو چکی تھی ۔ تقریباً سارا پیتروگراد باغیوں کے قبضے میں آچکا تھا ۔ عارضی حکومت کے پاس صرف سرما محل، فوجی ہیڈ کوارٹر اور ماریئنسکی محل رہ گئے تھے ۔ عارضی حکومت کے وزیر اعظم کیرینسکی نے دارالحکومت سے راہ فرار اختیار کی تھی ۔ اس کو یہ امید تھی کہ وہ رجعت‌پرست فوجیوں کو جمع کر کے پیتروگراد پر دھاوا بول سکے گا ۔

دن کے دو بجکر ۳۵ منٹ پر پیتروگراد سوویت کا مخصوص اجلاس شروع ہوا ۔ لینن نے پلیٹ‌فارم سے اعلان کیا :
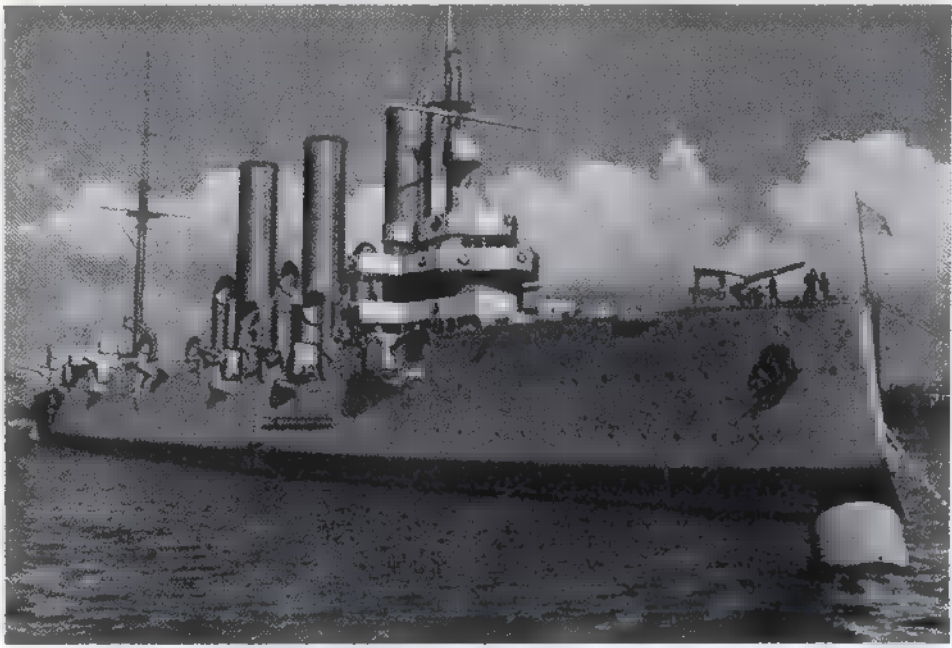
تاریخی کروزر ''اورورا،،

''رفیقو، مزدوروں اور کسانوں کا وہ انقلاب جس کی ضرورت کے بارے میں بالشویک ہمیشہ سے کہتے آئے تھے اب پورا ہو چکا ہے،،۔

بهرنوع عارضی حکومت اب بھی سرما محل میں موجود تھی۔ پانچ بجے شام تک انقلابی طاقتوں نے محل کو محصور کر لیا۔ انقلابیوں کی طاقت کہیں برتر تھی۔ قتل و غارت سے بچنے کے لئے انقلابی فوجی کمیٹی نے دو بار (چھ بجے اور آٹھ بجے) عارضی حکومت سے اصرار کیا کہ وہ ہتیار ڈال دے لیکن اس کو کوئی جواب نہ ملا۔ چنانچہ کمیٹی نے حملہ شروع کرنیکا حکم دیا۔ اس حملے کا سگنل بکتربند جہاز ''اورورا،، سے توپ کی ہوائی باڑ تھی۔

کوئی دس بجے رات کو ''اورورا،، سے توپ کی یہ باڑ چلی اور حملہ شروع ہوا۔ کچھ دیر تک دونوں طرف سے گولیاں چلتی رہیں اور پھر حملہآوروں کا زبردست ریلا ہوا۔ وہ محل میں گھس گئے اور انھوں نے ایک ایک قدم بڑھ کر، ایک ایک کمرے اور ایک ایک ہال پر قبضہ کیا۔ سرما محل کے ایک کمرے میں عارضی حکومت کے دہشتزدہ ممبر دبکے بیٹھے تھے۔

جب سپاھیوں، ملاحوں اور سرخ گارڈوں کا ایک جتھ اس کمرے کے دروازے پر پہنچا تو ایک یونکر راستہ روک کر کھڑا ہو گیا۔
''یہاں حکومت کے وزراء ھیں،، اس نے کہا۔
''اور یہاں انقلاب ہے،، — ایک ملاح نے جواب دیا۔
وزیر گرفتار کر لئے گئے۔ ۸ نومبر کی رات کو دو بجکر ۱۰ منٹ پر روس کی آخری بورژوا حکومت کا وجود ختم ہوگیا۔
پیٹروگراد کی مسلح بغاوت بڑی تیزی کے ساتھ منظم طریقے سے کامیاب ہوئی۔ یہ تقریباً بےخون خرابے کے ہوئی اور طرفین کے محض چند دھائی لوگ ھلاک اور زخمی ہوئے۔

روس میں سوویت اقتدار کا اعلان

۷ نومبر (۲۵ اکتوبر) کو رات کے دس بجکر ۴۰ منٹ پر، جب انقلابیوں نے سرماسحل پر دھاوا بول کر بغاوت کو کامیابی سے سرانجام دیا تھا، اسمولنی میں مزدوروں اور سپاھیوں کے نمائندوں کی دوسری کل روس کانگرس شروع ہوئی۔ اس کے ۶۵۰ مندوبین میں سے تقریباً ۴۰۰ بالشویک تھے۔ بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کا ایک اچھا خاصہ جتھ تھا۔ لیکن مینشویکوں اور دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کے، جن کا اثر اب سوویتوں میں‌نہیں رہا تھا، کانگرس میں صرف ۸۰ — ۷۰ مندوبین تھے۔ موٴخر الذکر کانگرس کی کارروائی میں انتشار پیدا کرنا چاھتے تھے لیکن مندوبین کی غالب اکثریت نے ان کی حمایت نہیں کی۔ اس پر سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کے سربراھوں (۵۱ اشخاص) نے کانگرس سے واک آؤٹ کر دیا۔
لیکن کانگرس نے اپنا کام جاری رکھا۔ رات کافی بڑھ چکی تھی جب پلیٹ‌فارم پر بالشویک پارٹی کے ایک ممتاز کارکن ا۔ و۔ لوناچارسکی آئے۔ ان کے ھاتھوں میں کچھ کاغذات تھے جو لینن کے لکھے معلوم ہوتے تھے۔
''مزدورو، سپاھیو اور کسانو!،، — لوناچارسکی نے اس دستاویز کو پڑھنا شروع کیا اور ھال پر گہری خاموشی چھا گئی۔
''مزدوروں، سپاھیوں اور کسانوں کی غالب اکثریت کی مرضی سے،

پیٹروگراد میں ہونےوالی مزدوروں اور فوج کی فاتحانہ بغاوت کی حمایت سے کانگرس اقتدار اپنے ہاتھ میں لیتی ہے۔
عارضی حکومت کا تختہ الٹا جا چکا ہے،،۔

ان سادہ لیکن پرجوش الفاظ کا خیرمقدم طوفانی تالیوں اور پرمسرت آوازوں سے کیا گیا۔

آگے چلکر اس دستاویز میں کہا گیا تھا: ''کانگرس یہ حکم جاری کرتی ہے کہ سارا مقامی اقتدار مزدوروں، سپاہیوں اور کسانوں کے نمائندوں کی سوویتوں کو دیا جاتا ہے،،۔ پانچ بجے صبح کو اس اپیل پر ووٹ لئے گئے۔ ہاتھوں کا ایک جنگل بلند ہوا اور پرمسرت آوازوں سے سارا ہال گونج اٹھا۔ صرف دو اشخاص نے اس کے خلاف ووٹ دیا۔

اس طرح روس میں سوویت اقتدار کا اعلان کیا گیا۔ اس طرح مسلح بغاوت کی فتح کو، سوشلسٹ انقلاب کی فتح کو مستحکم بنایا گیا۔ اس طرح بورژوازی کے تسلط کے خاتمے کا فرمان جاری کیا گیا اور دنیا میں مزدوروں اور کسانوں کی پہلی ریاست کے قیام نے واقعہ کا جامہ پہنا۔

اسی دن یعنی ۸ نومبر کو رات کے ۹ بجے کانگرس کا دوسرا اجلاس ہوا۔

لینن سوویت اقتدار کا اعلان کررہے ہیں

اکتوبر انقلاب امن کا نعرہ لیکر فتح کی منزل تک پہنچا تھا۔ ''جنگ ختم کرو !،،۔ یہ تھا عوام کا متفقہ مطالبہ۔ بالشویکوں نے جمہوری امن کا مطالبہ کیا یعنی وہ دوسروں کی سرزمین پر غاصبانہ قبضے کے بغیر، ایک ملک کو دوسرے ملک کا غلام بنائے بغیر اور تاوان جنگ کے بغیر امن کے خواہاں تھے۔ سوویت حکومت کا پہلا فرمان ''فرمان امن،، تھا۔

کانگرس کے پلیٹ‌فارم پر آکر خود ولادیمیر ایلیچ لینن نے یہ فرمان‌امن پڑھا جو تاریخ انسانی کی ایک اہم ترین دستاویز ہے۔

سوویت روس نے ''جنگ میں شریک تمام قوموں اور ان کی حکومتوں سے منصفانہ اور جمہوری امن کے لئے بات‌چیت فوراً شروع کرنے کی،، اپیل کی تھی۔

فرمان میں آگے چلکر کہا گیا تھا: ''اس بات کے لئے جنگ کو جاری رکھنا کہ طاقتور اور دولت مند قوموں کے درمیان مفتوحہ کمزور قوموں کو کس طرح تقسیم کیا جائے ہماری حکومت انسانیت کے خلاف بہت ہی بڑا جرم سمجھتی ہے۔ ،،

سوویت حکومت نے انتہائی خلوص کے ساتھ اعلان کیا کہ وہ جنگ میں شریک ساری طاقتوں کے ساتھ منصفانہ اور جمہوری امن کے معاہدے پر فوراً دستخط کرنے کو تیار ہے۔

تمام پچھلے خفیہ معاہدوں کو غیر مشروط اور فوری طور پر کالعدم قرار دیا گیا۔ اس طرح پرانے روس کی سامراجی پالیسی کو اٹل اور قطعی طور پر دفن کر دیا گیا۔ اپنے وجود کے پہلے دن سے ہی سوویت حکومت نے قوموں کے درمیان دوستی اور امن کا جھنڈا بلند کیا اور جنگ کے خلاف سرگرمی سے جدوجہد شروع کی۔ اس فرمان میں مختلف سماجی اور معاشی نظاموں‌والی ریاستوں کے درمیان پرامن بقائے باہم کے خیال کو پیش نظر رکھا گیا تھا جو سوویت خارجہ پالیسی کا ایک بنیادی اصول بن گیا۔

امن کے فرمان کو بحث‌و مباحثے کے بعد سوویتوں کی کانگرس نے متفقہ طور پر منظور کر لیا۔ پھر لینن نے دوسرے فرمان کا اعلان کیا جو زمین کے بارے میں تھا۔ ''جاگیرداروں کی زمین پر ملکیت فوراً بلا کسی معاوضے کے ختم کی جاتی ہے،،۔ یہ تھا اس فرمان کی پہلی سطر کا سادہ اور پراعتماد اعلان۔

جاگیرداروں اور زار کے خاندان کی جتنی آراضیات اور خانقاہوں اور گرجا گھروں کی جتنی زمینیں تھیں معہ ان کے تمام مویشیوں اور سامان، عمارتوں اور آلات و اوزار کے لے لی گئیں اور ان کو علاقائی آراضی کمیٹیوں اور کسان نمائندوں کی اضلاعی سوویتوں کے سپرد کردیا گیا۔ زمین کی نجی ملکیت ختم کر دی گئی۔ تمام زمین عوامی اور ریاستی ملکیت بنا دی گئی۔

عملی طور پر ان باتوں کا کیا مطلب تھا؟

کسانوں کو بہت بڑے رقبے کی آراضیات مفت ملنا، جو ان کو ملیں۔ کسانوں کو ۴۰ کروڑ پچاس لاکھ ایکڑ زمین مل گئی اور وہ زمین کے لگان سے چھٹکارا پا گئے جو سالانہ ۷۰ کروڑ طلائی روبل تھا۔ کسانوں کو اس بقایا لگان سے بھی نجات مل گئی جو تین ارب روبل تک پہنچ گیا تھا۔ کسانوں کو ہی جاگیرداروں کے مویشی اور سامان بھی ملا۔

دو بجے رات کو فرمان آراضی ووٹنگ کے لئے پیش کیا گیا اور متفقہ رائے سے منظور ہوا۔

وقت تیزی سے گذرتا جا رہا تھا۔ دوسری کانگرس کا کام ختم ہونے کو آ گیا۔ ۹ نومبر کو پو پھوٹ رہی تھی۔ اب کل روس مرکزی انتظامی کمیٹی چنی گئی جس میں ۶۲ بالشویک، ۲۹ بائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی اور کچھ مینشویک اور بے پارٹی والے لوگ تھے۔ چھ بجے صبح کو کانگرس نے مزدوروں اور کسانوں کی حکومت یعنی لینن کی صدارت میں عوامی کمیساروں کی سوویت کی تشکیل کا فرمان منظور کیا۔ اس سوویت کے ممبر ۱۵ اشخاص تھے جو کمیونسٹ پارٹی کے بھی ممبر تھے۔ *

---

* متذ کرہ بالا فرمان میں کہا گیا تھا: ''عوامی کمیساروں کی سوویت مندرجہ ذیل اشخاص پر مشتمل ہے۔ سوویت کے صدر — ولادیمیر اولیانوف (لینن)، امور داخلہ کے عوامی کمیسار — ریکوف، زراعت کے عوامی کمیسار — میلیوتین، محنت کے کمیسار — شلیاپنیکوف، فوج اور بحریہ کی کمیٹی جو مندرجہ ذیل ممبران پر مشتمل ہے — اوفسیئنکو (انتونوف)، کریلینکو اور دیبینکو، تجارت اور صنعت کے عوامی کمیسار — نوگین، تعلیم عامہ کے کمیسار — لوناچارسکی، محکمۂ مالیہ کے عوامی

صبح کو سوا پانچ بجے کانگرس کا کام ختم ہوا ۔ تمام مندوبین ایک ساتھ اٹھے ۔ اسمولنی کا سفید ستونوںوالا ہال ''انٹرنیشنل،، کی دھن سے گونج گیا ۔

سوویت اقتدار کی فاتحانہ پیش‌قدمی

روس دنیا کا بہت بڑا ملک ہے ۔ وہ کرۂارض کے چھٹے حصے پر واقع ہے اور یورپ و ایشیا کی وسعتوں میں بحر بالٹک سے بحرالکاہل تک اور شمالی سمندروں سے قفقاز اور پامیر کی بلندیوں تک پھیلتا چلا گیا ہے ۔ ملک کے مختلف حصوں میں سماجی، معاشی اور سیاسی حالات مختلف تھے اور طبقوں کا توازن بھی مختلف تھا ۔ یہ توقع کرنا عبث تھا کہ دارالحکومت میں فتح کی وجہ سے اقتدار خودبخود عوام کے ہاتھ میں آجائیگا ۔ سوویت اقتدار سارے ملک میں قائم کرنیکا عمل کافی پیچیدہ تھا ۔ یوکرین، قفقاز، سائبیریا، وسط ایشیا اور دوسری جگہوں پر سوویتوں کے اقتدار کی جدوجہد نے سنگین صورت اختیار کرلی جو اپنی انوکھی مقامی خصوصیات رکھتی تھی ۔

پھر بھی پیچیدگیوں اور مشکلات کے باوجود سارے ملک میں سوویتوں کی فتح غیر معمولی تیزی کے ساتھ ہوئی ۔ سویت اقتدار بڑی شان سے ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک پھیل گیا ۔ چار مہینے سے بھی کم عرصے میں یعنی مارچ ۱۹۱۸ء تک مزدوروں اور کسانوں کے اقتدار نے ملک کی مغربی سرحد سے لے کر سائبیریا اور مشرق‌بعید تک اپنا سکہ جمالیا ۔

اس کی وجہ یہ تھی کہ ملک میں مجموعی طور پر سوشلسٹ انقلاب کے لئے حالات پختہ ہوچکے تھے ۔ کثیر تعداد عوام کو ہر جگہ یہ قطعی یقین ہوگیا تھا کہ سرمایہ‌داری کے تسلط کا خاتمہ لابدی ہے ۔

زیادہ‌تر جگہوں پر سوویتوں کو پرامن طریقے سے اقتدار مل گیا ۔ انقلاب دشمن طاقتی توازن کو عوام کی طرف جھکا دیکھ کر مجبوراً

کمیسار — اسکوارتسوف (استیپانوف)، محکمۂ خارجہ کے — بروشتین (تروتسکی)، محکمۂ انصاف کے — اپوکوف (لوسوف)، محکمۂ غذا کے — تیودورووویچ، محکمۂ ڈاک وتار کے — اویلوف (گلیبوف)، قوموں کے امور کے محکمے کے — جوگاش‌ویلی (استالن) ۔

اقتدار سے بلا لڑے بھڑے دست بردار ہو گئے - یہی صورت زیادہ تر بڑے صنعتی مرکزوں اور وسط روس، والگا کے علاقے، اورال اور سائبیریا کے اوسط اور چھوٹے درجے کے شہروں میں پیش آئی -

مختلف قومی علاقوں میں بھی مسلح بغاوت کے بغیر مزدور سپاہی اور کسان سوویتوں کے اقتدار کی جدوجہد میں کامیاب ہوئے -

استونیا کی فوجی انقلابی کمیٹی کی اپیل پر وہاں کے محنت کشوں نے سوویت اقتدار قائم کیا - انقلاب دشمن طاقتیں لتویا کے اس حصے میں بھی سوویتوں کی کامرانی کو نہ روک سکیں جس پر جرمنوں کا قبضہ نہیں ہوا تھا - بیلوروس میں ۷ نومبر کی شام کو مینسک کی سوویت اقتدار اپنے ہاتھ میں لے چکی تھی - بہت ھی پیچیدہ اور مشکل حالات سے گذر کر باکو کے بالشویکوں نے سوویتوں کے لئے اقتدار حاصل کیا - وسط ایشیا کے بڑے بڑے شہروں مثلاً عشق آباد، سمرقند اور فرغانہ کے محنت کشوں نے مقابلتاً زیادہ آسانی سے کامیابی حاصل کرلی -

لیکن ملک کے بعض مقامات پر انقلاب دشمنوں نے سخت مزاحمت کی اور مسلح جھڑپیں ہوئیں - چار دن تک ترکستان کے دارالحکومت تاشقند کی سڑکوں پر مزدور اور سپاہی سفیدگارڈ سے لڑتے رہے اور ایرکوتسک میں سوویتوں کے اقتدار کے لئے جو لڑائی ۹ دن تک جاری رھی اس میں ایرکوتسک کے ۳۰۰ سرخ گارڈ کام آئے -

ماسکو میں بھی زوردار لڑائی بھڑک اٹھی - یہاں انقلاب دشمنوں کے پاس بیس ہزار مسلح اور تربیت یافتہ افسروں، فوجی اسکولوں کے کیڈیٹوں اور بورژوا خاندانوں کے طلبا کے دستوں پر مشتمل فوجی طاقت تھی -

انقلاب دشمنوں نے ماسکو میں جدوجہد کے سخت طریقے اختیار کرنے سے بھی باک نہیں کیا - انھوں نے تو عام قتل و غارت شروع کردیا - ۱۰ نومبر کی صبح کو کریملن پر قبضہ کرکے کیڈیٹوں نے ۵۶ ویں انقلابی رجمنٹ کے نہتے سپاھیوں کو سلاح خانے کے سامنے کھڑا کیا اور پھر اچانک فوجی کمان کی گونج کے ساتھ مشین گنوں سے گولیوں کی بوچھار ہوئی جس نے ان نہتے سپاھیوں کی قطاروں کو زمین پر بچھادیا -

اس بیس لاکھ کی آبادی والے شہر کے مختلف حصوں میں گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں - چھ دن کی سخت لڑائی کے بعد ھی انقلاب دشمنوں کو کچل کر ماسکو میں سوویتوں کا اقتدار قائم کیا جاسکا -

اورین برگ کے صوبے میں انقلاب دشمنوں سے سخت مقابلہ ہوا۔ اورین برگ کے کزاکوں کے سردار دوتوف نے کزاکوں کو سوویت اقتدار کے خلاف لڑنے کا حکم دیا۔ سوویت حکومت نے دوتوف کے خلاف پیترو گراد، ماسکو اور والگا کے علاقے کے ملاحوں اور سرخ گارڈوں کے دستے روانہ کئے۔ اورال کے بالشویکوں نے ان تمام پارٹی ممبروں کی بھرتی کا اعلان کیا جو اسلحہ استعمال کر سکتے تھے۔ سوویت دستے شدید جاڑے میں برف سے پٹی ہوئی سڑکوں سے گذر کر اورین برگ پہنچ گئے۔ جنوری ۱۹۱۸ میں کئی گھمسان کی لڑائیوں کے بعد دوتوف کو شکست دی گئی۔

دریائے دون کے کنارے انقلاب دشمنوں کی سرگرمیاں اور بھی خطرناک ہو گئی تھیں۔ دون کے کزاکوں کے سردار کالیدین نے سوویت حکومت کو تسلیم نہ کرکے ماسکو اور پیترو گراد پر حملے کی تیاری شروع کردی۔ اس کے گرد بہت سی انقلاب دشمن طاقتیں جمع ہو گئیں اور اتحاد ثلاثہ * نے بھی کالیدین کو بتعجیل پیسہ اور جنگی سامان مہیا کیا۔ روستوف، تاگان روگ اور ازوف پر قبضہ کر کے کالیدین کی فوج نے دونباس پر حملہ کیا۔ لیکن یہاں دشمن کی طاقتیں انقلابی تحریک کی پیش قدمی کو روکنے میں ناکام ہوئیں۔

لینن کے حکم کے مطابق سرخ گارڈ اور انقلابی فوجی دستے جنوب کو بھیجے گئے۔ دونباس کے کان کنوں نے بھی اسلحہ سنبھال لئے۔ تاگان روگ اور روستوف کے مزدور بہادری کے ساتھ جنرلوں کی حکومت کے خلاف لڑے۔ کزاک غربا اور دون کے کسانوں نے بھی زوروں کے ساتھ باغی سردار کی مخالفت کی۔ جنوری ۱۹۱۸ء میں محاذجنگ کی کزاکوں کی کانگرس نے دون کے کزاکوں کی فوجی انقلابی کمیٹی بنائی جس کے سربراہ پدتیلکوف اور کریوشلیکوف تھے۔ اب کالیدین کی حالت ابتر تھی۔ اس نے ریوالور سے گولی مار کر خودکشی کرلی۔

---

* اتحادثلاثہ برطانیہ، فرانس اور زارشاهی روس پر مشتمل سامراجی بلاک تھا جو ۱۹۰۷ء میں بنایا گیا تھا۔ پہلی عالمی‌جنگ کے دوران یہ ان ملکوں کے بلاک کا (جس میں بعد میں ریاستہائے متحدہ امریکہ اور جاپان بھی شامل ہو گئے) عام نام ہو گیا جو جرمنی اور اس کے اتحادیوں کے خلاف لڑ رہے تھے۔

یوکرین کے مزدوروں اور کسانوں کو بھی انقلاب دشمنوں کے خلاف سخت جدوجہد کرنی پڑی ۔ بہت سے صنعتی مرکزوں میں اقتدار پرامن طور پر سوویتوں کے ہاتھ آگیا ۔ یہ صورت لوگانسک، کراماتورسک، ماکئیفکا، خرسون میں ہوئی ۔ دسمبر میں خارکوف میں سوویتوں کا اقتدار مستحکم ہوگیا ۔ لیکن یوکرین کے متعدد علاقوں میں سوویت اقتدار کی کامیابی میں یوکرینی بورژوا قوم‌پرست سخت رکاوٹیں پیدا کرر ہے تھے ۔ انھوں‌نے فروری انقلاب کے بعد اپنی انقلاب دشمن تنظیم نام نہاد ''مرکزی رادا،، بنالی تھی ۔ جب ۱۱ جنوری کو کیئف کے محنت کشوں نے اسلحہ‌ساز کارخانے ''ارسینال،، کے مزدوروں کی قیادت میں بغاوت کی اور تین دن کی لڑائی میں عارضی حکومت کی طاقتوں کو تباہ کردیا تو رادا نے اپنی فوج لیکر شہر پر دھاوا کیا اور شہر کے اہم مقامات پر قبضہ کرلیا ۔ پھر رادا نے یوکرین پر اپنی حکومت کا اعلان کرکے سوویت روس کی حکومت کی ماتحتی سے انکار کردیا ۔

آزادی، جمہوریت اور یوکرین کی خودمختاری کے بارے میں دور دور تک پھیلے ہوئے مرکزی رادا کے نعرے اس کے حقیقی انقلاب دشمن چہرے اور سب سے بدنام رجعت‌پرست طاقتوں کے ساتھ اس کی سازشوں کی پردہ‌پوشی کررہے تھے ۔ اپنی کمزوری اور عوامی حمایت کی کمی کو محسوس کرتے ہوئے رادا نے اتحادثلاثہ کی حکومتوں سے معاملے کو رجوع کیا جنھوں نے فوراً رادا کی مدد کی ۔

یوکرین کے محنت کش رادا کے خلاف جدوجہد کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے ۔ ۲۴ دسمبر کو خارکوف میں یوکرین کی سوویتوں کی پہلی کانگرس شروع ہوئی ۔ دوسرے دن یعنی ۲۵ دسمبر کو یہ تاریخی واقعہ ہوا کہ یوکرین میں سوویت حکومت کا علان کردیا گیا ۔

یوکرین میں سوویت حکومت بنائی گئی جس میں ف ۔ ا ۔ سیرگئیف (آرتیم)، اے ۔ ب ۔ بوش، ی ۔ م ۔ کوتسوبینسکی، و ۔ پ ۔ زاتونسکی اور ن ۔ ا ۔ اسکریپنیک وغیرہ تھے ۔ سوویت حکومت کی اپیل پر یوکرین میں ہر جگہ کے محنت کش ہتیار لے کر مرکزی رادا کے مقابلے میں آگئے ۔

کئیف میں کئی دن تک لڑائی ہوتی رہی جہاں انقلابی مزدوروں نے دوبارہ بغاوت کردی تھی ۔ باغیوں کی ضربوں کو سوویت دستوں نے جو کیئف پر حملہ کررہے تھے اور بھی مضبوط کردیا ۔ فروری کی

ابتدا میں کیئف آزاد کرا لیا گیا اور تقریباً سارے یوکرین میں سوویت اقتدار قائم ہوگیا۔

اس طرح مارچ ۱۹۱۸ء کے شروع تک روس کے سارے علاقے میں سوویتوں کی فتح ہوچکی تھی۔ بورژوازی کا اقتدار صرف ایسے علاقوں میں رہ گیا تھا جہاں جرمن یا آسٹریائی فوجوں کا قبضہ تھا (مثلاً لتھوانیا، لتویا کے کچھ حصے، بیلوروس کے مغربی حصے، مغربی یوکرین میں) اور اسکے علاوہ جارجیا، آرمینیا اور ملک کے بعض دوردراز سرحدی علاقوں میں بورژوازی برسراقتدار تھی۔

بریست کا معاهدۂ امن

نوخیز ریپبلک کا سب سے فوری کام جنگ سے نکلنا تھا۔ لیکن یہ کوئی یکطرفہ اقدام نہیں ہوسکتا تھا۔ جنگ ختم کرنے کے لئے معاهدۂامن کی ضرورت تھی۔ سوویت ریپبلک کی سوویتوں کی دوسری کانگرس نے اپنے فرمان میں جنگ میں شریک تمام قوموں سے امن کی پیش کش کی تھی اور کہا تھا کہ جدوجہد کو عام جمہوری امن کی طرف موڑنا چاہئے۔

نومبر ۱۹۱۷ء سے سوویت یونین جرمنی کے خلاف لڑنے والے ملکوں — فرانس، برطانیہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ وغیرہ سے متعدد بار سرکاری طور پر کہہ چکا تھا کہ وہ معاهدۂامن کے بارے میں بات چیت شروع کردیں۔ اس سلسلے میں سوویت حکومت نے یہ اعلان بھی کیا کہ وہ صلح کے لئے اپنے شرائط کو آخری نہیں سمجھتی اور وہ دوسرے ممالک کی پیش کردہ شرائط پر بھی تبادلۂ خیال کے لئے تیار ہے۔

لیکن اس طرح کی کسی تحریر کا اتحادثلاثہ کی حکومتوں نے جواب تک نہیں دیا۔ ان حالات میں سوویت حکومت اس بات پر مجبور ہوئی کہ وہ خود جرمنی اور اسکے اتحادیوں سے صلح کی بات‌چیت شروع کردے۔ ابتدا میں (دسمبر میں) عارضی امن کا سمجھوتہ ہوا۔ اس سمجھوتے میں سوویت وفد کے اصرار پر ایک دفعہ رکھی گئی تھی جس کے مطابق جرمن فوجوں کو مشرقی محاذ سے مغربی محاذ بھیجنا ممنوع تھا۔

۲۲ دسمبر کو بیلوروس کے چھوٹے سے شہر بریست لیتوفسک میں صلح کی کانفرنس شروع ہوئی۔ اس کانفرنس سے قیصر جرمنی نے جو مقاصد وابستہ کئے تھے انکا جمہوری اور منصفانہ امن سے کوئی تعلق نہ تھا۔ جرمن سامراج کا مطالبہ تھا کہ جرمنی کو پولینڈ، لتھوانیا، لتویا

کا ایک حصہ اور بیلوروس کا ایک حصہ دے دئے جائیں ۔ یہ کھلا ہوا غاصبانہ مطالبہ تھا ۔ پھر بھی سوویت حکومت ان شرائط کو ماننے پر مجبور ہوئی ۔ ان سخت اور قزاقانہ شرائط کے باوجود معاہدۂامن نے سوویت ریپبلک کو دم لینے کا موقع دیا ۔ جنگ سے عاجز عوام امن کے بری طرح پیاسے تھے ۔ زار کے زمانے کی پرانی فوج واقعی خستہحال تھی ۔ وہ جنگ جاری رکھنے کی سکت نہیں رکھتی تھی اور سرخ فوج تو ابھی بنائی گئی تھی، اس کی تعداد اور تربیت دونوں میں کمی تھی ۔ اسی لئے لینن قطعی طور پر یہ مطالبہ کررہے تھے کہ جلدازجلد معاہدۂامن کیا جائے ۔ پھر بھی پارٹی کی لیڈرشپ میں اس مسئلے پر اتفاق رائے نہ تھا ۔ بوخارین کی قیادت میں ''بائیں بازو کے کمیونسٹوں،، کا جتھہ جنگ جاری رکھنے کے حق میں تھا ۔ اس نے اعلان کردیا کہ یہ جرمن سامراج کا تختہ الٹنے کے لئے ''انقلابی،، جنگ ہوگی ۔ تروتسکی نے معاہدۂامن کی مخالفت کی اور یہ فارمولا پیش کیا ''نہ امن، نہ جنگ،، بوخارین اور تروتسکی دونوں کا مؤقف غلط اور بہت ھی مضرت رساں تھا جو سوویت ریاست کو تباھی کی طرف لے جانیوالا تھا ۔

سویردلوف، سیرگیئف (آرتیم)، استالن اور مرکزی کمیٹی کے دوسرے ممبروں کی حمایت سے لینن جنگ سے نکلنے پر اڑے رہے ۔ انھوں نے بوخارین اور تروتسکی کے مہمبازانہ لائن کو بےنقاب کیا ۔

اس دوران میں جرمن سامراجیوں نے اپنا دباؤ اور زیادہ بڑھا دیا ۔ ۹ فروری ۱۹۱۸ء کو قیصرویلہلم کے حکم پر جرمنی کے وزیر خارجہ نے سوویت روس سے مطالبہ کیا کہ وہ فوراً جرمنی کے شرائط کو منظور کرے ۔ تروتسکی نے جو بریست کی صلح کی گفتگو میں سوویت وفد کا صدر تھا لینن کی براہ راست ہدایت کے خلاف امن کے معاھدے پر دستخط کرنے سے انکار کردیا ۔ جرمن سامراجیوں کو اسی بہانے کی ضرورت تھی ۔ جرمن ھائی کمان نے سوویت اقتدار کو ختم کرنے کے لئے حملے کی تیاری فوراً شروع کردی ۔ ۱۸ فروری کو خلیج ریگا سے دریائے ڈنیوب کے دھانے تک پورے محاذ پر لڑائی چھڑگئی ۔ سات لاکھ آسٹریائی اور جرمن فوج روسیوں کے خلاف حملہ کر رھی تھی ۔ بچی کھچی پرانی زارشاھی فوج بھلا دشمن کی برتر طاقت کے سامنے کیا رکتی ۔ وہ پسپا ہونے لگی ۔ جرمن فوجیں پیتروگراد، ماسکو اور کیئف کی طرف بڑھنے لگیں ۔

کمیونسٹ پارٹی نے عوام سے اپیل کی کہ وہ جرمن قبضہ گیروں کو پیچھے دھکیل دیں - ۲۲ فروری کو صبح سویرے خطرے کے الارموں اور سائرنوں نے ماسکو، پیترو گراد، تویر، یاروسلاول اور خارکوف وغیرہ کے مزدوروں کو جھنجھوڑ کر جگادیا - مزدور جلدی جلدی کارخانوں کو پہنچ گئے - انھوں نے اسٹینڈوں پر چپکے ہوئے اخبار سڑک کی لالٹینوں کی دھندلی روشنی میں پڑھے - پورے صفحہ پر جلی حروف میں لکھا تھا ''سوویت وطن خطرے میں ھے!،، اور پھر اس کے نیچے لینن کا لکھا ھوا سوویت حکومت کا یہ فرمان تھا: ''تمام ملکوں کے سرمایہ‌داروں کی ھدایت پر جرمن عسکریت روسی اور یوکرینی مزدوروں اور کسانوں کا گلا گھونٹ دینا چاھتی ھے، جاگیرداروں کو زمین، بینکروں کو فیکٹریاں اور کارخانے اور اقتدار شاھی کو واپس دنیا چاھتی ھے،،-

کارخانوں کے ورکشاپوں میں چھوٹے چھوٹے جلسے ھونے لگے - تمام جلسوں میں یہ اپیل گونجنے لگی ''سب انقلاب کی حفاظت کے لئے آئیں! ھتیار سنبھالیں!،، سرخ فوج کے رضاکاروں کی بھرتی جہاں جہاں ھورھی تھی وھاں مزدوروں کا تانتا بندھ گیا - پیترو گراد میں تقریباً ۴۰ ھزار اور ماسکو میں ۶۰ ھزار سے زیادہ رضاکار سرخ فوج کے لئے بھرتی ھوئے -

فروری کے دن تھے اور کڑا کے کا جاڑا پڑرھا تھا لیکن نوجوان سرخ فوج نے پیترو گراد کی طرف جرمن ڈویژنوں کی پیش‌قدمی روک دی -

جرمن حملہ‌آوروں سے پہلے ھی مڈبھیڑ میں سرخ فوج کوآگ کے دریا سے گذرنا پڑا - چنانچہ آجتک ۲۳ فروری کا دن ''سوویت فوج کے دن،، کی حیثیت سے منایا جاتا ھے -

لینن نے ''بائیں بازو کے کمیونسٹوں،، اور تروتسکی کی مخالفت پر قابو حاصل کرکے حکومت جرمنی سے صلح کرنے کی ضرورت پر اصرار کیا - عوامی کمیساروں کی سوویت (وزارتی کونسل) نے معاھدۂاسن پر دستخط کرنے کے لئے جرمن حکومت کو تار بھیجدیا - جرمن جنرل ابتک یہ سمجھ گئے تھے کہ وہ بیک ضرب سوویت اقتدار کو تباہ نہیں کر سکتے جیسا کہ انھوں نے پہلے حساب لگا یا تھا - انھوں نے دیکھ لیا کہ پیش‌قدمی کرنے والی سرخ فوج کے پیچھے لکھوکہا مزدور اور کسان آخر تک لڑنے اور سوویت اقتدار کی حفاظت کرنے کے لئے کھڑے ھیں - اس لئے حکومت جرمنی صلح کرنے کے لئے تیار ھوگئی - سوویت دیس

کو ساری بالٹک ریاستوں، یوکرین اور بیلوروس سے محروم ہونا پڑا۔ اس کے علاوہ اس کو تاوان کی زبردست رقم بھی ادا کرنی تھی۔ یہ ناقابل یقین طور پر سخت اور ذلت‌آمیز شرائط تھے لیکن کوئی اور چارہ بھی نہ تھا۔ سوویت اقتدار کی حفاظت کے لئے صلح تو کرنی ہی تھی خواہ وہ جیسی بھی ہو۔

۳ مارچ ۱۹۱۸ء کو بریسٹ میں سوویت وفد نے * جرمنی اور اس کے اتحادیوں کے ساتھ معاہدۂ امن پر دستخط کردئے جو معاہدۂ بریسٹ کے نام سے مشہور ہے۔ ''بائیں‌بازو کے کمیونسٹوں،، اور بائیں‌بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں کی مخالفت کے باوجود ۱۴ مارچ کو سوویتوں کی چوتھی کل‌روس کانگرس نے * * اس معاہدہ کی تصدیق کردی۔ یہ‌انتہائی سخت معاہدہ تھا لیکن اس پر دستخط کرکے سوویت عوام نے سب سے بنیادی اور اہم‌چیز یعنی سوویت اقتدار کو محفوظ رکھا۔ جرمن سنگینوں سے سوویتوں کا اقتدار ختم کرنے کی کوشش ناکام رہی۔

سوویت ریپبلک کو دم لینے کا موقع مل گیا۔ اب ہراساں ہونے کا نہیں بلکہ سوویت اقتدار کو پائدار بنانے، ایک نئے معاشرے کی تعمیر کرنے اور ایسی طاقتور فوج کی تنظیم کا وقت تھا جو دشمنوں کے ہر حملے کو پسپا کر سکے۔ لینن نے معاہدۂ بریسٹ کی سختی کے بارے میں لوگوں کو صاف صاف بتایا لیکن اسکے ساتھ ہی مختتم فتح میں اٹل یقین کا بھی اظہار کیا۔ انہوں نے پارٹی کو ہمت دلائی کہ وہ ناکامیوں اور پسپائیوں سے ہراساں نہ ہو اور تمام محنت‌کشوں سے اپیل کی کہ وہ مل کر کام کریں۔ لینن نے لکھا:

''معاہدۂ امن کے شرائط ناقابل برداشت طور پر سخت ہیں۔ بہرحال تاریخ اپنا راستہ اختیار کریگی...،،

''ہمیں تنظیم، تنظیم اور پھر تنظیم کے لئے کام کرنا چاہئے۔ اپنی تمام آزمائشوں کے باوجود مستقبل ہمارا ہے۔،،

---

* نئے سوویت وفد میں چیچیرین، قراخان، پیتروفسکی اور سوکولنیکوف تھے۔

* * سوویتوں کی چوتھی کانگرس ماسکو میں ہوئی جہاں اس وقت سوویت حکومت پیتروگراد سے منتقل ہوئی تھی۔ مارچ ۱۹۱۸ء سے ماسکو ہمارے ملک کا دارالحکومت بنا۔

''سوشلسٹ انقلاب کا نوروز مبارک!،، اس طرح ۸ نومبر ۱۹۱۷ء کی صبح کو لینن نے اپنے ساتھیوں کو مبارکباد دی تھی ۔ سوشلسٹ انقلاب کی فتح ہوئی تھی ۔ اب سوشلسٹ تعمیر میں لگنے، پرانے ڈھانچے کو مسمار کرکے نیا ڈھانچہ کھڑا کرنے کی ضرورت تھی ۔

اور سب سے پہلے ریاست کے انتظام کو منظم کرنا اور نئی ریاستی مشینری نبانا تھا ۔ پرانی ریاستی مشینری تو صدیوں میں بنی تھی ۔ اس کو استحصال کرنے والوں نے اس لئے بنایا تھا کہ وہ اپنا تسلط قائم رکھ سکیں ۔ ظاہر ہے کہ ایسی ریاستی مشینری تو انقلاب کی خدمت نہیں کرسکتی تھی ۔ جیسا کہ لینن نے لکھا اسکو ''ٹکڑے ٹکڑے کردینے،،، ''توڑدینے،، کی اور اس کی جگہ نئی ریاست بنانے کی ضرورت تھی، محنت کشوں کی ریاست کی جو محنت کشوں کے مفادات کی حفاظت کر سکے ۔

یہ پیچیدہ فریضہ محض اس طرح پورا کیا جاسکتا تھا کہ عوام ریاستی تعمیر میں بہت ہی وسیع پیمانے پر اپنی تخلیقی سرگرمیوں اور پیش‌قدمی کی بنا پر دلچسپی لیں ۔

سوویتیں عوامی انقلاب کی تخلیق تھیں ۔ انقلاب کے نتیجے میں انھوں نے مرکز اور دوسری جگہوں پر ریاستی اقتدار کے اداروں کی صورت اختیار کرلی ۔ ۱۹۱۸ء کی بہار میں ملک میں مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویتوں سے ، کسانوں کی سوویتوں کو بنیادی طور پر متحد کر دیا گیا ۔ ہر جگہ بورژوا ادارے — شہری‌دوما اور زیمستوا ختم کردئیے گئے ۔ اب سوویتیں ہی ہر جگہ اقتدار کا واحد ادارہ رہ گئیں ۔

سوویتیں حقیقی سوویت جمہوریت پر مشتمل تھیں ۔ وہ لازمی طور پر عوام سے مربوط تھیں ۔ ۲۱ نومبر ۱۹۱۷ء کو لینن نے ''مندوبین کی بازطلبی کے حق کے بارے میں،، کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی کا فرمان لکھا جس میں محنت کشوں کو یہ حق دیا گیا تھا کہ وہ اپنے مندوبین کو کسی وقت بھی واپس بلا سکتے تھے جو عوام کا اعتماد کھوچکے ہوں اور آدھے سے زیادہ ووٹروں کی مانگ پر سوویتوں کا دوبارہ الکشن کر سکتے تھے ۔

ملک بھر میں دیہی اور شہری سوویتوں کے انتخاب باقاعدہ ہورہے تھے ۔ صوبوں، علاقوں اور ضلعوں وغیرہ کی سوویتوں کی کانگرسیں کی جارہی تھیں ۔

انقلاب کے فوراً بعد اقتدار کے مرکزی ادارے یعنی کل روس مرکزی انتظامی کمیٹی اور عوامی کمیساروں کی سوویت کام کرنے لگیں ۔ لیکن ان اداروں کے پاس اپنی مشینری نہیں تھی ۔ سب کچھ نئے سرے سے بنانا تھا ۔

عوامی کمیسار جب پرانی وزارتوں کو گئے تو انھیں پرانے افسروں کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا خصوصاً انکا جو اعلی عہدوں پر تھے ۔ وہ احکامات ماننے سے انکار کرتے تھے، ان سے پیچھا چھڑاتے تھے یا معاملات کو خراب کردیتے تھے ۔

بورژوازی کو اسکا قطعی یقین تھا کہ پرولتاریہ کا کوئی تربیت یافتہ عملہ نہیں ہے اور وہ پرانی مشینری اور تجربےکار افسروں کے بغیر حکومت کو نہیں چلا سکتا ۔ انقلاب کے دشمنوں نے یہ حساب لگایا کہ سارے ملک کی زندگی مفلوج ہوجائےگی اور محنت کش لوگ اقتدار سے دستبردار ہونے پر مجبور ہوجائیں گے ۔

توڑپھوڑ کرنےوالے بڑے اعتماد کے ساتھ گڑبڑ کررہے تھے کیونکہ سرمایہ‌دار ان کی پشت پر تھے ۔ انقلاب دشمن ریاستی بینک سے چار کروڑ روبل حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے ۔ یہ رقم انھوں نے ان افسران کو دی جو ان کی مدد کررہے تھے ۔ بڑے بڑے بینکروں اور ریابوشینسکی جیسے صنعت‌کار توڑپھوڑ کرنےوالوں کو بڑی بڑی رقمیں دے رہے تھے ۔ انقلاب دشمنوں نے ان افسروں کو کئی مہینے کی پیشگی تنخواہیں دیدی تھیں ۔ شرط صرف یہ تھی کہ وہ کام پر جانے سے انکار کردیں اور گھر بیٹھے رہیں ۔

لیکن انقلاب دشمنوں کی امیدیں خاک میں مل گئیں ۔ ملک کے نئے مالک جو فیکٹریوں، جنگی‌جہازوں اور فوجی دستوں میں کام کرنے والے معمولی لوگ تھے ریاست کو چلانے کے لئے میدان میں آ گئے ۔

بالٹک بیڑے کے ملاح اور پیتروگراد کے سیمینس — شوکیرت کارخانے کے مزدور امورخارجہ کی عوامی کمیساریت میں کام کرنے لگے ۔ پوتیلوف کارخانے کے مزدوروں نے امور داخلہ کی عوامی کمیساریت کے مشینری مرتب کرنے میں مدد دی ۔ پیتروگراد اور ماسکو کے ریلوے مزدوروں کی عملی مدد سے رسل‌ورسائل کی عوامی کمیساریت منظم کی گئی ۔

مزدوروں اور ملاحوں کو معلومات اور تجربے دونوں کی کمی کی وجہ سے بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ۔ لیکن اس سخت کام میں ان

کے انقلابی ولولے، مضبوط قوت‌ارادی اور پارٹی کا فریضہ پورا کرنے کی پرجوش خواهش نے بڑی مدد کی۔

سابق وزارتوں کے ملازمین یہ دیکھ کر کہ ان کی توڑ پھوڑ کی چالیں ناکام ہوئیں اپنے کام پر واپس آنے لگے اور عوامی کمیساریتوں کا کام زیادہ آسانی سے ہونے لگا۔

سوویت ریاست نے پولیس کی پرانی مشینری کو توڑ کر پرولتاری ملیشیا بنائی جس‌نے عوام کے حقوق کی حفاظت اپنے ذمے لی۔ بورژوا اور جاگیرداروں کا پرانا عدالتی نظام بھی جو استحصال کرنے‌والوں کے حق میں تھا ختم کردیا گیا اور اس کی جگہ عوام کے حقوق کی حفاظت کرنے والی عوامی عدالت بنائی گئی۔

انقلاب دشمنوں کی سخت مخالفت کی صورت میں سوویت حکومت اس بات پر مجبور ہوئی کہ وہ حفاظت کے لئے ایک نگراں اور معتبر تنظیم بنائے۔ ۲۰ دسمبر ۱۹۱۷ء کو عوامی کمیساروں کی سوویت نے انقلاب‌دشمنوں اور توڑپھوڑ کرنے‌والوں کے خلاف جدوجہد کے لئے ایک کل‌روس ہنگامی کمیشن بنایا۔ اس کے سربراہ دزیرژینسکی بنائے گئے۔ یہ کمیشن انقلاب کی شمشیر برہنہ بن گیا اور اس سے بورژوازی لرزہ‌براندام ہوگئی۔ محنت کشوں کا سہارا لیکر اس کمیشن کے لوگوں نے دشمن کی سازشوں کی جانچ اور نگرانی شروع کردی اور انقلاب‌دشمنوں پر کاری ضربیں لگائیں۔

طاقتور دشمنوں سے گھری ہوئی سوویت ریپبلک اپنی مسلح فوج کے بغیر نہیں رہ سکتی تھی۔ لینن‌نے کہا کہ ”ہر انقلاب بیکار ھے اگر وہ اپنی حفاظت کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا“۔ استحصال کرنے والوں کی منظم کی ہوئی پرانی فوج مزدوروں اور کسانوں کے کام کی نہ تھی۔ بالکل نئی بنیادوں پر منظم کی ہوئی ایک نئی فوج درکار تھی۔ اسی لئے ۱۵ جنوری ۱۹۱۸ء کو عوامی کمیساروں کی سوویت نے مزدوروں اور کسانوں کی سرخ فوج منظم کرنے کے لئے ایک فرمان جاری کیا۔

پرولتاریہ نے سیاسی اقتدار پر قبضہ کرکے ایک بڑا تاریخی کارنامہ کیا تھا۔ لیکن انقلاب کو مستحکم بنانے اور نئے معاشرے کی تعمیر کے لئے یہ پہلا ہی قدم تھا۔ بورژوازی کو معاشی طاقت سے محروم کرنا اور قومی معیشت میں اس کی برتری ختم کرنا تھا۔

۱۴ نومبر ۱۹۱۷ء کو کل‌روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی نے ''مزدوروں کے کنٹرول کے قواعد'' منظور کئے - تمام فیکٹریوں اور کارخانوں میں پیداوار اور غذائی اشیا کی تقسیم پر مزدوروں کا کنٹرول رائج کیا گیا - یہ کنٹرول خود مزدور اپنی منتخبہ کمیٹیوں یعنی فیکٹریوں اور کارخانوں کی کمیٹیوں وغیرہ کے ذریعہ منظم کرتے تھے - اس نے عوام کی اگواکاری میں اضافہ کیا اور کام کے لئے اس کے شوق اور سرگرمی کو مہمیز لگائی -

ریاست نے عوامی معیشت کی نگرانی کے لئے اپنے ادارے قائم کئے - دسمبر ۱۹۱۷ء میں عوامی کمیساروں کی سوویت کے تحت عوامی معیشت کی اعلی سوویت قائم کی گئی - اسکے بعد عوامی معیشت کی اضلاعی، صوبائی اور علاقائی سوویتیں بھی بنائی گئیں -

مالیاتی نظام ھی عوامی معیشت کی جان ہے - ملک میں گردش زر اور قرض ادھار کی آسانیوں کا انحصار کافی حد تک بینکوں کی کارروائی پر تھا اور یہی ایک ایسی چوٹی تھی جس پر بورژوازی قبضہ کئے بیٹھی تھی -

سوویت حکومت نے ہمت اور قوت فیصلہ سے کام لے کر بینکوں پر قبضہ کرلیا - ریاستی بینک اور سرکاری خزانے کے افسران کی توڑ پھوڑ پر قابو حاصل کرلیا گیا - توڑ پھوڑ کرنے والوں کو برخاست کردیا گیا یا اگر وہ بہت زیادہ مضرت رساں ثابت ہوئے تو گرفتار کرلئے گئے - ریاستی بینک میں ان کی جگہ کارخانوں اور فیکٹریوں سے فوجی اداروں سے ایسے مالیاتی کارکن آ گئے جو انقلاب کے حامی تھے - اس کے بعد پرائیوٹ بینک بھی قومی بنائے گئے -

جب پیداوار پر ایک بار مزدوروں کا کنٹرول ہوگیا اور بینکوں کو قومی بنالیا گیا تو سوویت ریاست کی معاشی حالت بھی رفتہ رفتہ مستحکم ہونے لگی - اس کے باوجود سرمایہ‌دار اب مزدوروں کے کنٹرول میں تھے پھر بھی فیکٹریاں اور کارخانے انھیں کی ملکیت تھے - لیکن یہ صورت بہت دنوں تک نہیں رہی - نومبر — دسمبر ۱۹۱۷ء میں صنعتی کارخانوں اور فیکٹریوں وغیرہ کو قومی بنانے کا کام شروع ہوا -

پہلا صنعتی ادارہ جسکو قومی ملکیت میں لیا گیا وہ لیکینو نامی گاؤں (صوبہ ولادیمیر) میں تھا - ستمبر میں فیکٹری کے مالک سمیرنوف نے فیکٹری بند کردی تھی اور چار ہزار مزدور بےروزگار ہو گئے

تھے - یہ فیکٹری بیکار رہی یہاں تک کہ ۳۰ نومبر کو لینن نے ایک فرمان کے ذریعہ اسکو روسی ریپبلک کی ملکیت بنالیا -

اس کے بعد اورال، پیتروگراد اور دوسرے علاقوں اور شہروں کے بہت سے کارخانے قومی ملکیت میں لے لئے گئے- جون ۱۹۱۸ء تک ۵۰۰ سے زیادہ بڑے بڑے کارخانے قومی بنائے جاچکے تھے - اور ۲۸ جون کو عوامی کمیساروں نے تمام بنیادی صنعتوں کے بڑے بڑے کارخانے قومی بنانے کا فرمان جاری کردیا - ۱۹۱۸ء کی بہار میں غیرملکی تجارت میں ریاستی اجارےداری رائج کردی گئی -

اس طرح سرمایہ‌دار نہ صرف سیاسی اقتدار سے بلکہ معاشی برتری سے بھی محروم کردئے گئے - لیکن مالکوں کو ملکیت سے محروم کرنا اور ان کو نکال باہر کرنا، ان کے بینک اور فیکٹریاں لے لینا — یہ سب صرف ادھورا کام تھا - اب انتظام معیشت اور پیداوار کی تنظیم و تقسیم کا کام خود عوام کو اپنے لئے کرنا تھا -

اس مسئلے کو حل کرنے کے طریقے اور ذرائع سوشلسٹ معیشت کی بنیادوں کی تعمیر کے ایک منصوبے میں پیش کئے گئے تھے جو لینن نے اپنی کئی تصانیف کے ذریعے پیش کیا تھا اور سب سے پہلے ''سوویت حکومت کے فوری فرائض،، میں جو ۱۹۱۸ء کی بہار میں شایع ہوئی تھی-

لینن نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کی روس چھوٹے کسانوں‌والا ملک تھا جس میں اشیائے تبادلہ کی پیداوار بھی چھوٹی تھی- یہ سرمایہ‌داری کو برقرار رکھنے اور اس کی تجدید نو کے لئے اچھی بنیاد تھی - یہ پیٹی بورژوا ماحول سوویت اقتدار اور سوشلزم کے لئے خاص خطرہ تھا اور اسکو دور کرنے کے لئے ملک کی معیشت میں سوشلسٹ ڈھانچے کو ہر طرح مضبوط کرنا تھا - لیکن معاشی انتظام میں مہارت حاصل کئے بغیر یہ ممکن نہ تھا - لینن نے لکھا: ''... سوشلزم کی تشکیل اور پائداری اسی وقت ممکن ہے جب مزدور طبقہ معیشت کو چلانا سیکھ لے، جب محنت کشوں کی ساکھ اچھی طرح قائم ہوجائے - اس کے بغیر سوشلزم محض ایک خواہش ہے - ،،

لینن نے انتظامی معاملات کے طور طریقوں کو ہر پہلو سے مرتب کیا - انھوں نے لوگوں سے اپیل کی کہ وہ مالی معاملات میں راستی اور دیانتداری سے کام لیں، کفایت‌شعاری برتیں، تضیع اوقات نہ کریں اور محنت کے ضابطے پر سختی کے ساتھ عمل کریں - پیداوار اور غذائی

سامان کی تقسیم کی نگرانی اور کنٹرول کرنےوالی تنظیمیں کافی اہمیت رکھتی تھیں۔ انتظامی معاملات کو منظم کرنا کافی پیچیدہ اور مشکل بات تھی کیونکہ سرمایہ‌داری کے دور میں محنت کشوں کو ضروری تجربہ نہیں حاصل ہوا تھا اور نہ تو ان کے پاس کافی علم تھا۔ پھر بھی مزدور طبقے نے اس مشکل کو دور کرلیا۔ رفتہ‌رفتہ پیداوار میں استحکام ہوتا گیا، نئے باشعور اور رفیقانہ ضابطے نے جنم لیا اور پائداری حاصل کی۔

انقلاب ایک طوفانی لہر کی طرح ملک بھر میں پھیل گیا۔ یہ لہر معاشرے کی رگ وپے میں دوڑ گئی اور زندگی میں جو کچھ پرانا اور فرسودہ تھا اسکو دھو کر صاف کردیا۔

۲۴ نومبر ۱۹۱۷ء کو کل‌روس مرکزی انتظامی کمیٹی اور کمیساروں کی سوویت نے ایک اور فرمان جاری کیا جس کے مطابق روس میں شہریوں کی وہ طبقاتی تقسیم، طبقاتی مراعات اور پابندیاں ختم کردی گئیں جنکا وجود ابھی تک تھا،،

ہر طرح کے منصب خطابات اور عہدے ختم کردئیے گئے۔

دیہاتوں کی بڑے پیمانے پر از سر نو تشکیل شروع ہوئی۔ آراضی کے فرمان کے مطابق کسانوں نے جاگیرداروں کی زمین ضبط کرکے اپنے درمیان تقسیم کرلی۔ ۱۹۱۸ء کی بہار میں جاگیرداروں کا طبقہ بنیادی طور پر ختم کیا جاچکا تھا۔[1] زمین، مویشی اور کاشتکاری کے آلات و اوزار سب کسانوں کے ھاتھ آچکے تھے۔

اس طرح تاریخ میں پہلی بار استحصال کرنےوالا پورا طبقہ ختم کیا گیا اور وہ بھی انقلابی طریقے سے۔ یہ انقلاب کی ایک زبردست فتح تھی۔ اس کے ساتھ ھی دیہاتوں کی طبقاتی طاقتوں کی ترتیب میں بھی بنیادی تبدیلیاں ہوئیں۔ جاگیرداروں کے یہاں کام کرنےوالے وہ کھیت‌مزدور غائب ہوگئے جو دیہاتوں میں سب سے غریب تھے۔ غریبوں کا کافی حصہ جاگیرداروں کی زمین پاکر اونچا ھوا اور اوسط درجے کے کسانوں کے برابر پہنچ گیا۔

پھر بھی جاگیرداروں کی ملکیت آراضی ختم کرنے سے دیہاتوں کی سماجی نابرابری نہیں ختم ہوئی۔ زرعی انقلاب کے پھل دیہی سرمایہ‌دار یعنی امیر کسان (کولاک) نے چکھنے کی کوشش کی۔ وہ چاہتے تھے کہ جاگیرداروں سے لی ہوئی زمین کے زیادہ تر حصے پر وہ قبضہ جمالیں

اور اپنی پوزیشن مضبوط کرکے غریبوں کا استحصال کریں۔ لیکن محنت کشوں اور کسانوں نے ڈٹ کر اس کی مخالفت کی۔ اس میں پرولتاری ریاست نے ان کی بڑی مدد کی۔

دیہاتوں میں طبقاتی جدوجہد زور پکڑ گئی۔ اس نے سوشلسٹ انقلاب کی شکل اختیار کرلی یعنی امیر کسانوں کے خلاف غریب کسانوں کے انقلاب کی۔

انقلاب نے ماضی کے ایک بہت بدنما داغ یعنی عورتوں اور مردوں کے نامساوی حقوق کو ختم کردیا۔ ۳۱ دسمبر ۱۹۱۷ء کے فرمان نے، جو ''غیرمذہبی شادی،،، بچوں اور ان کی رجسٹری کے بارے میں تھا، عورتوں کو بھی مردوں کے برابر حقوق دے دئیے۔

سوویت حکومت نے چرچ کے لئے ساری مراعات ختم کردیں اور چرچ کو ریاست سے اور اسکول کو چرچ سے الگ کردیا تاکہ چرچ لوگوں کی تعلیم پر اثرانداز نہ ہو سکے۔ ضمیر کی پوری آزادی دی گئی۔ فرمان میں کہا گیا تھا ''ہر شہری کسی بھی مذہب کی پیروی کرسکتا ہے یا کسی مذہب کی بھی نہیں۔،،

انقلابی طوفان نے وہ زنجیریں توڑ کر رکھدیں جن میں روس کی قومیں بری طرح کسی ہوئی تھیں۔ ''روس کی قوموں کے حقوق کے اعلان،، کے چار مختصر نکات ان قوموں کے خوابوں کی تعبیر تھے۔ ان میں روس کی ساری قوموں کی مساوات اور اقتدار اعلی کا اعلان اور ان کی آزاد خود اختیاری کا حق اس حد تک تھا کہ وہ علحدہ ہوکر اپنی خود مختار ریاستیں بناسکتی ہیں۔ تمام قومی اور قومی مذہبی پابندیاں ہٹالی گئی تھیں، اور روسی علاقے میں آباد غیر روسی اقلیتوں اور لسانی گروپوں کو آزادانہ ترقی کا موقع دیا گیا تھا۔

اب روس حکمراں اور محکوم قوموں میں تقسیم نہ تھا۔ ہر ایک کو خواہ وہ بڑا ہو یا چھوٹا، ہر پہلو سے اپنی ترقی کے امکانات ملے۔ مختلف قومی علاقوں میں بھی محنت کشوں میں سیاسی شعور اور سرگرمی تیزی کے ساتھ بڑھ رہی تھی۔ سوویت اقتدار کو مستحکم بناکر انھوں نے اپنی قومی ریاستیں بھی قائم کرلیں۔ آزادانہ خوداختیاری کے حق کے مطابق سوویت دیس کی تمام قوموں کو علحدگی کا حق حاصل ہوگیا۔ اس امکان کو فن لینڈ نے استعمال کیا جو پہلے روس میں شامل تھا۔ اس کی خودمختاری کو سوویت حکومت نے فوراً تسلیم کرلیا۔ لیکن ملک کی

دوسری قوموں نے اپنی سوویت ریاستیں قائم کرنے کے ساتھ ساتھ روسی قوم سے اور ایک دوسرے سے اپنے تعلقات مضبوط کئے ۔ انھوں نے یہ سمجھ لیا کہ سوشلسٹ انقلاب، روسی قوم اور اس کے مزدور طبقے سے دوستی نے ان قوموں کے واسطے قومی نوجیوں اور سیاسی، سماجی، معاشی اور تہذیبی ترقی کے راستے کھول دئے ہیں جو پہلے جبرو تشدد کا شکار تھیں ۔

... سرخ رنگ کے پس منظر اور طلوع ہوتے ہوئے آفتاب کی شعاعوں میں اناج کی بالیوں سے گھرے ہوئے طلائی درانتی اور ہتھوڑا ۔ یہ تھا ہماری ریاست کا نشان جس کے حلقے میں اوپر لکھا تھا ''روسی سوشلسٹ وفاقی سوویت رپبلک،، اور نیچے یہ الفاظ: ''دنیا کے مزدورو ایک ہو!،،

یہ روسی سوشلسٹ وفاقی سوویت رپبلک کے اس پہلے آئین کے فیصلے کے مطابق مرتب کیا گیا تھا جو ۱۰ جولائی ۱۹۱۸ء کو سوویتوں کی کل روس پانچویں کانگرس نے منظور کیا تھا ۔

درانتی، ہتھوڑا اور اناج کی بالیاں جو پرامن محنت اور تحقیق کی نشانی تھیں ساری دنیا کے محنت کشوں سے متحد ہونے کی اپیل کرتی تھیں ۔ یہ ریاستی نشان ہی امن اور محنت کی واحد علامت نہ تھا بلکہ دنیا کی پہلی مزدوروں اور کسانوں کی ریاست کے پہلے آئین میں قوموں کی دوستی اور برادری اور ان کے روشن مستقبل کی آرزو سرایت کر گئی تھی ۔

اس دستاویز کے ۱۷ ابواب اور ۹۰ دفعات میں انقلاب کی عظیم سیاسی، سماجی اور معاشی کامیابیوں کی عکاسی کی گئی تھی، رپبلک کے شہریوں کے حقوق اور ذمےداریوں کا اور مرکزی اور مقامی سوویت اقتدار کے ڈھانچے کا تعین کیا گیا تھا اور جمہوری انتخابی نظام رائج کیا گیا تھا ۔ ہماری رپبلک کے ۱۸ سال کی عمر کے سارے شہریوں کو آئین نے، قومیت، عقیدے اور جائے رہائش کی مدت کا لحاظ کئے بغیر حق رائے دہی دیا تھا ۔

انقلاب کی کامیابی سے خود بخود تو سوشلسٹ نظام قائم نہیں ہو گیا۔ برسوں کی سخت جدوجہد کے بعد ہی استحصال کرنےوالے طبقات اور وہ اسباب ختم کئے جا سکے جنکی بنا پر آدمی کے ہاتھوں آدمی کا استحصال ہوتا تھا ۔ استحصال کرنےوالوں نے سخت مزاحمت کی ۔ ان حالات میں آئین نے استحصال کرنےوالوں کے حقوق پر پابندی عائد کردی ۔ ان

لوگوں کو حق رائے دھی سے محروم کردیا گیا جو محنت کئے بغیر آمدنی پاتے تھے، نفع خوری کے لئے اجرتی محنت استعمال کرتے تھے، نجی تجارت کرنےوالے اور اسی طرح کے استحصال کرنےوالے عناصر تھے۔ آبادی میں ان کی تعداد بہت کم رہ گئی تھی اور اس طرح کے اقدامات وقتی تھے۔ جیسے ھی سوویت لوگوں نے سوشلزم کی تعمیر کے لئے راستہ پختہ کرلیا عبوری دور کی ساری پابندیاں ہٹا لی گئیں۔

* * *

هم نے ابھی تک یہ بتایا ھے کہ روس میں کس طرح عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب ھوا اور کس طرح پہلی انقلابی تبدیلیاں کی گئیں۔

اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کو بجاطور پر عظیم انقلاب کہا جاتا ھے۔ اس کو عظیم کہا جاتا ھے کیونکہ اس میں بےمثال پیمانے پر عام لوگوں نے شرکت کی اور یہ انقلاب اصولی طور پر بھی ان انقلابوں سے مختلف تھا جن سے انسانیت اس وقت تک دوچار ھوتی تھی۔ تاریخ میں یہ پہلا انقلاب تھا جس نے استحصال کرنےوالوں کو اقتدار سے برطرف کیا، انکی معاشی طاقت کی بنیادیں ڈھادیں، محنت کشوں کو ریاست کا سربراہ بنایا اور ذرائع پیداوار کی ملکیت سارے عوام کے سپرد کردی۔ ایک نئی قسم کی ریاست، سوویت سوشلسٹ ریاست اور ایک نئی قسم کی جمہوریت، محنت کش لوگوں کی جمہوریت قائم کی گئی۔ انقلاب نے آدمی کے ھاتھوں آدمی کے استحصال کو قطعی طور پر ختم کرنے اور سماجی ناانصافی سے پاک سوشلسٹ معاشرے کی تعمیر کی ابتدا کی۔

عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب نے عالمی سامراج کا پھاٹک توڑ دیا۔ مزدوروں اور کسانوں کی سوویت ریاست وجود میں آئی اور عالمی انقلابی تحریک کی پشت پناہ بن گئی۔ انسانیت کی تاریخ میں ایک نئے دور، سرمایہدارانہ نظام کے زوال اور سوشلزم اور کمیونزم کی فتح کے دور کی ابتدا ھوئی۔

دوسرا باب

غیرملکی مداخلت اور اندرونی انقلاب دشمنی کے خلاف جدوجہد

(۱۹۱۸ — ۲۰ء)

غیرملکی مداخلت اور خانہ‌جنگی کی ابتدا

سوشلسٹ انقلاب روسی آبادی کی زبردست اکثریت کی حمایت اور سرگرم شرکت سے ہی کیا گیا تھا۔ پھر بھی جو مختلف گروہ پہلے برسراقتدار رہ چکے تھے اور ہر طرح کے مراعات رکھتے تھے انہوں نے فتحیاب انقلاب کی شدید مخالفت کی۔ ان میں وہ جاگیردار تھے جو اپنی زمینوں سے محروم کردئے گئے تھے، وہ سرمایہ‌دار اور بینکر وغیرہ تھے جن کے کارخانے اور فیکٹریاں قومی ملکیت بنالی گئی تھیں۔ سرکاری ملازموں اور افسروں کا وہ کافی حصہ بھی جو جاگیرداروں اور سرمایہ داروں سے گہرے تعلقات رکھتا تھا عوامی اقتدار کے خلاف ہوگیا۔ صدیوں کے دوران زارشاہی نے خصوصی مراعات رکھنے والا فوجی عملہ یعنی کزاک دستے منظم کئے تھے۔ کزاک دستے اپنی تعداد اور وسیع علاقے میں پھیلے ہونے کے لحاظ سے بڑی اہمیت رکھتے تھے۔ وہ دون، شمالی قفقاز، جنوبی اورال، سائبیریا اور مشرق بعید کے علاقوں میں پھیلے ہوئے تھے۔ کزاک متعدد سماجی اور سیاسی دھڑوں میں تقسیم ہوگئے تھے۔ چنانچہ محنت کش کزاک انقلاب کے حامی تھے۔ پھر بھی کزاکوں کے سردار ابتدا میں کزاکوں کے بڑے حصے کو سوویت اقتدار کے خلاف لا سکے۔

انقلاب کے خلاف مذہبی رہنما بھی تھے۔ ان میں اورتھوڈاکس عیسائی، کیتھولک اور مسلمان رہنما سب ہی تھے۔ مشرق کے قومی علاقوں کے جاگیردار اور نیم‌جاگیردار بھی سوویتوں کے خلاف تھے، دیہی بورژوازی اور امیر کسانوں نے بھی سوویت دشمن رویہ اختیار کیا۔

چونکہ اس سے پہلے مزدور طبقہ حصول اقتدار کی ساری کوششوں میں ناکام رہا تھا اس لئے انقلاب دشمنوں کو یہ قطعی یقین تھا کہ جلد یا بدیر اس بار بھی یہی حشر ہوگا۔ انقلاب دشمن اور ان کی فوجی طاقتیں جو ''سفید گارڈ،، کہلاتی تھیں غیر ملکی رجعت پرستوں کی زبردست امداد پر تکیہ کرتی تھیں اور بعد کے واقعات نے تصدیق کی کہ ان کی توقعات بجا تھیں۔ اس کے علاوہ بہت سے لوگ خصوصاً دانش‌ور جو سوویت حکومت کے دشمن نہ تھے انقلاب کی اس زبردست لہر سے جو ملک میں پھیل گئی گھبرا کر اور ڈر کر ڈھلمل یقین ہوگئے۔

اکتوبر انقلاب کے پہلے دن سے ہی نوخیز ریپبلک کے دشمنوں نے معاشی توڑ پھوڑ اور سیاسی جدوجہد کے علاوہ روزافزوں تشدد آمیز اور مسلح جدوجہد بھی شروع کردی تھی تاکہ وہ سوویت اقتدار کو ختم کرکے پھر پرانا اقتدار قائم کردیں۔

ابھی سوویت اقتدار کے اعلان کے لئے سوویتوں کی دوسری کانگرس میں تالیوں کی گونج ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ پیتروگراد کے مضافات میں توپیں گرجنے لگیں۔ سابق وزیراعظم کیرینسکی نے جو پیتروگراد سے فرار ہوگیا تھا بغاوت کردی تھی۔ جنرل کراسنوف کے ساتھ ملکر اس نے متعدد فوجی دستے منظم کرلئے اور فتحیاب مزدوروں اور کسانوں کو ''ٹھنڈا،، کرنے کے لئے آگے بڑھا۔ کیرینسکی اور کراسنوف کی فوج پیتروگراد کے مضافات تک بڑھ آئی لیکن ۱۲ نومبر کو مزدوروں، ملاحوں اور سپاھیوں نے اس کو تباہ کر کے پیچھے دھکیل دیا۔ کیرینسکی فرار ہوگیا۔ کراسنوف جو گرفتار کرلیا گیا تھا اپنے اس ''ایمان‌دارانہ وعدے،، پر رہا کردیا گیا کہ وہ آئندہ سوویت حکومت کے خلاف نہیں لڑے گا۔

۱۹۱۸ء کے پہلے نصف‌حصے میں بورژوازی نے بہت سی خفیہ تنظیمیں بنائیں۔ اس نے سازشیں، بغاوتیں، توڑپھوڑ، دھشت‌پسندی کے واقعات اور سوویت دشمن پروپیگنڈا کیا۔ انقلاب دشمنوں نے بڑے زور شور سے اپنی فوجی طاقتیں تیار کیں۔

شمالی قفقاز میں سوویت دشمن افسروں میں سے ایک نام نہاد رضاکارانہ فوج تیار کی گئی۔ اس کا کمانڈر زارشاھی کے پرانے جنرل الیکسیئف، کورنیلوف اور دینیکین تھے۔ کزاک علاقے میں بھی سوویت دشمن فوجی دستے منظم کئے جا رہے تھے۔

بهر حال خانہ جنگی چھیڑنے کے لئے انقلاب‌دشمنوں کی پہلی کوششیں جلدی ہی ناکام بنادی گئیں ۔ پیترو گراد کے قریب کیرینسکی اور کراسنوف کی شکست، جنوبی اورال میں دوتوف کی ناکامی اور دون کے علاقے میں کالیدین کی ہار نے یہ بات بالکل صاف کردی کہ ملک کی زبردست اکثریت سوویت اقتدار کے ساتھ ہے اور سوویت حکومت انقلاب‌دشمن طاقتوں کے مقابلے میں بہت برتر ہے۔

پھر بھی مسلح جدوجہد ختم نہیں ہوئی بلکہ اس کے برعکس ماہ‌بماہ اس کی وسعت اور شدت میں اضافہ ہی ہوتا گیا ۔ اس کی واحد وجہ یہ تھی کہ سوویت ریپبلک کے خلاف بڑے بڑے سرمایہ‌دار ملک میدان میں آ گئے تھے ۔

اتحاد ثلاثہ کے ممالک کی فوجیں سوویت روس کو بھیجنے کی وضاحت سرکاری طور پر یوں کی گئی کہ انکا مقصد جرمن مقبوضات کی توسیع روکنا ہے۔ لیکن یہ وضاحت بے بنیاد تھی ۔ یہ سچ ہے کہ اتحاد ثلاثہ کی پہلی فوج اس وقت روس میں اتری تھی جب روس اور جرمنی کی لڑائی جاری تھی ۔ لیکن واقعات اس کے شاہد ہیں کہ جرمنی سے لڑائی ختم ہونے کے بعد ہی سوویت دشمن مداخلت میں بڑا اضافہ ہوا ۔

اس مداخلت کی وجہ صاف تھی ۔ اس کی نوعیت طبقاتی تھی اور سامراجی ممالک کے لیڈر اس بات کے خواہاں تھے کہ وہ دنیا میں مزدوروں اور کسانوں کی پہلی حکومت کا گلا گھونٹ دیں ۔ سامراجیوں کے ایک لیڈر چرچل نے کئی بار یہ تسلیم کیا کہ اس کا مقصد ”بالشویزم کا اس کے گہوارے میں ہی گلا گھونٹ دینا ہے ۔ ،، ساری دنیا میں انقلابی تحریک کے ابھار نے سامراجی حلقوں کو چوکنا اور خوفزدہ کردیا اور روس نے جو مثال قائم کی تھی اس کو وہ خاص طور سے خطرناک سمجھنے لگے ۔

اس واقعہ کا رول بھی معمولی نہ تھا کہ اکتوبر انقلاب نے روس میں مغربی سرمایہ‌داروں کو ان کے کارخانوں، تجارتی اور کاروباری مراعات اور روس میں لگے ہوئے سرمائے سے محروم کردیا تھا ۔ مداخلت کرنے‌والی طاقتوں کو یہ بھی توقع تھی کہ وہ اس طرح حملہ کرکے روس کو توڑ پھوڑ ڈالیں‌گے اور اس کے کچھ حصوں کو اپنی نوآبادیات میں تبدیل کرسکیں‌گے ۔

برطانوی فوجیں ارخانگیلسک میں اتر رہی ہیں (۱۹۱۸ء)

دسمبر ۱۹۱۷ء میں سلطنت رومانیہ نے بین اقوامی قانون، معاہدے اور ذمے داری کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بیسارابیا پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد برطانوی، جاپانی اور امریکی حملہ آور فوجیں سوویت شمال (مورمانسک اور ارخانگیلسک) اور مشرق بعید (ولادیوواستوک) میں اتر گئیں۔

مئی ۱۹۱۸ء کے آخر میں والگا کے وسطی علاقے اور سائبیریا میں چیکوسلاواکیہ کے فوجی دستوں نے بغاوت کردی۔ یہ دستے ان چیک اور سلاواک سپاہیوں پر مشتمل تھے جو آسٹریائی فوج میں پہلی عالمی جنگ میں لڑے تھے اور روسیوں نے ان کو گرفتار کرلیا تھا۔ یہ دستے سوویت حکومت کی اجازت سے سائبیریا اور مشرق بعید ہو کر یورپ جا رہے تھے۔ بہرحال، برطانوی، فرانسیسی اور امریکی جاسوسی ایجنسیاں ان دستوں کو ان کے رجعت پرست کمانداروں کے ذریعہ سوویت رپبلک کے خلاف استعمال کرنے میں کامیاب ہو گئیں۔ ان دستوں کے ساٹھ ہزار فوجی جو اچھی طرح مسلح تھے اور بڑی ریلوے لائن کے ساتھ ساتھ پھیلے ہوئے تھے والگا کے علاقے اور سائبیریا میں کئی شہروں پر قابض ہو گئے۔

باکو کے ۲۶ کمیساروں پر گولیوں کی باڑ

غیرملکی مداخلت کرنےوالوں نے سوویت وسط ایشیا کے علاقے پر بھی دھاوا بول دیا۔ برطانوی فوجوں نے ایران سے آ کر کیسپین کے علاقے پر قبضہ جما لیا۔مداخلت کرنے والوں نے مقبوضہ علاقوں میں نوآبادیاتی، دھشت انگیز راج قائم کیا۔ کمیونسٹوں اور سوویتوں اور ٹریڈ یونینوں کے ارکان کو پکڑ کر نظربندی کیمپوں میں ٹھونس دیا گیا اور بہتوں کو گولی مار دی گئی۔ ایک بہت ھی مشہور واقعہ ان ۲۶ کمیساروں کو بلاتفتیش یا مقدمے کے سزائے موت دینے کا ھے جو آذربائیجان کی راجدھانی باکو میں سوویت اقتدار کے سربراہ تھے۔ باکو کے کمیساروں کو جن میں مشھور سماجی کارکن م۔ عزیزبیکوف، پ۔ جاپاریدزے، ا۔ مالیگین، ا۔ فیولیتوف، س۔ شاؤمیان وغیرہ تھے، انگریز پکڑ کر ماورائے کیسپین علاقے کے ریگستان میں لے گئے جہاں ان کو گولیوں کا نشانہ بنا دیا گیا۔

یورپ، امریکہ اور ایشیا کے ۱۴ ملکوں نے سوویت دشمن مداخلت میں حصہ لیا اور اس میں بنیادی رول بڑی بڑی سرمایہ‌دار طاقتوں یعنی ریاستہائے متحدہ امریکہ، برطانیہ، فرانس اور جاپان نے ادا کیا۔ اکتوبر انقلاب کے بعد ایک سال کے دوران میں سرمایہ‌دار دنیا ایک طرف اتحاد ثلاثہ کے ممالک اور دوسری طرف جرمنی اور اس کے اتحادیوں کے

درمیان جنگ کی وجہ سے تقسیم ہو گئی۔ اس طرح سامراجی طاقتوں کا اتحاد مشکل ہو گیا۔ اس کے باوجود جنگ میں الجھے ہوئے دونوں فریقوں نے سوویت ریپبلک کے خلاف مشترکہ اقدام کیا۔

روس کے وسیع علاقوں پر جرمنی اور آسٹریا ہنگری کے قبضے کے علاوہ برطانیہ، فرانس اور جاپان نے بھی حملہ کردیا۔ کسی بھی ملک پر اتنے زبردست اور کثیر تعداد دشمنوں نے حملہ نہیں کیا تھا۔

باھری دنیا سے سوویت ریپبلک کے تمام بری اور بحری روابط منقطع کرکے اس کی تقریباً مکمل ناکہ‌بندی کر دی گئی۔ مداخلت کرنےوالوں نے سفیدگارڈ کے انقلاب دشمنوں سے براہ راست اتحاد قائم کر لیا۔ انھوں نے سفید گارڈ کو مالی اور اسلحہ کی امداد دی اور ان کے ساتھ ملکر لڑنے لگے۔ مداخلت کرنےوالوں کی براہ راست۔حمایت سے دیسی انقلاب دشمنوں کو اپنے فوجی اقدامات میں اضافہ کرنے کا موقع مل گیا۔

سوویت ریپبلک آتشیں حلقے میں

۱۹۱۸ء کے وسط میں وہ دم لینے کا وقفہ ختم ہوگیا جو معاہدۂ بریسٹ کی وجہ سے نصیب ہوا تھا۔ سوویت دیس کو غیرملکی مداخلت کرنےوالوں اور اندرونی رجعت پرستوں دونوں سے لڑنا پڑا۔ اب فوجی مسئلہ انتہائی اہم اور انقلاب کا بنیادی مسئلہ بن گیا۔ روس کی قوموں کی تقدیر کا انحصار اس پر ہو گیا کہ آیا سوویت اقتدار دشمنوں کے حملے کو پسپا کر سکیگا اور انقلاب کے کاز کی کامیابی کے ساتھ حفاظت کر سکیگا یا نہیں۔

۱۹۱۸ء کے وسط میں پورا سوویت ملک ان جنگی شعلوں میں گھر گیا جو سامراجیوں نے بھڑکائے تھے۔ مداخلت کرنے والوں اور سفید گارڈوں کے خلاف شمال، جنوب، مشرق اور مغرب میں گھمسان کی لڑائیاں ہونے لگیں۔

۱۹۱۸ء کے وسط میں رضاکار فوج نے شمالی قفقاز کے کافی حصے پر قبضہ جما لیا۔ جنرل کراسنوف اور مامونتوف کزاکوں میں بغاوت بھڑکا دی اور دون کے علاقے پر قبضہ کرکے زاریتسیں (موجودہ والگاگراد) اور ورونیژ پر دھاوا بول دیا۔

چیک باغیوں اور سفید گارڈ کی فوجوں نے پورے سائبیریا اور دریائے والگا کے علاقے کے کئی شہروں — سمارا (موجودہ کوئبیشیف)،

سیمبیرسک (موجودہ اولیانوفسک) اور کازان پر قبضہ کر لیا۔ سردار دوتوف کے سفید کزاکوں کے دستے پھر میدان جنگ میں لائے گئے اور جولائی ۱۹۱۸ء کی ابتدا میں انہوں نے اورینبورگ لے لیا۔ اس طرح سوویت ترکستان بقیہ ملک سے کٹ گیا۔

اورال میں سخت جنگ چھڑ گئی۔ جولائی کے پورے مہینے ایکاتیرین بورگ (موجودہ سویردلوفسک) میں گھمسان کی لڑائی ھوتی رھی جو اس علاقے میں سوویت فوج کی مزاحمت کا قلب تھا۔ مداخلت کرنےوالوں اور سفید گارڈوں کو معلوم تھا کہ سابق زار نکولائی رومانوف یہیں نظر بند ھے اور وہ اس کو رھا کرنا چاھتے تھے تاکہ ساری انقلاب دشمن طاقتوں کو اس کے گرد جمع کر سکیں۔ ۱۷ جولائی ۱۹۱۸ء کو اورال کی علاقائی سوویت کے فیصلے کے مطابق نکولائی رومانوف کو گولی مار دی گئی۔ ایک ھفتے بعد سفید گارڈوں نے اس شہر پر قبضہ کر لیا۔

ان علاقوں میں جہاں مداخلت کرنےوالوں اور سفید گارڈوں نے قبضہ کرلیا تھا مثلاً سمارا، ارخانگیلسک، اومسک، ماورائے کیسپین کا علاقہ اور دوسری جگھوں پر وھاں منشیویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کی شرکت سے سوویت دشمن اور انقلاب دشمن ''حکومتیں،، قائم کی گئیں۔ پہلے پہل تو ان '' حکومتوں،، نے جمہوری نعروں کے استعمال سے فائدہ اٹھایا لیکن عملی طور پر انہوں نے بورژوازی، جاگیرداروں اور غیرملکی سامراجیوں کی ھر مرضی پوری کی اور علانیہ فوجی ڈکٹیٹرشپ کے لئے راستہ تیار کیا۔

نوجوان سوویت ریپبلک محاذوں کے آتشیں حلقے میں گھر گئی۔ اب سوویتوں کا سرخ جھنڈا وسطی روس کے نسبتاً چھوٹے علاقے پر ھی لہرا رھا تھا۔

اس کے علاوہ امیر کسان ملک بھر میں بغاوت کر رھے تھے اور متعدد علاقوں (والگا کے علاقے اور سائبیریا) میں اوسط درجے کے کسانوں کا کافی حصہ ڈھلمل یقین تھا اور سوشلسٹ انقلابیوں کی حمایت کر رھا تھا۔

سوویت ریاست کو سخت آزمائش کا سامنا تھا۔ لینن نے جولائی ۱۹۱۸ء میں کہا: ''ھمیں یہ بہت بڑا اعزاز ملا ھے اور بڑی دشواری

بھی کہ ہم پہلے سوشلسٹ دستے کی حیثیت سے عالمی سامراج کے خلاف لڑ رہے ہیں ،،۔

اتحاد ثلاثہ کے ملکوں کی مداخلت اور جرمنی کے قبضے نے سوویت روس کو غذا، خام سامان اور ایندھن کے اہم علاقوں سے محروم کر دیا ۔ ماسکو ، پیتروگراد اور دوسرے شہروں کے مزدور غذا کی قلت سے پریشان ہو گئے ۔ سوویت ریپبلک میں دونیتسک کا کوئلہ، کریوائی روگ کا لوہا، باکو کا تیل اور ترکستان کی کپاس نہیں رہی ۔ خام سامان اور ایندھن کی کمی کی وجہ سے کارخانے اور فیکٹریاں بند ہو گئیں ۔ ۱۹۱۸ء کی گرمیوں کے آخر میں تقریباً ۴۰ فیصدی صنعتی کارخانے بیکار ہو گئے ۔

''سوت یا فتح،، یہ نعرہ بلند کرکے سوویت لوگ جدوجہد کے لئے کھڑے ہوئے ۔ ستمبر ۱۹۱۸ء کی ابتدا میں کل روس مرکزی انتظامیہ کمیٹی نے سوویت ریپبلک کو ایک فوجی کیمپ قرار دیا ۔ کمیٹی کے ۲ ستمبر کے اعلان میں کہا گیا تھا : ''سوشلسٹ ریپبلک کی ساری طاقتیں اور وسائل ظالموں کے خلاف مسلح جدوجہد کے مقدس کام کے لئے استعمال ہونگی۔ ،،

سفید گارڈوں اور مداخلت کرنے والوں کے خلاف جدوجہد کرنے کے لئے ملک کے سارے وسائل کو بروئےکار لانے کی غرض سے ۳۰ نومبر ۱۹۱۸ء کو مزدوروں اور کسانوں کی دفاعی سوویت بنائی گئی جس کے صدر خود لینن تھے ۔

سوویت فوج کی تنظیم دشوار اور پیچیدہ کام تھا ۔ سرخ فوج طبقاتی فوج، مزدوروں اور محنت کش کسانوں کی فوج کی حیثیت سے منظم کی گئی ۔ اس کی ریڑھ ملک کے مختلف صنعتی مرکزوں مثلاً ماسکو ، پیتروگراد، تویر ، ایوانووا ــ وازنیسینسک، نیژنی نووگورد، تولا اور اورال کے پرولتاری لوگ تھے ۔ محنت کشوں کی صفوں نے ہزارہا باجوہر اور انقلابی کمانڈر بھی پیدا کئے ۔ ان میں بلوخیر ، بودیونی، وروشیلوف، لازو ، کوتوفسکی، پارخومینکو ، فبریتسیوس، فیدکو ، فرونزے، شچورس، چپائف، یاکیر وغیرہ جیسے کمانڈر تھے جو جنگ کی آگ سے ہی تپ کر پروان چڑھے تھے ۔

مزدوروں اور کسانوں کی صفوں سے نئے نئے کمانڈروں کی بڑے پیمانے پر تربیت کے ساتھ ساتھ سوویت حکومت نے پرانے فوجی ماہرین کو

بھی سرخ فوج میں کام کرنے کی ترغیب دی۔ اگرچہ بہت سے سابق افسروں نے سوویت ریپبلک کے ساتھ غداری کی اور دشمن سے مل گئے لیکن پرانے روشن خیال افسروں نے ایمانداری سے سوویت حکومت کی خدمت کی۔ ان میں بہت سے سرخ فوج کے نمایاں کمانڈر بن گئے۔ مثلاً خانہ جنگی کے دوران س۔ س۔ کامینیف سوویت دیس کے اعلی فوجی کمانڈر ہو اور ب۔ م۔ شاپوشنیکوف جو جنگ کے انہیں برسوں میں محاذ جنگ کے ہیڈکواٹر کے تحت جنگی کارروائیوں کے محکمے کے سربراہ تھے، بعد میں جنرل اسٹاف کے رہنما ہوگئے۔ ا۔ ی۔ ایگوروف اور م۔ ن۔ توخاچیفسکی اہم محاذوں کے سربراہ مقرر کئے گئے اور بعد کو وہ سوویت یونین کے مارشل ہو گئے۔ سوویت ریپبلک کے دفاع میں ۲۰ - ۱۹۱۸ء میں بڑے فوجی انجنیر کاربیشیف نے نمایاں حصہ لیا۔ وہ حب‌وطنی کی عظیم جنگ (دوسری عالمی جنگ) میں بہادری کے ساتھ کام آئے۔

پورے ملک میں علاقائی، صوبائی، اضلاعی اور مقامی فوجی کمیساریت قائم کی گئیں جن کا کام سرخ فوج کے دستوں کی بھرتی اور تنظیم تھا۔ تمام محاذوں اور فوجی اداروں کی رہنمائی کو مرکوز کر دیا گیا۔ ۲ ستمبر ۱۹۱۸ء کو ریپبلک کی انقلابی فوجی سوویت بنائی گئی جو سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی براہ راست رہنمائی میں کام کرتی تھی۔ مرکزی کمیٹی کے مخصوص اعلان میں اس پر زور دیا گیا تھا کہ جنگی شعبے کی پالیسی ”ٹھیک ان بنیادی ہدایات کے مطابق چلائی جا رہی ہے جو مرکزی کمیٹی پارٹی کی طرف سے دیتی ہے اور اس کو مرکزی کمیٹی براہ راست کنٹرول کرتی ہے۔“

فوجوں اور جنگی محاذوں کو کنٹرول کرنے کےلئے ایک متحدہ تنظیم قائم کئی گئی۔ ہر محاذ یا فوج کی سربراہی کےلئے ایک انقلابی فوجی سوویت بنائی گئی جو محاذ یا فوج کے کمانڈر اور دو سیاسی کمیساروں پر مشتمل ہوتی تھی۔

سرخ فوج میں ہزاروں کمیونسٹ بھیجے گئے۔ محاذوں کو بھیجے جانےوالے کمیونسٹوں کے ہدایت نامے میں کہا گیا تھا: ”کمیونسٹ کا نام بڑی ذمہ‌داریوں کا حامل ہے لیکن ایک رعایت بھی دیتا ہے یعنی اس کو سب سے پہلے انقلاب کے لئے لڑنے کا حق ہوتا ہے۔“

کمیونسٹوں نے غفلت اور بدنظمی کے خلاف ڈٹ کر جدوجہد کی اور سرخ فوج کو ایک باقاعدہ اور باضابطہ فوج کی طرح مضبوط بنایا۔

انقلابی جدوجہد سے تپ نکالنے والے بہترین کمیونسٹوں کو فوجی کمیسار مقرر کیا گیا۔ کمیونسٹ کمیساروں نے سرخ فوج کو مضبوط بنانے، ان کی جنگی صلاحیتوں کو بلند کرنے، سرخ فوج کے لوگوں کو سیاسی تربیت دینے اور سابق زار شاہی فوج کے جنگی ماہرین کی سرگرمیوں پر نگاہ رکھنے میں اہم رول ادا کیا۔

پارٹی اور سوویت حکومت کی زبردست کوششوں کی وجہ سے سرخ فوج کی تنظیم میں کامیابی ہوئی۔ ۱۹۱۸ء کی گرمی اور خزاں میں سرخ فوج کی صفوں میں آٹھ لاکھ سے زیادہ آدمی آ گئے۔

سوویت ریپبلک کی دفاعی صلاحیت کو مضبوط کرنے میں عام فوجی تربیت کو خاص اہمیت حاصل تھی۔ ریپبلک کے سارے شہریوں نے جن کی عمر ۱۸ سے ۴۰ سال تک تھی لازمی فوجی تربیت حاصل کرنے لگے۔

سرخ فوج کے صفوں میں یورپ اور ایشیا کی بہت سی قوموں کے نمائندے بھی لڑے۔ پہلی عالمی جنگ کے قیدیوں، روس کے علاقے میں موجود غیرملکی مزدوروں اور تارکین وطن سے رضاکاروں کے فوجی دستوں کی تنظیم کی گئی اور ان کو بھی سرخ فوج میں شامل کر لیا گیا۔ پرولتاری بین اقوامیت کی زبردست طاقت اور اس احساس نے کہ روسی مزدور اور کسان ساری انسانیت کے روشن مستقبل کے لئے راستہ بنا رہے ہیں غیرملکوں کے ہزارہا عام لوگوں کو روسی انقلاب کا سپاہی بنا دیا۔ ہنگری، چیکوسلاواکیہ ، پولینڈ، سربیا، چین، کوریا اور دوسری قوموں کے نمائندے سوویت اقتدار کے لئے روس کے محاذوں پر لڑے۔ انہوں نے روسی، یوکرینی اور بیلوروسی سپاہیوں کے ساتھ میدان جنگ کی ساری تکلیفیں اور صعوبتیں جھیلیں اور مشترکہ دشمن کے خلاف شانہ بشانہ لڑے۔

۱۹۱۸ء کی گرمیوں اور خزاں کی لڑائیوں میں نوخیز سرخ فوج نے پہلی فتوحات حاصل کیں۔

والگا کے وسطی علاقے میں گرمیوں بھر زوروں کی لڑائی ہوتی رہی جہاں چیکوسلاواکیہ کے دستے اور سفید گارڈ ملک کے وسطی علاقے میں درآنے کی کوشش کر رہے تھے۔ یہ لڑائی سوویت ریپبلک کے لئے بہت ہی اہم بن گئی۔

اگست ۱۹۱۸ء میں لینن نے مشرقی محاذ کے کارکنوں کو لکھا:
''اس وقت انقلاب کی ساری قسمت کا انحصار ایک جگہ پر ہے یعنی

کازان۔ اورال۔ سمارا کے محاذ پر چیکوسلاواکیہ کے دستوں کے خلاف جلد از جلد فتح پر۔،،

سوویت حکومت نے مشرقی محاذ قائم کیا جو مختصر مدت میں منظم کی ہوئی پانچ فوجوں پر مشتمل تھا۔ اس محاذ پر کمیونسٹوں کی بڑی تعداد بھیجی گئی تاکہ وہ کمانداروں، کمیساروں، معمولی سپاہیوں اور پروپیگنڈا کرنےوالوں کی حیثیت سے کام کریں۔ ۱۹۱۸ء کے آخر تک اس محاذ کی فوجوں میں ۲۵ ہزار کمیونسٹ کام کرنے لگے۔

والگا کا بھی ایک فوجی آبی بیڑہ بنایا گیا۔ نیژنی نووگورد (موجودہ گورکی) اور دوسرے والگا کے شہروں کے مزدوروں نے اپنے دخانی جہازوں اور بجروں کو اسلحہ سے لیس کر لیا اور نہروں کے مارینسکایا نظام کے ذریعہ بحربالٹک سے تارپیڈو کشتیاں یہاں لائی گئیں۔

۱۹۱۸ء کی خزاں میں مشرقی محاذ کی فوجوں کو اہم کامیابیاں ہوئیں۔ ستمبر ۱۹۱۸ء کی ابتدا میں سرخ فوج نے والگا کا ایک سب سے بڑا شہر کازان آزاد کرا لیا اور اکتوبر میں اس کے دستے سامارا (موجودہ کوئبیشیف) میں داخل ہو گئے۔ لینن نے لکھا: ''سمارا لے لیا گیا۔ والگا آزاد ہو گیا۔،، وہ ان لڑائیوں پر تبصرہ کر رہے تھے جو اس بڑے روسی دریا کے لئے ہو رہی تھیں۔ یہ دریا ملک کی شہ‌رگ کی حیثیت رکھتا تھا۔

۱۹۱۸ء کے موسم گرما اور خصوصاً خزاں کے اہم فوجی واقعات میں جنوبی محاذ کی لڑائی تھی۔ یہ محاذ دریائے دون سے لیکر نچلے والگا اور شمالی قفقاز کے علاقوں تک پھیلا ہوا تھا۔ اور پانچ فوجوں پر مشتمل تھا جو ورونیژ، زاریتسین اور شمالی قفقاز کے علاقوں میں پھیلی ہوئی تھیں۔ یہاں سوویت فوجیں دون اور کوبان کے انقلاب دشمنوں، دینکن کی رضاکار فوج اور شمالی قفقاز کے بورژوا نیشنلسٹوں کے منظم کئے ہوئے دستوں کے خلاف لڑ رہی تھیں۔

گرمیوں اور خزاں میں جنوبی محاذ کے زاریتسین‌والے حصے میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ ۱۹۱۸ء کے دوران دو بار (اگست — ستمبر اور پھر اکتوبر میں) سفید گارڈ زاریتسین کے قریب آ گئے۔ دونوں بار شہر کے پھاٹک پر سخت لڑائی ہوئی۔ دونوں مرتبہ کراسنوف کے دستوں کو، تعداد میں ان کی کثرت کے باوجود، بری طرح شکست دیکر دون

''کیا تم رضاکار کی حیثیت سے بھرتی ہوئے ہو؟،، سوویت اقتدار کے پہلے برسوں کا ایک پوسٹر

کے پار دھکیل دیا گیا۔ زاریتسین کے دفاع میں ک۔ اے۔ وروشیلوف، س۔ ک۔ مینین، ا۔ و۔ استالن نے اہم رول ادا کیا۔

۱۹۱۸ء کی خزاں میں مداخلت کرنےوالوں اور سفید گارڈوں کی پیش قدمی شمال میں روک دی گئی۔

دشمن پر کاری ضرب لگانے کے لئے ملک کی ساری طاقتوں کو بروئے کار لا کر سوویت حکومت نے عقب میں بھی انقلابی نظم و نسق قائم کرنے کے لئے اقدامات کئے۔ اس زمانے میں انقلاب‌دشمنوں کی دھشتناک کارروائیاں حد سے زیادہ بڑھ گئیں۔ پیتروگراد میں انہوں نے کمیونسٹ پارٹی کے نمایاں کارکنوں و۔ ولودارسکی اور م۔ اوریتسکی کو قتل کر دیا۔

۳۰ اگست ۱۹۱۸ء کو دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابیوں نے لینن کو قتل کرنے کی کوشش کی۔ ماسکو کے ایک کارخانے میں جلسے کے دوران ایک عورت ف۔ کاپلان نے جو سوشلسٹ انقلابی تھی لینن کو دو زھر آلود گولیوں سے سخت زخمی کیا۔

انقلاب‌دشمن کی طاقتیں سازشیں، بغاوتیں اور توڑپھوڑ کرتی رھیں۔ صرف جولائی ۱۹۱۸ء میں ماسکو، یاروسلاول، ریبینسک اور دوسرے شہروں میں انقلاب‌دشمن بغاوتیں ھوئیں۔ سابق زارشاھی افسر موراویف نے جو مشرقی محاذ پر سوویت فوج کا کمانڈر ھو گیا تھا، بغاوت کر دی۔ ھر جگہ بغاوت کے ساتھ ساتھ کمیونسٹوں اور ٹریڈیونین کے کارکنوں کو قتل بھی کیا گیا۔ یاروسلاول میں صوبائی انتظامی کمیٹی کے صدر س۔ م۔ ناخیمسان اور دوسرے سیکڑوں کمیونسٹوں، سوویت ملازمین اور مزدوروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

ان سرگرمیوں کی رھنمائی اورسربراھی اتحادیوں کے ایسے رھنما کررھے تھے جو اپنے اپنے ممالک کے سرکاری اور سفارتی نمائندے تھے۔ انقلاب دشمن طاقتوں کو براہ راست منظم کرنےوالوں میں امریکی سفیر فرانسیس، فرانسیسی سفیر نولانس، ماسکو میں امریکی قونصل پول اور برطانوی سفارتی نمائندہ لوکارٹ تھے۔ ان کی شرکت کا مسلمہ ثبوت اس زمانے کی دستاویزات اور ۱۹۲۲ء کے مقدمے میں سوشلسٹ انقلابیوں کی شہادتوں سے ملا۔ اس کا ثبوت سفید گارڈ کی ایک خفیہ تنظیم کے رھنما ب۔ ساوینکوف نے بھی اس مقدمے میں اپنی شہادت سے دیا جو ۱۹۲۴ء میں چلایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ ان کی سرگزشتوں سے بھی اس کی شہادت ملی۔

سوویت حکومت نے ابتدا میں اپنے مخالفین کے بارے میں نرم رویہ اختیار کیا۔ عارضی حکومت کے کسی بھی ممبر کو سزائے موت نہیں دی گئی۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ھے باغی جنرل کراسنوف کو گرفتار کرکے اس کے اس وعدے پر رھا کر دیا گیا کہ وہ اب بغاوت نہیں کریگا لیکن اس نے اس کی فوراً خلاف‌ورزی کی۔

بہرحال انقلاب‌دشمنوں کی دہشت‌پسندی اور بے‌رحمی کی وجہ سے سوویت حکومت کو سخت جوابی اقدام کرنے پڑے۔ موت و زندگی کی جنگ ہو رہی تھی جس میں دشمن کو کسی بات سے بھی باک نہ تھا اس لئے سفید گارڈوں کے ساتھ نرمی برتنے کا مطلب انقلاب سے غداری تھا۔ پرولتاریہ کا یہ مقدس فرض تھا کہ وہ پورے عزم کے ساتھ انقلاب دشمنوں کی کارروائیاں سختی کے ساتھ روک دے اور سفید دہشت انگیزی کا جواب سرخ دہشت انگیزی سے دے۔

سوویت حکومت کی ہدایت پر فیلکس دزیرژینسکی کی قیادت میں انقلاب دشمنی اور توڑ پھوڑ کے خلاف جدوجہد کرنے‌والے کل‌روس ہنگامی کمیشن (چیکا) نے جو پرولتاری ریاست کا تعزیری ادارہ تھا اپنی کارروائیوں میں اضافہ کر دیا۔ خفیہ انقلاب دشمن تنظیموں، دہشت پرستوں اور سازش کرنے‌والوں پر کاری ضربیں لگائی گئیں۔ عام لوگوں کی عملی حمایت سے دشمنوں کی سیکڑوں سازشوں کو بے‌نقاب کیا گیا، بہت سی خفیہ تنظیموں کو ختم کر دیا گیا اور سیکڑوں غداروں، توڑ پھوڑ کرنے‌والوں اور جاسوسوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ یہ سرخ ''دہشت انگیزی،، اس وقت اختیار کی گئی جب پرولتاری ریاست کے وجود کے لئے سخت خطرہ پیدا ہو گیا اور اس نے کافی حد تک خفیہ سوویت‌دشمن سرگرمیوں کو ٹھنڈا کر دیا۔ یہ سخت اور مجبوری کا اقدام تھا لیکن اس کی ضرورت بھی تھی۔

سوویت لوگوں کا ایک سب سے فوری فریضہ سرخ فوج کو ضروری ساز و سامان سے لیس کرنا تھا۔ سفید گارڈوں اور مداخلت کرنے والوں کو اسلحہ اور دوسرا جنگی سامان یورپ اور امریکہ کے جنگی کارخانے فراہم کر رہے تھے۔ سرخ فوج نے ابتدا میں زار کی فوج کا بچا کھچا فوجی سامان استعمال کیا۔ لیکن یہ بہت کم تھا۔ اب ضرورت اس بات کی تھی کہ کم سے کم وقت میں ایسی صنعتوں کو چالو کر دیا جائے جو محاذ جنگ کی ضروریات کو پورا کر سکیں۔ ۱۹۱۸ء کی گرمیوں سے فیکٹریوں اور کارخانوں کی تنظیم جنگی پیمانے پر شروع کی گئی۔

دفاعی پیداوار کی تنظیم غیرمعمولی دشوار حالات میں ہوئی۔ دشمنوں نے سوویت ریپبلک کی ناکہ بندی کر رکھی تھی۔ اس لئے خام اشیا اور ایندھن کی سخت قلت تھی۔ سوویت دیس کو بورژوازی اور جاگیرداروں نے ٹوٹے پھوٹے ذرائع نقل و حمل اور خستہ حال صنعت وراثت

میں دی تھی - لیکن کوئی بھی دشواری مزدوروں کے عزم کو نہ ختم کر سکی - ٹریڈ یونینوں نے اپیل شائع کی ''ساتھیو، اپنی خرادیں اور مشینیں سنبھالو، اپنے ھتھوڑے اور ریتیاں لو، وطن خطرے میں ھے! ''، انھوں نے بڑے ایثار کے ساتھ سرخ فوج کو فتح کے لئے لیس کرنے کی تیاری شروع کر دی - ماسکو، پیترو گراد، کولومنا، ایوانووا — وزنےسینسک، تویر اور نیژنی نووگورد کے کارخانوں اور فیکٹریوں میں دن‌رات تیزی سے کام ھونے لگا - چنانچہ ۱۹۱۸ء کے دوسرے نصف حصے میں سرخ فوج کو دو ھزار توپیں اور تقریباً ۲۰ لاکھ گولے، نو لاکھ سے زیادہ رائفلیں، آٹھ ھزار مشین گنیں، ۵۰ کروڑ سے زیادہ کارتوس اور دس لاکھ کے قریب دستی‌بم فراھم کئے گئے -

دشمنوں پر فتح حاصل کرنے کے لئے سوویت اقتدار کو دیہات میں مضبوط بنانے کی ضرورت تھی - اس کا مطلب تھا امیر کسانوں (کولاکوں) کو ختم کرنا جو ھتھیاروں اور بھوک کے ذریعہ سوویت اقتدار کا گلا گھونٹنا چاھتے تھے، غریب کسانوں کو متحد کرنا، اوسط درجے کے کسانوں کی حمایت حاصل کرنا اور اس طرح مزدور طبقے اور کسانوں کے اتحاد کو مضبوط بنانا تھا - یہ جدوجہد روٹی اور غذائی مسئلہ حل کرنے میں لازمی جز تھی -

اکتوبر انقلاب کے بعد دیہات میں محنت‌کش کسانوں اور امیر کسانوں کے درمیان سخت طبقاتی جدوجہد شروع ھو گئی - امیر کسانوں نے یہ کوشش کی کہ جاگیرداروں سے جو زمین، کاشتکاری کے آلات اور بیج لئے گئے ھیں ان پر وہ خود قبضہ جما لیں اور غریب کسانوں کو اور زیادہ دبا دیں - لیکن محنت‌کش کسانوں نے امیر کسانوں کو دندان شکن جواب دیا - اور ان کے استحصال کرنےوالے رجحانات کو سر نہیں اٹھانے دیا - ھزاروں گاؤں اور بستیوں میں شدید جدوجہد ھو رھی تھی جس میں مسلح ٹکراؤ تک نوبت آجاتی تھی -

غریب کسانوں نے امیر کسانوں کے خلاف سخت اور جان‌فشاں جدوجہد کی - بہرحال وہ اچھی طرح منظم نہ تھے اور اپنے مقاصد و فرائض کو واضح طور پر نہیں سمجھتے تھے - ۱۱ جون ۱۹۱۸ء کو کل روس مرکزی انتظامی کمیٹی نے دیہات میں غریبوں کی کمیٹیاں منظم کرنے کا حکم جاری کیا اور مختصر مدت میں ھر جگہ غریب کسانوں کی کمیٹیاں بن گئیں - وہ ھر ضلع اور گاؤں میں وجود میں آ گئیں - ان

کمیٹیوں کی مدد سے جاگیرداروں سے لی ہوئی زمین کو محنت کش کسانوں میں تقسیم کر دیا گیا۔ امیر کسانوں پر کاری ضرب لگائی گئی اور ان کی بارہ کروڑ پچاس لاکھ ایکڑ زمین ضبط کر لی گئی۔ ان کمیٹیوں نے غریب کسانوں کو یہ زمین بونے جوتنے میں مدد دی جو ان کو ملی تھی۔ انھوں نے ان کسانوں کو تخم، کاشتکاری کا سامان فراہم کیا اور مویشی تقسیم کئے۔ یہ کمیٹیاں سرخ فوج کے سپاھیوں کے خاندانوں کی دیکھ بھال کرنے لگیں۔ امیر کسانوں کے خلاف جدوجہد میں شہر کے مزدوروں نے بھی مدد کی۔ کارخانوں اور فیکٹریوں میں مزدوروں کے دستے بنائے گئے جو غذائی سامان کے دستے کہلاتے تھے۔ یہ دستے دیہاتوں کو بھیجے گئے۔ انھوں نے اس توڑ پھوڑ کو روکا جو امیر کسان اناج کی فراھمی میں کر رہے تھے، غریبوں کو متحد کیا اور سوویت اقتدار کے مقامی اداروں کو مستحکم بنایا۔ اس طرح امیر کسانوں کی مزاحمت کا خاتمہ کیا گیا۔

دیہاتوں میں پرولتاریہ کی آمد اور غریبوں کی کمیٹیوں کی تنظیم سے دیہاتوں اور پورے ملک میں پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ مضبوط ہو گئی۔ کولاکوں کو لگام لگانے اور سوویت اقتدار کے استحکام نے اوسط درجے کے کسانوں کو سوویت حکومت کی طرف لانے میں اھم رول ادا کیا۔ اس بات کو دیکھتے ہوئے کہ پرولتاری حکومت واقعی ایسی پالیسی پر عامل ھے جو عوام کے حق میں اور ساری محنت کش آبادی کے مفاد میں ھے اوسط درجے کے کسانوں نے بھی سوویتوں کے اقتدار کی حمایت شروع کر دی۔

اس دوران میں اوسط درجے کے کسانوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا کیونکہ وہ لکھوکھا کسان جو پہلے غریب تھے اب زمینداروں کی زمینیں، مویشی اور آلات کاشتکاری وغیرہ پا کر اچھی حالت میں ھو گئے اور ان کی زندگی اوسط درجے کے کسانوں کے معیار تک بلند ھو گئی۔ اگر پہلے دیہاتوں میں غریب کسانوں کی تعداد زیادہ تھی تو اب زیادہ کسان (تقریباً ۶۰ فیصدی) اوسط درجے تک پہنچ گئے۔

اوسط درجے کے کسان جو انقلاب کے بعد کچھ مدت تک ڈھلمل یقین رہے تھے ۱۹۱۸ء کے آخر میں مزدور طبقے اور سوویت حکومت کے سرگرم حامی بن گئے۔

5*

اب سوویت اقتدار کے لئے یہ ممکن ہو گیا کہ وہ اوسط درجے کے کسانوں سے اپنے تعلقات استوار کرے۔ ۱۹۱۸ء کے آخر میں لینن کی مرتب کی ہوئی اس لائن کو مارچ ۱۹۱۹ء میں کمیونسٹ پارٹی کی آٹھویں کانگرس نے اور بھی مضبوط کر دیا۔ دیہاتی غربا پر زبردست بھروسہ، اوسط درجے کے کسانوں سے میل اور دیہاتی بورژوازی اور امیر کسانوں کے خلاف جدوجہد – یہ تھا دیہات میں سوویت حکومت کی طبقاتی پالیسی کا سہ نظریاتی فارمولا۔ مزدور طبقے اور زیادہ‌تر کسانوں کا اتحاد خانہ‌جنگی میں فتح اور اس کے بعد پرامن تعمیر میں کامیابی کی اہم‌ترین شرط بن گیا۔

۱۹۱۸ء کے آخر میں سوویت ریاست کی بین‌اقوامی صورت حال میں کافی تبدیلی ہوئی۔ پہلی عالمی جنگ ختم ہو گئی۔ جرمنی اور اس کے اتحادی ہار گئے۔ ۱۱ نومبر کو جرمنی اور اتحادی طاقتوں کے درمیان کومپینس کی جنگل میں صلح نامے پر دستخط ہو گئے۔

جرمنی اور آسٹریا ہنگری میں انقلاب برپا ہوا۔ ہوہین‌زولیرن اور ہیبس‌بورگ کے شاہی خاندانوں کی حکومتیں ختم ہو گئیں۔

جرمنی اور آسٹریا ہنگری کی شکست اور ان ملکوں میں انقلابی تحریکوں نے سوویت دیس کی صورت حال پر کافی اثر ڈالا اور یورپ کے دوسرے ملکوں پر بھی اس کا انقلابی اثر ہوا۔ ان سب باتوں سے سوویت روس کی پوزیشن زیادہ پائدار ہو گئی۔

جرمنی کی شکست سے سوویت ریپبلک کو یہ موقع ملا کہ وہ بریسٹ کے قزاقانہ معاہدے کو ردکر دے۔ ۱۳ نومبر ۱۹۱۸ء کو کل‌روس مرکزی انتظامی کمیٹی نے ایک مخصوص فرمان کے ذریعہ جس پر لینن اور سویردلوف کے دستخط تھے بریسٹ کے معاہدے کو مجموعی طور پر اور اس کی ہر دفعہ کو الگ الگ کالعدم قرار دیا۔

۱۹۱۸ء کی خزاں سے استونیا، لتویا، بیلوروس، لتھوانیا، یوکرین اور ماورائے قفقاز کی جرمن قبضے سے آزادی کی ابتدا ہوئی۔ معاہدۂ بریسٹ کے رد ہوتے ہی مقبوضہ علاقوں میں محنت کشوں کی اس جدوجہد آزادی نے پھر سر اٹھایا جو جرمنوں کے قبضے کے شروع سے ہی چل رہی تھی اور اس کو سوویت ریپبلک نے اسکی ہر طرح سے مدد کی۔ محنت کشوں نے جرمن قبضہ گیر فوج کو نکالکر روسی پرولتاریہ کی مدد سے اپنے یہاں سوویت اقتدار قائم کیا۔

جرمن سپاهیوں میں بھی انقلابی جذبات زیادہ پھیلنے لگے۔ انہوں نے اپنے افسروں کے احکام ماننے سے انکار کردیا اور سرخ فوج کے سپاهیوں اور مزدوروں سے برادرانہ تعلقات قائم کرنے لگے۔

نومبر ۱۹۱۸ء کے آخر میں ایسٹ‌لینڈ لیبر کمیون یعنی استونیائی سوویت ریپبلک قائم ہوئی اور دسمبر میں لتویا اور لتھوانیا میں سوویت اقتدار کے قیام کا اعلان کر دیا گیا۔ سوویت روس نے بالٹک کی سوویت ریپبلکوں کی خود مختاری کو تسلیم کر لیا۔ یکم جنوری ۱۹۱۹ء کو بیلوروس کی عارضی سوویت حکومت قائم ہوئی۔ ان اقدامات کے ذریعہ بالٹک کی ریاستوں اور بیلوروس کی قوموں کی سوویت ریاستوں کی بنیاد ڈالی گئی۔

ان ریپبلکوں کے لیڈروں میں لتھوانیا کی پہلی سوویت حکومت کے صدر میتسکیاویچوس۔ کاپسوکاس، لتویا کی عوامی کمیساروں کی سوویت کے سربراہ استوچکا، بیلوروس کی مرکزی انتظامی کمیٹی کے صدر میاسنیکوف اور استونیا کے بالشویکوں کے سربراہ کینگیسپ جیسی ممتاز ہستیاں تھیں۔

یوکرین میں زبردست ہنگامہ ہو گیا۔ وہاں ۱۹۱۸ء کے دوران بہت سی سیاسی تبدیلیاں ہوئیں۔ قارئین کو یاد ہوگا کہ ۱۹۱۷ء کے آخر میں مرکزی رادا نے حکومت پر قبضہ جما لیا تھا جو پیٹی بورژوا قوم‌پرست عناصر پر مشتمل تھی لیکن باغی مزدوروں اور کسانوں نے اس کا تختہ الٹ دیا۔ تب رادا کے نمائندوں نے جو پہلے اتحادیوں سے ملے ہوئے تھے جرمنی سے سمجھوتہ کر لیا۔ بہرحال جرمن فوجوں نے یوکرین پر قبضہ کرکے رادا کو نکال باہر کیا اور شاہ‌پرست اسکوروپادسکی کو برسراقتدار کرکے اس کے ’’یوکرین کا گیت‌مان،، ہونے کا اعلان کردیا۔ جرمنی کی شکست کے بعد پیٹی بورژوا قوم‌پرست پارٹیاں پھر میدان میں آئیں۔ انہوں نے اسکوروپادسکی کو نکال باہر کیا اور پیتلیورا اور وینیچینکو کی قیادت میں نام نہاد حکومت قائم کر دی۔ یوکرین کے محنت کش ایک بار پھر قوم‌پرست انقلاب دشمنوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ نومبر کے آخر میں یوکرینی سوویت حکومت قائم کی گئی جو آرتیوم، وروشیلوف، زاتونسکی، کویرینگ اور کوتسیوبینسکی وغیرہ پر مشتمل تھی۔ فروری ۱۹۱۹ء میں یوکرینی سوویت فوجی دستوں نے کیئف کو آزاد کرا لیا۔

جرمنی کی شکست کے اثرات بھی سوویت دیس کے لئے منفی ثابت ہوئے ۔ اتحادی ممالک کو سوویت ریپبلک کے خلاف مداخلت زیادہ تیز کرنے کا موقع مل گیا ۔

۱۶ نومبر ۱۹۱۸ء کی رات کو برطانوی اور فرانسیسی جنگی جہاز بحراسود میں داخل ہو گئے اور ان کے پیچھے درۂ دانیال اور آبنائے باسفورس سے جہازوں کے ذریعہ فوجیں، اسلحہ اور سامان جنگ آنے لگا ۔ جنگی جہازوں نے اودیسا میں فرانسیسی اور یونانی فوجوں کے اترنے میں پشت پناہی کی ۔ دشمنوں نے سیواستوپول اور بحراسود کے دوسرے شہروں پر قبضہ کر لیا ۔ ماورائے قفقاز کی اہم جگہیں — باکو، تبلیسی اور باتومی بھی ان کے قبضے میں آ گئیں ۔ یوکرین میں فرانسیسی اور ماورائے قفقاز میں انگریز پیش پیش تھے ۔ شمال اور مشرق بعید میں مداخلت کرنےوالی طاقتوں کو کمک پہنچ رہی تھی ۔

دشمنوں کی فوجوں نے سوویت ریپبلک کے خلاف اپنے فوجی اقدامات میں اضافہ کر دیا ۔ اس کے ساتھ ہی روسی سفید گارڈوں کی اسلحہ اور سامان جنگ کی سپلائی بھی بہت بڑھا دی گئی ۔ انقلاب‌دشمن فوج سائبیریا اور شمالی قفقاز میں خاص طور سے بڑھی اور مؤثر طاقت بن گئی ۔ خانہ جنگی میں شدت اور طوالت پیدا ہو گئی ۔

اسی دوران میں مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کی ''حکومتوں،، کی جگہ کھلی ہوئی جنگی ڈکٹیٹرشپ لینے لگی جو زیادہ فیصلہ کن طریقے پر بین‌اقوامی اور قومی بورژوازی کی فرماں‌بردار تھی ۔ پیٹی بورژوا پارٹیاں جو اپنے کو ''جمہوری،، اور ''سوشلسٹ،، کہتی تھیں اور دائیں اور بائیں دونوں طرح کی ڈکٹیٹرشپ کے خلاف جدوجہد کرنے والی ''درمیانی،، ''تیسری،، طاقت ہونے کا اعلان کرتی تھیں عملی لحاظ سے پوری طرح انقلاب‌دشمن کیمپ کے ساتھ تھیں اور ڈکٹیٹروں — جنرلوں اور امیرالبحروں کو برسراقتدار لانے میں مدد دے رہی تھیں ۔ اومسک میں سوشلسٹ انقلابیوں اور کیڈیٹوں کی حکومت کی جگہ زار شاہی امیرالبحر کولچاک کی ڈکٹیٹرشپ قائم کی گئی اور اس کو روس کا ''حاکم اعلی،، قرار دیا گیا ۔ جنرل دنیکن کولچاک کا نائب اور عملی طور پر جنوبی روس کا ڈکٹیٹر بن بیٹھا ۔ شمال کے شہر ارخانگیلسک میں جنرل میلر نے اپنی ڈکٹیٹری قائم کر لی ۔

۱۹۱۸ء کے آخر سے ۱۹۲۰ء کے آخر تک ملک میں زبردست لڑائی تقریباً متواتر جاری رہی۔ حملوں اور جوابی حملوں کے رخ بدلتے رہے۔ کبھی ایک محاذ پر جنگ میں زیادہ گرما گرمی پیدا ہو جاتی تو کبھی دوسرے پر لیکن لڑائی کی شدت کسی طرح کم نہ ہوتی۔

۱۹۱۸ء کے آخر سے ۱۹۱۹ء کی ابتدا تک جنوب کی لڑائی کی زیادہ اہمیت رہی۔ سخت لڑائی کے بعد سوویت سپاہیوں نے ۱۹۱۹ء کی بہار میں کراسنوف کی سفید کزاک رجمنٹوں کو پسپا کرکے دون کے علاقے کو آزاد کرا لیا اور جنوبی یوکرین میں سوویت سپاہیوں اور چھاپہ ماروں نے مل کر بیرونی حملہ آوروں کو کئی شکستیں دیں۔

اس دوران میں مشرقی محاذ نے زیادہ اہمیت اختیار کرلی۔ جاڑوں میں وہاں کئی بڑی لڑائیاں ہوئیں لیکن فیصلہ کن جنگی کارروائی کی ابتدا ۱۹۱۹ء کی بہار میں ہوئی۔ مارچ کی ابتدا میں اورال کے زبردست دریا ابھی یخ بستہ تھے۔ چنانچہ ۴ مارچ ۱۹۱۹ء کو سفید گارڈ کے پہلے دستوں نے دریائے کاما کو شہر پیرم کے جنوب میں پار کر لیا اور مغرب کی طرف بڑھنے لگیں۔ جلد ھی سفید گارڈ کے دوسرے دستوں نے بھی پیش قدمی شروع کردی۔ تقریباً دو ہزار کلومیٹر لمبے مشرقی محاذ پر جو شمالی اورال کے گھنے جنگلوں سے والگا کے جنوبی استیپی تک پھیلا ہوا تھا فوجی سرگرمیاں شروع ہو گئیں اور ۱۹۱۹ء کی بہار میں یہ سب سے اہم محاذ بن گیا۔

یہاں امیرالبحر کولچاک کی کثیر تعداد فوج جو تقریباً چار لاکھ سپاہیوں اور افسروں پر مشتمل تھی برسر پیکار تھی۔ غیرملکی سامراجی بڑی فیاضی کے ساتھ کولچاک کو اسلحہ، گولہ بارود اور وردیاں وغیرہ فراہم کر رہے تھے۔ انہوں نے چار لاکھ رائفلیں، ایک ہزار مشین گنیں، توپخانے کا سامان، گولے، کارتوس اور وردیاں — یہ صرف وہ سامان تھا جو ریاستہائے متحدہ امریکہ نے مشرقی محاذ کے انقلاب دشمنوں کو محض ۱۹۱۹ء میں سپلائی کیا تھا۔

خود ونسٹن چرچل کے بیان کے مطابق برطانیہ نے ایک لاکھ ٹن جنگی سامان سائبیریا بھیجا تھا۔ ۱۷۰۰ مشین گنیں، ۴۰۰ توپیں اور ۳۰

تولا کے مزدور کمیونسٹ محاذ جنگ کے لئے روانہ ہو رہے ہیں

ہوائی جہاز فرانس نے دئے تھے - ۱۰۰ مشین گنیں، ۷۰ ہزار رائفلیں اور ایک لاکھ ۲۰ ہزار جوڑے وردیاں جاپان نے سپلائی کی تھیں -

حقیقت میں کولچاک کی فوجوں کو غیرملکی جنرل ہی کمان کر رہے تھے - ایک مخصوص سمجھوتے کے مطابق جس پر جنوری ۱۹۱۹ء کو دستخط ہوئے تھے کولچاک کو اپنی ساری جنگی کارروائیاں روس کے مشرق میں غیرملکی طاقتوں کے کمانڈر انچیف فرانسیسی جنرل ژانین سے مربوط کرنی تھیں- برطانوی جنرل نوکس (جس کی ٹرین میں کولچاک ۱۹۱۸ء میں بیرون ملک سے سائبیریا لایا گیا تھا) عقب کو سنبھالے ہوئے تھا اور کولچاک کے سپاہیوں کو سامان فراہم کر رہا تھا -

کولچاک کی فوجوں کو ابتدا میں تیزی کے ساتھ اہم کامیابیاں ہوئیں - اپریل ۱۹۱۹ء میں مشرقی محاذ پر صورت حال بہت سنگین ہو گئی- بہار کے حملے کے دوران کولچاک نے تین لاکھ مربع کلومیٹر کے علاقے پر قبضہ جما لیا تھا جو اٹلی کی ریاست کے برابر تھا - سفید گارڈ والگا سے قریب ہوتے جارہے تھے - ان کے ہراول دستے کازان، سیمبیرسک اور سمارا سے تقریباً ۸۰ — ۱۰۰ کلومیٹر رہ گئے تھے -

اس وقت کمیونسٹ پارٹی نے یہ نعرہ دیا : ''سب کولچاک کے خلاف لڑائی کے لئے!''

۱۲ اپریل ۱۹۱۹ء کو ''پراودا،، اخبار نے لینن کا لکھا ہوا ''روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی کا مشرقی محاذ کی صورت حال پر مقالہ،، شائع کیا۔ اس میں کہا گیا تھا: ''مشرقی محاذ پر کولچاک کی فتوحات سوویت رپبلک کے لئے سنگین خطرے کا باعث ہیں۔ ہمیں ان کو کچلنے کی امکانی کوشش کرنی چاہئے۔،،

کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے تمام پارٹی تنظیموں پر یہ فرض عائد کیا کہ ''وہ ملک کے دفاع میں سرگرمی سے حصہ لینے کےلئے مزدور طبقے کے زیادہ وسیع پرتوں میں دلچسپی پیدا کریں۔،،

ان اقداسات کی وجہ سے سامان جنگ کی مصنوعات میں اضافہ ہوا۔ مثال کے طور پر تولا کے کارخانے میں کارتوسوں کی پیداوار مئی ۱۹۱۹ء میں ۱۹۱۶ء کی سطح تک پہنچ گئی اور جولائی میں اس سے بھی آگے بڑھ گئی۔ ۱۹۱۹ء کی ابتدا میں پیتروگراد کے ۲۶۴ کارخانوں میں سے ۹۰ فیصدی صرف محاذ کی ضروریات کےلئے سامان بنا رہے تھے۔ پیتروگراد کے مزدوروں نے توپیں، گولہ‌بارود، جوتے اور وردیاں وغیرہ بنا کر ملک کے دفاع میں اہم‌رول ادا کیا۔

اپنی محنت کے ذریعہ سرخ فوج کو زیادہ سے زیادہ مدد دینے کیلئے مزدوروں کی خواہش کا سب سے نمایاں مظہر وہ کمیونسٹ ''سوبوتنک،، تھے جو اپریل — مئی ۱۹۱۹ء میں شروع کئے گئے۔ اپریل ۱۹۱۹ء کی ابتدا میں ماسکو کے مضافات میں واقع ماسکو— کازان ریلوے کے سورتیرووچنایا اسٹیشن پر رپبلک کی فوجی صورت حال پر بحث کے لئے ایک ڈپو کے کمیونسٹ یونٹ کا جلسہ ہوا۔ اس وقت کولچاک تیزی کے ساتھ والگا کی طرف بڑھ رہا تھا۔ کمیونسٹ ریلوے مزدوروں نے اتفاق رائے سے یہ منظور کیا کہ وہ دشمن پر فتح حاصل کرنے کے لئے ہر امکانی کوشش کرینگے۔ انہوں نے یونٹ کے صدر، فئر بوراکوف کی پیش کردہ یہ تجویز منظور کی کہ ۱۲ اپریل ۱۹۱۹ء کو سنیچر کے دن وہ کام کا وقت ختم ہونے کے بعد بھی کام کرتے رہینگے اور مزید ریلوے انجنوں کی مرمت کرینگے۔

۱۲ اپریل کی شام کو ۱۳ کمیونسٹوں اور دو ہمدردوں نے اپنا یہ فاضل کام شروع کیا اور رات بھر کام کرکے انہوں نے تین انجنوں کی مرمت کی۔

سورتیرووچنایا ریلوے اسٹیشن کی پیش‌قدمی کی خبر پاکر ماسکو۔ کازان ریلوے ضلع کے مزدوروں نے بڑے پیمانے پر ''سوبوتنیک،، منظم کرنے کا فیصلہ کیا۔ پارٹی کے جلسے میں مندرجہ‌ذیل قرارداد منظور کی گئی ''چونکہ کمیونسٹوں کو انقلاب کی کامیابی کے لئے اپنی صحت و جان کی پروا نہ کرنا چاھئے اس لئے یہ کام مفت کرنا چاھئے۔ کمیونسٹ سوبوتنیک پورے ضلع میں رائج کئے جائینگے اور اس وقت تک جاری رھینگے جب تک کہ کولچاک پر مکمل فتح نہ حاصل کرلی جائے۔،،

اس فیصلے کے مطابق ۱۰ مئی ۱۹۱۹ء کو بڑے پیمانے پر پہلا سوبوتنیک منظم کیا گیا جس میں ۲۰۵ کمیونسٹوں نے حصہ لیا۔ اس دن مزدوروں نے چار انجن اور ۱۶ ڈبے ٹھیک کئے اور تقریباً ۱۵۰ ٹن سامان اتارا۔ اس دن محنت کی کارگزاری معمول سے ڈھائی گنی زیادہ رھی۔

لینن نے پہلے کمیونسٹ سوبوتنیک کو ''عظیم ابتدا،، کہا۔ انھوں نے ان میں ''عالمی تاریخی اھمیت رکھنے‌والے موڑ کی ابتدا،، دیکھی۔ انھوں نے کمیونسٹ سوبوتنیکوں کی اھمیت اس میں پائی کہ ان سے ''ایک ایسے انقلاب کی ابتدا ھوئی جو بورژوازی کا تختہ الٹنے سے زیادہ مشکل، زیادہ ٹھوس، زیادہ بنیادی اور زیادہ فیصلہ کن ھے کیونکہ اس کا مطلب خود اپنی قدامت پرستی، بے‌ضابطگی، پیٹی بورژوا انانیت اور ان عادات پر فتح ھے جو منحوس سرمایہ‌دار نظام نے مزدوروں اور کسانوں کے لئے بطور وراثت چھوڑی ھیں۔ جب یہ فتح مستحکم ھو جائیگی تب اور صرف اسی وقت نیا سماجی ڈسپلن، سوشلسٹ ڈسپلن قائم ھو سکیگا، تب اور صرف اسی وقت پیچھے، سرمایہ‌دار نظام کی طرف لوٹنا ناممکن ھوگا اور کمیونزم واقعی ناقابل تسخیر ھو جائیگا۔،،

ماسکو میں پیدا ھوکر سوبوتنیک کی تحریک سارے ملک میں پھیل گئی۔ اب سوبوتنیکوں میں کمیونسٹوں کا ساتھ غیر کمیونسٹ محنت کش بھی دینے لگے اور ان میں حصہ لینے‌والوں کی تعداد کافی بڑھ گئی۔

سوویت ریاست ھر طرح سے مشرقی محاذ کو مستحکم بناتی رھی۔ ماسکو، پیتروگراد اور ۹ مرکزی صوبوں سے محنت کشوں کے نئے نئے دستے سرخ فوج میں شامل ھونے کے لئے بلائے گئے۔ مشرقی محاذ کو مضبوط بنانے کے لئے زیادہ سے زیادہ جان‌نثار اور قربانی دینے‌والے لوگ آئے۔ پارٹی، نوجوان کمیونسٹ لیگ اور ٹریڈیونینوں کے ممبر فوج میں

بھرتی ہوئے۔ ۱۰ ہزار کمیونسٹ، تین ہزار نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبر اور ۲۰ ہزار ٹریڈیونین ممبر میدان جنگ میں آئے۔

اپریل ۱۹۱۹ء کے دوسرے نصف حصے میں سرخ فوج نے کولچاک کے خلاف فیصلہ کن حملے کی تیاری کی۔ اپریل ۱۹۱۹ء کے آخری دنوں میں میخائیل فرونزے اور والیریان کوئیبیشیف کی کمان میں مشرقی محاذ کے جنوبی دستے نے جوابی حملہ کیا۔ والگا کے پار، جنوبی اورال کے پہاڑی دامن، بوغوروسلان کے قریب، بوگولما، بیلبئی اور اوفا میں گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں۔ کولچاک کی منتخب فوجوں کو کچل دیا گیا۔

کولچاک کی شکست میں خانہ جنگی کے ایک ہردلعزیز ہیرو واسیلی چپائف کی زیر کمان ۲۵ ویں ڈویژن نے اہم رول ادا کیا۔ اس ڈویژن کے کمیسار دمیتری فورمانوف تھے جو بعد کو مصنف کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔ بوزولوک سے لیکر اوفا تک چپائف کا ڈویژن جنوبی حصے میں بنیادی ضرب لگانےوالے کا رول ادا کرتا رہا۔ اس نے پورے ۳۵۰ کلومیٹر کے راستے پر لڑائی جاری رکھی۔

ابھی کولچاک کے خلاف سرخ فوج کے حملے کا شباب تھا کہ تروتسکی نے جو اس وقت رپبلک کی انقلابی فوجی کونسل کا صدر تھا یہ تجویز پیش کی کہ اورال میں دریائے بیلایا کے کنارے رکا جائے اور کولچاک کا مزید تعاقب چھوڑ کر سرخ فوج کو جنوب اور مغرب میں بھیجا جائے۔ کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے یہ منصوبہ مسترد کر دیا کیونکہ اس طرح اورال کا علاقہ مع اپنے کارخانوں اور ریلوے لائنوں کے جال کے کولچاک ہی کے ہاتھ میں رہتا اور وہ غیرملکی حملہ آوروں کی مدد سے اپنی طاقتوں کو پھر مستحکم کر سکتا۔ مرکزی کمیٹی نے ہدایات نافذ کیں کہ حملہ جاری رہے اور کولچاک کو اورال کے سلسلۂ کوہ کے پار سائبیریائی استیپی میں دھکیل دیا جائے۔

کولچاک کے خلاف حملہ مزید زور سے جاری رہا۔ جون — جولائی ۱۹۱۹ء میں سوویت فوج نے اورال کے خاص شہروں — پیرم، ایکاتیرینبورگ اور چیلیابینسک کو آزاد کرا لیا اور اگست تک دریائے توبول کے کنارے پہنچ گئیں۔ کولچاک کی بقیہ فوجیں مشرق کی طرف تیزی سے پسپا ہوتی رہیں۔ سرخ فوج کی مدد چھاپہ‌ماروں کے وہ زبردست دستے کر رہے تھے جو کولچاک کی فوج کے عقب میں نمودار ہوئے تھے۔ بالشویکوں کی رہنمائی میں سائبیریا اور مشرق بعید کے مزدوروں اور

کسانوں نے کثیر تعداد میں چھاپہ‌ماروں کے دستے منظم کئے جن میں نامکمل اعداد و شمار کے مطابق ایک لاکھ ۴۰ هزار چھاپہ‌مار تھے۔

سرخ فوج اور چھاپہ‌مار کولچاک پر متواتر کاری وار کر رہے تھے یہاں تک کہ ۱۹۱۹ء کی آخر میں کولچاک کی فوج کا بالکل خاتمہ کر دیا گیا اور کولچاک کو گرفتار کرکے انقلابی کمیٹی کے فیصلے کے مطابق ایرکوتسک میں گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔

اس دوران میں اتحادیوں کی پالیسی میں تبدیلی ہوئی۔ جرمنی کی شکست کے بعد فوراً ۱۹۱۸ء کے آخر اور ۱۹۱۹ء کی ابتدا میں اتحادیوں نے روس میں کھلم کھلا فوجی مداخلت کی تھی۔ ان کی یہ پالیسی ناکام ہوئی۔ ان کی فوجیں انقلابی خیالات سے متاثر ہونے لگیں۔ شمال اور مشرق بعید میں امریکی اور برطانوی فوجیوں میں بےچینی کی لہر دوڑ گئی۔ اودیسا میں فرانسیسی ملاحوں نے علم بغاوت بلند کر دیا۔ اتحادیوں کی کھلم کھلا مداخلت کی پالیسی خود ان کےلئے خطرناک بن گئی۔ سرمایہ‌دار ملکوں میں محنت کش لوگ جلسے، مظاھرے، ھڑتالیں اور یہ مطالبہ کرنے لگے کہ ''مداخلت بند کرو!''، ''سوویت روس پر سے اپنا ھاتھ ھٹاؤ!''

۱۹۱۹ء اور ۱۹۲۰ء کی ابتدا میں اتحادیوں کو سوویت روس کے کئی علاقوں سے اپنی فوجیں ھٹانی پڑیں۔ یہ اتحادیوں کے اوپر بڑی فتح تھی۔ ''ھم نے ان سے ان کے سپاھی چھین لئے''، لینن نے کہا۔ لیکن مداخلت بند نہیں ہوئی۔ مشرق بعید میں کافی جاپانی فوج موجود تھی اور اتحادیوں نے سفید گارڈوں کے لئے اسلحہ جنگ کی کمک بڑھا دی تھی۔

۱۹۱۹ء کے دوسرے حصے میں پھر جنوبی محاذ اھم بن گیا۔ یہاں ملک کے قلب پر انقلاب دشمن جنرل دنیکن کی فوج لڑ رھی تھی۔ مغربی طاقتوں کے سامان جنگ اور پیسے سے لیس دنیکن کی فوج کے بارے میں ونسٹن چرچل نے جو اس وقت برطانوی وزیر دفاع تھے کہا تھا ''یہ رھی میری فوج!''

۱۹۱۹ء کی گرمیوں میں دنیکن نے سارے کوبان، تیرک، دون، کرائمیا اور دریائے دنیپر کے مشرق کی طرف یوکرین کے ایک حصے پر قبضہ کر لیا۔ دونباس کےلئے لڑائی ہونے لگی۔ دنیکن کا محاذ دنیپر سے والگا تک پھیلا ھوا تھا اور دن بدن شمال کی طرف بڑھ رہا تھا۔

دنیکن نے ماسکو پر قبضہ کرنے کےلئے ہدایات جاری کر دیں - خارکوف- کورسک- اوریل - تولا - ماسکو کی سمت والے محاذ کے قلب میں دنیکن کی رضاکار فوج کے بہترین ڈویژن تھے جو زیادہ تر انقلاب دشمن فوجی افسروں پر مشتمل تھے - یہی ڈویژن دنیکن کی فوج کی جان تھے اور زبردست قوت رکھتے تھے -

اسلحہ، وردیوں اور نقدی کی زبردست مدد امریکہ، فرانس اور برطانیہ سے پاکر ستمبر — اکتوبر ۱۹۱۹ء میں دنیکن نے بڑی کامیابیاں حاصل کیں - اکتوبر ۱۹۱۹ء کے شروع میں ورونیژ اور اوریل پر قبضہ کرکے تولا کے صوبے میں داخل ہو گیا - اب سوویت ریاست کا دارالحکومت ماسکو خطرے میں تھا نوخیز سوویت ریپبلک کے خلاف دشمنوں کا یہ سب سے زبردست اور خطرناک حملہ تھا -

جولائی ۱۹۱۹ء میں ھی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی کے ایک عام اجلاس نے پارٹی تنظیموں کے نام لینن کا ایک خط منظور کیا تھا جس میں یہ اپیل کی گئی تھی کہ ''سب دنیکن کے خلاف لڑائی کے لئے،، - اس میں اس بات پر زور دیا گیا تھا کہ انقلاب پر انتہائی نازک وقت آن پڑا ھے اور دنیکن کو شکست دینے کےلئے ایک مجاھدانہ اور ٹھوس پروگرام پیش کیا گیا تھا - ''سب سے پہلے کمیونسٹوں اور ان کے ساتھ سارے ھمدردوں، تمام سچے ایماندار مزدوروں اور کسانوں، تمام سوویت افسروں کو لڑائی کے لئے اٹھ کھڑے ھونا چاھئے، اپنے سارے کام، تمام کاوشوں اور افکار کو لڑائی کے براہ‌راست فریضوں پر مرکوز کرنا چاھئے... سوویت ریپبلک دشمن کے محاصرے میں ھے- اس کو واحد فوجی کیمپ بن جانا چاھئے زبانی نہیں بلکہ عمل میں - ،، اس خطرناک وقت میں صرف تمام لوگوں اور پارٹی کی ساری کوششیں ھی سوویت ریاست کو بچا سکتی تھیں - لینن نے اسی طرح کی کوششوں کی اپیل کی تھی -

لینن کے بنائے ھوئے پروگرام کے مطابق فوجی بھرتی زوروں پر ھونے لگی - فوجیوں سے بھری ٹرینیں جنوبی محاذ کی طرف جانے لگیں اور ھمیشہ کی طرح یہاں بھی کمیونسٹ اور نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبر پیش پیش تھے - کمیونسٹوں اور نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبروں کی نئی بھرتی کی گئی - ۱۹۱۹ء کی خزاں میں ۱۰ ھزار کمیونسٹ اور دس ھزار

نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبر محاذ پر پہنچ گئے تھے ۔ اس زمانے میں نوجوان کمیونسٹ لیگ کی اضلاعی کمیٹیوں کے دفاتر پر یہی لکھا نظر آتا تھا ”دفتر بند ہے، سب محاذ جنگ پر چلے گئے ہیں ۔ “

عقب میں جنگی بنیاد پر کام کی تنظیم‌نو کی گئی اور ان اداروں کا کام جن کا تعلق دفاع کی ضرورت سے نہیں تھا کاٹ‌کر مختصر کر دیا گیا یا بالکل بند کر دیا گیا ۔ اس طرح جو عملہ بچ جاتا وہ محاذ پر چلا جاتا ۔

جنوبی محاذ کی قیادت کو بھی مضبوط بنایا گیا ۔ ا ۔ ی ۔ یگوروف کو جنوبی محاذ کا کمانڈر اور ے۔ و ۔ استالن کو انقلابی فوجی سوویت کا ممبر مقرر کیا گیا ۔ اورجونیکیدزے کو ۱۴ ویں فوج کی انقلابی فوجی سوویت کے ممبر کی حیثیت سے بھیجا گیا ۔ وروشیلوف اور شچادینکو کو پہلی گھڑ سوار فوج کی انقلابی فوجی سوویت کا ممبر بنایا گیا ۔ اس فوج نے جو اس وقت بودیونی کی کمان میں تھی دنیکن کی شکست میں اہم رول ادا کیا ۔

ایک منصوبہ تیار کیا گیا جس کے مطابق رضاکار فوج پر اوریل اور کروسی کے علاقے میں خاص ضرب‌کاری لگانی تھی اور خارکوف اور دونباس سے ہوکر راستوف کی طرف بڑھنا تھا ۔ مخصوص ضرب لگانےوالی فوج ایک لتویائی ڈویژن، سرخ کزاکوں کے بریگیڈ اور دوسرے دستوں پر مشتمل تھی ۔ لتویائی ڈویژن جس نے لڑائی میں نام کمایا تھا لینن کی ذاتی ہدایت کے مطابق مغربی محاذ سے جنوبی محاذ منتقل کیا گیا تھا ۔

سرخ فوج نے اوریل سے لیکر ورونیژ تک ۳۰۰ کلومیٹر کے محاذ پر فیصلہ کن حملہ کر دیا ۔ بودیونی کی گھڑ سوار فوج نے سفید گارڈ کے جنرلوں شکورو اور مامونتوف کی فوجوں کو ورونیژ کے قریب سخت شکست دی ۔ ۲۴ اکتوبر کو خفیہ کمیونسٹ تنظیم کی رہنمائی میں ورونیژ کے مزدوروں کی مدد سے سرخ گھڑسوار فوج نے دھاوا بولکر شہر پر قبضہ کر لیا ۔ اوریل — کروسی کے علاقے میں گھمسان کی لڑائیوں کے بعد دنیکن کی رضاکار فوج برباد کردی گئی ۔

پسپا دشمن کا تعاقب کرتے ہوئے سوویت ڈویژنوں نے دونباس کو آزاد کرا لیا اور جنوری ۱۹۲۰ء میں بحیرۂ آزوف تک پہنچ گئے ۔ راستوف کو آزاد کرانے کے بعد سرخ فوج کے دستے شمالی قفقاز میں آئے ۔

دنیکن اپنی فوج کو چھوڑ کر روس سے بھا گ گیا۔ اس کی فوجوں کا ایک معمولی سا حصہ کرائمیا تک پہنچ سکا۔ شمالی قفقاز کو آزاد کر کے سوویت سپاھی ماورائے قفقاز کی سرحدوں تک پہنچ گئے۔

۱۹۱۹ء میں پیٹروگراد کے قریب جو لڑائیاں ہوئیں وہ بھی اہم تھیں۔ جنرل یودینیچ کی سفید گارڈ کی فوجیں دو بار شہر کے قریب تک آ گئی تھیں۔ پہلا حملہ مئی ۱۹۱۹ء میں شروع ہوا تھا۔ اسی وقت کراسنایا گورکا اور سیرایا لوشاد نامی ساحلی قلعوں میں انقلاب دشمن بغاوت ہو گئی تھی۔

انقلاب دشمن بغاوت کی خفیہ تیاری شہر میں ھی کی گئی تھی۔ حالات نے بہت نازک صورت اختیار کر لی۔ پیٹروگراد میں محاصرے کی حالت کا اعلان کر دیا گیا۔ مرکزی کمیٹی کی اپیل پر پیٹروگراد کے مزدوروں نے کارخانوں میں اپنا کام تیز کر دیا اور اپنے بہترین نمائندے محاذ کو مستحکم بنانے کے لئے روانہ کئے۔ فوجی تربیت کا تعجیلی کورس پورا کرنے کے بعد پیٹروگراد کے ۱۳ ہزار مزدوروں نے ۷ ویں فوج کی رجمنٹوں میں جو شہر کی حفاظت کررھی تھیں، خالی جگہیں بھر دیں۔

۱۳ جون کو بالٹک بیڑے کے جنگی جہازوں ''آندرئی پیرووزوانی'' اور ''پیتروپاولوفسک'' نے سمندر سے باغی قلعہ کراسنایا گورکا پر گولہ باری شروع کردی۔ اب خشکی سے بھی اس پر حملہ کیا گیا۔ ۱۶ جون کو کراسنایا گورکا پر سرخ فوج کا قبضہ ہو گیا اور چند گھنٹے بعد باغی قلعہ سیرایا لوشاد نے بھی ھتھیار ڈال دئے۔

پیٹروگراد کے نزدیک لڑائی میں اچانک بنیادی تبدیلی ہوئی۔ جون کے دوسرے نصف حصے میں یودینیچ کے دستے پیچھے ھٹا دئے گئے۔

خزاں میں یودینیچ نے غیرملکی مدد پا کر پھر سر اٹھایا اور اکتوبر ۱۹۱۹ء کے وسط میں سفید گارڈ کی فوجیں پیٹروگراد کے مضافات تک گھس آئیں۔ شہر کے تقریباً سارے کمیونسٹ محاذ پر آ گئے اور سولہ سال سے اوپر کے سارے نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبروں نے پیٹروگراد کا دشمن سے دفاع کیا۔

پیٹروگراد کے جنوبی مضافات میں آخری قدرتی دیوار پولکووا کی بلندیوں پر پانچ دن رات گھمسان کی لڑائی ہوتی رھی اور بالآخر

یودینیچ کا زور اس بار بالکل توڑ دیا گیا ۔ اس کی بقیہ فوج پیچھے ہٹ کر استونیا چلی گئی ۔

کولچاک، دنیکن اور یودینیچ پر فتوحات حاصل کرنے کے بعد سوویت ریپبلک کو تقریباً تین مہینے کی مختصر مدت کے لئے دم لینے کا موقع ملا ۔ لیکن ۱۹۲۰ء کی بہار میں پھر لڑائی زیادہ زور سے پھوٹ پڑی ۔ اس بار سوویت ریپبلک پر پولینڈ نے حملہ کر دیا جہاں اس وقت بورژوازی اور جاگیردار طبقے کا گٹھ جوڑ حکمران تھا ۔ مزید برآں، دنیکن کی بقیہ فوج کرائمیا میں ''سیاہ نواب''، جنرل ورانگیل کی کمان میں دو بارہ منظم کی گئی ۔

اتحادیوں کے فوجی حلقوں نے پولستانی فوج کو بھی بڑی فیاضی کے ساتھ اسلحہ، جنگی ساز و سامان اور پیسے کی مدد دی اور اپنے مشیر بھیجے ۔ پولستانی فوج کو اس امریکی ذخیرے سے بھی کافی اسلحہ اور جنگی سامان ملا جو پہلی عالمی جنگ کے بعد یورپ میں رہ گیا تھا ۔ پولستانی طاقتوں کی جنگی سرگرمیوں میں فرانسیسی فوجی مشن کا قائدانہ رول بڑی اہمیت رکھتا تھا ۔

سوویت حکومت نے، اپنی پرامن پالیسی پر سچائی کے ساتھ قائم رہ کر ، پولینڈ سے صلح کی بات‌چیت کی کئی بار پیش کش کی ۔ سوویت حکومت نے پوری سنجیدگی سے یہ اعلان کیا کہ وہ غیرمشروط طور پر پولینڈ کی ریپبلک کی خود مختاری اور اقتدار اعلی کو تسلیم کرتی ہے اور اس بات کی خواہش‌مند ہے کہ پولینڈ اور سوویت روس کے لوگوں کے درمیان انتہائی پرامن اور دوستانہ تعلقات ہوں ۔ سوویت حکومت نے کہا کہ صرف اتحادی سامراجی، جو پرامن تصفیہ کو ہر طرح ناکام بنانا چاہتے ہیں، روس اور پولینڈ کے درمیان جنگ کے خواہاں ہیں ۔ صلح کی کوشش میں سوویت ریاست علاقائی سوالوں میں رعایتیں کرنے پر تیار تھی ۔ لیکن پیلسودسکی نے جو عملی طور پر پولینڈ کی ریاست کا سربراہ تھا سوویت حکومت کی ساری تجاویز مسترد کر دیں ۔

۲۵ اپریل ۱۹۲۰ء کو انقلاب‌دشمن پولستانی فوجوں نے یوکرین پر دھاوا کر دیا اور مئی کے دوران وہ اس علاقے میں کافی بڑھ آئیں یہاں تک کہ ۶ مئی کو یوکرین کی راجدھانی کیئف پر ان کا قبضہ ہو گیا ۔

اس کے بعد کرائمیا سے ورانگیل نے حملہ کر دیا ۔ اس کی فوج سے دون کے علاقے، یوکرین اور کوبان کو سخت خطرہ پیدا ہو گیا ۔ اس کی فوج کولچاک، دنیکن اور یودینیچ کی فوجوں کے مقابلے میں برطانیہ، امریکہ اور فرانس کے اسلحہ سے زیادہ لیس تھی اور منظم بھی ۔

فوجی صورت حال پھر سنگین ہو گئی اور محاذ کے لئے دو بارہ ساری کوششوں کو بروئے‌کار لانا پڑا ۔ ۱۹۲۰ء میں ۲۰ ہزار کمیونسٹ پولینڈ اور ورانگیل کے محاذوں پر گئے ۔ پہلی گھڑسوار فوج نے شمالی قفقاز سے مندرجہ‌بالا محاذ تک پہنچنے کے لئے ایک ہزار کلومیٹر کا فاصلہ طے کیا اور مشرق سے سوویت ڈویژنوں میں سے بہترین چپائف کا ڈویژن آیا ۔

جنوب مغرب میں یوکرین کے علاقے میں اور مغرب میں بیلوروس کے علاقے میں پولینڈ کے ساتھ لڑائی پھیل گئی ۔ جنوب مغرب میں جہاں محاذ کے کمانڈر یگوروف اور انقلابی فوجی کونسل کے ممبر استالن تھے بودیونی اور وروشیلوف کی کمان میں پہلی گھڑسوار فوج نے اہم رول ادا کیا ۔ ۵ جون ۱۹۲۰ء کو اس نے دشمن کے محاذ کو توڑکر مغرب کی طرف پیش‌قدمی کی اور "وسط اگست ۱۹۲۰ء میں وہ مغربی یوکرین کے سب سے بڑے شہر لووف تک پہنچ کر اس پر حملہ کرنے کی تیاری کرنے لگی ۔ ۴ جولائی کو پوپھٹتے ہی مغربی محاذ نے حملہ شروع کر دیا جس کے کمانڈر توخاچیفسکی اور انقلابی فوجی کونسل کے ممبر اونشلیخت تھے ۔ مغربی محاذ کی فوج نے بیلوروس کو آزاد کرا لیا اور وارسا کے قریب پہنچ کر دریائے ویسچولا کے کنارے دشمن سے لڑنے لگی ۔

لیکن سوویت فوج ویسچولا پر کامیابی نہ حاصل کر سکی اور پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوئی ۔

اکتوبر ۱۹۲۰ء میں ریگا میں پولینڈ کے ساتھ عارضی معاہدۂ امن پر دستخط ہو گئے ۔ پولینڈ کے حکمران حلقوں کو دریائے دنیپر سے مغرب میں یوکرین کے علاقے اور بیلوروس پر قبضے کے دعوے سے دست‌بردار ہونا پڑا ۔ لیکن وہ گالیتسیا (مغربی یوکرین) اور بیلوروس کے مغربی حصے کو اپنے قبضے میں لانے میں کامیاب ہوئے ۔

اس دوران میں جنوب میں ورانگیل کے خلاف زوروں کی لڑائی جاری تھی ۔ ورانگیل ٹھیک دونباس تک آنے میں کامیاب ہو گیا تھا اور اس کی وجہ سے کوئلہ دینے‌والے سب سے اہم علاقے کو خطرہ لاحق تھا ۔

اکتوبر ۱۹۲۰ء کے آخر میں جنوبی محاذ کی سوویت طاقتوں نے، جن کے کمانڈر فرونزے اور انقلابی فوجی کونسل کے ممبر گوسیف اور بیلا کون تھے، ورانگیل کو متواتر کئی شکستیں دیکر اس کو جنوبی یوکرین سے مار بھگایا۔ ورانگیل کی فوج کرائمیا کی طرف پیچھے ہٹ گئی۔

اب سوویت افواج کو اپنی آخری کوشش کرنی تھی یعنی کرائمیا کو جانےوالی سڑک پر قلعہ بندیوں کو اپنے قبضے میں لینا اور ورانگیل کی فوج کا یکسر خاتمہ کر دینا۔ یہ کوئی آسان کام نہ تھا۔ دوتنگ اور لمبی خاکنائیں پیریکوپ اور چونگار اور ارابات کا تیرنما حصہ جزیرہ نما کرائمیا کو ملک کے خشکی کے حصے سے ملاتا ہے۔ عالمی جنگ کے تجربے کو استعمال کرتے ہوئے غیرملکی ماہروں کی رہنمائی میں ان خاکناؤں پر قلعہ بندیاں کی گئی تھیں۔

سرخ فوج کے سامنے خاردار تاروں کی گھنی قطاریں، خندقیں اور پشتے وغیرہ تھے اور اس کا چپہ چپہ توپخانے کی زد میں تھا۔ دشمن کے خیال میں کرائمیا تک اسکی پہنچ ناممکن تھی۔

میخائیل فرونزے نے ورانگیل کی فوج کو کرائمیا میں کچلنے کا منصوبہ بنایا۔ یہ طے کیا گیا کہ پیریکوپ اور چونگار کی قلعہ‌بندیوں پر سامنے سے حملہ کیا جائے اور ساتھ ھی سیواش کی جھیل اور دلدل کی پٹی — گنیلوئےموریے کو پار کیا جائے جو پیریکوپ اور چونگار کی خاکناؤں کے درمیان واقع تھا اور جس کو دشمن ناقابل عبور سمجھتا تھا۔

۷—۸ نومبر ۱۹۲۰ء کی رات کو عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی تیسری سالگرہ کے موقع پر سوویت فوج نے اپنا حملہ شروع کیا اور رات کے اندھیرے میں اس کی رجمنٹیں سیواش کے دلدلوں اور کھاری جھیلوں کو پار کر گئیں۔ گھوڑے اور توپیں دلدل میں پھنس گئیں۔ بہت سرد ھوا چل رھی تھی اور سپاھیوں کی وردیاں بھیگ کر یخ‌بستہ ھو گئی تھیں۔ آدھی رات کو سرخ فوج کے ھراول دستے سفیدگارڈ کی قلعہ بندیوں تک پہنچ گئے۔ دشمن کی شدید گولہ‌باری کے درمیان حملہ‌آور دستہ جو زیادہ تر کمیونسٹوں پر مشتمل تھا تیزی سے آگے بڑھا۔ سفید گارڈ کو پیچھے دھکیل کر سوویت فوج نے کرائمیا کے ساحل پر اپنی پوزیشن مضبوط کر لی۔

۸ نومبر کو پیریکوپ میں ورانگیل کی قلعہ بندی پر حملہ شروع ہوا۔ دشمن کی گولوں اور گولیوں کی بارش کا سامنا کرتے ہوئے ۵۱ ویں پیدل ڈویژن کے دستوں نے ناقابل تسخیر ترکوں کی بنائی ہوئی فصیل پر حملہ کر دیا اور کئی گھنٹے تک لڑائی جاری رہی۔ پیریکوپ کی قلعہ‌بندیوں پر قبضہ کر لیا گیا۔ اس کے بعد چونگار کی خاکنائے پر بھی دشمن کی صفوں میں دراڑ ڈالی گئی اور پہلی گھڑسوار فوج کی رجمنٹیں اس میں در آئیں۔

ورانگیل کی فوج کو شکست فاش دی گئی اور اس کی بقیہ فوج نے برطانیہ اور فرانس کے جہازوں پر سوار ہو کر کرائمیا خالی کر دیا۔ یہ فتح سارے ملک میں منائی گئی۔ اخبار ''پراودا،، نے سوویت عوام کی اس فتح کا ذکر کرتے ہوئے لکھا: ''پرایثار بہادری اور جری کوششوں سے انقلاب کے سپوتوں نے ورانگیل کو نکال باہر کیا۔ سرخ فوج محنت کی عظیم فوج زندہ‌باد!،،

جنگی کمیونزم

۲۰ — ۱۹۱۸ء کے دوران سوویت حکومت نے سارے ملک کے وسائل کو بروئے کار لانے کے لئے کچھ غیرمعمولی اقدامات کئے جن کو فوجی کمیونزم کے نام سے جانا جاتا ہے۔

اس پالیسی نے جو ۱۹۱۸ء کے دوسرے نصف حصے میں شروع ہوئی تھی رفتہ رفتہ ٹھوس شکل اختیار کی۔ اس کی نوعیت عارضی تھی اور اس کی ضرورت خانہ‌جنگی کی انتہائی سنگین فوجی صورت حال کی وجہ سے پیش آئی تھی۔ اپنے دفاع کو ٹھیک ٹھاک کرنے کے لئے سوویت ریپبلک کو معاشی انتشار سے چھٹکارا پانا تھا جو زارشاہی اور اس کے بعد عارضی حکومت کے پالیسی کا نتیجہ تھا۔ سوویت ریپبلک کو اپنی معاشی حالت ایسے ملک میں ٹھیک کرنی تھی جو دشمنوں سے محصور تھا اور باہر سے کوئی معاشی امداد نہیں حاصل کر سکتا تھا۔

فوجی کمیونزم بورژوازی کی سخت مزاحمت کے جواب میں اختیار کی گئی تھی جس نے پرولتاریہ کو اس بات پر مجبور کر دیا تھا کہ وہ جدوجہد کے شدید اقدامات کرے۔

اکتوبر انقلاب کے بعد سوویت ریاست کا یہ منصوبہ تھا کہ وہ ''نئے سماجی معاشی تعلقات کی طرف رفتہ رفتہ بڑھے،،، ''پرانے کو جہاں تک

ممکن ہو کم سے کم توڑے،، اور جہاں تک ممکن ہو سکے ''اس وقت کے مروجہ حالات کو اپنائے،،۔ روسی بورژوازی عالمی سرمائے کے بل بوتے پر ریاست کے سامنے جھکنے یا اس کے قانون و قواعد اور کنٹرول کو ماننے کے لئے تیار نہ تھی۔ اس کے بجائے اس نے وحشیانہ جنگ چھیڑ دی جس سے سوویت اقتدار کا وجود ھی خطرے میں پڑ گیا۔ لینن کو یہ بات زور دیکر بتانی پڑی کہ سرمایہ‌داروں کے ان اقدامات نے سوویت عوام کو ''ایک بے‌تحاشا اور کٹھور جدوجہد میں لپیٹ لیا اور ھمیں اتنی حد تک پرانے تعلقات کو تباہ کرنے پر مجبور کیا جتنا پہلے ھمارا ارادہ نہ تھا،،۔

بڑے پیمانے کی صنعت کی طرح سوویت ریاست نے چھوٹے اور اوسط درجے کے کارخانے بھی قومی بنا لئے۔ فوج اور دیہی آبادی کو سامان بہم پہنچانے کےلئے یہ ضروری تھا کہ سارا صنعتی سامان ریاست ھی کے ھاتھ میں ھو۔

ریاست نے اناج خریدنے کا حق کلی طور پر اپنے ھاتھ میں لے لیا اور اس کو نجی طور پر بیچنے کی ممانعت کر دی گئی۔ ۱۱ جنوری ۱۹۱۹ء کو فاضل اناج اور چارے کی وصولیابی رائج کی گئی۔ اس کے بعد دوسری زرعی چیزیں بھی سرکاری وصولیابی میں لے لی گئیں۔ اب کسانوں کو اپنی ساری فاضل غذائی پیداوار ریاست ھی کو دینی تھی۔ ریاستی ادارے ھر کسان کی اپنی ضرورت کےلئے اور آئندہ سال کی بوائی کے لئے اناج کا اور سویشیوں کےلئے چارے کا تخمینہ لگاتے تھے۔ باقی اناج اور چارہ ریاست کو دیا جاتا تھا۔ فصل کی حالت کو دیکھ کر ھر صوبے سے اناج کی وصولیابی کا کوٹہ مقرر کیا جاتا۔ پھر اس صوبائی کوٹے کو علاقوں، ضلعوں، گاؤں اور فارموں پر تقسیم کر دیا جاتا۔ اس منصوبے کو پورا کرنا لازمی قرار دیا گیا۔

وصولیابی کو لینن کے مرتب کئے ھوئے طبقاتی اصول کے مطابق رائج کیا گیا جو یہ تھا ''غریب کسان تو کچھ دے نہیں سکتا، اوسط درجے کے کسان سے اناج کی معمولی مقدار اور امیر کسان سے اناج کی بڑی مقدار لینا ھے۔،،

تمام طبقوں کے لئے کام کو لازمی قرار دینے کا قانون نافذ کیا گیا۔ بورژوازی کو جسمانی محنت کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اس طرح یہ اصول رائج کیا گیا: ''جو کام نہیں کرتا وہ کھائیگا بھی نہیں۔،،

معیشت کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لیکر سوویت ریاست نے ملک کی معاشی ترقی کی رہنمائی شروع کی۔ خام اشیا ایندھن، غذا اور صنعتی سامان کی تقسیم کو سختی کے ساتھ مرکوز کر دیا گیا۔ معاشی وسائل کی کمی کی صورت میں سخت مرکوزیت نے اس بات کی ضمانت دی کہ دفاع کی ضروریات کے مطابق ان کو استعمال کیا جائے۔

طبقے کی حیثیت سے جاگیرداروں کے خاتمے، محنت کش کسانوں کو زمین دینے اور ان کو غلام بنانےوالے لگان اور محصولوں سے چھٹکارا دلانے کی وجہ سے سوویت ریاست کو کسانوں کے ان پرتوں سے مستحکم حمایت ملی جس سے مزدوروں اور کسانوں کا فوجی اور سیاسی اتحاد پائدار ہو سکا۔

محنت کش کسانوں نے اناج کی وصولیابی اور اس سے پیدا ہونے والی مشکلات کو یہ جان کر جھیلنا گوارا کیا کہ سوویت اقتدار ان کو جاگیردار اور امیر کسان سے بچا رہا تھا۔ کسان کی سمجھ میں یہ بات آ گئی کہ انقلاب کی وجہ سے جو زمین اس کو ملی تھی اگر اس کو برقرار رکھنا تھا اور جاگیرداروں اور امیر کسانوں کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا تھا تو سوویت حکومت کی ہر طرح حمایت کرنی چاہئے جو کسانوں کے مفادات کی حفاظت کر رہی تھی۔

جنگ، دشمنوں کی ناکہبندی اور معاشی انتشار کے کٹھن تاریخی حالات میں فوجی کمیونزم کے یہ اقدامات ھی وہ ذریعہ تھے جن سے ملک کے تمام وسائل کو دفاع کے لئے بروئے کار لایا جا سکتا تھا۔

مکمل آزادی

ورانگیل کی فوج کی تباھی اور کرائمیا کی آزادی نے سوویت عوام کو خاص دشمنوں پر فتحیاب بنایا۔ پھر بھی ملک کے کئی حصوں میں لڑائیاں ہو رہی تھیں۔ خصوصاً قفقاز، مشرق بعید اور وسط ایشیا کی لڑائیاں کافی طویل تھیں۔ غیرملکوں کے لئے ان سرحدی علاقوں کو اپنی فوجیں بھیجنا اور انقلاب دشمنوں کو اسلحہ اور سامان جنگ سپلائی کرنا زیادہ آسان تھا۔ یہ بات بھی کافی اہم تھی کہ کچھ وقت کے لئے مقامی بورژوازی اور زمینداروں کو اس بات میں کامیابی ہوئی کہ آبادی کے بعض حصوں میں قوم‌پرستانہ جذبات کو ہوا دے سکیں۔ لیکن ان علاقوں میں بھی کثیر تعداد عوام ھی کی جیت ہوئی۔

۱۹۲۰ء میں خیوا، بخارا، آذربائجان اور آرمینیا کے محنت کش عوام نے فتح حاصل کی۔ ۱۹۱۸ء میں باکو کی کمیون کے خاتمے کے بعد آذربائجان میں بورژوا نیشنلسٹ پارٹی ''مساوات'' برسر اقتدار ہو گئی تھی۔ آذربائجان کی کمیونسٹ پارٹی کی قیادت میں وہاں کے محنت کشوں نے بغاوت کی تیاری کی۔

۲۷ اپریل ۱۹۲۰ء کو صبح سویرے باکو کے مزدوروں کے دستوں نے فوجی بارکوں، جہازی گودیوں اور ریلوے اسٹیشن پر دھاوابول دیا۔ اس کے بعد اور دوسری اہم جگہوں پر بھی قبضہ کر لیا گیا۔ اسی رات کو آذربائجان کی انقلابی فوجی کمیٹی نے اقتدار کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور آذربائجان سوویت ریپبلک ہو گیا۔ انقلابی کمیٹی کے سربراہ ناریمان ناریمانوف تھے۔

اسی زمانے میں آرمینیا میں زوروں کی جدوجہد چل رہی تھی۔ وہاں ''دشناک تسیوتون'' نامی بورژوا نیشنلسٹ پارٹی برسر اقتدار ہو گئی تھی اور آرمینیا کی حالت بہت خراب تھی۔ آرمینیا کے مزدور اور کسان بورژوا نیشنلسٹوں کی حکومت کو ماننے کے لئے تیار نہیں تھے۔ آرمینیا کے مختلف حصوں میں بغاوتیں ہو رہی تھیں۔ ۲۹ نومبر ۱۹۲۰ء کو اس فوجی انقلابی کمیٹی نے جو باغیوں نے ضلع دیلیژان میں قائم کی تھی آرمینیا کے سوویت سوشلسٹ ریپبلک ہونے کا اعلان کر دیا۔ اس وقت فوجی انقلابی کمیٹی کے صدر س۔ ی۔ کاسیان تھے جو ۱۹۰۴ء سے کمیونسٹ پارٹی کے ممبر تھے۔ چند دن بعد آرمینیا کی راجدھانی یریوان کو بھی آزاد کرا لیا گیا۔

آرمینیا میں سوویت اقتدار قائم ہونے کے بعد قفقاز میں جارجیا ہی انقلاب دشمنوں کا گڑھ باقی رہ گیا۔ یہاں مینشویکوں کی حکومت تھی۔ جارجیائی مینشویک اپنے کو سوشلسٹ اور جمہوریت پسند کہتے تھے لیکن وہ کسی سوشلسٹ اصلاح کا خیال تک نہیں کرتے تھے۔

فروری ۱۹۲۱ء میں جارجیا کے عوام نے بغاوت کر دی جس کی رہنمائی فوجی انقلابی کمیٹی کر رہی تھی۔ اس میں متعدد تجربہ کار بالشویک بھی تھے مثلاً فلیپ ماخارادزے (صدر) م۔ اوراخیلاشویلی، م۔ تسخاکایا اور ش۔ ایلی‌آوا وغیرہ۔ ۲۵ فروری کو طفلس پر (جو اب تبلیسی کہلاتا ہے) سرخ انقلابی جھنڈا لہرایا گیا۔

فتحیاب انقلاب کا آخری باب وسط ایشیا کے لوگوں نے پورا کیا۔
۱۹۲۰ء میں ترکستان سوویت ریپلک کے پہلو بہ پہلو دو شاہی سلطنتیں یعنی خیوا کی خان شاہی اور بخارا کی امارت بھی تھیں۔ ازبک، تاجک اور ترکمان غریب اور محنت کش جو ان سلطنتوں میں رہتے تھے خان اور امیر کے مظالم کے شکار تھے۔ بخارا اور خیوا میں زمانہ اپنی جگہ منجمد ہو کر رہ گیا تھا اور ان دونوں ریاستوں میں قرون وسطی جیسے حالات پائے جاتے تھے۔ نہ تو کوئی اسکول تھا اور نہ اسپتال۔ کسانوں اور کاریگروں کو بہت زیادہ لگان اور محصولات ادا کرنے پڑتے تھے اور جب وہ محصولات ادا نہ کر پاتے تو اکثر ان کے بچوں کو پکڑ کر غلام بنا لیا جاتا۔ چھوٹے چھوٹے جرائم کے لئے لوگوں کا سربازار سر قلم کر دیا جاتا تھا یا ایسے زندان‌خانوں میں پھینک دیا جاتا تھا جو سانپ بچھوؤں سے بھرے ہوتے تھے۔ خان اور امیر نے سوویت روس کے خلاف لڑائی کی تیاریاں کیں اور برطانوی اسلحہ اور سامان جنگ خیوا اور بخارا تک ریگستانوں اور پہاڑوں کے پار اونٹوں کے کاروانوں کے ذریعہ پہنچایا گیا۔

پھر لوگوں کے غم و غصے نے ان ناکارہ مطلق العنان حکومتوں کا صفایا کر ھی دیا۔ اپریل ۱۹۲۰ء کے عوامی انقلاب نے خیوا میں سوویت ریاست قائم کی اور اس کے بعد ۱۹۲۰ء کے آخر میں بخارا کے لوگوں نے بھی بغاوت کر دی۔ سرخ فوج کی مدد سے انہوں نے امیر کی فوج کو پسپا کرکے عوامی اقتدار کی بنیاد رکھی۔ اس کا یہ مطلب تھا کہ اب سارے وسط ایشیا میں نئی زندگی کی تعمیر شروع ہو گئی۔

بیرونی مداخلت کرنے‌والوں کا آخری گڑھ مشرق بعید تھا جہاں جاپانی اور سفید گارڈ اب بھی برسر اقتدار تھے۔ ان کے خلاف چھاپہ‌مار دستے لڑ رہے تھے۔ ۱۹۲۰ء میں اس علاقے کے محنت کشوں نے مشرق بعید کی ریپلک قائم کی اور چھاپہ‌مار دستوں کو متحد کرکے عوامی انقلابی فوج بنائی گئی۔

۱۹۲۲ء کی ابتدا میں یہ فوج واسیلی بلیوخیر کی کمان میں برسر پیکار ہوئی۔ شہر خاباروفسک سے قریب وولوچائفکا کے نزدیک سفید گارڈ ڈٹے ہوئے تھے۔ یون — کوران پہاڑی پر توپخانہ لگا تھا۔ جس کی مار میں نیچے کا وسیع برفپوش میدان تھا۔ پہاڑی تک پہنچنے

کے راستوں کو خاردار تاروں، گہری خندقوں اور برفپوش ڈھلانوں سے روک دیا گیا تھا۔

۱۰ فروری ۱۹۲۲ء کو بلیوخیر کی فوج نے سفید گارڈوں کے مورچے پر دھاوا بولا۔ چھٹی پیدل رجمنٹ کی ایک کمپنی سب سے پہلے خاردار تاروں کے جال میں گھسی لیکن اس کا ایک ایک سپاہی کام آیا۔ اس زبردست نقصان کے باوجود انقلابی دستے پیچھے نہیں ہٹے۔ وہ برف سے ڈھکی ہوئی زمین پر چپک کر کمک کا انتظار کرتے رہے۔ شدید جاڑے اور برفانی آندھیوں کے باوجود انہوں نے استقلال کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا حالانکہ ان کے پاس جاڑے کے کپڑے بھی کافی نہ تھے۔ ۱۲ فروری کی صبح کو آٹھ بجے وہ فیصلہ کن لمحہ آیا جب توپخانے کی گولہ‌باری کے بعد دوسری بار پہاڑی پر دھاوا بولنے کی کوشش کی گئی۔ یہ لڑائی تین گھنٹے تک ہوتی رہی۔ انقلابی سپاہیوں نے خاردار تاروں کے درمیان اپنا راستہ بنا لیا اور پھر سنگینوں سے حملہ کردیا۔

وولوچائفکا پر قبضہ کرنے کے بعد انقلابی فوج نے پسپا ہوتے ہوئے دشمن کا پیچھا بحرالکاہل کے ساحل تک کیا۔ ۲۵ اکتوبر ۱۹۲۲ء کو عوامی انقلابی فوج نے ولادیواستوک آزاد کرا لیا۔ اس طرح ملک نے غیرملکی مداخلت کرنےوالی اور انقلاب‌دشمن فوجوں سے پوری طرح نجات حاصل کرلی۔

* * *

روس کے لوگوں نے اکتوبر انقلاب کی حاصلات کی حفاظت اور اپنے سوشلسٹ وطن کی خودمختاری اور آزادی کو برقرار رکھنے کے لئے مسلح جدوجہد کی۔ اس جانفشاں جدوجہد سے جس میں بے نظیر خون خرابہ ہوا تھا سوویت ریپلک قطعی طور پر فتحیاب ہوکر نکلی۔ سامان جنگ اور اسلحہ کی زبردست برتری کے باوجود غیرملکی مداخلت کرنےوالوں اور سفید گارڈوں کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔ تمام ملکوں کے سامراجیوں اور ان کی اتحادی اندرونی انقلاب دشمن طاقتوں کی وہ کوششیں خاک میں مل گئیں جو انہوں نے سوویت ریاست کو تباہ کرنے کے لئے کی تھیں۔

سوویت ریاست کی کامیابی کی وجہ یہ تھی کہ غیرملکی مداخلت کرنےوالوں اور سفید گارڈوں کے خلاف اس کی جدوجہد ایک نئے اور ترقی یافتہ سماجی نظام کے لئے اور رجعت پرست اور فرسودہ طاقتوں کے خلاف جدوجہد تھی جس کا جنم سوشلسٹ انقلاب کے نتیجے میں ہوا تھا۔ لکھو کھہا محنت کش جو زندگی کا ایک نیا راستہ بنانے کے مشتاق تھے پرولتاریہ اور اس کے ہراول، کمیونسٹ پارٹی کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ انہوں نے لاانتہا تخلیقی سرگرمی اور توانائی کا اظہار کیا۔ انقلاب کے دشمنوں کے خلاف جدوجہد میں محنت کش لوگ زبردست قربانیاں کرنے اور ہر طرح کی مصیبت جھیلنے کے لئے تیار رہے اور انہوں نے محاذجنگ اور عقب دونوں میں بڑی جاں نثاری کا اظہار کیا۔ کمیونسٹ پارٹی نے نہ صرف صحیح پالیسی اختیار کی، جس کی ہر شخص نے تصدیق کی، بلکہ وہ دشمن کے خلاف جدوجہد میں عوام کی دفاعی کوشش کی خاص متحرک تنظیمی طاقت بن گئی۔ سوویت کمیونسٹ پارٹی نے ملک کو ایک مسلح کیمپ میں تبدیل کرکے، دفاعی مقاصد کے لئے تمام ممکن وسائل کو منظم کرکے اور مزدوروں اور کسانوں کی فوج بنا کر لوگوں کی صلاحیتوں کو صحیح راستے پر لانے میں کامیابی حاصل کی۔

سوشلسٹ اور سرمایہ‌دار نظاموں کے درمیان پہلے فوجی ٹکراؤ میں نوخیز سوشلسٹ ریاست ہی فتحیاب ہوئی اور اس طرح اس نے دنیا کو اپنی برتری، طاقت اور جانداری کا ثبوت دیا۔

تیسرا باب

نئی معاشی پالیسی ، معاشی نوجیون

(۱۹۲۱ — ۲۵ء)

سفارتی علحدگی کا خاتمہ

غیرملکی مداخلت کرنےوالوں اور سفید گارڈوں کو اکھاڑ پھینکنے سے ان کوششوں کا خاتمہ ہوگیا جو سامراجی طاقتیں اسلحہ کے زور سے سوویت ریاست کو تباہ کرنے کے لئے کر رہی تھیں ۔ اب سوویت ریپبلک کو یہ موقع حاصل تھا کہ وہ پرامن محنت کے راستے پر آگے بڑھے ۔ لینن نے اس وقت بالکل بجا کہا تھا کہ ''...ہمیں دم لینے سے زیادہ کا موقع ملا ہے ۔ ہم ایک نئے دور میں داخل ہو گئے ہیں جس میں سرمایہ‌دار ریاستوں کے درمیان ہم نے اپنے بنیادی بین‌اقوامی وجود کا حق جیتا ہے'' ۔

سرمایہ‌دار ریاستوں کے لیڈروں کو ، خواہی نخواہی، اس سوشلسٹ ریاست کا وجود تسلیم کرنا ہی پڑا ۔ حالانکہ انہوں نے سوویت روس کے خلاف اپنی جدوجہد ختم نہیں کی پھر بھی نوخیز سوویت ریاست اور دوسرے ملکوں کے درمیان تعلقات قائم ہونے لگے ۔

۱۹۲۱ء کی بہار میں ہی اس سلسلے میں بڑی کامیابیاں ہوئیں ۔ اسی سال ۱۶ مارچ کو لندن میں برطانوی سوویت تجارتی معاہدے پر دستخط ہوئے ۔ اس معاہدے کی نہ صرف معاشی بلکہ سیاسی اہمیت بھی تھی کیونکہ اس کا یہ مطلب تھا کہ حقیقتاً برطانیہ نے سوویت حکومت کو تسلیم کر لیا ہے اور اس کی توجیہ برطانوی وزیر اعظم لائڈ جارج نے دارالعوام میں اسی طرح کی تھی ۔

اس کے بعد جرمنی، اٹلی، ناروے، آسٹریا اور متعدد دوسرے ملکوں سے تجارتی معاہدے ہوئے ۔

۱۹۲۱ء کی بہار میں ہی ترکی، ایران اور افغانستان سے معاہدے کرکے تعلقات مضبوط کئے گئے ۔ ان معاہدوں نے سوویت ریاست اور

سامراجی ملکوں کی پالیسیوں کے درمیان بنیادی اصولی اختلاف کا برملا مظاہرہ کیا۔ سامراجی ممالک مشرق کے ملکوں کو محض نوآبادیاتی توسیع کا میدان سمجھتے تھے۔ لیکن ایک بڑی طاقت اور مشرقی ممالک کے درمیان یہ پہلے معاہدے تھے جو پوری مساوات، قومی خودمختاری اور ریاستی اقتدار اعلی کے احترام کے اصولوں پر مبنی تھے۔

اگلے سال ۱۹۲۲ء میں سوشلسٹ ریاست کو بین اقوامی میدان میں مزید کامیابیاں ہوئیں۔ اپریل ۱۹۲۲ء میں سوویت ریپبلک کے نمائندوں نے تاریخ میں پہلی بار ایک بین‌اقوامی کانفرنس میں جو جینوآ میں منعقد ہوئی تھی شرکت کی۔

۶ جنوری ۱۹۲۲ء کو کانس میں اتحادیوں کے اعلی کونسل نے یہ تجویز منظور کی کہ ایک بین‌اقوامی کانفرنس بلائی جائے جس میں سوویت روس بھی شرکت کے لئے مدعو ہو۔ مغرب میں بہت سے لوگوں کا یہ خیال تھا کہ سوویت روس کے نمائندوں کو اس کانفرنس میں مدعو کرکے وہ اس پر سفارتی دباؤ ڈالکر بڑے بڑے معاشی مطالبات کرسکینگے۔ چنانچہ کانس میں جو قرارداد منظور ہوئی اسی سے اس کا صاف پتہ چل گیا۔ پہلے سے سوویت روس کو مقررہ تجاویز ماننے پر مجبور کرنے کے لئے فرانسیسی حکومت نے یہ خاص بیان جاری کر دیا: ''اگر سوویت یا کوئی اور حکومت اپنے جواب یا سرکاری اعلان میں یہ کہیگی کہ وہ پہلے سے ان شرائط کو مجموعی طور پر نہیں تسلیم کرتی جو ۶ جنوری کو مرتب کی جا چکی ہیں (کانس میں اتحادیوں کی اعلی کونسل میں۔ ایڈیٹر) تو فرانسیسی حکومت اپنا وفد جینوآ کانفرنس میں نہیں بھیج سکیگی،،۔ اس طرح سوویت ریاست پر دباؤ ڈالنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ فرانس نے ایک ابتدائی کانفرنس کے لئے بھی اقدامات کئے تاکہ سوویت روس کو الگ رکھا جائے اور سرمایہ‌دار ریاستیں اس تجویز پر متفق ہو جائیں جو جینوآ کانفرنس میں منظور کی جانےوالی تھی۔

۱۵ مارچ ۱۹۲۲ء کو اپنے نوٹ میں سوویت حکومت نے جینوآ کانفرنس کے ناظموں کی ان کوششوں کی مذمت کی جو وہ سوشلسٹ ریاست کے سامنے پہلے سے طے کئے ہوئے قطعی فیصلوں کو پیش کرنے کے لئے کر رہے تھے۔

سوویت حکومت کو ۷ جنوری ۱۹۲۲ء کو جینوآ وفد بھیجنے کا دعوت نامہ ملا اور دوسرے ہی دن اس نے کانفرنس میں اپنی شرکت کی رضامندی کا اعلان کردیا۔

کئی تقریروں اور تحریروں کے ذریعہ لینن نے وہ ٹھوس پروگرام پیش کیا جو سوویت وفد کو جینوآ کی کانفرنس میں رکھنا تھا۔ اس پروگرام کے خاص نکات یہ تھے: سوویت روس دوسری ریاستوں کے ساتھ میل جول کے لئے اور ان کی ایسی تجاویز کی حمایت کے لئے تیار تھا جو امن کے حق میں تھیں اور وہ تمام ملکوں کے درمیان سفارتی اور معاشی تعاون کی ہمہ گیر ترقی کا حامی تھا۔ سوویت ریاست نے اس بات کی مخالفت کی تھی کہ کچھ ریاستیں زور زبردستی سے دوسری ریاستوں پر اپنی مرضی ٹھونسنے اور غیرمساوی معاھدے لادنے کی کوشش کریں۔ جنیوآ میں سوویت وفد کا خاص کام مستحکم اور پائدار امن اور قوموں میں معاشی تعاون کی ضمانت دینا اور سوویت ریپبلک اور سرمایہ‌دار ملکوں کے درمیان تجارتی تعلقات قائم کرنا تھا۔

جینوآ کانفرنس کا افتتاح ۱۰ اپریل ۱۹۲۲ء کو بڑی دھوم دھام سے تیرھویں صدی کے محل پالازو دی سان گیورگیو کے دو بڑے ہالوں میں سے ایک میں ہوا۔ کانفرنس کے لئے دو ہزار آدمی جینوآ آئے تھے جن میں وفدوں کے ممبران اور طرح طرح کے ماھرین تھے۔

لوگوں کو سوویت نمائندے کی تقریر سننے کا بڑا اشتیاق تھا۔ گ۔ چیچیرین نے سوویت حکومت کا وسیع پروگرام پیش کیا جو استحکام امن کے حق میں تھا۔ انھوں نے اعلان کیا کہ سوویت حکومت تمام ممالک سے باھمی مفاد اور مساوات کی بنیاد پر معاشی اور تجارتی تعلقات قائم کرنے کے لئے تیار ھے۔ سوویت نمائندے نے عام تخفیف اسلحہ کی تجویز بھی پیش کی جس میں زھریلی گیسوں اور ایسے تمام اسلحہ کی ممانعت بھی شامل تھیں جو غیرفوجی باشندوں کی ھلاکت کے لئے ھوں۔ تخفیف اسلحہ کے لئے یہ تاریخ میں اپنی نوعیت کی پہلی تجویز تھی۔ کانفرنس کے ایک مندوب نے بعد میں کہا ”چیچیرین کی تقریر کا تاثر اتنا زوردار تھا کہ سفارتی آداب کو بالائے طاق رکھ دینے‌والی زوردار تالیوں کی گونج ایسی پرمغز تقریر کے لئے بالکل قدرتی معلوم ھوتی تھی...“

ساری دنیا کے جمہوری حلقوں نے چیچیرین کی تقریر اور تجاویز کا گرمجوشی کے ساتھ خیرمقدم کیا۔ ابھی کانفرنس چل رہی تھی کہ سوویت وفد کے کام کی تعریف و تصدیق کے تار اور خطوط آنا شروع ہو گئے۔ لیکن سرمایہ‌دار ملکوں کے نمائندوں نے کانفرنس میں سوویت تجاویز کی طرف مختلف رویہ اختیار کیا۔ عام اور مکمل ترک اسلحہ کی تجویز کو تو بحث کے بغیر ھی نظر انداز کر دیا گیا۔

۱۸ اپریل ۱۹۲۲ء کو کانفرنس کے چار کمیشنوں کی نشستوں میں یہ سنسنی خیز خبر خلل انداز ہوئی کہ راپالو میں سوویت جرمن معاھدے پر دستخط ھو گئے۔ جبکہ برطانیہ، فرانس اور دوسرے ملکوں کے نمائندے مختلف کمیشنوں میں سوشلسٹ حکومت پر اپنے منھ مانگے شرائط لادنے کی کوشش کر رھے تھے، جینوآ میں اس کے نمائندوں نے جرمن حکومت کے ساتھ معاھدہ کرنے کی گفتگو جاری رکھی تھی جس پر برلن میں پہلے سے ھی کارروائی شروع ھو چکی تھی۔ ۱۶ اپریل کو یہ گفتگو کامیاب انجام تک پہنچی۔ سوویت جرمن معاھدہ مندرجہ‌ذیل نکات پر مشتمل تھا: دونوں ملکوں کے درمیان سفارتی تعلقات کی فوری بحالی اور سفارتی نمائندوں کا تبادلہ، زمانۂ جنگ کے قرضوں کی تنسیخ، سوویت روس میں جو جرمن ملکیت قومی بنائی گئی تھی اسے جرمنی نے مان لیا تھا ”اس شرط کے ساتھ کہ سوویت حکومت دوسری حکومتوں کے اسی طرح کے دعوؤں کو نہیں پورا کریگی۔“

معاھدۂ راپالو سوویت ڈپلومیسی کی پہلی بڑی فتح تھی۔ پہلی بار ایک بڑی سرمایہ‌دار ریاست نے سوویت ریپبلک سے قانونی اور عملی طور سے سفارتی تعلقات قائم کئے تھے جس سے بین اقوامی تعلقات میں سوشلسٹ ریاست کی پوزیشن اور مضبوط ھوگئی۔

جینوآ کانفرنس کے بہت سے مندوبین نے سوویت جرمن معاھدے کی کھلم کھلا مخالفت کی۔ فرانسیسی وفد نے تو یہاں تک اصرار کیا کہ اس معاھدے کو منسوخ کر دیا جائے۔ طوفانی مباحثوں کے بعد مغربی ممالک کے مندوبین نے یہ طے کیا کہ جرمن نمائندے کو سیاسی تحتی کمیشن سے نکال دیا جائے کیونکہ جرمنی نے روس سے معاھدہ کر لیا تھا۔

سرمایہ‌دار طاقتوں کے نمائندوں کا خیال تھا کہ وہ سوویت حکومت سے زارشاھی اور عارضی حکومت کے قرضے اپنے اوپر لینے کی بات منوا

لینگے اور سوویت حکومت نام نہاد روسی قرض کا کمیشن قائم کرنے پر راضی ہو جائیگی۔ یہ کمیشن اس بات کی نگرانی کرتا کہ سوویت حکومت نے جن قرضوں کی ادائیگی اپنے سر لی ہے ان کو پورا کرتی ہے یا نہیں۔ یوں کہنا چاہئے کہ یہ کمیشن نوخیز سوشلسٹ ریاست کے اندرونی معاملات میں مداخلت کر سکتا تھا۔ مغربی مدبرین یہ بھی خواب دیکھ رہے تھے کہ وہ کارخانے اور فیکٹریاں وغیرہ جو انقلاب کے زمانے میں ضبط کر لی گئی تھیں ان کے سابق غیرملکی مالکوں کو واپس دے دی جائینگی۔

بہرحال سرمایہ‌دار طاقتوں کے نمائندوں کی یہ ساری کوششیں رائگاں گئیں۔ وہ اپنی ناقابل قبول شرطیں سوویت ریپبلک پر نہ ٹھونس سکے۔ سوویت وفد نے وہ تجاویز مسترد کر دیں جن کا مقصد ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت تھا اور جو مساوات کے اصولوں پر مبنی نہ تھے۔ اس نے صاف طور پر کہا کہ زارشاہی اور عارضی حکومت کے لئے ہوئے قرضوں کی ادائیگی کا سوویت حکومت سے مطالبہ غلط اور بےجا ہے۔ درحقیقت زارشاہی اور عارضی حکومت نے یہ قرضے انقلابی تحریک کو دبانے اور جنگ چلانے کے لئے لئے تھے۔ اتحادیوں کے ساتھ ملکر لڑنے میں لاکھوں روسیوں کی جانیں ضائع ہوئی تھیں جس کے نتیجے میں اتحادی ملکوں کو نئے علاقے مل گئے تھے۔ اور انھوں نے جرمنی سے تاوان جنگ کی بھی بہت بڑی رقم وصول کی تھی۔ ان کی مداخلت کی وجہ سے سوویت ریاست کو ۳۹ ارب طلائی روبلوں کا نقصان ہوا تھا۔ پھر بھی وہ سوویت ریاست سے یہ قرضے وصول کرنے پر مصر تھے۔ سوویت روس کے لئے ان کا یہ مطالبہ مسترد کرنا قدرتی تھا۔ لیکن مغربی ممالک سے تجارتی اور کاروباری تعلقات قائم کرنے کے لئے سوویت حکومت نے اس پر رضامندی کا اعلان کیا کہ وہ جنگ سے قبل‌والے قرضوں کے سوال پر اس شرط کے ساتھ نظرثانی کریگی کہ قرض‌خواہ ممالک جنگ کے زمانے کے قرضے منسوخ کر دیں اور روس کی مالی امداد کریں۔

بہرحال درحقیقت جینوآ کانفرنس تقریباً ناکام ہو چکی تھی کیونکہ مغربی طاقتوں کو مساوی معاہدوں کی بات تک سننا نہیں گوارا تھی۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ نے خاص طور سے ناقابل مصالحت رویہ اختیار کیا اور اس بات پر ضد کی کہ سوویت روس سے کسی طرح کی مفاہمت نہ

کی جائے ۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ کانفرنس میں حصہ نہیں لے رہا تھا ۔ اس نے اٹلی میں اپنے سفیر کو بطور مشاہد کانفرنس میں بھیج دیا تھا ۔ ساتھ ھی ریاستہائے متحدہ امریکہ کے تجارتی اجارےدار حلقوں کو یہ خوف تھا کہ کہیں ان کے حریف سوویت حکومت سے کوئی معاہدہ نہ کر لیں ۔ اس لئے انھوں نے جینوآ کانفرنس کو ناکام بنانے کی کوشش کی ۔

۱۱ مئی ۱۹۲۲ء کو سوویت وفد نے یہ تجویز پیش کی کہ ماہرین کی سطح پر پھر بحث مباحثہ ہو ۔ اس تجویز پر بحث کے نتیجے میں جون ۱۹۲۲ء میں ایک ایسی معاشی کانفرنس منعقد کرنے کا فیصلہ کیا گیا جو جینوآ کانفرنس میں اٹھائے ہوئے سوالوں پر زیادہ تفصیل سے غور کرے ۔ اس طرح ھیگ میں ایک اور کانفرنس کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ۔

ھیگ کانفرنس جون اور جولائی ۱۹۲۲ء میں ہوئی لیکن اس سے بھی کوئی نتیجہ برآمد نہیں ھوا ۔ اس کانفرنس نے یہ دکھا دیا کہ سرمایہ‌دار ملک اب بھی سوویت روس پر انتہائی سخت معاشی شرائط لادنے کی امید باندھے بیٹھے تھے ۔ وہ اس کے خواب دیکھ رہے تھے کہ انقلاب کے زمانے میں غیرملکی لوگوں کے جو کارخانے قومی بنا لئے گئے تھے وہ ان کے مالکوں کو واپس مل جائینگے اور روس میں پھر سے سرمایہ‌دارانہ طور طریقے رائج ھونگے ۔ جب مغربی طاقتیں اپنے اغراض میں ناکام ھوئیں تو انھوں نے جلدی سے کانفرنس ختم کر دی ۔ کانفرنس کے نتیجے سے یہ بات بھی ظاھر ھو گئی کہ سرمایہ‌دار دنیا کے بہت سے سیاستداں اب بھی سوشلسٹ ریاست کی معاشی ناکہ‌بندی کے حامی تھے ۔

بہرحال جینوآ اور ھیگ کی کانفرنسوں میں سوویت وفدوں کے اقدامات، ان کی پیش کردہ ٹھوس تجاویز اور جرمنی کے ساتھ راپالو کے معاھدے نے سیاسی طور پر زبردست اثر ڈالا ۔

تعاون کے لئے اپنی خواھش کا اظہار کرتے ہوئے نوخیز سوویت ریاست نے یہ بات بھی واضح کر دی کہ وہ اپنے اندرونی معاملات میں کسی طرح کی مداخلت پر راضی نہ ھوگی ۔

اگرچہ جینوآ اور ھیگ کی کانفرنسوں میں کوئی نتیجہ‌خیز بات نہیں ھوئی تھی پھر بھی اس واقعہ نے کہ سوویت روس کو ان میں

شرکت کے لئے مدعو کیا گیا اور اس نے ان کی کارروائی میں شرکت کی سوشلسٹ ریاست کی سیاسی علحدگی وتنہائی کو ختم کر دیا۔

ان دو کانفرنسوں کے بعد سوویت ریاست کی بین‌اقوامی پوزیشن بڑھنے لگی۔ استحکام امن اور بین‌اقوامی سلامتی کے لئے سوویت مدبرین کی کوششوں کی طرف توجہ کی جانے لگی۔ مشرق بعید کی آزادی کے سلسلے میں لینن نے کہا: ”... جاپانیوں نے اپنی فوجی طاقت کے باوجود یہ اعلان کیا کہ وہ واپس جائینگے اور انھوں نے اپنا وعدہ پورا کیا۔ ہماری ڈپلومیسی بھی اس کے لئے قابل تعریف ہے۔ “

جون ۱۹۲۲ء میں ھی سوویت حکومت نے فن‌لینڈ، استونیا، لتویا اور پولینڈ کی حکومتوں سے یہ تجویز کی تھی کہ تناسبی تخفیف اسلحہ پر بحث کے لئے ماسکو میں ایک کانفرنس کی جائے۔ چنانچہ یہ کانفرنس دسمبر ۱۹۲۲ء میں ماسکو میں ھوئی اور سوویت سیاستدانوں نے کانفرنس میں شرکت کرنے والے ممالک کی فوجوں میں تخفیف کے لئے ٹھوس تجاویز بھی پیش کیں۔ بورژوا حلقوں کے رویے کی وجہ سے اگرچہ یہ کانفرنس کسی واضح نتیجے تک نہیں پہنچ سکی لیکن اس کا انعقاد ھی ایک ایسا اثباتی واقعہ تھا جس نے ساری دنیا کو دکھا دیا کہ سوویت لوگ اپنے پڑوسیوں سے تعاون کی پرخلوص خواھش رکھتے ھیں اور تخفیف اسلحہ جیسے اھم مسئلے پر ان سے سمجھوتہ کرنا چاھتے ھیں۔

اس دوران میں رجعت پرست طاقتوں نے سوویت یونین کی معیشت کو نقصان پہنچانے اور اس کے بڑھتے ھوئے بین‌اقوامی وقار کو روکنے کے لئے سرمایہ‌دار ملکوں کا سوویت‌دشمن متحدہ محاذ بنانے کی ایک اور کوشش کی۔

۸ مئی ۱۹۲۳ء کو برطانوی وزیر خارجہ لارڈ کرزن نے سوویت حکومت کو ایک الٹی‌میٹم بھیجا جس کا مقصد سوویت یونین کے معاشی اور سیاسی استحکام پر وار کرنا اور سوویت یونین کی امن پسند خارجہ پالیسی کے بارے میں شبہات پھیلانا تھا۔ یہ الٹی‌میٹم سوویت دیس کے اندرونی معاملات میں کھلم کھلا مداخلت تھی۔ یہ بتانے کی کوئی ضرورت نہیں کہ جلد ھی یعنی ۱۱ مئی کو سوویت یونین نے اس الٹی‌میٹم کا دندان‌شکن جواب دیا۔ پھر بھی کرزن کا الٹی‌میٹم سوویت دشمن اشتعال انگیزی کا واحد قدم نہ تھا بلکہ ایک پورے سلسلے کی کڑی کی حیثیت رکھتا

تھا۔ ۱۰ مئی ۱۹۲۳ء کو لوزان (سوئٹزرلینڈ) میں سوویت مدبر و۔ و۔ واروفسکی کو ایک سفید گارڈ نے مار دیا۔

بہرحال نہ تو کرزن کا الٹی‌میٹم اور نہ یہ دہشت پسندانہ اقدام یا دوسری اشتعال انگیزیاں جو رجعت پرست طاقتوں کی طرف سے ہوئیں سوویت یونین کی بین‌اقوامی پوزیشن اور بڑھتے ہوئے وقار کو ختم کر سکیں۔ سوویت یونین کو تسلیم کرنے اور اس کے ساتھ سفارتی تعلقات قائم کرنے کی تحریک مغربی ملکوں میں پھیل رہی تھی۔ حتی کہ فرانس میں جہاں کے بورژوا حلقے سوویت دشمنی میں انتہاپسند تھے یہ تحریک بڑے پیمانے پر بڑھ رہی تھی۔ چنانچہ فرانسیسی ریڈیکل سوشلسٹ پاؤل پینلیوے نے اس وقت یہ بات بےسبب نہیں کہی تھی: ''اس وقت وہ کابینہ برسر اقتدار نہیں رہ سکتی جو سوویت یونین کو ماننے کے لئے تیار نہ ہو''۔

۱۹۲۳ء کے پارلیمانی انتخابات میں برطانوی لیبر پارٹی نے اپنے انتخابی منشور میں سوویت یونین اور برطانیہ کے تعلقات اعتدال پر لانے کا نعرہ بھی رکھا تھا۔ حتی کہ برطانوی لبرل پارٹی نے بھی زیادہ ووٹ حاصل کرنے کے لئے سوویت یونین سے سفارتی تعلقات قائم کرنے کی اپیل کی تھی کیونکہ ۱۹۲۳ء کے آخر تک برطانیہ میں سوویت یونین کو تسلیم کرنے کا مسئلہ ایک مقبول‌عام کاز بن چکا تھا۔ پورے برطانیہ، فرانس اور دوسرے ممالک کے مزدور سوویت یونین کو تسلیم کرنے کا مطالبہ کر رہے تھے۔

برطانیہ میں جب جنوری ۱۹۲۴ء میں پہلی بار لیبر پارٹی برسر اقتدار ہوئی تو سوویت یونین سے سفارتی تعلقات قائم کرنے کے لئے عملی قدم اٹھایا گیا۔ یکم فروری ۱۹۲۴ء کو میکڈانلڈ کی حکومت نے برطانوی سرکاری ایجنٹ متعینہ ماسکو ھوجسن کے ذریعہ ایک تحریر بھیجی جس میں کہا گیا تھا کہ برطانیہ سوویت سوشلسٹ ریپبلکوں کی یونین کو تسلیم کرتا ہے۔ دوسرے دن سوویتوں کی دوسری کل یونین کانگرس نے اپنی ایک مخصوص قرارداد کے ذریعہ برطانوی حکومت کی اس پیش‌قدمی کا خیرمقدم کیا۔ سوویت یونین اور برطانیہ کے درمیان سفارتی تعلقات کا قیام سوویت یونین کے غیرملکی تعلقات کی تاریخ میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھتا تھا۔ برطانیہ کی پیروی اسی سال متعدد دوسرے سرمایہ‌دار ممالک مثلاً اٹلی، ناروے، آسٹریا،

یونان، سویڈن، میکسیکو، ڈنمارک اور حجاز نے کی۔ مئی ۱۹۲۴ء میں چین سے بھی سوویت یونین کے سفارتی تعلقات قائم ہو گئے۔ اس معاہدے میں چینی ریپبلک کے اقتدار اعلی کی جو شرط تھی اس نے ان ساری رعایتوں کو ختم کر دیا جو زارشاھی روس کو چین میں حاصل تھیں۔

فرانس سے بھی سوویت یونین کے سفارتی تعلقات بڑی اھمیت کے حامل تھے۔ مئی ۱۹۲۴ء کے پارلیمانی انتخابات کے بعد پوآنکرے کی حکومت ختم ہو گئی اور اس کی جگہ بورژوا ڈیموکریٹ ایڈورڈ ایریو کی سربراھی میں حکومت بنی جو فرانس اور سوویت یونین کے درمیان کاروباری تعلقات قائم کرنے کے حق میں تھا۔ اکتوبر ۱۹۲۴ء میں آخرکار ان دونوں ملکوں کے درمیان سفارتی تعلقات قائم ھوگئے۔

۱۹۲۴ء سوویت بیرونی پالیسی کی تاریخ میں سوویت ریاست کے بین اقوامی پیمانے پر تسلیم کئے جانے کا سال تھا۔ سفارتی تعلقات کے ساتھ ساتھ سوویت یونین کے دوسرے ممالک سے معاشی روابط بھی قائم ھو رہے تھے۔ ۱۹۲۴ء میں سوویت یونین نے آسٹریا (وی‌آنا)، جرمنی (کولون، لائپزگ اور فرینک‌فرٹ بر مین) اور فن‌لینڈ (ھیلسینکی) کے مختلف بین اقوامی میلوں اور نمائشوں میں اپنے نمائندے بھیجے۔

۲۰ جنوری ۱۹۲۵ء کو سوویت یونین اور جاپان کے درمیان سفارتی تعلقات قائم کرنے کے معاھدے پر دستخط ھوئے۔

۱۹۲۵ء کی ابتدا تک ریاستہائے متحدہ امریکہ کے سوا تمام بڑی سرمایہ‌دار طاقتیں سوویت یونین کو تسلیم کر چکی تھیں۔ امریکہ کے حکمراں طبقوں نے سوویت یونین کو تسلیم کرنے کی یہ شرط رکھی کہ زارشاھی اور عارضی حکومتوں کے قرضوں کو کالعدم قرار دینے اور غیرملکیوں کی نجی ملکیت قومی بنانے کے بارے میں سوویت یونین نے جو فرمان جاری کئے ھیں ان کو وہ منسوخ کردے۔ اس سے کم کسی بات پر وہ راضی نہ تھے۔ دسمبر ۱۹۲۳ء کو امریکہ کے وزیر خارجہ (اسٹیٹ سکریٹری) چارلس ھیوز نے اس کا اعلان ایک کھلے بیان میں کیا۔ عقل و شعور کے تقاضوں اور خود اپنے ملک کے معاشی مفادات کو بالائے طاق رکھکر ریاستہائے متحدہ امریکہ کے سامراجی حلقوں نے نہ صرف سوویت یونین سے سفارتی تعلقات قائم

کرنے سے انکار کیا بلکہ زوردار سوویت دشمن پالیسی کو بھی ہوا دی۔

اس طرح ۱۹۲۱ — ۲۵ء کے دور میں سخت مشکلات کے باوجود سوویت یونین نے بین اقوامی میدان میں بڑی کامیابیاں حاصل کیں اور بین اقوامی تعلقات کے شعبے میں ایسی صورتیں نکال لیں جو عوامی معیشت کی بحالی کے لئے سازگار تھیں۔

نئی معاشی پالیسی کی طرف قدم

جنگ کے طویل مہینوں کے دوران سوویت لوگ اپنے اخباروں میں سب سے پہلے محاذ کے بارے میں تازہ‌ترین خبریں پڑھتے تھے۔ لیکن بالآخر یہ خونریز جنگ ختم ہوئی۔ ۱۵ دسمبر ۱۹۲۰ء کو سوویت ریپبلک کی انقلابی فوجی سوویت کے محاذ کے ہیڈ کوارٹر کی آخری رپورٹ شائع کی گئی۔ یہ سچ ہے کہ دوردراز علاقوں (مثلاً مشرق بعید) میں جابجا لڑائی ہو رہی تھی اور یہ صورت ۱۹۲۲ء تک رہی۔ لیکن بڑے بڑے دشمنوں کو ۱۹۲۰ء کے آخر تک شکست دی جا چکی تھی۔ سوویت ریاست کی زندگی میں امن کا دور شروع ہو چکا تھا۔

اس وقت ملک کی صورت حال بہت ھی ابتر تھی۔ ''سخت بربادی، احتیاج اور غربت،، لڑائی ختم ہونے کے بعد لینن نے یہ الفاظ سوویت یونین کی حالت کا اظہار کرنے کے لئے استعمال کئے تھے۔ ملک سات سال جنگ میں مبتلا رہا تھا۔ پہلے جرمنی، آسٹریا — ہنگری اور ترکی کے خلاف اور پھر غیرملکی حملہ‌آوروں اور سفید گارڈوں کے خلاف۔ تین چوتھائی ملک غیرملکی یا سفید گارڈ کی فوجوں کے قبضے میں رہ چکا تھا اور پسپا ہوتے ہوئے دشمن نے اپنے راستے میں جان بوجھکر کارخانے اور پل تباہ کر دئے تھے، مویشی، سامان رسد اور خام مال لوٹ کر لے گئے تھے۔ انھوں نے کانوں میں پانی بھی دیا تھا اور مشینیں توڑ دی تھیں۔ کارخانوں کی بھٹیاں بیکار پڑی تھیں اور ملک کے زیادہ‌تر کارخانے ویران اور بیکار تھے۔

جنگ کے ان برسوں میں لکھوکھا جانیں ضایع ہوئی تھیں۔ ۱۹۱۴ء اور ۱۹۲۰ء کے درمیان جانی نقصان دو کروڑ لوگوں سے زیادہ کا تھا اور ۱۶ اور ۴۹ سال کی درمیانی عمر کے ۴۴ لاکھ

7*

عورتیں اور مرد اپاہج ہو گئے تھے - لاکھوں بچے یتیم اور بے گھر تھے -

۱۹۲۰ء میں صنعتی پیداوار کی سطح ۱۹۱۳ء کا ساتواں حصہ رہ گئی تھی اور بڑے پیمانے کی صنعت گھٹ کر تقریباً آٹھواں حصہ۔

ٹرانسپورٹ کی حالت بھی ابتر تھی - زیادہ تر دخانی انجنوں کی مرمت درکار تھی - لکھوکھا ریلوے سلیپر سڑ گئے تھے اور سیکڑوں کلومیٹر ریل کی پٹریاں بدلنےوالی تھیں - ہزارہا پل برباد کر دئے گئے تھے - جنگ سے پہلے کے مقابلے میں ریلوے کی باربرداری کی صلاحیت صرف ۲۰ فیصدی رہ گئی تھی - ملک کے مختلف حصوں اور دیہی اور صنعتی علاقوں کو مربوط کرنے والی اہم معاشی لائنیں ٹوٹ چکی تھیں -

اس دوران میں بوائی کے رقبے میں بھی بڑی کمی ہو گئی تھی - پیداوار بھی بہت گر گئی تھی اور مویشیوں کی تعداد بھی بہت گھٹی تھی - جنگ سے پہلے کے مقابلے میں ۱۹۲۰ء میں کل زرعی پیداوار ۶۷ فیصدی تھی -

سخت مصیبتوں اور قلت میں مبتلا رہنے کی وجہ سے لوگ بہت ھی خستہ حال تھے - کئی سال تک نیم قحط کے حالات رہے اور روٹی کا سخت راشن کرنا پڑا - صنعتی اور دفتری ملازمین اور مزدوروں کی خوراک میں مشکل سے ھی گوشت اور مکھن ہوتا تھا - شکر بڑی نعمت سمجھی جاتی تھی - جسمانی تھکن اور غذا کی کمی کی وجہ سے وبائیں پھیلنے لگیں اور ۱۹۲۰ء میں ۳۰ لاکھ سے زیادہ آدمی ٹائفس میں مبتلا ہوئے - کپڑوں، جوتوں اور دواؤں کی بھی سخت قلت تھی -

مزدور طبقہ جس نے جنگ کے دوران سب سے زیادہ مصیبتیں برداشت کی تھیں تعداد میں بہت گھٹ گیا تھا - اس کا یہ مطلب تھا کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی طبقاتی بنیاد کمزور ہوسکتی تھی - کسانوں کو بھی ناقابل یقین مصیبتوں اور احتیاج کا سامنا کرنا پڑا تھا اور انھوں نے جنگی کمیونزم کے اقدامات کے خلاف اپنی ناراضگی کا اظہار کیا - کسان یہ چاہتے تھے کہ اناج کی سرکاری وصولیابی ختم کر دی جائے اور ان کو اپنا فاضل غلہ من مانی قیمت پر بیچنے کی پھر اجازت ہو -

انقلاب‌دشمن اور سفیدگارڈ جو سوویت اقتدار کے خلاف جدوجہد سے دست بردار نہیں ہوئے تھے کسانوں کی اس بےچینی سے فائدہ

اٹھانے کی انتہائی کوشش کر رہے تھے۔ کئی علاقوں میں امیر کسانوں نے بغاوتیں کیں اور ان میں اوسط درجے کے کسانوں کے بعض ٹکڑوں نے بھی حصہ لیا۔

مارچ ۱۹۲۱ء کی ابتدا میں پیترو گراد کے قریب کرونشتاد کے بحری قلعہ میں سوویت دشمن بغاوت پھوٹ پڑی جس کی قیادت سفید گارڈ کر رہے تھے۔ لیکن اس موقع پر انھوں نے اپنا اصلی روپ چھپانے کی کوشش کی تھی اور یہ کہہ رہے تھے کہ وہ سوویت اقتدار کے خلاف نہیں بلکہ اناج کی وصولیابی کے خلاف احتجاج کر رہے تھے اور وہ ''پارٹیوں کے مقابلےمیں سوویتوں کے اقتدار،، کے حامی تھے۔ اپنی اس مکاری کے ذریعہ وہ وہاں کے ملاحوں کے ایک بڑے حصے کو ورغلا سکے جن میں ان کسانوں کی تعداد کافی تھی جو حال ھی میں بھرتی ہوئے تھے۔

بغاوت تو کچل دی گئی لیکن یہ خطرناک انتباہ تھا۔ یہاں معاشی مسائل ناگزیر طور پر سیاسی مسائل سے منسلک تھے۔ اس وقت لینن نے لکھا ''۱۹۲۱ء کی بہار میں معاشیات نے سیاست کی صورت اختیار کی اور کرونشتاد کی شکل میں ظاہر ہوئی۔،،

اس وقت کا سب سے اھم فریضہ معیشت کو بحال کرنا اور محنت کشوں کی حالت کو بہتر بنانے کا اقدام تھا۔ یہ بنیادی مقصد زندگی اور موت کا سوال بن گیا تھا۔

اس کے حصول کے لئے ریپبلک کی معاشی پالیسی میں زبردست تبدیلی کی ضرورت تھی۔ جنگی کمیونزم جو جنگ کے برسوں میں صحیح حل کی حیثیت رکھتی تھی اب نئی صورت حال کے لئے موزوں نہ تھی۔

* * *

لینن کے مطالعہ کے کمرے کے سامنے لوگ بڑی تعداد میں جمع تھے اور ان سے ملنے کے لئے انتظار کر رہے تھے۔ یہ عجیب بات تھی کیونکہ لینن تو ھمیشہ لوگوں سے وقت مقرر کرکے ملتے تھے۔ ان کا خیال تھا کہ ملاقات میں اس تاخیر کا باعث یا تو یہ ھے کہ عوامی کمیساروں کی کونسل (وزیروں کی کونسل۔ کابینہ) کے صدر لینن یا کسی اھم ریاستی معاملے میں مصروف ھیں یا کسی بہت ھی اھم شخص سے ان کی ملاقات ہو رہی ھے۔ وہ کون ہو سکتا تھا جس کو لینن کے قیمتی وقت میں اتنی فیاضی سے حصہ ملا تھا۔

آخرکار لینن کے کمرے کا دروازہ کھلا اور وہاں سے ایک داڑھی والا کسان چھال کے جوتے اور بھیڑ کی کھال کا کوٹ پہنے نکلا۔ وہ ان غریب کسانوں کا مثالی نمائندہ تھا جن کی تعداد اس وقت روس میں کروڑوں تک پہنچتی تھی۔

''معاف کیجئے گا کہ میں نے آپ کو منتظر رکھا،، لینن نے تمام ملاقاتیوں سے جو وہاں جمع تھے کہا ''تامبوف علاقے کا یہ کسان مجھکو اتنی دلچسپ باتیں بتا رہا تھا کہ مجھے وقت کی بالکل خبر نہیں رہی۔،،

یہ واقعہ جس کا ذکر امریکی مصنف آلبرٹ ریس ولیمس نے اپنی کتاب میں کیا ھے لینن کے خصوصی کردار میں سے تھا۔ وہ بمعمول مزدوروں اور کسانوں کی رائے بڑی ہمدردی اور غور سے سنتے تھے اور اکثر ان سے ملکر مشورہ کرتے تھے۔ اس لئے لینن ان لوگوں کی ضروریات اور توقعات سے بخوبی واقف ہو گئے تھے۔

۱۹۲۰ء کے آخر اور ۱۹۲۱ء کی ابتدا میں لینن دیہاتوں کے نمائندوں سے معاملات پر خاص طور سے اکثر تبادلۂ خیال کرنے لگے۔ وہ ماسکو صوبے، تامبوف اور ولادیمیر علاقے کے کسانوں سے مشورہ کرتے تھے۔

صورت حال کا تفصیلی تجزیہ کرکے اور بہت سے معقول عناصر کو پیش‌نظر رکھ‌کر لینن کی قیادت میں کمیونسٹ پارٹی نے نئی معاشی پالیسی (NEP) کا منصوبہ بنایا۔ اس منصوبے کا مقصد ان مشکلات سے نبٹنا تھا جو جنگ اور اس کے نتیجے میں معاشی بربادی سے پیدا ہوگئی تھیں اور عوامی معیشت کو جلدازجلد بحال کرنا تھا۔ لیکن لینن کا منصوبہ قلیل مدتی مسائل تک محدود نہ تھا۔ طریقۂ کار کے مسائل کو حکمت عملی کے ساتھ اچھی طرح مربوط کیا گیا تھا۔ امن کے نئے حالات میں سوشلسٹ تعمیر کیسے کی جائے؟ کس بنیاد پر ملک کے دو بڑے طبقوں یعنی مزدوروں اور کسانوں کے درمیان مفید اور ہم‌آہنگ تعلقات قائم ہوں؟ ان دونوں کے درمیان اتحاد کیسے استوار کیا جائے، وہ اتحاد جو سوویت معاشرے کی ترقی کے لئے ضمانت ہو؟ لینن اور پارٹی نے ان سوالوں کا واحد صحیح جواب پیش کیا۔

مزدور طبقے کو محنت کش کسانوں کے ساتھ مل کر سوشلزم کی تعمیر کرنی تھی۔ یہ بات روس میں خاص طور سے اہم تھی جہاں کی

آبادی کی اکثریت کسانوں پر مشتمل تھی۔ ۱۳ کروڑ کی آبادی میں سے دس کروڑ سے زیادہ لوگ دیہاتوں میں رہتے تھے۔

کسانوں کی بڑی اکثریت کے پاس اپنی بہت چھوٹی ملکیت تھی۔ پنچائتی کھیتی شاذ و نادر ھی پائی جاتی تھی۔ کسان کی نوعیت دورخی تھی۔ ایک طرف تو وہ محنت کرکے اپنی روزی کماتا تھا اور اس طرح وہ مزدور سے قریب تھا اور دوسری طرف اس کی حیثیت مالک کی تھی جو اپنی ملکیت میں اضافہ چاھتا تھا۔ جب تک کسان کی چھوٹی کاروباری معیشت قائم تھی، جس کی بنیاد ذرائع پیداوار کی ذاتی ملکیت تھی، اس وقت تک ملک میں سرمایہ‌دارانہ نظام کی بحالی کے لئے بنیاد تھی۔ کسان طبقے میں امیر کسانوں کے پرت ابھرنے لگے جو اجرتی مزدوروں سے کام لیتے تھے۔

کمیونسٹ پارٹی نے زراعت میں سوشلسٹ تبدیلی، بڑے پنچائتی فارموں کے قیام اور آدمی کے ھاتھوں آدمی کے استحصال کے خاتمے کا فریضہ اپنے سامنے رکھا۔ لیکن یہ کام ایسا نہ تھا جو ایک دن میں ھو سکتا۔ اس کے لئے بڑی محنت اور تیاری کی ضرورت تھی، کسانوں کو نئے سرے سے تربیت دینی تھی اور ضروری حالات پیدا کرنے تھے۔ فی‌الوقت چھوٹی انفرادی ملکیت کے وجود کو پیش نظر رکھ کر کسانوں سے اچھے تعلقات پیدا کرنے تھے۔

جنگ کے دوران شہر اور دیہات کے درمیان تعلقات کا تعین جنگی صورت حال کرتی تھی۔ نوخیز ریپبلک کو چاروں طرف سے دشمنوں نے گھیر رکھا تھا اور اس کا وجود خطرے میں تھا۔ ان دشمنوں سے نجات پانے کے لئے کسان بڑی بڑی قربانیاں دینے اور مصیبتیں اٹھانے کے لئے تیار تھے، انھوں نے یہ بات مان لی تھی کہ ان کی ساری فاضل پیداوار سرکاری وصولیابی کے سسٹم کے مطابق مزدوروں اور فوج کے لئے لے لی جائے جو کسانوں اور انکی زمین کی حفاظت کررھے تھے جسکو عظیم اکتوبر انقلاب نے انھیں دیا تھا۔ ان حالات میں مزدور طبقے اور کسانوں کے درمیان فوجی اور سیاسی اتحاد کا جنم ھوا۔

بهرحال اب امن کی حالت میں جب جاگیردار کے واپس آنے کا خطرہ دور ھو چکا تھا کسان ایسی قربانیاں دینے کو تیار نہ تھے۔ کسان چاھتے تھے کہ وہ اپنی فاضل پیداوار کو من مانی بیچ سکیں۔ اس لئے اب یہ فریضہ پیدا ھوا کہ مزدوروں اور کسانوں کے درمیان

ایک نئی قسم کا اتحاد یعنی معاشی اتحاد قائم کیا جائے ۔ اس بات کی ضرورت تھی کہ شہر اور دیہات کے درمیان معاشی رابطہ پیدا کیا جائے اور زرعی پیداوار اور صنعتی سامان کے باہمی تبادلے کی ایسی صورت اختیار کی جائے جو نہ صرف مزدوروں کے لئے بلکہ کسانوں کے لئے بھی اطمینان بخش ہو ۔

اسی مقصد کو پیش نظر رکھتے ہوئے لینن نے یہ تجویز کی کہ اناج کی وصولیابی کی جگہ غذائی ٹیکس لیا جائے ۔ اس کا یہ مطلب تھا کہ کسان اپنی فاضل پیداوار کا کچھ حصہ بازار میں بیچ کر اپنی ضرورت کی چیزیں خرید سکتا تھا ۔ لینن کا خیال تھا کہ کسان کو ترغیب دینے کی ضرورت ہے ۔ انہوں نے لکھا ''چھوٹے کاشتکار کو جب تک وہ چھوٹا رہتا ہے ترغیب کی ضرورت ہوتی ہے، ایسی ترغیب جو اس کی معاشی بنیاد یعنی اس کی چھوٹی ذاتی ملکیت سے مطابقت رکھتی ہو ۔،، اور یہ ترغیب کسان کو ملی جب اناج کی وصولیابی کی جگہ غذائی محصول نے لے‌لی ۔ اس طرح کسان کو زیادہ پیدا کرنے کی ترغیب ملی جس سے زراعت کی بحالی اور ترقی تیزرفتاری سے ہونے لگی ۔ مزید برآں یہ زرعی ترقی صنعتی ترقی کے لئے بھی راستہ بنانے والی تھی ۔

ظاہر ہے کہ آزاد نجی تجارت میں کسی حد تک سرمایہ‌داری کی واپسی امیر کسانوں اور تاجروں کے سر اٹھانے کا سنگین خطرہ تھا ۔ شہروں اور دیہاتوں میں سرمایہ‌دار عناصر اس کے لئے جدوجہد کر سکتے تھے، اور انہوں نے ایسا کیا بھی، کہ ان کی معاشی اور سیاسی حالت میں ہمہ گیر استواری پیدا ہو ۔ اہم سوال تو یہ تھا کہ اس جدوجہد میں جیت کس کی ہوگی ۔

ملکی اور غیرملکی بورژوا نظریہ دانوں اور خود کمیونسٹ پارٹی کے اندر ڈھل مل یقین عناصر نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ نئی معاشی پالیسی سرمایہ‌داری کے سامنے سپر ڈالنا اور سوشلسٹ تعمیر سے دستبردار ہونا وغیرہ ہے ۔ لیکن ان باتوں کی کوئی نظریاتی اور عملی بنیاد نہ تھی ۔ عارضی طور پر سرمایہ‌داری کے لئے جزوی چھوٹ کا مطلب کسی طرح سرمایہ‌دار نظام کی واپسی نہ تھا ۔ سرمایہ‌دار عناصر ان فاتحوں کی طرح سامنے نہ آ سکے جو اپنی شرائط منوا سکتے ہوں ۔ سوویت ریاست ہی کا حالات پر قابو رہا ۔ اس کے ہاتھ میں سیاسی اقتدار اور معاشی طاقت دونوں برقرار رہیں ۔ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ

ان سرمایہ‌دار صورتوں پر قابو رکھ سکی اور ان کو روک سکی جو معیشت کی تہہ سے ابھرنے کی کوشش کرتی تھیں۔

زمین، فیکٹریاں اور کارخانے، مالیات — یہ تمام طاقتور معاشی آلات جو معاشرے کو نیا روپ دینے میں کام آتے ہیں سوویت ریاست ہی کے ہاتھ میں رہے۔ ان آلات کے ذریعہ سوویت ریاست کامیابی سے سرمایہ‌داری کے خلاف جدوجہد کرکے اس کو پوری طرح ہٹاسکی اور قطعی طور پر ختم کر سکی۔

نئی معاشی پالیسی وسیع تاریخی امکانات کو سامنے رکھ کر مرتب کی گئی تھی۔ سرمایہ‌داری کو دی گئی عارضی رعایتیں جس پسپائی کی عکاسی کرتی تھیں وہ اس پالیسی کا محض ایک جز تھی۔ اس عارضی پسپائی کے بعد اپنی طاقتوں کو از سر نو مجتمع کرکے سوشلسٹ عناصر کو ایک ہمہ‌رخی دھاوا بولنا تھا اور صنعت، تجارت اور زراعت میں روسی سرمایہ‌داری کے خلاف آخری اور فیصلہ کن لڑائی لڑنی تھی۔ درحقیقت نئی معاشی پالیسی کے ابتدائی برسوں میں ہی لینن نے اپنے کوآپریٹیو کے منصوبے کی وضاحت کی تھی جس کا مقصد زراعت کی سوشلسٹ تشکیل‌نو تھا۔

نئی معاشی پالیسی سرمایہ‌دار نظام سے سوشلزم تک سارے عبوری دور کے لئے مرتب کی گئی تھی۔ پرولتاری انقلاب کی کامیابی کے بعد طبقاتی طاقتوں کے باہمی توازن اور چھوٹے کسانوں کی کاشتکاری کی خصوصیات کا اندازہ صحیح طریقے پر لگاکر نئی معاشی پالیسی نے سوشلسٹ تعمیر کے لئے ضروری حالات کی ضمانت دی۔

سرمایہ‌دار عناصر کے خلاف مؤثر جدوجہد کے لئے کمیونسٹوں کو معیشت کی صحیح تنظیم اور تجارتی لین‌دین کو بخوبی چلانا سیکھنا تھا۔ صنعت اور سب سے بڑھ کر بھاری صنعت کی بحالی اور توسیع کا کام انتہائی اہم تھا کیونکہ اس کے بغیر تو سوشلزم کی فتح کا خیال تک نہیں کیا جا سکتا تھا۔

۱۹۲۰ء میں لینن کی تجویز پر روس کی بجلی‌کاری کا منصوبہ بنایا گیا جو ''گوئیلرو'' کے نام سے مشہور ہوا۔ یہ منصوبہ دس پندرہ سال کے لئے تھا۔ اس کے مطابق ۱۰ لاکھ کلوواٹ قوت کے ۳۰ بڑے بڑے بجلی گھروں کی تعمیر کرنی تھی۔ اس منصوبے کی تکمیل پر روس کی بجلی کی قوت ۱۹۱۳ء کے مقابلے میں تقریباً دس گنی ہونی

تھی۔ ''گوئیلرو،، منصوبہ صرف بجلی گھروں کی تعمیر کے لئے نہیں بلکہ ملک کی معیشت کی تمام شاخوں کی ترقی اور توسیع کے لئے بھی تھا کیونکہ بجلی کی قوت صنعت اور زراعت دونوں میں بڑے پیمانے پر استعمال کرنے کا خیال تھا۔ اس منصوبہ کے مطابق ملک کی صنعتی پیداوار دگنی ہونی تھی۔

بجلی کاری کا یہ منصوبہ جس کی تحریک لینن نے کی تھی دسمبر ۱۹۲۰ء میں سوویتوں کی آٹھویں کل روس کانگرس کے سامنے منظوری کے لئے پیش کیا گیا۔ گ۔ م۔ کرژیژانوفسکی نے اس منصوبے کی بنیادی باتیں کانگرس کے مندوبین کے سامنے پیش کیں۔ انھوں نے مستقبل کے ان بجلی گھروں اور ان کی قوت سے چلنے والے کارخانوں کا ذکر کیا۔ ان کی تقریر کے ساتھ ساتھ اس بڑے نقشے پر جو بالشوئی تھیٹر کے اسٹیج پر خاص طور سے لگایا گیا رنگارنگ روشنیاں یکے بعد دیگرے چمکتی جا رہی تھیں۔ مندوبین کے سامنے جو حرارت سے محروم سرد ہال میں بیٹھے ہوئے تھے مستقبل کے مالامال، مضبوط اور خوشحال روس کا نقشہ ابھر رہا تھا۔

مارچ ۱۹۲۱ء میں روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی دسویں کانگرس نے ایک تجویز منظور کی جس کے مطابق اناج کی وصولیابی کی جگہ غذائی ٹیکس نے لے لی۔ یہ جنگی کمیونزم سے نئی معاشی پالیسی میں عبور کی ابتدا تھی۔ اس طرح سے پرامن حالات میں کام کا ایک واضح اور ٹھوس منصوبہ، مزید سوشلسٹ تعمیر کا منصوبہ پیش کیا گیا۔

بہرحال اس پرامن تخلیقی کام کو بہت سی دوسری دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ۱۹۲۱ء میں سخت خشک‌سالی پڑی۔ اپریل میں ھی ایسی سخت گرمی پڑنے لگی جو جون کے مہینے میں پڑتی تھی۔ مئی اور جون تک غیرمعمولی طور پر خشک اور گرم موسم رہا۔ موسمی پیش گوئیاں روزانہ لوگوں کے لئے زیادہ سے زیادہ تشویش کا باعث بن رہی تھیں۔

ملک پر ایک نئی اور زبردست آفت ٹوٹ پڑی، سوویت روس کے خاص زرعی علاقے خشک سالی کی زد میں آگئے۔ والگا کے علاقے، مشرقی یوکرین، شمالی قفقاز، اورال، قزاخستان اور وسطی روس کے مختلف صوبوں اور ضلعوں میں فصلیں تباہ ہوگئیں۔ خشک سالی کی زد میں

بھوکے بچوں کے لئے کھانا تقسیم ہو رہا ہے (سامارا، ۱۹۲۱ء)

آنے والے علاقوں میں تقریباً ۳ کروڑ لوگ رہتے تھے ۔ خراب فصل کا اتنا برا اثر محض غیرمعمولی طور پر برے موسم ہی کی وجہ سے نہیں تھا بلکہ اس کا سبب یہ بھی تھا کہ خشک سالی کی زد میں آنے والے علاقے پہلے سے ہی سفید گارڈوں اور غیرملکی حملہ آوروں کے خلاف لڑائی میں تباہ و برباد ہو چکے تھے ۔ یہ وہی علاقے تھے جن میں خانہ جنگی کے شعلے بھڑکتے رہے تھے اور انھیں میں محاذ جنگ پھیلا ہوا تھا ۔

جنگ سے پورے ملک میں جو معاشی انتشار اور غربت پیدا ہو گئی تھی اس کا اثر بھی کچھ کم اہم نہ تھا ۔ کام کرنے والوں، کاشتکاری کے جانوروں، آلات اور بیجوں کی کمی اور ان کی کوالٹی میں ابتری، ضروری کھاد کی نایابی — جنگ کی ان ساری باقیات نے قدرتی آفات کے دوران کسانوں کی معیشت کو اور بھی توڑ دیا ۔

خشک سالی میں مبتلا علاقوں کے باشندوں کو جن مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا انکا تصور ہی دشوار تھا ۔ بہت سے ضلعوں میں تو کسانوں کی اکثریت بھوک کا شکار ہو گئی ۔

اس طرح زراعت کی بحالی کا مسئلہ پیچیدہ ہوگیا۔ اب تو سب سے پہلا اور اہم‌ترین فریضہ بھوک کے شکار کسانوں کو نجات دلانا اور قحط‌زدہ علاقوں میں غذا اور بوائی کے لئے بیج پہنچانا تھا۔ سب لوگ اس صورت حال سے نبٹنے کے لئے میدان عمل میں آگئے۔ ''روسی سوشلسٹ وفاقی سوویت ریپبلک کے تمام شہریوں سے،، اپنی اپیل میں کل روس مرکزی انتظامی کمیٹی کی مجلس صدارت نے ''اس مہم میں تمام طاقتوں کو بروئے‌کار لانے،، کے لئے کہا۔ اس عام قحط کے پیش‌نظر کل روس مرکزی انتظامی کمیٹی کے صدر میخائیل کالینن کی سربراہی میں قحط زدہ لوگوں کی امداد کے لئے مرکزی کمیشن بنایا گیا۔

ملک کے تمام حصوں سے قحط زدہ علاقوں کے لئے غذا اور رقوم روانہ کی گئیں۔ صرف رضا کارانہ چندوں سے تقریباً ایک لاکھ ۷۶ ہزار ٹن غذا اور کافی بڑی رقم جمع کر لی گئی۔ ریاست کی طرف سے ان علاقوں کو ہزارہا ٹن روٹی، آلو اور دوسرا غذائی سامان بھیجا گیا، مویشیوں کو کھلانے کے لئے اناج دیا گیا اور قحط زدہ علاقوں میں ۳۰ ہزار طعام خانے کھولے گئے جو ایک کروڑ ۲۰ لاکھ آدمیوں کو کھانا کھلاتے تھے۔

غیرممالک سے کافی امداد آ رہی تھی۔ برطانیہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ، فرانس، جرمنی، اٹلی اور دوسرے ممالک کے محنت کشوں نے غذائی سامان، دوائیں اور کپڑے جمع کرکے والگا کے علاقے کے قحط‌زدہ لوگوں کو بھیجے۔ انھوں نے سوویت روس کے قحط زدہ لوگوں کی امداد کے لئے بین‌اقوامی انتظامیہ کمیٹی قائم کی۔ سوویت لوگوں نے بڑے شکرئے کے ساتھ اس برادرانہ امداد کو قبول کیا۔ سوویتوں کی نویں کل روس کانگرس (دسمبر ۱۹۲۱ء) نے اعلان کیا کہ ''روس کی محنت کش آبادی یورپی اور امریکی مزدوروں کے محنتی ہاتھوں کی اس برادرانہ امداد کی خاص طور سے قدر کرتی ہے۔ کانگرس اس امداد کو محنت کشوں کی سچی بین‌اقوامی یکجہتی کا اظہار سمجھتی ہے۔،،

قحط زدہ لوگوں کی امداد ریڈ کراس اور کویکرس جیسی دوسری غیرملکی تنظیموں نے بھی کی۔ ناروے کے مشہور قطبی کھوج کرنےوالے اور سماجی کارکن فریتیوف نانسین نے قحط زدوں کی امداد کے لئے خاص کمیٹی قائم کی۔ اس تنظیم نے سوویت روس کو تقریباً ۸۰ ہزار ٹن غذائی سامان بھیجا۔ نانسین کے اس کام کے لئے شکرئے اور احترام کی

نشانی کے طور پر ان کو ماسکو کی شہری سوویت کا اعزازی ممبر بنایا گیا۔

امریکہ کی خیراتی تنظیم (''امریکی امدادی ادارے،،) نے بھی کھانے پینے کا سامان کافی مقدار میں روس بھیجا۔ لیکن اس نے اپنے غذائی سامان کو محض کارخیر کے لئے نہیں دیا بلکہ اس کو سوویت اقتدار کے خلاف جدوجہد کے ہتھیار کی طرح بھی استعمال کرنا چاہا۔ اس کے غذائی سامان کی تقسیم کے لئے جو نمائندے مقرر کئے گئے تھے ان میں سے زیادہ تر انقلاب‌دشمن لوگ تھے جن کی سرگرمیاں سوویت دشمن تھیں۔

۱۹۲۱ء کی گرمیوں کے آخر میں سوویت روس کے سامنے قحطزدہ علاقوں کو بوائی کے لئے بیج مہیا کرنے کا فریضہ تھا۔ ریاست کے پاس بیج کا کوئی محفوظ ذخیرہ نہ تھا اس لئے اس کو نئی فصل کا اناج والگا کے علاقے میں تخم ریزی کے لئے بھیجنا پڑا۔

''کامریڈ کسانو! غذائی ٹیکس جلد ھی دیجئے۔ والگا کے علاقے کے کھیت منتظر ھیں! اناج دینے میں تاخیر کا مطلب بربادی اور موت ھے!،، اپنے اگست کے ایک شمارے میں سوویت کمیونسٹ پارٹی کے مرکزی اخبار ''پراودا،، نے نمایاں سرخی کے ساتھ یہ نعرہ دیا۔ یہ اپیل اس وقت کی کشیدہ صورت حال کی عکاسی بخوبی کرتی ھے۔

قحطزدہ علاقوں میں بوائی کے لئے دو لاکھ ۲۴ ہزار ٹن اناج بروقت پہنچ گیا۔ اس طرح کسانوں کو اھم اور عملی امداد مل گئی اور انہوں نے ۷۵ فیصدی آراضی پر سرمائی بوائی کرلی۔

بہرحال، اس کا یہ مطلب نہیں کہ خراب فصل کے اثرات کو دور کرنے کے لئے اسی پر اکتفا کی گئی۔ دوسرا فریضہ بہار کی بوائی کے لئے بیج مہیا کرنا تھا۔ اس ھمہ گیر مہم میں بھی کامیابی ھوئی۔ متعلقہ صوبوں کے کسانوں کو بہار کی بوائی کے لئے چھہ لاکھ ۵۶ ہزار ٹن اناج ملا۔

۱۹۲۲ء کی بہار میں فصلوں کی بوائی بہت ھی جوش و خروش کے ساتھ دوستانہ فضا میں ھوئی۔ بہت سی جگہوں سے بوائی میں کسانوں کے انتھک کام، بیج کی فراھمی کے لئے ان کی شکرگزاری اور بوائی کے کام میں تیزی اور کامیابی کی خبریں آئیں۔

واقعی جنگ اور اس کی تباہ کاریوں اور پھر ۱۹۲۱ء کے قحط

نے اپنے گہرے اثرات چھوڑے تھے۔ ھل کشی کے لئے گھوڑوں اور بیلوں کی سخت قلت تھی اور کاشتکاری کے آلات کی زبردست مانگ کو فوراً نہیں پورا کیا جا سکتا تھا۔ ریاست نے جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ھے کسانوں کو بیج سپلائی کیا۔ لیکن یہ امداد کسانوں کی بیجوں کی ساری ضرورت نہیں پوری کر سکتی تھی۔ اس وجہ سے ۱۹۲۲ء کی بہار میں پھر کم زمین پر بوائی ہوئی۔

۱۹۲۲ء کی گرمیوں میں لوگ موسمی پیش گوئیوں کو تشویش کے ساتھ سننے لگے کہ پھر کہیں کوئی نئی قدرتی آفت تو نہیں آنےوالی ھے۔ لیکن یہ خوف بےبنیاد ثابت ہوا۔ ۱۹۲۲ء اچھا سال رہا اور تین کروڑ ۵۲ لاکھ ٹن اناج حاصل کیا گیا جو ۱۹۲۰ء اور ۱۹۲۱ء کی فصلوں سے زیادہ تھا۔

جب ۱۹۲۲ء میں سرمائی بوائی کا زمانہ آیا تو زیرکاشت رقبے کی توسیع سارے ملک میں کی گئی اور سوویت زراعت نے ایک نیا موڑ لیا۔ اس کے بعد سے بحالی کا کام متواتر آگے بڑھتا رہا۔ انتہائی مشکل دور گزر چکا تھا۔

قحط کے خلاف مہم بہت اہم تھی۔ ریاستی اداروں اور سوویت پبلک کی بخوبی منظم، بڑے پیمانے کی امداد نے لاکھوں لوگوں کو بھکمری سے اور دیہی روس کے بڑے بڑے علاقوں کو تباھی و بربادی سے بچا لیا۔

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ بےنظیر غربت اور صنعت اور ذرائع نقل و حمل میں انتشار کی وجہ سے زراعت کی مکمل بربادی کو روکنے کا کوئی امکان نہیں رہ گیا تھا۔ پھر بھی سوویت حکومت کو تمام ممکن وسائل بروئے کار لانے اور ان کو انتہائی اہم فرائض کی تکمیل کے لئے مرکوز کرنے میں اور ایک واحد مقصد تک پہنچنے کے لئے اچھا منصوبہ بنانے میں کامیابی ہوئی۔

اس طرح سب لوگوں کی کوششوں سے سوویت ریاست کی تاریخ میں ایک انتہائی دشوار دور طے کر لیا گیا۔

عوامی معیشت کی کامیاب بحالی

نئی معاشی پالیسی کی طرف پیش قدمی کے نتائج جلد ھی سامنے آنے لگے۔ ۱۹۲۳ء سے زیرکاشت رقبے میں متواتر اضافہ ہوتا گیا۔

اس سال سارے ملک میں زیرکاشت رقبہ ۲۲ کروڑ ۹۳ لاکھ ایکڑ تک پہنچ گیا جس کا مطلب پچھلے سال کے مقابلے میں تین کروڑ ۵۰ لاکھ ایکڑ کا اضافہ تھا۔ ۱۹۲۴ء اور ۱۹۲۵ء کے اگلے دو برسوں میں ڈیڑھ کروڑ ایکڑ کا مزید اضافہ ہوا۔ ۱۹۲۵ء میں زیرکاشت رقبہ جنگ سے پہلےوالے ۱۹۱۳ء کے رقبے کے تقریباً برابر ہو گیا تھا۔

۱۹۲۵ء تک تمام خاص خاص فصلوں کا رقبہ بڑھ گیا اور مجموعی طور پر اناج کی کاشت کا رقبہ زیادہ ہو گیا۔ کپاس اور شکرقند کی پیداوار بھی جنگ سے قبل کی سطح تک پہنچ گئی۔ آلو کی کاشت کے رقبے اور پیداوار میں بھی کافی اضافہ کیا گیا۔ ۱۹۲۵ء میں اس کی پیداوار جنگ سے قبل کے مقابلے میں ۵۰ فیصدی بڑھ چکی تھی اور سورج سکھی کی پیداوار تو اور زیادہ ہمت‌افزا تھی۔

مویشیوں کی افزائش نسل کو بھی تیزی کے ساتھ بحال کیا گیا اور ۱۹۲۵ء میں تمام پچھلے نقصان کو پورا کر لیا گیا۔

اس طرح ۱۹۲۵ء تک لاتعداد دشواریوں کے باوجود زراعت کی بحالی کا کام تکمیل کے قریب پہنچ رہا تھا۔ اگرچہ ابھی بہت سے پیچ وخم اور پسماندگی دور کرنی تھی لیکن خاص مقاصد حاصل کئے جا چکے تھے۔

صنعت کی بحالی بھی کامیابی سے ہو رہی تھی۔ ۲۲ — ۱۹۲۱ء میں کپڑوں، جوتوں، دیاسلائیوں، صابون، کاغذ اور عام استعمال کی دوسری چیزوں کی مصنوعات میں نمایاں اضافہ ہوا تھا۔ کوئلے کی کان کنی بھی بڑھی تھی خصوصاً دونباس کے خاص کوئلے کے مرکز میں۔ صنعت کے دوسرے شعبوں مثلاً باکو کے کنوؤں سے تیل نکالنے اور زرعی مشینیں تیار کرنے وغیرہ میں بھی کافی ترقی کی گئی تھی۔

ذرائع ٹرانسپورٹ بھی حسب معمول کام کرنے لگے تھے۔ ۱۹۲۲ء کے آخر تک ریلوے میں اہم مرمت کے کام پورے ہو چکے تھے اور تمام ریلوے لائنیں چالو ہوگئی تھیں۔

خانہ جنگی کی طرح ان برسوں کے دوران بھی مزدور طبقے نے ان فرائض کو بڑے ایثار اور جانفشانی کے ساتھ ادا کیا جو ان کے سامنے آئے۔ انھوں نے ایک بار پھر سوبوتنیک اور واسکریسنیک منا کر (سنیچر اور اتوار کے چھٹی کے دنوں میں مفت کام کرکے) بلا اجرت

ایندھن تیار کرنے اور آلات اور مشینوں وغیرہ کی مرمت کرنے کا کام کیا۔

مزدور طبقے کی سرگرمیوں کی نئی شکلیں پیدا ہوئیں۔ ۱۹۲۱ء میں دونباس، اورال، پیتروگراد (لینن گراد)، تولا اور دوسرے صنعتی مرکزوں کے متعدد کارخانوں میں مزدوروں کے پہلے اگوا کار جتھے نمودار ہوئے۔ ان جتھوں کے ممبروں نے جو ''اودارنیک،، کہلائے پیداوار میں اعلی کارگذاری دکھائی اور پیداواری طریقوں کو بہتر بنانے کی تجاویز پیش کیں۔ تیسری دھائی کے دوسرے حصے میں اس تحریک نے عام صورت اختیار کرلی اور مزدوروں کی اکثریت اس میں حصہ لینے لگی۔

۱۹۲۱ — ۲۲ء میں فیکٹریوں اور کارخانوں میں مصنوعات کے بارے میں جلسے ہونے لگے جن میں سب مزدور ملکر پیداوار کے اہم مسائل طے کرتے تھے، خامیوں کی طرف توجہ دلائی جاتی تھی اور محنت کی تنظیم کو بہتر بنانے کے نئے امکانات تلاش کئے جاتے تھے۔ ۱۹۲۵ء کے آخر تک تمام صنعتی شاخوں میں عام اور باقاعدہ طریقے سے یہ جلسے رائج ہو گئے تھے۔

اس دوران میں مزدور طبقے کی تعداد میں تیزی سے اضافہ ہو رہا تھا کیونکہ جو مزدور غذائی قلت کے زمانے میں دیہاتوں کو چلے گئے تھے وہ اب شہروں کو واپس ہو رہے تھے۔ اس کے علاوہ اس کی صفوں میں شہری نوجوان اور سابق کسان بھی آ رہے تھے۔

۱۹۲۴ء کی ابتدا میں مالیاتی اصلاح کی گئی جس نے مصنوعی افراط زر کو ختم کرکے مالیاتی نظام کو مضبوط اور پائدار بنایا۔

۱۹۲۶ء کی ابتدا تک صنعت کی بحالی بڑی حد تک پوری ہو چکی تھی۔ بڑے پیمانے کی صنعت کی عام پیداوار ۱۹۱۳ء کے مقابلے میں بڑھ گئی تھی (۱۰۸ فیصدی)۔ اور بعض شاخوں میں تو یہ کامیابی ۱۹۲۵ء میں ھی حاصل کر لی گئی تھی (مثلاً ٹربائنوں، بوائلروں اور خرادوں کی پیداوار میں)۔ بجلی کی قوت پیدا کرنے میں بھی زبردست اقدامات کئے گئے تھے۔ گوئیلرو منصوبے کے تحت کئی بجلی گھر زیر تعمیر تھے۔ ۱۹۲۲ء میں کاشیرا اور پیتروگراد کے بجلی گھر اور ۱۹۲۴ — ۲۵ء میں کیزیلوف، نیژی گورد اور شاتورا کے بجلی گھر

چالو ہو گئے تھے۔ ۱۹۲۶ء میں پہلے بڑے وولخوف نامی بجلی گھر کی تعمیر مکمل کی گئی۔

بہرحال بعض صنعتی شاخیں ابھی کافی پیچھے تھیں۔ مثلاً لوہے کی پگھلائی ۱۹۲۰ء کے مقابلے میں ۱۹۲۶ء میں ۱۹ گنی بڑھنے کے باوجود جنگ سے قبل کے مقابلے میں صرف ۵۲ فیصدی تک پہنچی تھی۔

بہرنوع وہ معیشت جس کو جنگ کے زمانے میں شدید نقصان پہنچا تھا بہت ھی مختصر مدت میں اپنے پیروں پر قائم ہو گئی تھی۔ سوویت لوگوں کے اس کارنامے کا مطلب یہ تھا کہ اب ملک ترقی کے نئے دور کی طرف بڑھنے کا امکان رکھتا تھا۔

سوشلسٹ تعمیر کے لئے لینن کا منصوبہ

خانہ جنگی کے خاتمے کے بعد جلد ھی لینن نے انقلابی نظریے کی بنا پر سوشلسٹ تعمیر کا منصوبہ تیار کرلیا۔ اس میں انقلاب کے تجربے، پہلی سوشلسٹ تبدیلیوں اور نئے سماجی نظام کے قیام کا تفصیلی تجزیہ کیا گیا تھا۔ ۱۹۲۲ء کے آخر اور ۱۹۲۳ء کی ابتدا میں لینن نے جو تصانیف کی تھیں وہ سوشلزم کی کامیابی کی جدوجہد کے لئے ایک ٹھوس اور واضح پروگرام فراہم کرتی تھیں۔

ملک کی صنعت کاری، پنچائتی طریقۂ زراعت اور تہذیبی انقلاب — سوشلزم کی تعمیر کے لئے لینن کے پروگرام کی یہ تین اھم کڑیاں تھیں۔

سوشلسٹ معاشرے کے لئے ایک مستحکم، معتبر مادی اور ٹکنیکی بنیاد درکار ھوتی ھے۔ اس لئے لینن نے صنعت کی ترقی اور نئے کارخانوں اور بجلی گھروں کی تعمیر پر برابر زور دیا۔ یہ کام روس جیسے ملک میں جو نسبتاً پسماندہ تھا کافی مشکل اور پیچیدہ تھا۔ لینن نے عوام سے اپیل کی کہ وہ انتہائی کفایت شعاری سے کام لیکر پیسہ بچائیں اور اس کو صنعت کی بحالی اور توسیع کے لئے کام میں لائیں۔

زراعت کے بارے میں لینن نے یہ پیش‌بینی کی کہ سوویت ریاست رفتہ رفتہ، قدم بقدم کسانوں کو پنچائتی کھیتی کی طرف کھینچیگی۔ جو کسان پہلے پہل ملکر کوآپریٹیو کے انتہائی سادہ طریقوں کو اختیار کرینگے مثلاً اپنی پیداوار بیچنے، سامان خریدنے اور قرض لینے کے لئے متحد ھونگے وہ اپنے تجربے سے ھی کوآپریٹیو کے طریقے کی

برتری کے قائل ہو جائینگے۔ کسان یہ سمجھ لینگے کہ اپنی چھوٹی اور انفرادی ملکیت سے چمٹے رہ کر وہ غربت سے نجات نہیں پا سکتے اور آپسمیں ملکر کھیتی باڑی کرنے سے وہ خوش‌حال بن سکینگے۔ ایسا منصوبہ بنایا گیا جس کے مطابق کوآپریٹیو کی نیچی اور سادہ شکلوں سے اس کی اعلی شکلوں تک یعنی ایسی پیداواری کوآپریٹیو تک عبور کیا جا سکے جس میں زمین، کاشتکاری کے آلات اور جانوروں کی ملکیت مشترکہ ہو۔ سوویت نظام میں کوآپریٹیو کے طریقے نے اس بات کا امکان پیدا کر دیا کہ کسانوں کے نجی اور سماجی مفادات میں مطابقت اور ہم‌آہنگی پیدا ہو۔

لینن نے تہذیبی پسماندگی سے چھٹکارا پانے اور ملک میں بڑے پیمانے پر تہذیبی انقلاب کے لئے پروگرام مرتب کیا۔ یہ پروگرام تھا ناخواندگی اور جہالت کے خاتمے سے لیکر (جو ماضی کی وحشتناک وراثت تھی) تعلیم یافتہ لوگوں کے کثیر تعداد عملے بنانے اور ہر جگہ کتب‌خانے اور کلب پھیلانے سے لیکر سائنس اور فن کو زیادہ سے زیادہ فروغ دینے تک۔

لینن کو مستقبل کے راستے کی دشواریوں اور پیچیدگیوں کا علم تھا۔ لیکن جو کام شروع ہو رہا تھا اس کی کامیابی پر ان کو اٹل یقین تھا۔ وہ جانتے تھے کہ کمیونسٹ پارٹی فتح کے لئے فیصلہ‌کن طاقت ہے اور وہ عوام سے اٹوٹ رابطہ رکھتی ہے۔ اس لئے لینن کی یہ بنیادی اپیل تھی کہ پارٹی کے اتحاد کو برقرار رکھو، منظم ڈسپلن اور پارٹی کی صفوں میں یکجہتی پر سختی سے عمل کرو۔

* * *

مارچ ۱۹۲۳ء میں لینن بہت بیمار ہوئے۔ اس وقت ان کی عمر ۵۳ سال بھی نہیں ہوئی تھی۔ لیکن جلاوطنی اور روپوشی کی زندگی کی مصیبتوں اور دشمن کی گولیوں کے اثرات نے ان کی صحت کو کافی خراب کر دیا تھا اور پھر ان کے اوپر کام کا بھی بڑا بار تھا۔

۲۱ جنوری ۱۹۲۴ء کو لینن کا انتقال ہو گیا جس سے ساری دنیا کو سخت صدمہ پہنچا۔ ان کے دشمن بھی ان کی غیرمعمولی قابلیت اور اس رول سے منکر نہ ہو سکے جو انھوں نے دنیا کی تاریخ میں ادا کیا تھا۔ انسانیت کی تاریخ میں جو نیا دور آیا تھا یعنی

لال چوک پر لینن کے جنازے کا جلوس (جنوری ۱۹۲۴ء)

سرمایہ‌داری کا زوال اور سوشلزم اور کمیونزم کا ابھار اس سے لینن کا نام لازمی طور پر مربوط تھا۔ لینن کی ہستی میں مزدور طبقے کو فیصلہ کن تاریخی موڑ کے وقت باجوہر لیڈر ملا تھا۔

لینن کی موت نے جو محنت کش لوگوں کے لئے شدید رنج و غم کا باعث تھی ان میں سراسیمگی اور ناامیدی نہیں پیدا کی۔ مزدوروں، کسانوں اور دانش‌وروں کو یہ بخوبی علم تھا کہ لینن کا کاز زندہ ہے، کہ کمیونسٹ پارٹی لینن کے راستے پر ہی لوگوں کی رہنمائی کریگی۔

لینن سے آخری الوداع کے موقع پر کمیونسٹ پارٹی اور سوویت عوام کا اتحاد اور نمایاں ہوا۔ اس کا اظہار اس طرح ہوا کہ کثیر تعداد میں محنت کش لوگ کمیونسٹ پارٹی میں آگئے۔ لینن کی موت کے دوسرے ہی دن سے ہزارہا مزدوروں نے کمیونسٹ پارٹی کی ممبری کے لئے درخواستیں دیں۔ ماسکو کی ”گوس‌زناک،، نامی فیکٹری کے مزدوروں نے اعلان کیا ”ہم کوئی اتفاقی طور پر روسی کمیونسٹ پارٹی کے ممبر نہیں بن رہے ہیں۔ ہم میں سے دسیوں برسہابرس سے

کمیونسٹوں کے شانہ بشانہ کام کرتے آئے ھیں اور اب ھم پارٹی میں کسی طرح کی مراعات حاصل کرنے کے لئے نہیں شامل ھو رھے ھیں بلکہ ھم اس نقصان کی تلافی کرنا چاھتے ھیں جو ھماری عظیم پرولتاری پارٹی کو پہنچا ھے۔،،

یہ تحریک ''لینن کی اپیل،، کے نام سے مشہور ھوئی اور اس کے تحت کمیونسٹ پارٹی کے دو لاکھ ۴۰ ھزار نئے ممبر بنے جو مزدور طبقے کے بہترین نمائندوں میں سے تھے۔ اس کے ساتھ ھی ایک لاکھ ۷۰ ھزار لڑکے اور لڑکیاں روسی نوجوان کمیونسٹ لیگ میں شامل ھو گئے جو اب کل‌یونین لیننی نوجوان کمیونسٹ لیگ یا کمسومول کہلاتی ھے۔

سماجی اور سیاسی زندگی

عوامی معیشت کو اپنے پیروں پر کھڑا کرنے کے ساتھ ساتھ سوویت سماجی نظام کو بھی مضبوط بنایا جا رھا تھا۔ نئی معاشی پالیسی کا نتیجہ کسانوں کے رویے میں اچانک تبدیلی ھوا۔ زیادہ‌تر کسانوں نے سوویت ریاست کی مستحکم اور قطعی حمایت کی اور اپنی نئی حالت پر اظہار اطمینان کیا۔ امیر کسانوں کی بغاوتیں تیزی سے ختم ھونے لگیں اور جلدھی ملک میں سوویت دشمن لٹیروں کے گروہ بھی غائب ھو گئے۔ پھر بھی سرحد کے پار سے وقتاً فوقتاً تخریبی کارروائیاں کرنے والے گروہ آتے رھے۔

معاشی بحالی اور مزدوروں اور کسانوں کے معیار زندگی میں بلندی نے ان کے سماجی اور سیاسی سرگرمی میں مزید اضافہ کیا۔ لکھوکہا لوگوں نے سوویتوں اور دوسری پبلک تنظیموں کے کاموں میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ لاکھوں محنت کش رپبلکی، صوبائی، علاقائی اور اضلاعی سوویتوں کی کانگرسوں کے مندوبوں اور ھر سطح پر سوویتوں کی کمیٹیوں کے ممبروں کی حیثیت سے سوویتوں کے کام میں حصہ لینے لگے۔ محنت کشوں کی بڑی بڑی کانفرنسیں منظم کی جانے لگیں جن کو مزدوروں اور کسانوں کی غیرپارٹی کانفرنس کہا جاتا تھا۔ زیادہ سے زیادہ مندوب خواتین ریاستی، کوآپریٹیو، تہذیبی اور

تعلیمی تنظیموں میں حصہ لینے لگیں۔ ۱۹۲۳ء کے آخر میں تقریباً پانچ لاکھ خواتین عوامی کاموں میں حصہ لے رہی تھیں۔ زیادہ سے زیادہ لوگ ٹریڈیونینوں، کوآپریٹیو انجمنوں اور کمسومول کی سرگرمیوں میں حصہ لے رہے تھے۔

اس مدت میں مینشویکوں اور سوشلسٹ انقلابیوں کی پیٹی بورژوا پارٹیاں ہمیشہ کے لئے ختم ہو گئیں۔ ان پارٹیوں پر سے عظیم اکتوبر انقلاب کے زمانے اور اس سے پہلے کے مہینوں میں ہی عوام کا اعتبار اٹھنے لگا تھا کیونکہ وہ بورژوازی سے سمجھوتہ کرنے کے لئے تیار رہتی تھیں۔ خانہ جنگی کے دوران "پھوٹ کر"، غیرملکی حملہ آوروں اور سفید گارڈوں کی طرف جانے نے ان کا قطعی پردہ چاک کر دیا اور وہ صاف طور پر بورژوا نظام کے حامی کی حیثیت سے سامنے آگئیں۔ خانہ‌جنگی کے بعد سوویت حکومت کی کامیابیوں اور کثیر تعداد عوام کے کمیونسٹ پارٹی کے جھنڈے تلے آجانے نے سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کی بچی کھچی پارٹیوں پر آخری ضرب لگائی اور انھوں نے خود ہی اپنے کو ختم کر دیا۔

تیسری دھائی کے وسط میں روس میں پیٹی بورژوا سیاسی پارٹیوں کی کوئی منظم سیاسی طاقت نہیں رہی۔ ان کا جو کچھ باقی رہ گیا وہ خفیہ تنظیموں کی شکل میں تھا اور ان کو عوامی حمایت نہیں حاصل تھی۔

اس طرح روس میں ساری بورژوا اور پیٹی بورژوا پارٹیاں تباہ اور غائب ہوچکی تھیں۔ سوویت یونین میں صرف ایک پارٹی یعنی روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) * باقی رہ گئی تھی۔ کروڑوں محنت کش لوگوں کو اپنی زندگی کے تجربے سے اس کی پالیسی کے صحیح ہونے کا یقین ہوا تھا۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ صرف کمیونسٹ پارٹی ہی ان کے مفاد کی محافظ ہے اور ان کو آزادی اور خوشحالی کی طرف لئے جا رہی ہے۔ اس لئے انھوں نے صرف اس پارٹی کی حمایت کی اور

---

*۱۹۱۸ء کی بہار سے کمیونسٹ پارٹی کا یہی نام تھا۔ ۱۹۲۵ء سے ۱۹۵۲ء تک یہ کل یونین کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کہلائی اور ۱۹۵۲ء سے سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی۔

دوسری پارٹیوں کو رد کردیا جو خوبصورت نعرے تو لگاتی تھیں لیکن عملی طور پر عوام کے مفادات سے غداری کرتی تھیں۔

نئی معاشی پالیسی کے پہلے برسوں میں بورژوا عناصر نے شہروں اور دیہاتوں دونوں میں کچھ سرگرمیاں دکھائیں۔ شہروں میں ایک نیا بورژوا تحتی طبقہ پیدا ہو گیا جو نام نہاد ''نیپمن،، (نجی تاجروں، ریستورانوں اور چھوٹی صنعتی فرموں کے کرایہ‌داروں اور مالکوں) پر مشتمل تھا۔ دیہاتوں میں دیہی بورژوازی یعنی امیر کسان بڑھنے لگے۔ اس طرح بورژوا خیالات میں پھر جان پڑنے لگی۔ بورژوا دانشوروں میں یہ خیال پھیل گیا کہ نئی معاشی پالیسی کا مطلب یہ ہے کہ کمیونسٹ پارٹی سوشلسٹ معاشرے کی تعمیر سے دستبردار ہو گئی ہے اور انجام‌کار روس میں سرمایہ‌داری بحال ہو جائیگی۔ اس روئیے کا اظہار علانیہ اور صاف طور پر مضامین کے اس مجموعے میں کیا گیا جو ''اسمینا ویخ،، (تبدیلیوں کا زمانہ) کہلایا۔ اس کو روسی تارکین‌وطن نے ۱۹۲۱ء میں پراگ میں شایع کیا تھا۔ ان تارکین‌وطن نے اعلان کیا کہ نئی معاشی پالیسی والا روس جلد ہی پھر سرمایہ‌دار روس ہو جائیگا۔ اس نقطۂ نظر سے انھوں نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ نجی کاروبار کو مکمل آزادی دی جائے اور زمین کو قومی بنانے کا اقدام وغیرہ کالعدم قرار دیا جائے۔

کمیونسٹ پارٹی نے ان بورژوا خیالات کا دندان شکن جواب دیا۔ لینن کی تقریروں اور کمیونسٹ پارٹی کی قراردادوں میں اس بات پر خاص زور دیا گیا کہ ہر شکل میں بورژوا نظریات کے خلاف اٹل جدوجہد کمیونسٹوں کا فرض ہے۔ کمیونسٹوں نے باربار اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ نئی معاشی پالیسی سرمایہ‌داری کی طرف نہیں بلکہ سوشلزم کی طرف لے جا رہی ہے۔ لینن نے ۲۰ نومبر ۱۹۲۲ء کو ماسکو سوویت کے کھلے اجلاس میں تقریر کرتے ہوئے یہ بات کہہ کر کہ ''نئی معاشی پالیسی والا روس سوشلسٹ روس بن جائیگا۔،، اس کو بالکل واضح کر دیا تھا۔

اس وقت کمیونسٹ پارٹی خود ایک مشکل اور کشیدہ دور سے گزر رہی تھی۔ بعض نمایاں پارٹی کارکن حکومت کی پالیسی کی حمایت میں متزلزل ہوکر اس لیننی پالیسی کے خلاف ہوگئے تھے جس کی پیروی اکثریت کر رہی تھی۔ ان مخالف عناصر کی سربراہی تروتسکی

کر رہا تھا۔ وہ اور اس کے حامی یہ خیال کرتے تھے کہ عالمی انقلاب کے بغیر سوویت روس کے واحد ملک میں سوشلزم کی کامیابی ممکن نہیں۔ وہ مزدور طبقے اور کسانوں کے درمیان اتحاد پر بھی بھروسہ نہیں کرتے تھے کیونکہ وہ کسانوں کو قطعی انقلاب دشمن طاقت سمجھتے تھے۔ تروتسکی پارٹی کے اتحاد کے خلاف بولنے لگا، وہ مخالف گروہوں اور جتھوں کی آزادی کا خواہاں تھا۔ ۱۹۲۳ء کی خزاں میں پارٹی کے وسیع پیمانے پر بحث‌مباحثے کے دوران تروتسکی کے حامیوں کی زبردست ہار ہوئی۔ اس میں صرف ۱ء۳ فیصدی ممبروں نے ان کا ساتھ دیا۔

جنوری ۱۹۲۴ء میں کمیونسٹ پارٹی کی تیرھویں کانفرنس اس نتیجے پر پہنچی کہ تروتسکی‌والوں کی مخالفت کی "کوشش محض بالشویزم میں ترمیم اور لینن‌ازم سے براہ‌راست روگردانی ھی نہیں بلکہ قطعی طور پر پیٹی بورژوا کج‌روی بھی تھی"۔

تروتسکی‌ازم کے خلاف مہم میں استالن نے بڑا رول ادا کیا جو ۱۹۲۲ء کی بہار میں پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے جنرل سکریٹری ہو گئے تھے۔

اس شکست کے باوجود لینن مخالف عناصر نے دم نہیں لیا۔ ۱۹۲۵ء میں زینوویف اور کامینیف کی قیادت میں نام نہاد "نیا حزب مخالف" پیدا ہو گیا اس کا پروگرام بھی تقریباً تروتسکی‌والوں جیسا تھا جن کو سوویت یونین میں سوشلزم کی کامیابی کا یقین نہ تھا۔ پارٹی نے اس مخالفت کی مذمت کی اور مرکزی کمیٹی کی لیننی لائن کا ساتھ دیا۔ پارٹی کے فیصلوں میں انتہائی واضح طور پر اس نکتہ پر زور دیا گیا کہ سوویت یونین میں سوشلزم کی کامیابی ممکن ھے۔

سوویت سوشلسٹ ریپبلکوں کی یونین (سوویت یونین) کی تشکیل

۳۰ دسمبر ۱۹۲۲ء کو ماسکو کا بالشوئی تھیٹر سوویت سوشلسٹ ریپبلکوں کی یونین کی سوویتوں کی پہلی کانگرس کے ۲۲۱۵ مندوبین سے کھچا کھچ بھرا ھوا تھا۔ سب سے معمر مندوب پیوتر سمیدوویچ نے کانگرس کا افتتاح کیا۔ تالیوں کی آواز "انٹرنیشنل" کی بلند ھوتی

هوئی دھن میں ڈوب گئی۔ یہ ترانہ کئی زبانوں میں گایا گیا لیکن اس کی دھن اور پیغام تو ایک ھی تھے۔

یہ دن سوویت تاریخ میں یادگار بن گیا کیونکہ ۳۰ دسمبر ۱۹۲۲ء کو ایک کثیر قومی ریاست، سوویت سوشلسٹ رپبلکوں کی یونین کی تشکیل ہوئی۔

جیسا کہ پہلے ابواب میں کہا جا چکا ھے اکتوبر انقلاب کے بعد جس نے قومی ظلم و جبر کی زنجیریں توڑ دی تھیں سابق روسی سلطنت کے علاقے میں کئی غیرروسی رپبلکوں کی تشکیل ھوئی تھی۔ لکھو کہا بھولے بسرے اور حقوق سے محروم لوگوں نے اپنا قومی ریاستی اختیار پا لیا تھا اور اب اپنی سوویت ریاست قائم کررھے تھے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں تھا کہ ملک الگ الگ حصوں میں بٹ جائیگا۔ اس کے برعکس نوخیز قومی رپبلکوں نے اتحاد کے لئے اپنی پرجوش خواھش کا اظہار کیا۔ روس کی قوموں کے حق‌خودارادی اور اس کے ساتھ ھی سوویت اقتدار اور قومی ریاستی اختیار کے قیام سے قومی اقلیتوں کی نشو و نما اور ترقی کے امکانات انتہائی مضبوط اور معتبر اتحاد کی بنیاد بن گئے۔ پہلے ''اتحاد،، کی بنیاد گلا گھونٹنےوالے جبر و ظلم پر تھی لیکن یہ نیا اتحاد تو رضا کارانہ طور پر پیدا ھوا تھا اور عوام کی آزاد مرضی کا اظہار تھا۔ عوام متحد و مشترک طاقتوں کی زبردست اھمیت کو سمجھتے اور سراھتے تھے۔

غیرملکی حملہ آوروں اور سفید گارڈوں کے خلاف مشترکہ جدوجہد میں ساری سوویت رپبلکیں انقلاب کی کامیابیوں کی حفاظت کے لئے شانہ‌بشانہ لڑیں۔ جنگ کی آگ میں تپ کر سوویت رپبلکوں کا فوجی اتحاد فولادی بنا اور جنگ کے بعد اتحاد کی ضرورت نے اس کو نئی طاقت بخشی۔ صرف ایک دوسرے کی مدد کرکے، کاندھے سے کاندھا ملاکر کام کرکے تباہ کھیتوں کو پھر سے زرخیز بنانا، ٹھنڈی بھٹیوں اور زنگ آلود مشینوں کو چالو کرنا ممکن تھا۔ صرف اسی طرح سوشلسٹ تعمیر کے زبردست فرائض کو پورا کیا جا سکتا تھا۔ بیرونی دشمنوں کے مستقل خطرے کے پیش نظر بھی اتحاد کی ضرورت تھی۔ سوویت قوموں کو غلام بنانے کے منصوبوں سے سامراجی حلقے دست بردار نہیں ھوئے تھے۔ اس خطرے سے مقابلے کے لئے سوویت رپبلکوں کا مضبوط اتحاد ضروری ھو گیا تھا۔

سوویت یونین کا پہلا ریاستی نشان

ہماری صدی کی تیسری دہائی کی ابتدا میں ملک میں کئی سوویت ریپبلکیں وجود میں آچکی تھیں - ان میں سب سے بڑی روسی سوویت وفاقی سوشلسٹ ریپبلک (روسی فیڈریشن) تھی جس کی آبادی تقریباً ۹ کروڑ ۶۵ لاکھ تھی۔ وسطی روس، دون، والگا کے علاقے، اورال، سائبیریا اور مشرق بعید کے علاوہ، جہاں زیادہ‌تر روسیوں کی آبادی تھی، روسی فیڈریشن میں داغستان، گورسکایا، تاتاریہ، بشکیریا، قزاخستان، ترکستان اور یاقوتیہ کی خود انتظامی ریپبلکیں اور کئی خود انتظامی صوبے تھے - یوکرینی سوویت سوشلسٹ ریپبلک میں ۲ کروڑ ۶۰ لاکھ لوگ رہتے تھے - بیلوروسی سوویت سوشلسٹ ریپبلک کی آبادی ۱۶ لاکھ تھی -

سوویت یونین کا جھنڈا۔ سرخ پس‌منظر میں ہنسیا، ہتھوڑا اور سنہرا ستارہ

ماورائے قفقاز کی رپبلکیں آذربائجان، آرمینیا اور جارجیا نے ملکر ۱۹۲۲ء میں ماورائے قفقاز کی سوویت وفاقی سوشلسٹ رپبلک بنائی تھی جس کی آبادی ۵۶ لاکھ تھی۔

یہ تمام رپبلکیں مشترکہ مفادات و مقاصد سے باہم مربوط تھیں اور ان کا ریاستی ڈھانچہ بھی ایک سا تھا۔ مختلف رپبلکوں کے درمیان برادرانہ تعلقات کو معاہدوں کے ذریعہ مضبوط بنایا گیا اور ان میں متعدد معاشی، انتظامی اور دفاعی اداروں کو متحد کرنے کی گنجائش رکھی گئی۔ پھر بھی واحد ریاست کے اندر تمام رپبلکیں اور زیادہ قریبی اتحاد کی خواہاں تھیں۔ یہ سوال خود تمام رپبلکوں کے محنت کش لوگوں نے اٹھایا۔ اس طرح اتحاد کی مختلف شکلوں کے بارے میں خاص طور پر بحث مباحثہ شروع ہوا کیونکہ ایسی کوئی تاریخی مثال موجود نہ تھی۔ کس طرح ملک میں آباد تمام قوموں کے مفادات کا بہترین طریقے پر خیال کیا جا سکتا تھا اور ان کو سب کے لئے مساوی طور پر مفید بنایا جا سکتا تھا؟

اتحاد کی موزوں شکلوں کی تلاش میں کمیونسٹ پارٹی نے کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا اور کافی عرصے تک مخصوص کمیشن ان مسائل کو حل کرنے میں لگے رہے۔ مختلف گمراہ کن تجاویز بھی بحث مباحثے کے دوران پیش کی گئیں جن میں سے بعض میں رپبلکوں کے درمیان ڈھیلے ڈھالے رابطے کی وکالت کی گئی تھی اور اس کے برعکس دوسری تجاویز میں بعض قومی اقلیتوں کے حقوق کو سلب کرنے کے لئے کہا گیا تھا۔ زبردست سیاسی تجربے اور مختلف تجاویز کے ناقدانہ جائزے سے کام لیکر لینن نے، جو مجموعی طور پر سارے ملک کی اور الگ الگ ہر قومیت کی ضروریات سے بخوبی واقف تھے، اتحاد کی وہ شکل منتخب کی جو رپبلکوں کی ضروریات کے لئے بہترین تھی۔

تمام خودمختار سوویت رپبلکوں یعنی روسی فیڈریشن، یوکرین، بیلوروس، ماورائے قفقاز کی رپبلک کو مساوی حقوق کی بنا پر متحد کرکے سوویت سوشلسٹ رپبلکوں کی یونین کی تشکیل کی گئی۔

اس کا خیرمقدم سارے ملک نے کیا اور سوویتوں کی صوبائی اور رپبلکی کانگرسوں میں اتفاق رائے سے اس کو منظور کیا گیا۔

پھر سوویت یونین کی سوویتوں کی پہلی کانگرس نے جس میں تمام رپبلکوں کے لوگوں کی نمائندگی تھی ۳۰ دسمبر ۱۹۲۲ء کو سوویت سوشلسٹ رپبلکوں کی یونین کی تشکیل کے اعلان اور یونین کے معاہدے کی تصدیق کر دی۔ اس کانگرس نے ایک مرکزی انتظامیہ کمیٹی منتخب کی جو کانگرسوں کے درمیانی وقفے میں اقتدار کا اعلیٰترین ادارہ قرار پائی۔ اس کمیٹی کے پہلے چار صدر (ہر رپبلک کا ایک نمائندہ) م۔ ائی۔ کالینن، گ۔ آئی۔ پیتروفسکی، نریمان نریمانوف اور الکساندر چیرویاکوف تھے۔

چھ مہینے بعد مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے اجلاس نے سوویت یونین کے پہلے آئین کی تصدیق کی اور ملک کی پہلی متحدہ حکومت یعنی عوامی کمیساروں کی سوویت (وزارت) منتخب کی گئی جس کے صدر لینن تھے۔ یہ آئین سوویتوں کی دوسری کل یونین کانگرس نے ۳۱ جنوری ۱۹۲۴ء کو آخری طور پر منظور کیا۔

جب سوویت سوشلسٹ رپبلکوں کی یونین کی تشکیل ہوئی تھی اس وقت وسط ایشیا کے علاقے میں ترکستان کی خودانتظامی سوویت سوشلسٹ

ریپبلک تھی جو روسی فیڈریشن میں شامل تھی اور اس کے علاوہ بخارا اور خوارزم کی عوامی سوویت ریپبلکیں تھیں ۔ ان تینوں ریپبلکوں میں کئی کئی قومیں آباد تھیں لیکن ان کی ریاستی سرحدیں وسط ایشیا کی مختلف قوموں کی علاقائی تقسیم سے مطابقت نہیں رکھتی تھیں ۔

۱۹۲۴ء میں وسط ایشیا میں قومی اور ریاستی سرحدوں کا پھر سے تعین کیا گیا ۔ یہ اقدام آبادی کی قومی تشکیل کا بخوبی مطالعہ کرنے کے بعد وسط ایشیا کی قوموں کی مرضی کے مطابق کیا گیا ۔ اس طرح ازبکستان اور ترکمانیہ کی یونین ریپبلکوں کے ساتھ ساتھ قرغیزیہ، تاجکستان*، قراقلپاق کی خود انتظامی ریپبلکیں وجود میں آئیں ۔

ازبکستان، ترکمانستان کی سوویتوں کی آئین‌ساز کانگرسوں نے سوویت یونین میں شامل ہونے کی خواہش ظاہر کی اور ۱۹۲۵ء میں سوویتوں کی تیسری کل یونین کانگرس نے ان کی درخواست منظور کرلی ۔ اس طرح سوویت یونین میں چھہ ریپبلکیں شامل ہو گئیں ۔

---

*۱۹۲۹ء میں تاجکستان کی خود انتظامی ریپبلک کو یونین ریپبلک بنا لیا گیا ۔

چوتھا باب
معیشت کی تعمیرنو میں ترقی
(۲۸ — ۱۹۲٦ء)

۳۲ — ۱۹۲٦ء کے دوران سوویت یونین کی بین‌اقوامی پوزیشن

ملک کی سوشلسٹ تعمیر کا کام مشکل حالات میں شروع ہوا۔ مجموعی طور پر سوویت یونین کی بین‌اقوامی پوزیشن میں استحکام پیدا ہوا اور اس کا وقار اور سفارتی، معاشی اور تہذیبی روابط بھی بڑھے۔ لیکن سرمایہ‌دار ملکوں کے رجعت پرست حلقوں نے واحد سوویت‌دشمن محاذ قائم کرنے کا خیال نہیں ترک کیا۔ ایک طرف ان حلقوں کو یہ اسید تھی کہ وہ اپنی مشترکہ و متحدہ کوششوں سے سوویت اقتدار کا گلا گھونٹ سکینگے ، دوسری طرف وہ اس معاشی بحران کے لئے جو ان پر چھاپہ مار رہا تھا سوویت دشمن تحریک کو تیز کرکے اپنے لئے اس بحران سے فرار کا راستہ تلاش کرتے تھے۔ لندن، پیرس اور واشنگٹن کے بہت سے اخبارات سوویت یونین سے سفارتی تعلقات منقطع کرنے کی اپیلیں کر رہے تھے۔ ۱۹۲۷ء کی بہار میں برطانوی حکوست نے الفاظ کے بجائے اقدام سے کام لیا۔ ۱۲ مئی کو برطانوی پولیس نے لندن میں برطانوی سوویت تجارتی کارپوریشن ''آرکوس'' کی عمارت پر چھاپہ مارا اور سوویت یونین پر برطانیہ‌دشمن سرگرمیوں کا الزام لگایا گیا۔ لیکن پولیس کا یہ غیرقانونی چھاپہ جو بین‌اقوامی قانون کے ابتدائی اصولوں تک کے خلاف تھا ناکام ثابت ہوا کیونکہ سوویت یونین کے خلاف اس چھاپے میں کسی طرح کے کاغذات نہیں برآمد ہوئے۔

پھر بھی ۲۷ مئی ۱۹۲۷ء کو برطانوی وزیر خارجہ آسٹین چیمبرلین نے سوویت یونین کو ایک تحریر بھیجی جس کے ذریعہ برطانوی سوویت تجارتی معاہدے کو کالعدم قرار دیا گیا اور سوویت یونین سے سفارتی تعلقات منقطع کر لئے گئے۔

سوویت یونین کے خلاف دوسرے ملکوں میں بھی اشتعال انگیزیاں کی گئیں۔

۷ جون ۱۹۲۷ء کو پولینڈ میں سوویت سفیر پیوتر وائیکوف کو دھوکے سے قتل کر دیا گیا۔ پولینڈ کی رجعت پرست طاقتوں کا خیال تھا کہ اس طرح پولینڈ اور سوویت یونین کے تعلقات خراب ہو جائینگے اور فوجی تصادم تک نوبت آ جائیگی جس میں دوسری طاقتیں بھی شامل ہو جائینگی۔ بہرنوع یہ سازش بھی ناکام رہی۔

اسی زمانے میں سوویت‌دشمن اشتعال انگیزیاں مشرق میں بھی ہوئیں۔ اپریل ۱۹۲۷ء میں پیکن کے سوویت سفارت خانے پر دھاوا بولا گیا۔ اس کی تلاشی لیکر، سارا سازوسامان لوٹ لیا گیا اور سفارت خانے کے عملے کے متعدد افراد گرفتار کر لئے گئے۔ اسی طرح شنگھائی اور تئینتسین میں بھی سوویت قنصل‌خانوں پر چھاپے مارے گئے۔

سامراجی حلقوں کو یہ امید تھی کہ وہ سوویت یونین کے خلاف ہر طرح کی بدنام‌کن تحریکیں چلا کر سرمایہ‌دار ریاستوں کا ایک متحدہ سوویت دشمن محاذ بنانے اور پہلی سوشلسٹ ریاست کے خلاف نیا جہاد چھیڑنے میں کامیاب ہو جائینگے۔ اس سوویت دشمن تحریک کے ساتھ ساتھ مغرب میں اسلحہ بندی بھی زوروں سے ہو رہی تھی۔ فوجوں میں اضافہ کیا جا رہا تھا اور فوجی بجٹ کافی بڑھا دئے گئے تھے۔ جرمنی نے بھی دوبارہ اسلحہ بندی شروع کر دی تھی حالانکہ معاہدہ وارسائی میں اس پر پابندی لگائی گئی تھی۔ ۲۸ — ۱۹۲۴ء کے چار برسوں میں اسلحہ‌بندی پر اس کے اخراجات گیارہ گنے سے زیادہ ہو گئے۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں جنگ اور امن کے سوالات نے زبردست اہمیت اختیار کرلی۔ سوویت حکومت نے اپنی امن کی جدوجہد اور تمام ملکوں سے عام کاروباری تعلقات برقرار رکھنے کی کوششیں جاری رکھیں۔

رجعت پرست حلقے سوویت یونین کے بیرونی تجارتی تعلقات پر ضرب نہیں لگا سکے۔ ۱۹۲۷ء میں سوویت یونین کی تجارتی درآمد اور برآمد دونوں میں بمقابلہ ۱۹۲۶ء کے کافی اضافہ ہوا۔ ۱۹۲۷ء میں سوویت یونین کے آئس‌لینڈ، لتویا، سویڈن اور ایران سے تجارتی معاہدے ہوئے۔ دوسرے ممالک سے بھی اس کے تجارتی تعلقات بڑھے۔ اگرچہ برطانیہ کے ساتھ سوویت تجارت گھٹ گئی تھی لیکن اس کی جگہ دوسرے

ملکوں سے تجارت نے لےلی۔ اس طرح برطانیہ کے حکمراں حلقوں نے اپنی اشتعال انگیزی سے سوویت یونین کو نقصان پہنچانے کے بجائے خود اپنے ھی مفادات پر ضرب لگائی تھی۔

اسی سال سوویت یونین نے جنیوا کی بین‌اقوامی معاشی کانفرنس میں شرکت کی۔ سوویت وفد نے ٹھوس مثالیں اور واقعات پیش کرکے یہ دکھایا کہ سرمایہ‌دار ریاستوں اور سوویت یونین کے درمیان معاشی تعاون کے زبردست امکانات ھیں۔

اسی زمانے میں سوویت یونین نے تخفیف اسلحہ کے مذاکرات میں بھی بڑی سرگرمی سے حصہ لیا۔ ۳۰ نومبر ۱۹۲۷ء کو سوویت نمائندوں نے پہلی بار اس تخفیف اسلحہ کی کانفرنس کے تیاری کمیشن میں حصہ لیا جو مجلس اقوام کی کونسل منعقد کرنےوالی تھی۔ سوویت وفد کے لیڈر میکسیم لیتوینوف نے سوویت حکومت کی طرف سے عام اور مکمل ترک اسلحہ کے لئے ٹھوس اور واضح تجویز پیش کی۔ یہ تجویز مندرجہ ذیل نکات پر مشتمل تھی: ھر قسم کی فوجوں کی برخاستگی، تمام اسلحہ، جنگی‌ساز و سامان، قلعہ بندیوں، بحری اور فضائی اڈوں اور ھر طرح کے جنگی بحری اور ھوائی جہازوں کا خاتمہ، لازمی فوجی خدمات کے قوانین کی منسوخی اور ریزرو فوجوں کے اجتماع کی ممانعت، اسلحہ ساز فیکٹریوں کو بند کرنا اور فوجی مقاصد کے لئے بجٹ ختم کرنا۔ سوویت وفد نے اس تجویز کو پیش کرتے ھوئے یہ اعلان کیا کہ وہ ٹھوس عملی تجاویز رکھنےوالے کسی اور ترک اسلحہ کے مسودے پر بھی غور کرنے کے لئے تیار ھے۔ سوویت یونین نے اپنی تجویز کا جو مسودہ پیش کیا وہ بہت ھی سیدھا اور صاف تھا۔ یہ دو نکات پر مشتمل تھا: (۱) تیاری کمیشن سوویت تجاویز کی بنیاد پر عام اور مکمل ترک اسلحہ کے متعلق کنوینشین کا تفصیلی مسودہ بنانے کا کام فوراً شروع کر دے (۲) مارچ ۱۹۲۸ء سے پہلے ترک اسلحہ کی کانفرنس بلائی جائے جو سوویت یونین کی تجویزوں کی بنیاد پر تیار کئے ھوئے کنوینشن کے مسودے پر بحث کرکے اس کی تصدیق کرے۔

سوویت تجاویز بہت مؤثر ثابت ھوئیں جس کا اعتراف بہت سے بورژوا اخباروں نے بھی کیا۔ لیکن عملی طور پر بڑے سرمایہ‌دار ملکوں نے جو عسکریت کی پالیسی پر گامزن تھے ان تجاویز کو پس‌پشت ڈال دیا اور ان پر بحث تک نہیں کی۔

ان دو برسوں کے دوران جن میں برطانیہ نے سوویت یونین سے اپنے تعلق منقطع رکھے تھے برطانوی حکومت نے یہ بات سمجھی کہ اس سے نہ صرف برطانیہ کے معاشی مفادات کو سخت نقصان پہنچا تھا بلکہ اس طرح سوویت یونین کی بڑھتی ہوئی طاقت اور اس کی بین‌اقوامی پوزیشن کی پائداری کو بھی نہیں روکا جا سکا تھا۔ ۱۹۲۹ء کی بہار میں ۸۴ برطانوی صنعت‌کار سوویت یونین آئے تاکہ وہ اس سے پھر معاشی روابط کا اعادہ کریں۔ مئی ۱۹۲۹ء میں برطانوی لیبر اور لبرل پارٹیوں نے جو سوویت یونین کے ساتھ تعلقات فوراً دوبارہ قائم کرنے کے حق میں تھیں، برطانیہ کے پارلیمانی انتخاب میں اکثریت حاصل کرلی۔

جولائی ۱۹۲۹ء میں برطانوی حکومت نے یہ تجویز پیش کی کہ برطانیہ اور سوویت یونین کے درمیان پھر سفارتی تعلقات قائم ہوں اور اسی سال خزاں میں دونوں ملکوں کے درمیان سفارتی تعلقات کی فوری بحالی کے بارے میں سمجھوتہ ہو گیا۔

اس طرح چوتھی دھائی کی ابتدا تک وہ کوششیں بیکار کر دی گئیں جو متحدہ سوویت دشمن محاذ بنانے کے لئے کی گئی تھیں۔

۱۹۲۹ء میں عالمی معاشی بحران آیا جس نے سرمایہ‌دار نظام کے تمام تضادات کو اور بھی گہرا کر دیا۔ اس دوران سوویت یونین کی سیاسی پوزیشن برابر مضبوط ہوتی گئی اور ملک کی سوشلسٹ تنظیم نو میں بھی ترقی ہوتی رہی۔ سوویت یونین اور بہت سے دوسرے ملکوں کے درمیان معاشی اور تجارتی تعلقات تیزی سے بڑھ رہے تھے لیکن اس دوران میں سوویت سیاستدانوں کو امن برقرار رکھنے کی طرف زیادہ‌تر توجہ دینی پڑی۔ بین‌اقوامی صورت حال بہت کشیدہ ہوتی جا رہی تھی۔ مشرق میں عسکریت‌پسند جاپان کی فوجی سرگرمیاں بڑھ رہی تھیں۔ ادھر جرمنی سے تشویش‌ناک خبریں آ رہی تھیں جہاں نازی برسر اقتدار ہو گئے تھے۔

ستمبر ۱۹۳۱ء میں جاپانی فوج نے شمال مشرقی چین پر حملہ کردیا اور ۱۹۳۳ء کی بہار تک اس نے چین کے چار صوبوں پر قبضہ جما لیا۔ ۲۷ مارچ ۱۹۳۳ء کو حکومت جاپان نے مجلس اقوام سے علحدگی کا اعلان کردیا اور اپنے جارحانہ اقدام کے لئے بالکل آزاد ہو گئی۔ اس طرح مشرق بعید میں جنگ کا شعلہ بھڑک اٹھا۔

اس وقت یورپ میں بھی صورت حال کافی کشیدہ ہو گئی تھی۔ غیرملکی قرضوں کی مدد سے ۱۹۲۹ء تک جرمنی کے حکمراں حلقوں نے جنگی صنعت کے سابق پیمانے کو بحال کر لیا تھا۔ چار سال بعد، معاشی ابتری اور مزدور طبقے کی تحریک کی نمایاں ترقی کے پیش نظر جرمن بورژوازی نے ریاستی اقتدار نازیوں کو سونپ دیا جنھوں نے دنیا کے نقشے کی از سر نو تشکیل کرنے کا کھلم کھلا اعلان کر دیا۔

اس صورت حال میں جبکہ مشرق و مغرب دونوں میں جنگ کی چنگاریاں سلگ رہی تھیں۔ سوویت یونین نے اپنی خارجہ پالیسی کے ذریعہ بین‌اقوامی امن و سلامتی کو برقرار رکھنے کی پوری کوشش کی۔ ۱۹۳۱ء کی گرمیوں میں سوویت یونین اور افغانستان کے درمیان غیرجانبداری اور غیرجارحیت کا معاهده ہوا اور دوسرے سال جولائی ۱۹۳۲ء میں اسی طرح کے معاهدے پر پولینڈ کے ساتھ بھی دستخط ہوئے۔ نومبر ۱۹۳۲ء میں سوویت یونین اور فرانس کے درمیان بھی غیرجارحیتی معاهده ہوا۔ دوسرے ملکوں کے ساتھ بھی سوویت یونین نے اسی طرح کے معاهدے کئے۔ سوویت مدبروں اور سیاستدانوں کی امن کی کوششوں کی یہ فہرست بہت ہی مختصر اور نامکمل ہے۔

۱۹۳۲ء میں سوویت یونین نے جنیوا کی اس بین‌اقوامی کانفرنس میں حصہ لیا جو تخفیف اسلحہ اور ان پر پابندی کے متعلق بحث کرنے کے لئے منعقد ہوئی تھی۔ اگرچہ یہ کانفرنس مجلس اقوام کی طرف سے منعقد کی گئی تھی لیکن کچھ ایسے ممالک نے (جن میں سوویت یونین بھی شامل تھا) جو مجلس اقوام کے ممبر نہیں تھے، اس کانفرنس میں حصہ لیا۔ یہ کانفرنس ایسے وقت ہوئی جب بین‌اقوامی صورت حال قابو سے باہر ہوتی جارہی تھی۔ اسی وجہ سے سوویت نمائندوں نے یہ تجویز پیش کی کہ بلا تاخیر ترک اسلحہ کے مسائل کو حل کرنے کے لئے عملی اقدامات کئے جائیں۔ سوویت وفد نے ایک پروگرام کا خاکہ پیش کیا جو عام اور مکمل ترک اسلحہ کی بنیاد بن سکتا تھا۔ سوویت وفد نے یہ ہی اعلان کیا کہ وہ کانفرنس کے دوسرے شرکا کی تجاویز پر بھی غور کرنے کے لئے تیار ہے۔

ترک اسلحہ کے مسائل کو حل کرنے کے لئے قابل قبول بنیاد تلاش کرنے کی جو پرخلوص خواہش سوویت یونین رکھتا تھا وہ اس وقت اور واضح ہو گئی جب سوویت وفد نے ترک اسلحہ کا ایک اور

پروگرام پیش کیا جس کے مطابق متعلقہ ملکوں کو تناسبی تخفیف اسلحہ کا معاہدہ کرنا تھا۔

سوویت یونین کی ٹھوس اور واضح تجاویز کے بالکل برعکس مغربی طاقتوں کے منصوبے کانفرنس کے مندوبین کی توجہ ترک، اسلحہ کے مسائل حل کرنے سے ہٹانے والے تھے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بات آگے نہیں بڑھی اور بین‌اقوامی کشیدگی میں اضافہ ہوتا رہا۔

سوشلسٹ صنعت کاری کی ابتدا

دسمبر ۱۹۲۵ء میں ماسکو میں شدید سردی پڑ رہی تھی۔ پھر بھی اخباروں کے اسٹالوں کے سامنے صبح سویرے ان کے کھلنے سے بہت پہلے قطاریں لگ جاتی تھیں۔ اس وقت سوویت دارالحکومت میں کمیونسٹ پارٹی کی ۱۴ ویں کانگرس ہو رہی تھی جس سے بڑی دلچسپی لی جا رہی تھی کیونکہ اس کانگرس میں ایک بہت اہم مسئلہ زیر بحث تھا۔ یہ مسئلہ تھا سوویت معاشرے کو ترقی دینے اور سوویت یونین میں سوشلسٹ تعمیر کے فریضوں اور طریقوں کے بارے میں۔

اس کانگرس کی ابتدا غیرمعمولی تھی۔ کانگرس کی دوسری نشست کے بعد جب پارٹی کے مرکزی اداروں کی طرف سے استالن، مولوتوف اور کوئبیشیف اپنی سرکاری رپورٹیں پیش کر چکے تو مندوبین کے ایک گروہ نے یہ مطالبہ کیا کہ زینوویف کو بھی ایک رپورٹ پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔ اس رپورٹ سے یہ بات صاف کھل گئی کہ پارٹی کے قواعد و ضوابط کے خلاف اس کے اندر ایک ایسا گروہ موجود ہے جس کی لائن پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور اس کے پولیت بیورو کی جنرل لائن سے اصولی طور پر الگ ہے۔ اس طرح جو پیچیدہ اور تیز جدوجہد چھڑ گئی اس نے متضاد نظریات کی آئینہ‌داری کی جو اس بات پر پیدا ہو گئے تھے کہ ملک کی ترقی کے لئے کونسا راستہ موزوں اور بہتر ہوگا۔

سوویت یونین کی سماجی اور معاشی ترقی کا تجزیہ یہ دکھاتا تھا کہ ابھی تک شہروں اور دیہی علاقوں دونوں میں معاشی حالت

برابر ترقی کر رہی ہے اور جلد ہی معاشی اعداد وشمار ۱۹۱۳ء کے برابر پہنچ جانےوالے تھے جو زارشاہی کا آخری پرامن سال تھا۔ باروزگار لوگوں کی تعداد اور معیارزندگی میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔ ریاستی سیکٹر میں توسیع ہو رہی تھی خصوصاً صنعت اور تجارت میں یہ سیکٹر اچھی ترقی کر رہا تھا۔

بہرنوع پہلے کی طرح اب بھی ملک کی معیشت کی نوعیت زرعی تھی۔ ۱۹۲۶ء میں ملک کی کل آبادی ۱۴ کروڑ ۷۰ لاکھ تھی۔ اس میں سے ۸۲ فیصدی آبادی دیہاتوں کی تھی جہاں ذرائع کاشتکاری زیادہ تر پسماندہ تھے۔ ملک کی صرف ایک تہائی پیداوار صنعتی تھی اور صنعتی ادارے زیادہ‌تر استعمالی سامان بنا رہے تھے۔ بھاری صنعت تمام صنعتی سامان کی صرف ۴۰ فیصدی دیتی تھی۔ تیسری دھائی کے وسط میں، ۱۰ — ۱۲ سال پہلے کی طرح، ملک میں کافی ترقی یافتہ مشین‌ساز صنعت نہ تھی اور جدید کیمیائی صنعت اور بڑی تعمیری صنعت کی بہت سی شاخیں بھی نہیں تھیں۔ پیچیدہ مشینری، دھاتیں، ربر، کپاس، ٹریکٹر، گھڑیاں اور بہت سا دوسرا سامان اسی طرح باہر سے منگایا جاتا تھا جیسا کہ زارشاہی میں ہوتا تھا جس کے بارے میں لینن نے بتایا تھا کہ زارشاہی روس میں امریکی صنعت کے مقابلے میں دسواں حصہ ٹکنیکی سازوسامان تھا اور جرمن اور برطانوی صنعت کی بہ‌نسبت صرف ایک چوتھائی۔

بحالی کے دور کے جائزے سے یہ پتہ چلا کہ صرف ۱۸ فیصدی آبادی سوشلسٹ سیکٹر میں کام کر رہی تھی۔ اس میں مزدور، سرکاری کارخانوں اور تنظیموں کے ملازمین، کاریگر، کوآپریٹیو اداروں کے لوگ اور وہ کسان شامل تھے[9] جنھوں نے پنچائتی فارم بنا لئے تھے۔ زیادہ‌تر آبادی ابھی تک ان چھوٹے کسانوں پر مشتمل تھی جو اپنی ذاتی کھیتی باڑی کرتے تھے۔ شہری اور دیہی بورژوازی (یعنی نام نہاد نیپمن اور کولاک) اب بھی کافی اثر رکھتی تھی اور اس کی تعداد آبادی کی ۷ فیصدی تھی۔ دوسرے الفاظ میں پرولتاری ڈکٹیٹرشپ کے آٹھ سال بعد بھی استحصال کرنےوالے طبقے کی باقیات تعداد کے لحاظ سے مزدور طبقے کے برابر تھی کیونکہ مزدور طبقہ کل آبادی کی صرف ۷،۷ فیصدی پر مشتمل تھا۔

تصویر کو مکمل طور سے پیش کرنے کے لئے یہ بتانا ہے کہ ملک کے روزگار دلانےوالے دفتروں میں تقریباً دس لاکھ بےروزگاروں کی رجسٹری تھی، شہروں میں نجی سرمایہ کچھ بڑھ رہا تھا اور دیہاتوں میں امیر کسانوں کے فارموں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا تھا۔

اس صورت حال کو پیش کرنے میں مخالفین نے ان رکاوٹوں کی طرف اپنی توجہ مرکوز کی جو سوویت معیشت کی ترقی کی راہ میں حائل تھیں لیکن وہ ان حقیقی طاقتوں کو نہیں دیکھ سکے جو ان رکاوٹوں کو دور کرنے میں بروئےکار لائی جا سکتی تھیں۔ انھوں نے پھر اس سے انکار شروع کر دیا کہ ایک ملک میں سوشلزم کی تعمیر ممکن ہے۔ فرقہ پرستوں نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ دوسری پرولتاری ریاستوں کی حمایت کے بغیر سوویت یونین میں نیا سماج بنانا ممکن نہیں ہے اور انھوں نے اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ اب ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جانا چاہئے اور دوسرے ملکوں میں پرولتاری انقلاب کا انتظار کرنا چاہئے۔

ان میں سے بعض نے یہ مشورہ دیا کہ زراعت کو ترقی دینے کی پوری کوشش کی جائے، برآمد کو بڑھایا جائے، اناج، پٹسن اور لکڑی بیچ کر رفتہ رفتہ ضروری پیسہ جمع کیا جائے اور پھر بڑے پیمانے کی صنعت کی تعمیر ہو۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ سوویت یونین برسہابرس تک زرعی ملک ہی رہتا۔ اس کے علاوہ اس بات کی طرف بھی توجہ نہیں کی گئی کہ ان حالات میں ملک کے دفاع کو مضبوط کرنا کیسے ممکن ہوگا۔

مخالف گروہ کے یہ لوگ اس پالیسی پر ضد کے ساتھ اڑے رہے جن کے خیال میں سب سے پہلے ہلکی صنعتوں کی تعمیر کرنا اور کپڑوں، جوتوں اور دوسری استعمالی اشیا کی بکری بڑھانا ضروری تھا اور پھر کافی نفع حاصل کرنے کے بعد بھاری صنعت کی بنیاد ڈالنی تھی۔ اس میں شک نہیں کہ یہ بات بہت ہی دلکش تھی۔ بھلا کمیونسٹوں میں سے کس نے یہ خواب نہیں دیکھے تھے کہ لوگوں کے لئے بافراط استعمالی سامان مہیا کیا جائے! لیکن خوابوں کو اگر ہوا میں ہی نہیں رکھنا ہے تو ان کی ٹھوس بنیاد ہونی چاہئے۔ اس دور کے سماجی ارتقا کے بنیادی قوانین اور خصوصیات کو سامنے رکھے بغیر کوئی

صحیح پالیسی بنانا اور اس پر عمل کرنا ناممکن تھا۔ یہی مخالفین کے رویے کی کمزوری تھی۔

ملک اس دور میں جن زبردست دشواریوں سے دو چار تھا وہ ماضی کی وراثت تھیں۔ یہ نشو و نما کی تکالیف تھیں جن کا تعلق بحالی کے کام کی تکمیل سے، پوری معیشت کی نئے سرے سے ٹکنیکی اور سماجی تنظیم سے تھا۔ لیکن یہ دشواریاں فیصلہ کن عنصر نہ تھیں۔ سب سے بڑی بات یہ تھی کہ مزدور طبقہ قطعی سیاسی اقتدار کا مالک تھا، معیشت میں ساری چوٹی کے معاملات اس کے ہاتھ میں تھے، محنت کش کسانوں کی حمایت اس کو حاصل تھی اور وہ اپنے راستے سے تمام رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے ولولے اور عزم سے بھرپور تھا۔

کل روس کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی ۱۴ ویں کانگرس نے صورت حال سے نبٹنے کے لئے منصوبہ تیار کیا۔ مخالفین کے خیالات پر نکتہ‌چینی اور ان کی منافقانہ سرگرمیوں کی مذمت کرکے کانگرس نے اپنے تمام فیصلوں کے لئے لینن کے اس مقالے کو بنیاد بنایا جو ایک ملک میں سوشلزم کی تعمیر کے امکان کے بارے میں تھا۔ کانگرس کے اجلاس دو ہفتے تک ہوتے رہے جس کے بعد اس نے واحد صحیح راستے کا تعین کیا یعنی سوویت یونین جو مشینری اور صنعتی سامان درآمد کرنےوالا ملک تھا اس کو مشینری اور صنعتی ساز و سامان تیار کرنےوالا ملک بنانا، سرمایہ‌دار ممالک سے گھرے ہوئے سوویت یونین کو سوشلزم کی بنیاد پر قائم خود مختار معاشی ملک میں تبدیل کرنا۔ مختصر یہ کہ کانگرس نے سوشلسٹ صنعت کاری کا منصوبہ بنایا۔

ملک کو صنعتی لحاظ سے طاقتور بنانے کے لئے پہلا قدم یہ اٹھانے کا فیصلہ کیا گیا کہ بھاری صنعت کی ترقی کی رفتار تیز کر دی جائے اور اس کی دفاعی طاقت کو بڑھایا جائے۔ صرف اسی طرح بے نظیر مختصر تاریخی دور اور پیچیدہ حالات میں ملک کی ٹکنیکی اور معاشی پسماندگی کو، آدمی کے ہاتھوں آدمی کے استحصال اور بےروزگاری کو ختم کرنا اور کروڑوں کسانوں کے لئے نئے امکانات فراہم کرنا ممکن تھا۔

سوشلسٹ صنعت کاری کا راستہ غیر متوقع طور پر اختیار نہیں کیا گیا تھا۔ ۱۹۲۱ء ہی میں لینن نے زور دیکر کہا تھا ''بڑے پیمانے کی مشین‌بند صنعت ہی جو زراعت کی تنظیم‌نو کی صلاحیت

رکھتی ہو سوشلزم کی واحد ٹھوس بنیاد بن سکتی ہے،،۔ لینن کو یقین تھا کہ جب ملک کی بجلی کاری ہو جائیگی، جب عوامی معیشت کی تمام شاخیں ایسی ٹکنیکی بنیاد حاصل کر لیں گی جو بڑے پیمانے کی جدید صنعت کی ضروریات پوری کر سکے اس وقت سوشلزم کی فتح ہوگی۔ خانہ جنگی، غیرملکی حملہ آوروں کی مداخلت اور معاشی بحالی کے دوران اس طرح کی صنعت ممکن نہ تھی۔ لیکن تیسری دھائی کی ابتدا میں عوامی معیشت صرف قبل از جنگ کی سطح تک نہیں پہنچی بلکہ ''گوئیلرو،، نامی بجلی کاری کے منصوبے کے تحت بہت سے پرانے کارخانے ازسرنو منظم کرکے نئی ٹکنیک سے لیس کئے گئے اور ان کی توسیع ہوئی۔ جنگ کے زمانے میں خراب اور بند رهنے کے بعد اب ان کو دوباره چالو کیا گیا۔ اسی زمانے میں ہمارے ملک میں پہلا ڈیزل انجن، موٹرکار اور ٹریکٹر بنائے گئے۔ زارشاهی روس میں وہ کبھی نہیں بنائے گئے تھے۔ یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اس مدت میں بجلی کی پیداوار، برقی ساز و سامان اور کپڑا بننے کی مشینیں، چند قسم کی زرعی اور دوسری طرح کی مشینیں ۱۴ ویں پارٹی کانگرس سے پہلے ھی ۱۹۱۳ء کے مقابلے میں زیادہ بننے لگی تھیں۔

ان لوگوں کے لئے جو ابھی تک ماضی کے زندان میں بند تھے اور اپنے کو پرانی باتوں سے چھٹکارا نہیں دلا پائے تھے یہ کامیابیاں دشواریوں کے سمندر میں چھوٹے چھوٹے جزیرے یا اتفاقی کامیابیاں تھیں۔ لیکن کل یونین کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی اور سوویت حکومت کا اندازہ ان کامیابیوں کے متعلق بالکل دوسرا تھا۔ وہ ان میں سوشلسٹ معاشی نظام کے فوائد کا عکس دیکھتی تھیں جو اب واضح شکل اختیار کر رہی تھی۔ یہ اس تعمیرنو کی نشان دهی کر رہی تھیں جو تیارشده منصوبے کے تحت ہو رہی تھیں۔ تیسری دھائی کے وسط میں نئی معاشی پالیسی کے ذریعہ ایک ایسے موڑ تک پہنچا جا سکا جہاں سے تیزی کے ساتھ سوشلسٹ معاشرے کی تعمیر کے لئے ضروری مادی اور ٹکنیکی بنیاد کی تخلیق کے راستے پر آگے بڑھا جا سکتا تھا۔ ۱۴ ویں پارٹی کانگرس سے قبل ملک کی ترقی کے لئے تاریخی اهمیت کی حامل اس نئی منزل کے بارے میں بتاتے ہوئے استالن نے بھی ۱۹۲۵ء اور اس مدت کے درمیان موازنہ ممکن خیال کیا جب عظیم اکتوبر انقلاب ہوا تھا۔ انہوں نے کہا ''تب،

۱۹۱۷ء میں بورژوازی کے اقتدار سے پرولتاریہ کے اقتدار تک عبور کا فریضہ تھا اور اب ۱۹۲۵ء میں یہ فریضہ ہے کہ موجودہ معیشت سے، جو مجموعی طور پر سوشلسٹ نہیں کہا جا سکتا، سوشلسٹ معیشت تک، اس معیشت تک عبور کیا جائے جو سوشلسٹ معاشرے کی مادی بنیاد بنے،،۔

کمیونسٹ پارٹی کی ۱۴ویں کانگرس نے سوویت تاریخ میں صنعت کاری کی کانگرس کی حیثیت سے جگہ پائی۔ ۱۹۲۵ء سوویت یونین کی زندگی میں ایک سنگ میل بن گیا۔ ملک میں زندگی کے بہت سے پہلو اب بھی کئی نسل پہلے جیسے تھے۔ ماگنیتنایا پہاڑ پر ایک صدی پہلے کی طرح ابھی صنوبر کے درخت سرمرا رہے تھے اور اورال بلکہ سارے ملک کا سب سے بڑا دھات ساز مرکز اور شہر ماگنیتوگورسک ابھی وجود میں نہیں آیا تھا۔ دریائے دنیپر میں اب بھی تیز دھارے چل رہے تھے اور دنیپروگیس (دنیپر پن بجلی گھر) کا لفظ ابھی خاکہ‌نویسوں اور انجنیروں ہی کے ذہن میں تھا۔ اس راستے پر ابھی اونٹوں کے کارواں چل رہے تھے جہاں آئندہ وسط ایشیا اور سائبیریا کو ملانےوالی ترکسیب ریلوے بننےوالی تھی۔ ابھی تک زیادہ‌تر آبادی ناخواندہ اور جاہل تھی۔ اس زمانے میں شاذ و نادر ہی کسی گاؤں میں ٹریکٹر دیکھا جا سکتا تھا۔ بہت سے لوگ جنھوں نے بعد کو ملک کی بہت سی تعمیراتی جگہوں پر کام کرکے محنت کے ہیروؤں کا خطاب حاصل کیا ابھی بھاڑے کے ٹٹوؤں کی طرح کھیتوں پر کام کر رہے تھے۔ بہرحال، اخباروں، ریڈیو کے نشریات اور ہزارہا آدمیوں پر مشتمل پروپیگنڈے اور اطلاعات کے عملوں کے پھیلے ہوئے جال نے صنعت کاری کے نئے تصور کو گھر گھر مقبول بنا دیا۔ وہ صنعت کی طوفانی ترقی، بڑے پیمانے پر مشینوں کے استعمال، عام تہذیبی ترقی، بڑھتی ہوئی خوشحالی اور سماجی ترقی کا نشان بن گئی۔

''کراسنی پوتیلویتس،، کارخانے کے ایک مزدور کے مندرجہ ذیل الفاظ اس زمانے کی پوری فضا کی آئینہ‌داری کرتے ہیں۔ لینن گراد کے مزدوروں کو خطاب کرتے ہوئے اس نے کہا تھا ''یاد کرو کہ دو سال پہلے تروتسکی ہمارے کارخانے کو بند کر دینا چاہتا تھا کیونکہ اس کے خیال میں اس کا کوئی مستقبل نہ تھا۔ اب اس کے بارے میں

سوچکر ہنسی آتی ہے۔ اب ہمیں ایسے دس اور کارخانے یا ممکن ہے سو کارخانے تعمیر کرنے اور ان کو چلانے کے لئے بجلی گھر اور بہت سی دوسری چیزیں بنانے کی ضرورت ہے۔ میں ان مسائل میں بہت طاق تو نہیں ہوں اور پڑھنا بھی ابھی ابھی سیکھنا شروع کیا ہے۔ لیکن مزدور طبقہ یہ سب کر لیگا۔ بےروزگاری، نیپ مینوں اور امیر کسانوں کا خاتمہ ہوگا۔ اب کوئی لارڈ اور سرمایہ‌دار ہمارے لئے خطرناک نہ ہونگے،،۔ یہ خیال کرنا غلط ہوگا کہ ہر شخص اسی طرح سوچتا تھا۔ ان باتوں پر یقین نہ کرنےوالے لوگ بھی تھے۔ اور ایسے علانیہ مخالفین بھی جو سوشلسٹ صنعت کاری کے منصوبوں کو سلیامیٹ کرنے کی ہر امکانی کوشش کر رہے تھے۔ حالات تو یہاں تک پہنچے کہ توڑ پھوڑ اور پارٹی اور سرکاری کارکنوں، صنعت اور تعمیراتی جگہوں کے اچھے مزدوروں کے خلاف دہشت انگیز حرکتیں شروع کر دی گئیں۔ اخباروں میں آتش‌زنی، مشینوں کی توڑپھوڑ اور قتل و غارت کی بہت سی خبریں شائع ہوتی تھیں۔

۱۹۲۸ء میں دونباس میں ایک تخریبی تنظیم پکڑی گئی۔ اس میں سابق صنعتی ماہروں اور کانوں اور فیکٹریوں کے سابق مالکوں کا ایک بڑا سوویت‌دشمن خفیہ گروہ تھا۔ ان کے خلاف محنت کشوں میں غم و غصے کی لہر پھیل گئی۔ بہت سے جلسوں اور مظاہروں کے ذریعہ سوویت لوگوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ انقلاب‌دشمن لوگوں کے خلاف زبردست اقدام کرے۔ ساتھ ہی انہوں نے معیشت کی تیز رفتار ترقی کے لئے زیادہ محنت سے بہتر کام کرنے کے عہد بھی کئے۔

اس زمانے میں ہر تقریب میں خواہ وہ شہری اور دیہی سوویتوں کا انتخاب ہو یا ٹریڈ یونین اور کمسومول کی کانگرسیں، علمی کانفرنسیں اور عوامی تنظیموں کے جلسے، ہرجگہ صنعت کاری کا چرچا خاص طور سے ہوتا تھا۔ کس طرح کثیر تعداد عوام کو مکمل اور وسیع پیمانے پر صنعت کاری میں لایا جائے، کس طرح پارٹی کی عام صنعت‌کاری کی پالیسی کو جلد از جلد مؤثر طور سے پورا کیا جائے۔ بالشویکوں نے جو زبردست تنظیمی کام اور نگرانی کی تھی اس کے پھل حاصل ہونے لگے۔ اب کروڑوں لوگ براہ‌راست صنعت‌کاری کے میدان میں آ گئے جس سے اس کی کامیابی قطعی ہو گئی۔

سرمایہ‌دار حکومتوں نے پرولتاری ریاست کو کسی طرح کی مالی امداد نہ دی اور اس کی توقع بھی نہ تھی۔ سوویت لوگوں کو بالکل اپنے ھی وسائل پر بھروسہ کرنا پڑا۔ وہ تمام نفع جس سے پہلے بورژوازی اور جاگیردار اپنی جیبیں بھر لیتے تھے، شاھی خاندان خرچ کر ڈالتا تھا اور غیرملکی سرمایہ‌داروں کو طرح طرح کے قرضوں کے سود میں دے دیا جاتا تھا اب سوویت حکومت نے اسکو اپنی صنعت میں لگانا شروع کر دیا۔ بینک کے سسٹم اور ریاستی بجٹ سے پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے سوویت حکومت نے زراعت اور ھلکی صنعت کے نفع کو بھاری صنعت میں لگا دیا۔ ۱۹۲۷ء میں صنعت کاری کے لئے ایک مخصوص قرض کی اسکیم چلائی گئی جس کے بونڈ مختصر عرصے میں ھی محنت کش لوگوں نے خرید کر اپنی ریاست کو ۲۰ کروڑ روبل کی رقم دے دی۔ ۱۹۲۸ء میں ایک اور قرض بھی اسی طرح کامیاب رہا اور اس مرتبہ ۵۰ کروڑ روبل جمع ہوئے۔ ۱۹۲۶ء—۱۹۲۹ء کے درمیان مختلف قسم کے پندرہ اندرونی ریاستی قرض جاری کئے گئے۔

محنت کی کارگذاری بڑھانے، ساماں کے استعمال میں کفایت شعاری اور کام کی تنظیم کی جو عام مہم چلائی گئی اس میں اور بھی زیادہ شاندار کامیابی ہوئی۔ اس مہم میں اگواکار مزدوروں کے جتھوں نے نمایاں رول ادا کیا۔ اس سلسلے میں ماسکو میں کازان ریلوے اسٹیشن کے مرمت کے ورکشاپوں کے مزدوروں کے جتھے کی کارآمد پیش قدمی قابل ذکر ھے۔ ۱۴ ویں پارٹی کانگرس کے بعد جلد ھی اس جتھے کے پارٹی سکریٹری نے کمسومول کے نوجوان مزدوروں کو جمع کرکے ان سے پوچھا ''نوجوانو! بھلا تم کس طرح پارٹی کی اپیل کا جواب دینے والے ھو؟ تمھیں مثال قائم کرنا چاھئے۔ پورے ورکشاپ کو یہ دکھلا دو کہ تم کارگذاری کو بڑھا سکتے ھو۔ بہرحال تم نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبر، ملک کے نوجوانوں کے ترقی پسند ھراول اور بقول لینن کے اگواکار جتھہ ھو''۔ اس کے بعد زوردار بحث ہوئی جس میں یہ طے ھوا کہ نوجوانوں کا ایک جتھ بنایا جائے اور متواتر کام کیا جائے۔ ان میں ھر ایک دوسرے کی مدد کرنے کی کوشش کرتا۔ رفتہ رفتہ ان میں مہارت پیدا ھونے لگی۔ چار آدمیوں پر مشتمل ھر گروہ پہلے پانچ آدمیوں کا پھر چھہ کا کام کرنے لگا۔ پہلے نتائج نے خود ھی اپنا فائدہ دکھا دیا۔ نوجوان مزدوروں

نے اپنے منصوبے سے بڑھ چڑھکر کام کیا اور ورکشاپ میں ان کو سب سے زیادہ اجرت بھی ملی۔

نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبروں اور نوجوانوں پر مشتمل اسی طرح کے مزدوروں کے جتھے ماسکو، لینن گراد، اورال، دونباس اور تاشقند میں بھی بنائے گئے۔ وہ سب جوش و خروش کے ساتھ زیادہ کام کرتے تھے اور اگوا کار جتھے کہلانے لگے۔

ایسے لوگ بھی تھے جو علانیہ ان جتھوں اور دوسری عوامی پیش‌قدمیوں پر ہنستے تھے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ ایسے لوگ یہ سمجھنے کی صلاحیت نہیں رکھتے تھے یا سمجھنا نہیں چاہتے تھے کہ روسی پسماندگی جو جڑوں تک اتر گئی ہے جلد ہی دور کی جا سکتی ہے۔ پرولتاری ریاست میں عام محنت کش عظیم کاز کے لئے جن رضا کارانہ قربانیوں اور مصیبتوں کے لئے تیار تھے ان کو یہ لوگ نہیں سمجھ سکے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس وقت جو فضا بن گئی تھی اس کا اظہار نا امید لوگوں کے شبہ آمیز رویے یا عوام کے دشمنوں کی نفرت سے نہیں کیا جا سکتا تھا۔ یہ فضا ریلوے، دھات سازی اور ٹکسٹائل کے مزدوروں کے محنتی کارناموں سے پیدا ہوئی تھی جنھوں نے اپنی ساری قوت، ولولہ اور اپنا سارا کفایت سے بچایا ہوا پیسہ صنعت کاری میں لگا دیا تھا۔

سارے لوگوں کی متحدہ کوششوں سے ۲۷ — ۱۹۲۶ء کے مالیاتی سال میں تقریباً ایک ارب روبل صنعت میں لگائے جا سکے۔ صنعت کاری کی مہم کے پہلے تین سال میں تقریباً تین ارب تیس کروڑ روبل صنعت کاری پر خرچ کئے گئے۔ عوامی معیشت کے سوشلسٹ سیکٹر کی آمدنی، عوامی قرضوں اور معاشی کفایت کے ذریعہ ھی یہ بات ممکن ھوسکی۔ ان رقموں کی تقسیم بھی قابل ذکر ہے۔ زیادہ‌تر رقمیں نئے کارخانوں کی تعمیر اور بھاری صنعت کے موجود کارخانوں کی توسیع پر لگائی گئیں۔ اگر پہلے ان رقموں کا زیادہ‌تر حصہ بیش‌تر کارخانوں کی بحالی اور بنیادی مرمت کے کاموں پر استعمال ھوتا تھا تو اب یہ نئے صنعتی کارخانوں کی تعمیر پر خرچ ھونے لگا۔ اس میں خاص مشکل یہ تھی کہ جو سرمایہ لگایا جاتا تھا وہ قلیل مدت میں واپس نہیں ملتا تھا اور پیداوار کو بھی فوراً بڑھانا ممکن نہ تھا۔ اس طرح لگائے ھوئے سرمائے کا زیادہ سے زیادہ نفع تو چند سال کے بعد ھی مل سکتا تھا۔ بہرحال

اس صورت میں کوئی دوسرا حل بھی نہ تھا۔ اس کے علاوہ اس وقت کی صورت حال سوویت یونین کو اپنا دفاع مضبوط کرنے پر بھی مجبور کر رہی تھی۔ سرمایہ‌دار طاقتوں کی فوجیں ہوائی جہازوں، ٹینکوں، بکتربند موٹرگاڑیوں اور کیمیائی اسلحہ سے لیس کی جا رہی تھیں جبکہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ‌والی ریاست ابھی اپنی فضائی طاقت، موٹروں کی صنعت وغیرہ بنانے میں لگی تھی اور اس کے یہاں ابھی کیمیائی صنعت کی ایسی متعدد شاخیں تھیں ہی نہیں جو اس کی زراعت اور سرحدوں کے دفاع دونوں کے لئے ضروری تھیں۔

صنعت‌کاری میں کن مقاصد کے لئے پہلے کروڑوں روبل لگائے گئے؟ ۱۹۲۶ء کے آخر میں دریائے والخوف پر پن بجلی گھر چالو ہوا جو اس زمانے میں یورپ میں اپنی قسم کا سب سے بڑا تھا۔ ''پراودا'' نے اس کے بارے میں یوں لکھا ''کیا سوویت یونین میں سوشلسٹ تعمیر ممکن ہے یا نہیں؟ ہاں، بھولے بسرے دریا کے کنارے پر جہاں پہلے دلدل تھے ہزاروں جگمگاتی ہوئی روشنیاں یہ جواب دیتی ہیں اور شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑتیں۔ اب اس پر کس کو شک ہو سکتا ہے کہ سویر، دنیپر اور دون دریاؤں پر بھی پن بجلی گھر بنینگے۔ اگر بیرونی دشمن خلل‌انداز نہ ہوں تو مزدور طبقے کی اندرونی طاقت اسی طرح کارفرما ہو سکتی ہے جس طرح والخوف کے پن‌بجلی گھر کی تعمیر میں ہوئی ہے''۔

چند مہینے بعد دریائے دنیپر پر بھی پن‌بجلی گھر کی تعمیر شروع ہو گئی۔ ارضیاتی کھوج کرنے‌والی درجنوں مہمیں خیبین اور اورال کے پہاڑی علاقوں اور وسط ایشیا کو چل پڑیں۔ ۱۹۲۷ء میں دریائے والگا کے کنارے ٹریکٹر کا کارخانہ اور ماگنیتنایا پہاڑ اور کریوائے روگ کے علاقوں میں دھات‌ساز کارخانوں کی تعمیر کا کام شروع ہوا۔ یکے بعد دیگرے صنعت کی ساری شاخوں کو جدید مشینوں اور ساز و سامان سے لیس کیا گیا۔ وسط ایشیا سے سائبیریا تک ریلوے لائن بنانے کا کام بھی شروع ہوا۔

اب بے‌روزگار لوگوں کی تعداد تیزی سے کم ہونے لگی۔ ۱۹۲۶ء–۲۹ کے دوران ریاستی کارخانوں میں مزدوروں کی اجرت ۷۰ فیصدی بڑھ گئی اور تقریباً نو لاکھ مزدور خاندانوں کو نئی رہائشی جگہیں ملیں۔

۱۹۲۷ء میں ملک نے انقلاب کی دسویں سالگرہ منائی اور اس موقع پر اعلان کیا کہ اجرت میں کسی طرح کی کمی کئے بغیر سات گھنٹے کا کام کا دن رائج ہوگا۔ کسانوں کی حالت بھی کافی بہتر ہو گئی۔ سوشلسٹ صنعت کاری سبھی محنت کشوں کی حالت بہتر بنا رہی تھی۔

زراعت کی اجتماعیت

۱۹۲۷ء میں صنعتی پیداوار میں مجموعی طور پر ۱۳ فیصدی، ۱۹۲۸ء میں ۲۱ فیصدی اور ۱۹۲۹ء میں ۲۶ فیصدی اضافہ ہوا۔ ۱۹۲۷ — ۲۸ء کے دوران زرعی پیداوار میں صرف ۳ فیصدی اضافہ تھا اور ۱۹۲۹ء میں اس سے بھی ۳ فیصدی کم ہوگیا۔ صنعتی اضافے اور زراعت کی ترقی کی رفتار میں فرق نمایاں طور پر بڑھ رہا تھا۔

ہر تعمیراتی جگہ پر اور پھر سے چالو ہونےوالے کارخانوں اور فیکٹریوں میں مزدوروں اور ملازموں کی تعداد بڑھ رہی تھی۔ اس طرح شہروں کی آبادی میں اضافہ ہو رہا تھا اور اس کے ساتھ روٹی اور دوسرے غذائی سامان کی مانگ بھی بڑھتی جاتی تھی۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی اہم تھی کہ محنت کش لوگوں کی اجرت اور ان کی مادی خوشحالی میں بھی اضافہ ہوا تھا۔ ۱۹۲۶ — ۲۷ء میں شہروں میں روٹی کا خرچ بمقابلہ ۱۹۱۳ء کے ۲۷ فیصدی بڑھا تھا اگرچہ اس دوران میں شہری آبادی صرف ۱۲ فیصدی زیادہ ہوئی تھی۔

کسانوں کے لئے یہ روزافزوں مشکل ہوتا جا رہا تھا کہ وہ بڑھتی ہوئی آبادی کو ضروری غذا اور صنعت کو خام سامان مہیا کریں۔ اگرچہ زراعتی رقبہ اور گھریلو جانوروں (گائے، بھیڑ، بکری اور سور) کی تعداد انقلاب سے پہلے کے مقابلے میں زیادہ ہو گئی تھی پھر بھی اشیائے تجارت یعنی ایسی چیزوں کی کمی تھی جو ریاست کے ہاتھوں یا کھلے بازار میں بکتی تھیں۔ یہ کہنا کافی ہوگا کہ ۱۹۱۳ء میں بازار میں آنےوالا اناج دو کروڑ آٹھ لاکھ ٹن تھا جبکہ ۱۹۲۶ — ۲۸ء میں اس کا نصف اناج بکا تھا۔ صنعتی مرکزوں کی اناج کی سپلائی میں گڑبڑ ہونے لگا اور بڑی بڑی قطاریں عام طور پر نظر آنے لگیں۔ نفع خوروں، امیر کسانوں اور نجی تجارت کرنے والوں

نے فوراً اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔ ابھی کافی بےروزگاری بھی تھی جس نے حالات کو اور سنگین بنا دیا۔ کمیونسٹ پارٹی کی صفوں میں مخالف عناصر نے صنعت کاری کی رفتار کم کرنے کا مطالبہ اور زوروں سے شروع کر دیا۔

شہری آبادی اور سرخ فوج کے لئے روٹی اور دوسرا غذائی سامان کافی مقدار میں سپلائی کرنے کے لئے حکومت کو ۱۹۲۸ء میں شہری آبادی کے لئے غذا کا راشن باندھنا پڑا۔

اس کی وجہ کیا ہوئی؟ اس صورت حال نے ناقابل تردید طریقے سے لینن کے اس قول کو صحیح ثابت کیا کہ ''چھوٹے پیمانے کی کھیتی احتیاج سے نجات کا باعث نہ ہوگی''۔ اکتوبر انقلاب نے زارشاہی جبر و تشدد اور جاگیرداروں اور بڑی بورژوازی کے استحصال سے کسانوں کو نجات دلا دی تھی۔ اب اوسط درجے کے کسان کی پوزیشن زراعت میں کافی اہم ہو گئی تھی۔ سوویت حکومت غریب کسانوں کی امداد میں سال بسال اضافہ کر رہی تھی، کوآپریٹیو کی بنیاد پر ان کو متحد کرتی جا رہی تھی اور دیہی بورژوازی یعنی امیر کسانوں کو باقاعدگی سے محدود کر رہی تھی۔ پھر بھی دیہاتوں میں غریبوں کی تعداد کافی زیادہ تھی۔ یہاں سرمایہ‌دار زمانے کے تعلقات اب بھی باقی تھے۔ دیہی باشندوں کے ٹکنیکی ساز و سامان میں بنیادی تبدیلی ابھی تک نہیں ہوئی تھی۔ پہلے کی طرح اب بھی کھیتوں اور فارموں میں فصل کی بوائی اور کٹائی اور مویشیوں کی دیکھ بھال کا کام ہاتھوں سے ھی کیا جاتا تھا۔ پرانے زمانے کی طرح اب بھی زرعی آلات میں وھی چوبی‌ھل، درانتیاں اور گنڈاسے وغیرہ تھے۔

کسانوں کے قطعات کی تقسیم ابھی تک جاری تھی۔ ۱۹۲۷ء میں ان کی تعداد ڈھائی کروڑ سے زیادہ ہو گئی تھی یعنی انقلاب سے قبل کے مقابلے میں دسیوں لاکھ زیادہ۔ دیہات کے طبقاتی پرتوں میں تبدیلیاں جاری تھیں اگرچہ وہ پہلے کے مقابلے میں زیادہ سست رفتار ہو گئی تھیں۔ اوسط درجے کے کسانوں کے پرت میں برابر اضافہ ہو رہا تھا اور ساتھ ھی امیر کسانوں کے خوش‌حال فارم بھی بڑھ رہے تھے۔ ۱۹۲۶—۲۷ء کے دوران کل زراعت میں ان کے فارموں کا حصہ ۳ء۹ فیصدی ہو گیا تھا۔ ان کسانوں کی تعداد بھی بڑھی تھی جو اپنی محنت بیچنے پر مجبور تھے۔ تقریباً

ایک تہائی کسانوں کے پاس نہ تو کاشتکاری کے جانور تھے اور نہ کاشتکاری کے آلات و اوزار۔

چھوٹے چھوٹے انفرادی ملکیت والے کھیت، ان کی کاشت کے کمزور اور معمولی آلات و اوزار، محنت کی کارگذاری کی نیچی سطح — ان سب نے ملکر قابل فروخت دیہی سامان کی سطح کو بہت نیچا کردیا اور کسان ملک کو کافی زرعی سامان مہیا نہ کر سکے۔ لکھو کہا کسان خاندان پہلے سے اچھی حالت میں تھے اور زیادہ کھاتے پیتے تھے لیکن ان کے پاس ریاست کے ہاتھ فروخت کرنے کے لئے کافی سامان نہیں بچتا تھا۔ اب یہ کسان خاص پیداوار کرنےوالے تھے نہ کہ جاگیردار اور امیر کسان جو پہلے اناج اور صنعتی فصلیں خاص طور سے بیچنے کے لئے پیدا کرتے تھے۔ جہاں تک سوشلسٹ سیکٹر یعنی ریاستی اور پنچائتی فارموں کا سوال تھا تو وہ کل زرعی پیداوار کا ۲ فیصدی اور تجارتی چیزوں کا ۷ فیصدی دے رہے تھے (۱۹۲۷ء کے اعداد و شمار)۔

دیہات میں طبقاتی تضاد زوروں میں بڑھنے لگا جس کی وجہ سے صورت حال اور بھی سنگین ہو گئی۔ ایک طرف غریب اور اوسط درجے کے کسانوں نے سوویت حکومت کی حمایت سے اپنی سیاسی سرگرمیاں زیادہ کردیں۔ وہ بڑی جرأت اور استقلال کے ساتھ دیہی بورژوازی کی استحصال کرنے کی کوشش کے خلاف ڈٹ گئے۔ دوسری طرف امیر کسان عام لوگوں کو اپنے قابو میں لانے کے لئے کوشاں تھے۔ اس کے لئے وہ کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھتے تھے۔ لوگوں کو اپنے یہاں محنت مزدوری پر لگاکر، اپنی زمین غریب کسانوں کو لگان پر دیکر یا عارضی طور پر اپنی اناج مانڈنےوالی مشین اور کاشتکاری والے مویشی ان کو دیکر یہ دیہی سرمایہ‌دار کسانوں پر اپنی گرفت مضبوط کر رہے تھے۔

استحصال کرنےوالے طبقات کی باقیات وسط ایشیا، قفقاز، قزاخستان، ملک کے بہت سے دوسرے قومی علاقوں اور روس کے بھی ان علاقوں میں کافی مضبوط تھیں جو پہلے سے ھی پسماندہ تھے۔ صرف ۱۹۲۵ء کے آخر میں ازبکستان میں ''زمین اور پانی کو قومی بنانے کے بارے میں،، سرکاری فرمان جاری کیا جا سکا۔ وہاں کے مقامی امیر لوگوں کے پاس کافی زمین، مویشی، پانی کے ذرائع اور چراگاھیں تھیں۔

پورے وسط ایشیا اور قزاخستان میں ۲۹ - ۱۹۲۵ء کے دوران زمین اور پانی سے متعلق اصلاح کی گئی۔ بڑی بڑی جاگیریں ختم کر دی گئیں، امیر کسانوں اور گرجا گھروں کی زمینوں میں بڑی تخفیف کی گئی۔ اس طرح استحصال کی اصلی معاشی بنیاد توڑ دی گئی۔ پھر بھی استحصال کے بہت سی شکلیں باقی رہ گئیں۔

اس زمانے میں امیر کسان سارے ملک میں اپنی سوویت دشمن سرگرمیاں بڑھا رہے تھے۔ وہ دھشت انگیز اقدامات سے باک نہیں کرتے تھے اور پارٹی اور سوویت کارکنوں اور سیاسی کاموں میں حصہ لینے والے کسانوں کو موت کے گھاٹ اتار دیتے تھے۔ ۱۹۲۶ء میں ۴۰۰، ۱۹۲۷ء میں تقریباً ۹۰۰ اور ۱۹۲۸ء میں ۱۱۲۳ دھشت انگیزی کے واقعات دیہاتوں میں رجسٹر کئے گئے۔ کوئی دن بھی قتل و غارت اور آتش زنی کے واقعات کے بغیر نہیں گزرتا تھا۔

۱۹۲۸ء میں امیر کسانوں نے ایک طرح کی اناج کی ہڑتال منظم کی جس کی وجہ سے اناج کی خریداری کا ریاستی منصوبہ ناکام ہونے لگا۔ زراعت جس حالت میں تھی اس کی وجہ سے دیہات ملک کو ضروری غذائی رسد سہیا کرنے سے لاچار تھے اور یوکرین اور شمالی قفقاز کے کئی علاقوں میں فصل کی خرابی کی وجہ سے حالت اور بھی ابتر ہو گئی۔ نہ صرف یہ کہ ریاست ان علاقوں سے مقررہ اناج اکٹھا نہ کر سکی بلکہ یہاں کی آبادی کو غذائی امداد دینے پر مجبور ہوئی۔

بعض نا تجربہ کار معاشی ناظموں اور اناج کے شعبے کے کارکنوں کی غلطیوں کی وجہ سے اس ابتر حالت میں اور بھی اضافہ ہوا۔ کسانوں کو بہت طرح کے صنعتی سامان کی ضرورت تھی لیکن وہ تجارتی ملازمین کی بدانتظامی سے گوداموں میں ھی پڑا تھا۔ ٹیکس کا سسٹم بھی کافی ٹھیک کام نہیں کر رہا تھا۔ ہر موقع پر زیادہ امیر کسان نسبتاً کم ٹیکس دیتے تھے۔ زرعی رسد کی ٹھیک تنظیم میں ایک اور رکاوٹ وہ مقابلہ بھی تھا جو ریاست کے لئے اناج خریدنے والی ریاستی تنظیموں اور کوآپریٹیو ایجنسیوں کے درمیان چل رہا تھا۔

دیہی بورژوازی نے اس صورت حال سے فائدہ اٹھایا۔ اس نے اناج کی قیمتوں کو بڑھا دیا یا اپنا ذخیرہ بیچنے سے انکار کر دیا۔ ایک کھلی ہڑتال کر دی گئی جس کا مقصد یہ تھا کہ قحط کی دھمکیوں

سے سوویت حکومت کو رعایت دینے پر مجبور کر دیا جائے تاکہ وہ سرمایہ‌دار عناصر کو پھر انتخابات میں حصہ لینے کا حق دے دے اور امیر کسانوں پر پابندیوں کی پالیسی منسوخ کر دے۔

اس نازک موقع پر کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور عوامی کمیساروں کی سوویت (وزراء کی کونسل) نے پارٹی کے تیس ہزار ممبر اور مزدوروں کے مخصوص جتھے دیہاتوں کو بھیجے۔ ان کی مدد سے کسانوں نے توڑ پھوڑ کرنےوالوں کے خلاف مورچہ لیا۔ زرعی پالیسی جس پر اس وقت عمل کیا جارہا تھا ایک وسیع مہم کے ذریعہ کسانوں کو سمجھائی گئی۔ مالیاتی محکمے اور تجارتی تنظیموں نے زیادہ استقلال اور چستی کے ساتھ اپنا کام شروع کیا۔ صنعتی سامان کی اور بڑی کھیپیں دیہاتوں کو بھیجی گئیں۔

اس کے ساتھ ھی حکومت نے امیر کسانوں اور نفع‌خوروں کے خلاف، جو اناج کو بہت اونچی قیمت پر بیچ رہے تھے، تعزیری کارروائی کرنے کا فیصلہ کیا۔ جو لوگ سرکاری داموں پر اناج بیچنے سے انکار کرتے تھے ان کو عدالت میں طلب کیا جاتا تھا اور ان کا اناج ضبط کر لیا جاتا تھا۔ ضبطشدہ اناج کا ایک چوتھائی حصہ غریب کسانوں کو دے دیا گیا۔

ظاہر ہے کہ یہ سب ھنگامی اقدامات تھے اور ان کی اصلی وجوہ کو بھی کمیونسٹ پارٹی اورحکومت کے لیڈروں نے رازمیں نہیں رکھا۔ اس وقت سوویت ریاست کے پاس نہ تو اناج کا ضروری ذخیرہ تھا اور نہ اتنا زر تبادلہ جس سے وہ بڑے پیمانے پر باھر سے اناج خرید کر سکے۔ مزدور طبقہ شہری آبادی اور سرخ فوج کے لئے اناج کی باقاعدہ سپلائی کی اسی وقت ضمانت دے سکتا تھا جبکہ اسے محنت کش کسانوں کی حمایت حاصل ھو۔

یہ اقدامات صحیح ثابت ھوئے اور دیہی بورژوازی کو شکست دی گئی۔ بالشویکوں کی مرکزی کمیٹی نے ایک بار پھر یہ دکھا دیا کہ اس کی پالیسی ٹھیک تھی اور دائیں بازو کے لوگ غلطی پر تھے جو امیر کسانوں پر دباؤ ڈالنے کے خلاف تھے اور یہ کہتے تھے کہ امیر کسان اپنی مرضی سے سوشلزم کی طرف آ جائینگے۔ لیکن حقیقت نے اس بات کو الٹا ثابت کیا۔ اپنی پوزیشن کھوبیٹھنے کے بعد امیر کسانوں نے حکومت کی مخالفت نہیں چھوڑی اور اس کے لئے نئے نئے طریقے اور شکلیں تلاش کرتے رہے۔

اس کے ساتھ ھی اس میں بھی کوئی شک نہیں رہ گیا کہ ھنگامی پالیسی مختصر مدت کے لئے کارگر ھو سکتی ھے۔ ۱۹۲۸ء کے واقعات نے اس کی تصدیق کی۔ اس طرح زرعی پیداوار میں مجموعی طور پر اضافہ کرنا ممکن نہ تھا۔ بالشویکوں کو بنیادی حل اس میں نظر آیا کہ سوشلسٹ سیکٹر کو استقلال کے ساتھ مضبوط کیا جائے، سرکاری اور پنچائتی فارموں کو بڑی تعداد میں منظم کیا جائے جو غذائی سامان اور صنعتی خام اشیا دونوں میں ملک کی مانگوں کو پورا کر سکیں۔ دسمبر ۱۹۲۷ء میں کل یونین کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی ۱۵ ویں کانگرس نے ٹھیک یہی ھدایات جاری کیں۔

کانگرس نے اپنے فیصلے میں کہا تھا ''موجودہ زمانے میں چھوٹے انفرادی کاشتکاروں کی ملکیتوں کو متحد اور تبدیل کرکے بڑے بڑے اجتماعی فارم بنانے کا کام دیہات میں پارٹی کا بنیادی فریضہ ھونا چاھئے،،۔

جب یہ ھدایت نامہ مرتب کیا گیا تھا اس وقت ملک میں تقریباً ۱۵ ھزار اجتماعی یا پنچائتی فارم تھے جن میں دو لاکھ کسان خاندان شامل تھے یعنی یہ کل کسانوں کی ایک فیصدی سے بھی کم تھی۔ زیادہ‌تر یہ پنچائتی فارم بہت چھوٹے تھے جن میں دس پندرہ کسان گھر متحد ھوتے تھے۔ لیکن ان کی برتری صرف اسی بات میں نہ تھی کہ متحدہ کوششوں اور وسائل کی وجہ سے ان کی آمدنی بڑھ جاتی تھی بلکہ ریاست کی امداد سے پنچائتی کسانوں کو زرعی مشینیں، کھاد اور دوسرا ضروری سامان رعایتی شرطوں پر مل جاتا تھا جس کی وجہ سے وہ جلد ھی انفرادی کھیتی باڑی کرنےوالے کسانوں سے کہیں اچھی طرح لیس ھوگئے۔ ریاست پنچائتی فارموں کو دیہات میں اپنا خاص ستون سمجھتی تھی اور ان کی تنظیم کے لئے خاص طور سے سازگار حالات پیدا کرتی تھی۔ اگرچہ پنچائتی کسانوں کی اکثریت غریب لوگوں پر مشتمل تھی جن کو اجتماعی کام کا کوئی تجربہ نہ تھا پھر بھی اوسطاً وہ انفرادی کھیتی باڑی کرنےوالوں کے مقابلے میں زیادہ پیداوار دینے لگے۔

بہر حال ابتدا میں ان پنچائتی فارموں کو مثال کے طور پر پیش کرنا مشکل تھا کیونکہ زراعت کی ترقی میں تجربے، پیسے اور ماھر عملے کی کمی رکاوٹ تھی۔ دوسری رکاوٹ کسانوں کی نجی ملکیت والی

ذهنیت تھی جس کو امیر کسانوں نے اور بھڑکا دیا تھا۔ پھر شہری صنعتیں ابھی اس قابل نہیں ہوئی تھیں کہ وہ دیہاتوں کو کافی مشینیں اور دوسرا ضروری صنعتی سامان مہیا کرسکیں۔ مثلاً ۱۹۲۶ء میں ملک کے پاس کل چودہ ہزار ٹریکٹر تھے۔

دسمبر ۱۹۲۷ء میں جب کل‌یونین کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی ۱۵ ویں کانگرس نے زراعت میں اجتماعیت کی پالیسی کا اعلان کیا تو حد سے زیادہ بااسید لوگوں کو بھی یہی توقع تھی کہ ان کا رواج بہت ھی سست رفتار سے ہوگا۔ بہرحال، حالات نے دوسرا رخ اختیار کیا۔ ۱۹۲۸ء کی گرمیوں میں پچھلے سال کے آخر کے مقابلے میں پنچائتی فارموں کی تعداد دو گنی سے زیادہ ہوگئی۔

بہت بڑے پیمانے پر پنچائتی فارم منظم کرنے کی پالیسی مختصر مدت میں ھی کافی جاندار ثابت ہوئی۔

اب کسانوں کے جتھے اکثر متحد ہوکر ٹریکٹر اور دوسری مشینیں خریدنے اور مشترکہ طور پر استعمال کرنے لگے۔ اور دیہی کوآپریٹیو کی دوسری شکلیں بھی رائج ہونے لگیں۔ ۱۵ ویں پارٹی کانگرس کے بعد مشترکہ طور پر فصلیں پیدا کرنے اور بیچنےوالی پیداواری کوآپریٹیو تنظیموں کا جال بڑی تیزی سے پھیلنے لگا۔ ۱۹۲۹ء تک غریب اور اوسط درجے کے کسانوں کے آدھے سے زیادہ کھیت کوآپریٹیو تنظیموں میں شامل ہو گئے اور ان میں سے ۸۰ فیصدی سے زیادہ پیداواری کوآپریٹیو تنظیمیں تھیں۔ اس اجتماعی تحریک کی نگرانی کے لئے کل روس پنچائتی فارموں کا مرکز یا کلخوزسنٹر بنایا گیا۔

۱۹۲۸ء کی گرمیوں میں ماسکو میں پنچائتی فارموں کی پہلی کل‌یونین کانگرس ہوئی جس میں ۴۰۴ مندوبین آئے۔ انھوں نے ان نتائج پر بحث و مباحثہ کیا جو اس سے پہلے ہونےوالی صوبائی، علاقائی اور اضلاعی کانگرسوں میں اخذ کئے گئے تھے۔

میخائیل کالینن نے حکومت کی طرف سے کانگرس کو خطاب کیا۔ انھوں نے مجموعی طور پر ملک کی زندگی میں پنچائتی فارموں کے رول کی وضاحت کی اور پہلے پنچائتی فارموں کی کامیابیوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ پنچائتی کسان ''سوشلزم کے معمار،، ھیں جنھوں نے شعوری طور پر اس دنیا کی تعمیرنو کا فریضہ اپنے سر لیا ھے جس

میں وہ رہتے ہیں۔ وہ اس کو محض ایسے ویسے نہیں بلکہ معقولیت کے اصولوں پر کرنا چاہتے ہیں تاکہ وہ معیشت کو اس راستے پر چلا سکیں جو ان کے خیال میں بہترین ہے اور معیشت کے دھارے پر قابو رکھ کر سکیں،،۔ کالینن نے اس بات پر زور دیا کہ ’’...ہم پنچائتی فارموں میں شامل ہونے کے لئے لوگوں پر جبر نہیں کر رہے ہیں لیکن یہ بات قدرتی ہے کہ حکومت پنچائتی فارموں کی مدد کر رہی ہے اور ان کسانوں سے زیادہ مدد کر رہی ہے جو انفرادی طور پر کاشتکاری کرتے ہیں...،، اس وقت زیادہ تر پنچائتی فارموں کا سہارا کاشتکاری کے جانور اور جسمانی محنت تھی۔ مشینیں وغیرہ خریدنے میں پنچائتی فارموں کی مدد کے لئے حکومت نے قسطوں کی سہولت دی جبکہ ان کسانوں کے ہاتھ ٹریکٹر بیچنے کی مخالفت کی جو پنچائتی فارموں میں نہیں شامل ہوئے تھے۔ پھر بھی ٹریکٹروں کی تعداد کے مقابلے میں پنچائتی فارموں کی تعداد زیادہ ہوتی جا رہی تھی۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا کہ پنچائتی فارموں کو زرعی مشینیں فراہم کرنے کے لئے مشینوں اور ٹریکٹروں کے اسٹیشنوں کا ایک سرکاری سسٹم (م۔ ت۔ س) قائم کیا جائے۔ اس طرح ریاست نے پنچائتی فارموں کو بڑے پیمانے پر مشینیں استعمال کرنے کا موقع دیا جس کے لئے فارموں کو اناج اور دوسری زرعی چیزوں کی معینہ مقدار دینی پڑتی تھی۔ ان نئے رجحانات اور حالات سے اندازہ لگاتے ہوئے ریاستی منصوبہ‌بندی کمیٹی (گوس پلان) نے یہ فیصلہ کیا کہ پہلے پنجسالہ منصوبے کے دوران ۴۰ سے ۵۰ لاکھ تک کے درمیان کسانوں کے گھروں کو پنچائتی فارموں میں متحد کرنا ممکن ہوگا۔

صنعت اور تجارت سے
نجی سرمائے کو نکالنے کے اقدامات

سوشلسٹ صنعت‌کاری کی پالیسی اور زراعت کو اجتماعی بنانے کی تحریک نے نیپ‌من بورژوازی (یعنی استحصال کرنے والے طبقات کے وہ باقی عناصر جو ۱۹۲۱ء میں نئی معاشی پالیسی کے نفاذ کے بعد پھر زور پکڑ گئے تھے) کے خلاف سوویت ریاست کی جدوجہد کی

فیصلہ کن منزل کی ابتدا کی۔ اب تک ملک میں طبقاتی طاقتوں کا توازن اور عام معاشی اور سیاسی صورت حال ایسی ہو چکی تھی جس نے اس فریضے کو کامیابی سے ادا کرنے میں آسانیاں پیدا کیں۔

تیسری دھائی کے وسط میں شہری اور دیہی بورژوازی کل آبادی کی ۶ء۴ فیصدی رہ گئی جبکہ ۱۹۱۳ء میں اسکی تعداد ۳ء۱۶ فیصدی تھی۔ ماسکو کے اعداد و شمار اسکی نمایاں مثال پیش کرتے ھیں ۱۹۲۶ء میں یہاں چار ہزار ایسے صاحب جائداد تھے جو فیکٹریاں اور کارخانے نہ رکھتے تھے پھر بھی اجرتی مزدوروں سے کام لیتے تھے لیکن انقلاب سے پہلے کے مقابلے میں ان کی تعداد صرف ۲۰ فیصدی تھی اس مدت میں فیکٹریوں اور کارخانوں کے مالکوں کی تعداد گر کر ۱۹۱۳ء کا بارھواں حصہ رہ گئی تھی اور انکی مجموعی تعداد ۱۴۵ تھی یہ صورت ماسکو میں تھی جہاں نجی سرمائے کا سب سے زیادہ زور تھا۔ بورژوازی کی پوزیشن دوسرے شہروں میں اس سے بھی کمزور تھی۔

عام طور پر نجی سرمایہ معیشت کی ان شاخوں میں زیادہ تھا جو عوامی استعمال کا سامان بناتی تھیں اور جہاں منافع جلد ملتا تھا۔ زیادہ‌تر نجی کاروباری ادارے چھوٹے چھوٹے تھے اور بہت کم اوسط درجے کے تھے ریاستی کاروباری ادارے میں مزدوروں کا اوسط ۲۰۷ تھا جبکہ نجی اداروں میں انکا اوسط صرف ۲۲ تھا۔ بڑے پیمانے کی صنعتی پیداوار میں نجی کارخانوں کا حصہ صرف ۴ فیصدی تھا اور ان میں ۲۰۵ فیصدی مزدور کام کرتے تھے۔

چھوٹے پیمانے کی صنعت کی حالت دوسری تھی یہاں نجی سرمایہ‌دار حاوی تھا ۱۹۲۵ — ۲۶ء کے معاشی سال میں اس شعبے کی پیداوار میں نجی سیکٹر کا حصہ ۸۲ فیصدی تھا۔ نجی سرمایہ خوردہ فروشی کے پھیلے ہوئے وسیع جال میں بھی بالادست تھا (۴۳ فیصدی لین دین میں) خصوصاً زرعی پیداوار کی فروخت میں اس نجی کاروبار کی خصوصیت یہ تھی کہ وہ چھوٹی اور بہت ھی پھیلی ہوئی نکاس کا وسیع جال رکھتا تھا۔ ۱۹۲۵ — ۲۶ء میں نجی تجارتی اداروں کی تعداد پانچ لاکھ سے اوپر پہنچ گئی تھی ان کا آدھے سے زیادہ حصہ چھوٹی دوکانوں اور اسٹالوں کی شکل میں تھا جنکی بڑی اکثریت شہروں میں تھی۔

اس وقت سوویت معیشت میں غیرملکی کارخانوں اور اداروں وغیرہ کا کوئی اہم رول نہیں رہ گیا تھا۔ بڑے بڑے غیرملکی سرمایہ‌دار پرولتاری ریاست سے تعاون کرنے کے لئے تیار نہ تھے اور ایسے سمجھوتے نہیں کرنا چاہتے تھے جو باہمی طور پر مفید ہوں۔ غیر ملکی صنعت کاروں کو دی ہوئی رعایتوں کی بنا پر صنعتی پیداوار ۲۸ — ۱۹۲۷ء میں اپنے عروج تک پہنچ گئی جب وہ ملک کی کل صنعتی پیداوار کی ۰٫۶ فیصدی تھی۔ اس طرح کے سب سے بڑے رعایتی صنعتی اداروں میں ''لینا — گولڈفیلڈس،، سونے کی کانیں تھیں جو اسی وقت کے صوبۂ ایرکوتسک میں واقع تھیں۔ اس کے مالکوں کو سونا، غیرآہنی دھاتیں اور خام لوہا نکالنے کا حق دیا گیا تھا۔ امریکی اجارے‌داروں کو جارجیا میں منگنیز نکالنے کی اجازت دی گئی۔ سویڈن کی فرم ''س کےف،، نے ماسکو میں بال بیرنگ بنانے کی رعایت حاصل کر لی۔ یہ سمجھوتے کرتے وقت سوویت حکومت اس بات کی سختی سے نگرانی کرتی تھی کہ غیرملکی سرمایہ عوامی معیشت کی بنیادی شاخوں میں نہ در آئے اور سامراجیوں کی ہر اس شرط کو قطعی طور پر مسترد کر دیتی تھی جو غلام یا ماتحت بنانے والی ہو۔ ۱۹۲۶ء میں سوویت صنعت میں غیرملکی سرمایہ پانچ کروڑ روبل بھی نہیں رہ گیا۔ تین سال بعد ۵۹ غیرملکی رعایتی کاروباری ادارے رہ گئے جن میں سے ۱۲ جرمن، ۱۱ جاپانی، ۶ برطانوی اور ۴ امریکی تھے اور ان میں کام کرنے والے مزدوروں اور ملازموں کی کل تعداد ۲۰ ہزار تھی۔

ان کارخانوں کے مالک ہر موقع پر معاہدہ شکنی کرتے تھے۔ ان میں زیادہ‌تر ہمارے ملک کی دولتوں کا بری طرح استعمال کرتے تھے، کام کو مشین کار بنانے کی طرف بہت کم توجہ کی جاتی تھی اور جدید مشینیں رائج نہیں کی جاتی تھیں۔ ''لینا — گولڈفیلڈس،، کی فرم نے جلد ھی سونا نکالنے کے کام میں بد نظمی پیدا کر دی جس سے کئی کارخانے بند ھو گئے، ہزاروں مزدوروں کو بیکاری کا سامنا کرنا پڑا اور حکومت کو بھاری نقصان ھوا۔ جارجیا میں بھی امریکیوں کے ساتھ تعاون سے کوئی فائدہ نہ ھوا۔ کچھ انفرادی صورتوں میں ان رعایتی اداروں کے ساتھ تعاون سے فائدہ ھوا۔ یہ صورت سویڈن کے کارخانے‌داروں کے ساتھ معاہدوں سے ہوئی جنھوں نے یاروسلاول میں برقی موٹر بنانے والا کارخانہ بنایا اور ماسکو میں بال بیرنگ بنانے

10—1509

کے کام میں ترقی کے لئے بہت کچھ کیا جو ملک میں پہلے پہل شروع ہوا تھا ۔ ماسکو میں پنسل بنانے کا کام بھی کامیاب رہا تھا جسکو امریکی کروڑ پتی ہیمر نے شروع کیا تھا۔

بہر حال، مجموعی طور پر سوویت یونین کی یہ کوشش نا کام رہی کہ اسکی عوامی معیشت کی ترقی کے لئے غیرملکی سرمایہ کاروباری رعایتوں کی صورت میں بڑھ سکے۔ یہ سرمایہ‌دار دنیا کے حکمراں حلقوں کی سوویت دشمن پالیسی کا نتیجہ تھا ۔ جو رعایتیں دی گئیں ان کو سمجھوتے کے مطابق نہیں پورا کیا گیا غیرملکی فرمیں جنکو زیادہ سے زیادہ نفع کمانے کی ہوس تھی جلد ھی سوویت قوانین کی خلاف‌ورزی کرنے لگیں اور ان کے خلاف مزدوروں میں مخالفت پھیلنے لگی۔ ان کے ٹکنیکی اور معاشی نتائج بھی نیچے تھے ۔ بڑھتی ہوئی سوشلسٹ صنعت‌کاری کے مقابلے میں یہ رعایتی ادارے بالکل گر گئے اور ۱۹۳۰ء میں انکا خاتمہ بڑے پیمانے پر شروع ھو گیا۔

اگست ۱۹۲۶ء میں سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے ''غیر ملکی اور نجی کارخانوں میں پارٹی کے کام،، کے بارے میں ایک قرارداد منظور کی کیونکہ نجی اور رعایتی کارخانوں میں مزدوروں اور کارخانوں کے مالکوں کے درمیان تعلقات بہت پیچیدہ اور مخالفانہ ھو گئے تھے ۔ کارخانے داروں نے دو عملی پالیسی اختیار کی تھی ۔ ایک طرف تو وہ اپنی ذمے‌داریوں کو نہیں پورا کرتے تھے اور اس طرح مزدوروں کو زوردار احتجاج اور کھلم کھلا هڑتال پر مجبور کرتے تھے اور دوسری طرف، وہ مزدوروں میں تفرقہ ڈالنے کی کوششیں کرتے تھے، ان میں سے کچھ کو اپنے پیسے سے خرید لیتے تھے اور ان کو ٹریڈ یونینوں میں متحد ہونے سے روکتے تھے۔ کمیونسٹ پارٹی نے یہ اپیل کی کہ ان کارخانوں میں کام کرنے والوں کے درمیان وسیع طور سے سیاسی پروپیگنڈے پر زور دیا جائے ۔ ان پارٹی یونٹوں اور ٹریڈیونیتوں کے کام کی طرف خاص توجہ دی گئی جن کو مزدوروں کے معاشی، تہذیبی اور روزمرہ کے مفادات کی حفاظت کرنی تھی ۔ نجی سرمائے کے خلاف جدوجہد میں ریاست نے محنت کشوں کی ھر طرح سے حمایت کی ۔ مزدوروں کے مفادات کی حفاظت اور حمایت پرولتاری عدالتوں اور سوویت پبلک نے بھی کی۔ محنت کش لوگ یہ جانتے تھے کہ صنعت اور اندرونی تجارت میں لگا ھوا سرمایہ جو ان کے مفادات کے لئے

مضرت رساں تھا ایک عارضی مظہر کی حیثیت رکھتا تھا اور وہ دن دور نہیں تھا جب باقی بورژوازی کو بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ملک سے نکال دیا جائیگا۔

۱۴ ویں پارٹی کانگرس نے سوشلسٹ صنعت کی ہمہ گیر ترقی، ریاستی تجارت کے پھیلتے ہوئے جال کے مزید استحکام اور توسیع، صنعت اور اندرونی تجارت دونوں سے سرمایہ‌دار عناصر کے اخراج اور سوشلزم کی معاشی اور سیاسی جیت کے لئے ایک راستہ تیار کیا تھا۔ جب تک سوشلسٹ سیکٹر اس قابل نہیں ہوتا تھا کہ وہ نجی سرمائے کی جگہ مکمل طور سے لے لے اس وقت تک یہ ممکن نہ تھا کہ نجی سرمائے سے بالکل چھٹکارا مل سکے۔ اس صورت حال کو ماننا ھی تھا۔ نجی سرمائے کو استعمال کرنا ممکن اور ضروری تھا۔ پھر رفتہ رفتہ اسکو محدود کرکے ختم کیا جا سکتا تھا۔

یہ فریضہ سامنے رکھتے ہوئے سوویت حکومت نے سب سے پہلے معاشی ذرائع استعمال کئے۔ ان میں سب سے اہم سوشلسٹ صنعت اور تجارت کی ان شاخوں کی توسیع تھی جو پہلے مکمل یا جزوی طور سے نجی سرمائے کے حلقے میں آتی تھیں۔ حکومت نے نجی کاروبار کرنےوالوں کو لگام لگانے کے لئے مختلف طریقے اختیار کئے۔ اس نے نجی کاروباریوں کے لئے اشیاء تجارت، خام سامان اور قرضوں کی فراھمی کو یا تو کم کر دیا یا بالکل روک دیا، نجی سامان کے ٹرانسپورٹ پر باربرداری کا محصول زیادہ کر دیا اور محصول کی ایسی پالیسی اختیار کی گئی جس سے نجی سرمائے کو لگام لگی۔

ان حالات میں ان اشیاء تجارت کی بڑی بڑی قیمتیں لیکر جنکی بازار میں سخت قلت تھی نجی کاروبار کرنے والوں نے خوب نفع کمایا۔ جہاں تک ایسی چیزوں کی قیمتوں کا تعلق تھا جنکی سپلائی کم نہ تھی تو سرکاری اور نجی دوکانوں میں ان کی قیمت کا فرق بہت کم تھا مثلاً دیاسلائی کی قیمت میں ۳ — ۲ فیصدی کا فرق تھا۔ لیکن ان چیزوں کی قیمت میں یہ فرق بہت زیادہ تھا جنکی قلت تھی۔ مثلاً ۱۹۲۶ء میں سوتی کپڑوں کی قیمت نجی مارکیٹ میں ۳۰ فیصدی زیادہ تھی۔ نمک کی قیمت اس سے بھی زیادہ تھی۔ لیکن جیسے ھی یہ ممکن ھوا کہ قلت والی اشیاء تجارت سرکاری اور کوآپریٹیو دوکانوں کو کافی

سپلائی کی جا سکیں اور پھر انکی سرکاری قیمت گھٹائی جا سکے ویسے ھی نجی سیکٹر میں انکی قیمتیں فوراً گرنے لگیں۔

اب یہ سمجھنا آسان ہوگا کہ محنت کشوں کا رویہ نجی کاروباریوں اور کارخانےداروں کی طرف کیا تھا۔ انھوں نے بار بار یہ مطالبہ کیا کہ نجی کاروبار پر پابندیاں زیادہ سخت کردی جائیں اور نجی منافع پر زیادہ محصول عائد کیا جائے۔

صنعتی توسیع نے اس بات کو ممکن بنایا کہ ۱۹۲۷ء میں عام استعمال کی چیزوں کی قیمتیں گھٹائی جائیں۔ اس طرح سے نفع خوری کے امکانات کافی کم ہو گئے۔ پورے ملک میں نجی دوکانیں بند ہونے لگیں۔ ۱۹۲۷ء میں ان کی تعداد میں ۲۰ فیصدی اور انکی لین دین میں اس سے بھی کچھ زیادہ کمی ہوئی۔

بہر حال زرعی پیداوار کی منڈی میں اب بھی نجی کاروبار کرنےوالوں کا غلبہ تھا۔ ۱۹۲۷ء میں یوکرین کے مزدور کی تقریباً آدھی اجرت تو نجی سیکٹر سے کھانے پینے کا سامان خریدنے پر خرچ ہو جاتی تھی۔

۲۹ — ۱۹۲۸ء میں صنعت کے نجی سیکٹر کی حالت تیزی سے گری۔ ۱۹۲۱ء کے جس قانون کے مطابق نجی کاروبار کرنے والے سرکاری کارخانوں کو کرائے پر لے سکتے تھے اسکو منسوخ کر دیا گیا۔ نجی کاروباریوں کے ٹھیکوں پر نظرثانی کی گئی۔ اب بہت سے کاروباری اور تاجر اس قابل نہیں رہے تھے کہ وہ ان ریاستی کارخانوں سے مقابلہ کر سکیں جو زیادہ سستا اور بہتر سامان فراہم کرنے لگے تھے۔ مثال کے طور پر وہ رفتہ رفتہ آٹا چکیوں، چمڑے اور معمولی قسم کے تمباکو کی صنعتوں سے نکالے جا رہے تھے۔ ۱۹۲۶ء میں ھی چھوٹے نجی کاروباری ادارے اور کاریگر جو زیادہ‌تر نجی شاپوں کے مالکوں اور نجی کاروبار کرنے والوں پر تکیہ کرتے تھے ۷۰ فیصدی جوتے بناتے تھے۔ ریاست صرف ایک کروڑ جوڑے جوتے سالانہ تیار کرتی تھی جبکہ کل سالانہ ضرورت ساڑھے چار کروڑ جوڑوں کی تھی۔ دو سال بعد اسکا الٹا ہو گیا اور ریاست تقریباً چار کروڑ دس لاکھ جوڑے جوتے بنوانے لگی۔

نجی کاروباریوں نے اپنے مزدوروں کا استحصال تیز کردیا اور طرح طرح کی غیرقانونی حرکتوں کے ذریعہ، جن میں ذاتی نگرانی میں

کوآپریٹیو قائم کرنا بھی تھا، اپنی پوزیشن مضبوط کرنے کی کوشش کی۔ اس سے سرمایہ‌دار کارخانوں میں طبقاتی جدوجہد زیادہ تیز ہو گئی اور ہڑتالیں ہونے لگیں۔ عدالتوں نے محنت کشوں کے حقوق کی حفاظت کی۔ ہڑتال کرنے والے مزدوروں نے یہ مطالبہ کیا کہ جن کارخانوں میں وہ کام کر رہے تھے وہ ریاست کے سپرد کر دئے جائیں۔

اس زمانے میں کسانوں کو سرکاری اور کوآپریٹیو کے تجارتی جال کے ذریعہ ۹۷ فیصدی سوتی کپڑا، ۸۳ فیصدی کاشتکاری کا سازو سامان، ۸۸ فیصدی چھتوں کے لئے آہنی چادریں اور ۹۶ فیصدی کیلیں وغیرہ ملنے لگی تھیں۔ پیچیدہ زرعی مشینیں اور کھاد صرف ریاست سپلائی کرتی تھی۔ کسانوں کی زرعی پیداوار ریاستی تنظیموں کے ذریعے خریدی جاتی تھی۔ اب نجی دلال کی ضرورت نہیں رہی تھی۔ مزیدبرآں نجی کاروبار کرنےوالے کی یہ پوری کوشش کہ وہ چوطرفہ نفع حاصل کرے اور ملک کی عارضی معاشی مشکلات سے فائدہ اٹھائے، سب سے پہلے ان تمام اشیاء کو ھتھیا لے جنکی قلت تھی — یہ سب باتیں سوشلسٹ سیکٹر کی مزید ترقی میں رکاوٹ تھیں۔ ۲۹ — ۱۹۲۸ء میں ریاستی صنعت جوتوں اور چمڑے کے دوسرے سامان، کلف اور شیرہ، تمباکو، تیل اور مکھن وغیرہ کی پیداوار کا منصوبہ نہ پورا کر سکی کیونکہ زرعی خام سامان کی کمی تھی۔ نجی کاروباریوں کے پاس خام سامان تو کافی آتا تھا لیکن وہ جدید مشین نہیں رکھتے تھے اس لئے انکی پیداوار اپنی کوالٹی اور مقدار دونوں کے لحاظ سے کم تھی۔

مالیاتی اداروں نے اس بات کی تحقیقات شروع کی کہ نجی تجارتی اور صنعتی‌اداروں کے مالک اپنا نفع کس طرح تقسیم کرتے تھے۔ اس تحقیقات میں وہ نجی ادارے بھی شامل کر لئے گئے تھے جو سوویت حکومت نے بند کر دئے تھے۔ معلوم ہوا کہ ان کا زیادہ تر نفع غیرقانونی سٹہ‌بازی کے لئے استعمال ہوتا تھا۔

یہ دیکھ‌کر کہ صنعت اب بڑی حد تک اپنے پیروں پر کھڑی ہو چکی تھی، کہ عام اجتماعیت کے پہلے پھل حاصل کئے جانے لگے تھے اور نجی کاروبار کرنےوالے خفیہ کارروائیاں کرنے لگے تھے سوویت حکومت نے نجی سرمائے پر معاشی اور انتظامی دباؤ اور زیادہ کر دیا۔ اسکے نتیجے میں ۱۹۲۹ء میں فیکٹریوں اور کارخانوں کی کل صنعتی پیداوار میں نجی سرمائے کا حصہ صرف ۰ء۳ فیصدی رہ

گیا۔ ملک میں صرف ۱۷۷ نجی کارخانے رہ گئے جن میں ۱۷۰۰ مزدور کام کرتے تھے۔ اب سوویت ریاست سرمایہ‌دار صنعت کو قومی بنانے کا کام پورا کررہی تھی۔ یہ ایسا کام تھا جسکی بنیاد انقلاب کے فوراً بعد ہی ڈالی گئی تھی۔

کل‌یونین کمیونسٹ پارٹی کی ۱۶ ویں کانگرس میں (جون — جولائی ۱۹۳۰ء) مرکزی کمیٹی نے جو سیاسی رپورٹ پیش کی اس میں اسکی تصدیق کی گئی کہ صنعت میں سرمایہ‌دار عناصر پر سوشلزم کے حاوی ہونے یا سرمایہ‌داری کے سوشلزم کو ہڑپ کر جانے کا سوال سوشلزم کے حق میں ہمیشہ کے لئے طے ہو گیا تھا۔

اس وقت تک نجی سرمایہ ملک کی تجارت سے تقریباً بالکل نکالا جا چکا تھا۔ عملی طور پر ملک کی ساری تجارت اب ریاست کے ہاتھ میں آ گئی تھی۔ (۱۹۳۱ء میں خوردہ فروشی کا ۱۰۰ فیصدی کام اسکے قبضے میں تھا۔)

نجی سرمایہ جو پسپائی کی حالت میں تھا اپنا وجود قائم رکھنے کے لئے ہر طرح کی حرکتیں کرنے پر تلا ہوا تھا۔ بورژوازی نے ریاستی مشینری میں گھسنے، سرکاری عملے کو رشوت دینے اور بعض مرتبہ بڑے بڑے معاشی جرائم اور انقلاب دشمن سرگرمیوں میں حصہ لینے سے باک نہیں کیا۔ اس سے شہروں میں طبقاتی گروہوں کی حیثیت سے سرمایہ‌دار عناصر کا زوال اور تیزی سے ہوا۔ سوشلسٹ معیشت سے مقابلے میں بورژوازی کو شکست ہوئی اور معاشی طور پر اسکا بالکل خاتمہ ہوگیا۔

بورژوا مؤرخ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ نجی سرمائے کو شہروں میں خاص طور سے دباؤ اور جبر کے ذریعہ ختم کیا گیا۔ بہرحال، اعداد و شمار دوسری بات بتاتے ہیں۔ صرف ۴۰۰ فیصدی سابق مالکان جائداد کو جیل یا جلاوطنی کی سزا دی گئی۔ وہ منافع خوری، رشوت‌ستانی اور جعل و فریب کے مرتکب ہوئے تھے۔ بڑی تعداد میں بورژوا لوگوں کو آزادی کے ساتھ اس انتخاب کی اجازت دی گئی کہ وہ آئندہ چل کر کیا کام کریں‌گے اور ان کو یہ مواقع فراہم کئے گئے کہ وہ اپنے لوگوں کی تخلیقی محنت کی کوششوں میں تمام محنت کشوں کے برابروالوں کی حیثیت سے شریک ہوں۔

نیپمن بورژوازی کبھی بھی معاشی یا سیاسی طاقت نہیں بنی تھی۔ اس طرح سوویت ریاست نے طبقاتی جدوجہد میں اسکے خلاف بہت کم دباؤ استعمال کیا۔ اسی لئے دیہی بورژوازی یعنی امیر کسانوں کے خلاف بالشویکوں نے یہ نعرہ دیا کہ ان سے زور زبردستی سے ان کی ملکیت لے لی جائے لیکن شہری بورژوازی کے لئے یہ نعرہ نہیں دیا گیا کیونکہ وہ خود ھی بہت کمزور تھی۔

پانچواں باب

پہلا پنجسالہ منصوبہ

(۱۹۲۸ — ۳۲ء)

منصوبے کی تیاری اور اس پر عمل

۲۰ مئی ۱۹۲۹ء کو سوویتوں کی پانچویں کل یونین کانگرس ماسکو میں منعقد ہوئی۔ اس کے اجلاس بھی بالشوئی تھیٹر میں ہوئے جہاں گوئیلرو منصوبے (بجلی کاری کا ریاستی منصوبہ) پر بحث مباحثہ ہوا تھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اس کو ابھی زیادہ مدت نہیں گذری ہے۔ ۱۹۲۰ء کے آخر میں ھی سوشلسٹ معیشت کی تعمیر کا ۱۰ — ۱۵ سالہ پروگرام زیربحث آ چکا تھا۔ نم، ٹھنڈے اور نیم تاریک ہال میں بھیڑ کی کھال کی اونچی ٹوپیاں اور سپاہیوں کے لمبے لمبے اوورکوٹ ان الفاظ سے نمایاں تضاد رکھتے تھے جو مقررین کی زبانوں پر تھے۔ اب پرامن کام کے نو سال گذر چکے تھے اور منظر ایسا بدل گیا تھا کہ اس کو پہچاننا مشکل تھا۔ اب وھی ہال برقی قمقموں کی روشنی سے جگمگا رہا تھا اور شہ‌نشینیں اور نشست گاھیں فیکٹریوں، تعمیری جگہوں اور کھیتوں سے آئے ہوئے مردوں اور عورتوں سے کھچا کھچ بھری تھیں۔

ان برسوں میں جو تجربہ حاصل ہوا تھا اس کی بنا پر اب معاشی ترقی کے پنجسالہ منصوبے کا سوال اٹھانا ممکن تھا۔ چونکہ اب تعمیر نو کا کام بڑے پیمانے پر کیا جا رہا تھا اس لئے سرمایہ بھی بہت زیادہ لگ رہا تھا اور ایک مہم چلائی گئی تھی کہ وسائل اور رقموں کو زیادہ سے زیادہ معقول طریقے پر استعمال کیا جائے۔ اب مرکوز منصوبہ‌بند نظام کو پائدار بنانے کا وقت آ گیا تھا۔ مستقبل کے لئے سائنسی طور پر مرتب کئے ہوئے ایسے پروگرام کی ضرورت تھی جس

میں اعداد و شمار اور مدتوں کا تعین ٹھوس طریقے پر ہو اور جو الگ الگ کارخانوں اور علاقوں کی اور مجموعی طور پر صنعت، زراعت اور تجارت کی آئندہ ترقی کے امکانات کی وضاحت کرے۔

ایسے منصوبے کا مسودہ مرتب کرنا بہت ھی پیچیدہ اور مشکل کام تھا۔ انسانیت کی تاریخ میں پہلی بار یہ تجربہ کیا جا رہا تھا۔ ۱۹۲۶ء میں پنجسالہ منصوبے کے جو مختلف مسودے مرتب کئے گئے ان کو مسترد کرنا پڑا کیونکہ ان میں کم و بیش بڑی خامیاں موجود تھیں۔ بہرحال اس میں محض تجربے یا ماھروں کی کمی ھی کا سوال نہ تھا۔ خود ریاستی منصوبہ‌بندی کمیٹی (گوس پلان) اور عوامی معاشی اعلی کونسل کے ارکان، کمیونسٹ پارٹی اور سوویت حکومت کے رھنما اداروں میں بھی بہت عرصے تک اس بات پر اتفاق رائے نہ ھو سکا تھا کہ پنجسالہ منصوبے کے خاص فرائض کی نوعیت اور مقاصد کیا ھوں۔ تروتسکی کے حامیوں کا مطالبہ تھا کہ پنجسالہ منصوبے کے ابتدائی برسوں میں زیادہ سے زیادہ سرمایہ لگایا جائے اور
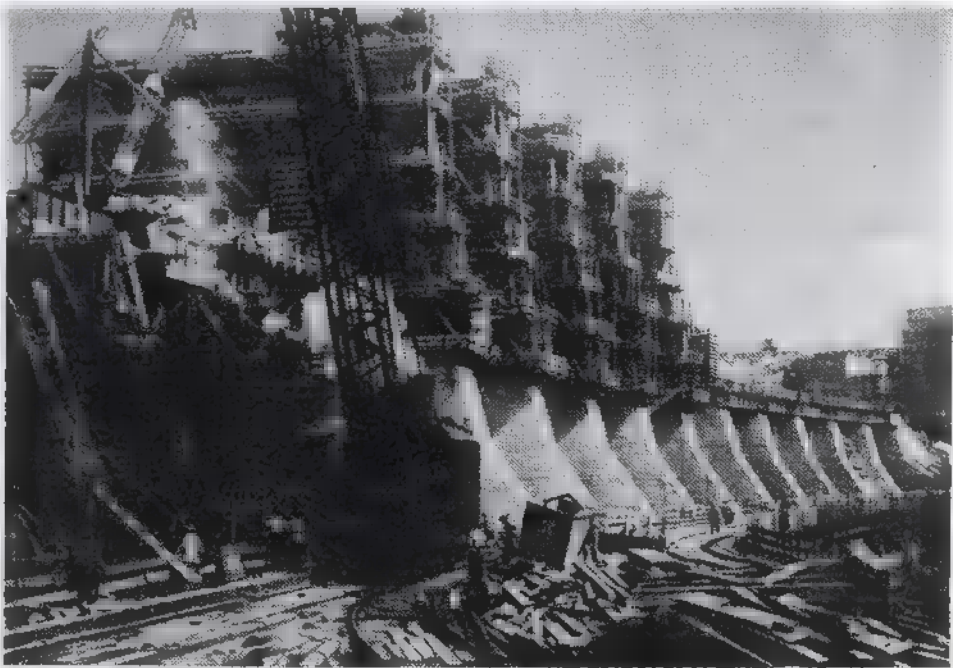
دنیپر کے پن بجلی گھر کی تعمیر

صنعتی پیداوار کو بڑھایا جائے اور اس کے آخری برسوں میں ان کو رفتہ رفتہ کم کیا جائے۔ اس لئے انھوں نے ایک بار پھر یہ تجویز پیش کی کہ سارے ملک کے باشندوں پر اور خصوصاً کسانوں پر محصول بڑھا کر یہ سرمایہ حاصل کیا جائے۔

اس کے خلاف پارٹی کے دائیں بازووالے یہ کہہ رہے تھے کہ تیز رفتار صنعتی ترقی کی کوشش نہ کرنی چاہئے اور ذرائع پیداوار کی مصنوعات کے بجائے ہلکی صنعت اور استعمالی سامان پر زیادہ زور دینا چاہئے۔ ان لوگوں کا خیال تھا کہ پیداواری کاموں میں امیر کسانوں کی سرگرم شرکت کے بغیر معاشی ترقی ممکن ہی نہ تھی۔

یہ تصور کرنا آسان ہے کہ اس موضوع پر جو بحث چھڑی وہ ایسی معمولی بحث نہ تھی جو ہر بڑی اور نئی بات میں ناگزیر ہوتی ہے۔ اختلاف رائے کی نوعیت سیاسی تھی جو سوویت یونین میں سوشلزم کی تعمیر کے بارے میں مختلف سیاسی رجحانات کیوجہ سے پیدا ہوئی تھی۔ بنیادی طور پر تروتسکی کے حامی اور پارٹی کے دائیں بازووالے دونوں وہ پوزیشن اختیار کر رہے تھے جو بورژوا ماہروں کی تھی۔ وہ اپنی مخصوص قسم کی معلومات اور عقائد کے مطابق سرمایہ‌دارانہ ترقی کے نمونوں کے سوا اور کسی چیز کو تسلیم نہیں کر سکتے تھے اور سوویت معیشت کو کسی دوسرے طریقے سے ترقی دینا ممکن نہیں خیال کرتے تھے۔

پارٹی نے ''بالاتر صنعت کاری،، کے خیال کی قطعی مذمت کی جو لازمی طور پر کسانوں کے استحصال سے منسلک تھی۔ پارٹی کے دائیں بازووالوں کو بھی کوئی حامی نہ ملے جن کی قیادت کل یونین کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی کے پولیٹ بیورو کے تین ممبر ''پراودا،، کے چیف ایڈیٹر نکولائی بوخارین، عوامی کمیساروں کی کونسل (وزارتی کونسل) کے صدر الکسئی ریکوف اور ٹریڈ یونینوں کی کل‌یونین مرکزی کونسل کے صدر میخائیل تومسکی کر رہے تھے۔

ان مخالفین کی شکست بڑی اہمیت کی حامل تھی۔ دسمبر ۱۹۲۷ء میں ہونےوالی ۱۵ ویں پارٹی کانگرس نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ مخالفین کے خیالات لینن‌ازم کے راستے سے الگ لے جاتے ہیں۔ تروتسکی کے مخالف گروہ میں شامل ہونا اور اس کے خیالات کا

پروپیگنڈا پارٹی کی ممبری کے خلاف قرار دیا گیا *۔ کانگرس نے پہلا پنجسالہ منصوبہ مرتب کرنے کے لئے ھدایات جاری کیں جن میں معاشی ترقی کا تعین اس طرح کیا گیا کہ صنعت، تجارت اور زراعت میں ریاستی سیکٹر کا حصہ سال بسال ترقی کرتا جائے اور سوویت معاشی ترقی کی رفتار سرمایہ‌دار ملکوں سے کہیں زیادہ ہو ۔ اس منصوبے میں سب سے زیادہ توجہ بھاری صنعت کی طرف کی گئی ۔

۱۹۲۸ — ۲۹ء میں دائیں بازووالوں کے خیالات پر سخت نکتہ‌چینی کی گئی ۔ پارٹی کی دستاویزوں میں اس بات پر زور دیا گیا کہ صنعت کاری کی رفتار سست کرنے اور دیہی بورژوازی کے سارے حقوق کو برقرار رکھنے کے بارے میں دائیں‌بازووالوں کی اپیلیں عملی طور پر ''سرمایہ‌دار عناصر کے ساتھ طبقاتی تعاون کی پالیسی تھی اور امیر کسانوں کے خلاف پرولتاری طبقاتی جدوجہد کی جگہ اس پالیسی کی طرف لے جاتی تھی کہ ''سوشلزم میں امیر کسان جڑ پکڑیں،، ۔

اپریل ۱۹۲۹ء کی ۱۶ ویں پارٹی کانفرنس میں دائیں بازووالوں کو مکمل شکست ہوئی ۔ اس وقت تک پہلے پنجسالہ منصوبے کا مسودہ بالکل تیار ہو چکا تھا ۔ اس میں نہ صرف منصوبہ بندی کرنےوالے اور سائنسی اداروں کی بڑی دین تھی بلکہ خود محنت‌کشوں نے اس کی تیاری میں براہ راست حصہ لیا تھا اس شعبے میں ان کی سرگرمیاں اس بات کا بہترین ثبوت تھیں کہ زبردست تعمیری کاموں کا اعلی مقصد کثیر تعداد عوام کے لئے واقعی ولولے اور جوش کا باعث تھا ۔

سائنس‌دانوں نے اس کام میں دلچسپی کے ساتھ پیش‌قدمی کی ۔ مارچ ۱۹۲۸ء میں ممتاز سائنس‌دانوں کے ایک بڑے گروہ نے عوامی کمیساروں کی کونسل (وزراءٔ کی کونسل) کو ایک خط لکھ کر اس بات پر زور

---

*نومبر ۱۹۲۷ء میں اکتوبر انقلاب کی دسویں سالگرہ کی تقریب میں ماسکو اور لینن گراد میں تروتسکی کے حامیوں نے اپنے مظاھرے منظم کرنے کی کوشش کی ۔ یہ نہ صرف پارٹی کے قواعد و ضوابط کی خلاف‌ورزی تھی بلکہ یہ سوویت دشمن کارروائی بھی تھی ۔ بعد کو نومبر ۱۹۲۷ء میں ھی تروتسکی اور زینوویف کو کمیونسٹ پارٹی سے نکال دیا گیا ۔ پارٹی کے بحث مباحثے سے یہ پتہ چلا کہ ۹۹ فیصدی سے زیادہ ممبر مرکزی کمیٹی کی لائن کے حق میں تھے ۔

دیا کہ پنجسالہ منصوبے میں صنعت اور زراعت کے لئے کیمیا کے رول کی طرف زیادہ توجہ کی جائے۔ ا۔ باخ، ن۔ زیلینسکی، و۔ کورنا کوف، ا۔ فاوورسکی، ا۔ فیرسمان اور دوسرے سائنس‌دانوں نے اندرون ملک اور دنیا بھر میں رائج رجحانات کا تجزیہ کرکے اسی وقت اس بات پر زور دیا کہ ایسے دور کی ابتدا ہو رہی ہے جس میں ریڈیو شعاع ریزی اور انٹرا ایٹمی توانائی کو استعمال کرنے کے بےحد امکانات موجود ہیں۔ حکومت کے ممبروں نے سائنس‌دانوں سے ملکر ان کی تجاویز کو بغور سنا اور ان کو پنجسالہ منصوبے میں جگہ دی۔ ساتھ ہی عوامی کمیساروں کی سوویت نے پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے پولیت بیورو کے ممبر یا۔ رودزوتاک کی رہنمائی میں ایک کمیٹی اس لئے بنائی کہ وہ ملک کی معیشت میں کیمیا کے استعمال کو زیادہ سے زیادہ رائج کرے۔ منصوبے کے مسودے میں مزید اسکیموں کا اضافہ کیا گیا اور دو تین سال کے دوران ہر ایک ایسے بڑے بڑے کیمیائی کارخانوں کا چرچا کرنے لگا جو بوبریکی (اب اس کا نام نوواساسکوفسک ہے)، بیریزنیکی، خیبین، آقتوبنسک، سوگیلیوف، یاروسلاول اور دوسرے شہروں میں زیرتعمیر تھے۔

۱۶ ویں پارٹی کانفرنس نے پنجسالہ منصوبوں کے دو مسودوں پر غور کیا۔ ایک پیداوار کو کم سے کم حد تک بڑھانے اور دوسرا اوسط حد تک بڑھانے کے لئے تھا۔ موخرالذکر میں کم سے کم کے مقابلے میں ۲۰ فیصدی کا اضافہ رکھا گیا تھا۔ کانفرنس نے موخرالذکر مسودے ہی کو منظور کیا۔ اس طرح پارٹی نے ان تمام تجاویز کو مسترد کر دیا جن کا تعلق معاشی اضافے میں مست رفتاری اختیار کرنے سے تھا۔ پنجسالہ منصوبے کو قانونی شکل دینے کے لئے اس کو سوویتوں کی کل‌یونین کانگرس سے منظور کرانا تھا۔

۲۰ مئی ۱۹۲۹ء کو ماسکو کے بالشوئی تھیٹر میں منصوبہ‌بندی کمیٹی کے صدر کرژیژانوفسکی نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ یہاں پوری دیوار پر ایک بڑا جغرافیائی نقشہ پھیلا ہوا تھا جو یہ دکھاتا تھا کہ پانچ برسوں کے بعد سوویت یونین کی شکل کیا ہوگی۔ اور پھر اس نقشے نے اپنی کہانی خود ہی پیش کی جب اس پر بہت سے درخشاں ستارے، نقطے، شکستہ خطوط اور لائنیں جگمگا اٹھیں۔ سب کے سامنے نئے نئے بجلی گھروں، کوئلے کی کانوں، تیل کے چشموں، ٹریکٹروں اور

موٹروں کے کارخانوں، پنچائتی اور ریاستی فارموں، ریلوے اور نئے نئے شہروں کی تصویر آ گئی۔ پورا ہال زوردار تالیوں سے گونج اٹھا۔ رپورٹ کے آخر میں سارا نقشہ روشنیوں سے ایسے بھرا ہوا تھا جیسے کسی جادو کی چھڑی کے زور سے پردہ اٹھ گیا ہو اور ۱۹۳۳ء کا طاقتور صنعتی اور پنچائتی کھیتی والا ملک سامنے ہو۔ طوفانی تالیوں کے درمیان سارے ہال کے لوگ ایک ساتھ کھڑے ہو گئے اور زوروں کے ساتھ ''انٹرنیشنل،، گانے لگے۔

کئی دن بحث مباحثے کے بعد ملک کے اعلی ترین قانون ساز ادارے نے ۲۸ مئی ۱۹۲۹ء کو منصوبے کی تصدیق کر دی۔

اس زمانے کے لحاظ سے یہ منصوبہ واقعی بہت شاندار تھا۔ منصوبے کے اہم‌ترین مقاصد، ملک کے تمام علاقوں میں معیشت کی ساری شاخوں کے فرائض تین موٹی موٹی جلدوں میں درج تھے۔ منصوبے کے تمام حصوں میں تعمیراتی پروگرام کو مرکزی حیثیت دی گئی تھی۔ سوویت یونین کی عوامی معیشت میں تقریباً ۶۰ ارب روبل لگانے کا فیصلہ کیا گیا تھا۔ یہ رقم پچھلے پانچ سال کے مقابلے میں ڈھائی گنی تھی۔ دوسرے الفاظ میں نئے کارخانوں کی تعمیر اور پرانے کارخانوں کی بحالی پر روزانہ ساڑھے تین کروڑ روبل خرچ کئے جا رہے تھے۔ تمام صنعتی تعمیرات میں تین چوتھائی سے زیادہ اخراجات بھاری صنعت کی تعمیرات کے لئے دئے گئے تھے۔ منصوبے کے مطابق جدید سازوسامان اور مشینوں سے لیس ڈیڑھ ہزار کارخانے بنائے جانےوالے تھے۔ صنعت کو ملک کی معیشت میں اولیں جگہ لینی تھی اور اس کا سیکٹر سب سے بڑا ہونا تھا۔ ان نئے صنعتی امکانات کی مدد سے زراعت کے سوشلسٹ سیکٹر کو اس طرح بڑھانے کی توقع تھی کہ ۱۹۳۳ء میں مجموعی زرعی پیداوار میں اس کا حصہ ۱۵ فیصدی ہو جائے جبکہ ۱۹۲۷ — ۲۸ء میں وہ صرف ۲ فیصدی تھا۔ تقریباً پچاس ساٹھ لاکھ کسانوں کی انفرادی ملکیتوں کو بھی پنچائتی اور ریاستی فارموں میں متحد کرنے کا پروگرام تھا۔

منصوبے کا ایک اہم حصہ سوویت یونین میں تہذیبی انقلاب کرنے کے فرائض سے متعلق تھا۔ عام ابتدائی تعلیم رائج کرنی تھی، ۴۰ سال سے کم عمروالے لوگوں کی ناخواندگی ختم کرنے اور تہذیبی اور تعلیمی اداروں کا ایک وسیع جال پھیلانے کا پروگرام تھا۔

منصوبے کا خاص مقصد یہ تھا کہ ملک کی صنعت کاری کو بڑھانے، زراعت کو اجتماعی بنانے اور سوویت یونین کو زرعی ملک سے صنعتی ملک میں تبدیل کرنے کے ساتھ ساتھ عوامی معیشت کے تمام شعبوں سے سرمایہ‌دار عناصر کو زیادہ مؤثر طریقے سے نکالا جا سکے اور بالآخر سوشلسٹ معیشت کی بنیاد قائم کی جا سکے۔

سوویت یونین صنعتی طاقت کی حیثیت سے

پہلے پنجسالہ منصوبے کی تیاری کے دوران کمیونسٹ پارٹی ٹریڈیونینوں اور نوجوان کمیونسٹ لیگ کی مدد سے اس لئے بھی بڑے پیمانے پر پروپیگنڈا کرتی رہی تھی کہ محنت کش لوگوں کو زیادہ سے زیادہ اس منصوبے کو پورا کرنے کے کاموں میں لائے۔ ۲۰ جنوری ۱۹۲۹ء کو اخبار ''پراودا،، میں پہلی بار لینن کا مضمون شائع ہوا جس کا عنوان تھا ''مقابلہ کیسے منظم کیا جائے؟،، اس وقت کی صورت حال کے لئے یہ مضمون ایسا موزوں تھا کہ اسی موقع کے لئے مخصوص لکھا ہوا معلوم ہوتا تھا حالانکہ دراصل یہ ۱۹۱۷ء کے آخر میں لکھا گیا تھا۔

لینن نے لکھا تھا کہ صرف سوشلزم میں ھی محنت کش کو یہ موقع ملتا ھے کہ وہ اپنے اور اپنی ریاست کے لئے، اپنی ساری قوم کی بھلائی کے لئے کام کرسکے۔ سوشلزم میں ھی پہلی بار عام پیمانے پر سارے لوگوں کے حقیقی مقابلے کا موقع حاصل ہوتا ھے۔ استحصال پر مبنی سرمایہ‌دار نظام نے برسہا برس تک ان جوھروں کا گلا گھونٹا ھے، ان کو کچلا اور روندا ھے جن کے سرچشمے ھمیشہ عوام میں موجود رہے ھیں۔ صرف سوشلزم ھی محنت کش عوام کی اکثریت کو کام میں لگاتا ھے جس سے وہ اپنے آپ کو پا سکتے ھیں اپنی تخلیقی صلاحیتوں کو اجاگر کر سکتے ھیں اور آگے بڑھ کر کام کرنے کی قابلیت اور ترقی کا مظاھرہ کرسکتے ھیں۔ آدمی کے ھاتھوں آدمی کا استحصال ختم ھونے کے بعد ھی معاشی رقابت کی جگہ محنت میں وہ رفیقانہ تعاون اور مقابلہ لے سکتے ھیں جن میں لکھوکہا آدمی شریک ہوں۔

جیسا کہ ہم پہلے دیکھ چکے ہیں سوویت یونین میں نئے پیداواری تعلقات کے قیام کے ساتھ محنت کی طرف نیا رویہ پیدا ہوا اور مستحکم بنا۔ پہلے پہل یہ کمیونسٹ سبوتنیکوں کی صورت میں ظاہر ہوا جب لوگ اپنے چھٹی کے دنوں میں رضا کارانہ طور پر مفت کام کرتے تھے، پھر اگوا کار جتھوں کی تحریک کی شکل میں۔ پہلے پنجسالہ منصوبے کی ابتدا میں اس طرح کے عوامی محنتی مقابلوں کے لئے فضا بہت سازگار تھی۔

نئے نئے کارخانوں، فیکٹریوں اور شہروں کی تعمیر اور پرانے صنعتی اداروں کی مرمت بڑی تیزی سے کی جا رہی تھی۔ ان کے لئے ہنرمند عملے کی مانگ میں برابر اضافہ ہو رہا تھا۔ عام طور پر محنت کشوں کی مالی حالت بہتر ہوتی جا رہی تھی۔ مزدور طبقے کا انتشار ماضی کی بات ہو چکی تھی۔ ۱۹۲۹ء میں ملک کے آدھے سے زیادہ مزدور موروثی ہو چکے تھے۔ عوامی معیشت کی بحالی کی پہلے برسوں میں صرف ۲۰ فیصدی مزدور صنعت میں نئے تھے۔ ۸۰ فیصدی مزدور کم سے کم تین سال سے کام کر رہے تھے اور کل مزدوروں کے نصف نے انقلاب سے پہلے صنعت میں کام کرنا شروع کیا تھا۔ انقلاب کے بعد بے پڑھے لکھے مزدوروں کی تعداد میں تیزی سے کمی ہوئی تھی۔ ۱۹۲۹ء میں ان کی تعداد ۱۴ فیصدی تک گھٹ گئی تھی۔

پھر بھی کارخانوں اور فیکٹریوں میں پسماندہ مزدوروں کی تعداد کافی تھی۔ ان میں بہت سے کل تک کسان تھے اور اپنے کھیت رکھتے تھے۔ وہ اب بھی یہ خواب دیکھتے تھے کہ پیسہ جمع کرکے اپنے گاؤں واپس جائینگے اور وہاں کوئی گھوڑا یا گائے خرید لینگے۔

کارخانوں کے ۲۰ فیصدی مزدور اخبار نہیں پڑھتے تھے اور ان میں سے ہر ساتواں مزدور ناخواندہ تھا۔ اس زمانے میں جبکہ معیار زندگی نسبتاً نیچا تھا اور غذائی راشن بندھا تھا، رھائشی مکانات کی وسیع تعمیر کے لئے پیسہ کافی نہ تھا کچھ مزدوروں اور ملازموں کا غیرمطمئن ہونا قدرتی بات تھی۔ لیکن یہ لوگ سوویت مزدور طبقے کے رویے کی تشکیل نہیں کرتے تھے۔ اس کی بڑی برق رفتار طاقت موروثی اور تجربہ کار مزدوروں پر مشتمل تھی۔ ۱۹۲۹ء کی بہار میں صرف ۱۲ فیصدی مزدور کمیونسٹ پارٹی کے اور ۸۰۰ فیصدی

نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبر تھے - انہیں کی قیادت میں زیادہ تر شہری پرولتاریہ تھا اور پہلے پنجسالہ منصوبے کے نشانوں کی تکمیل کے لئے بھی سوویت کمیونسٹ پارٹی انہیں مزدوروں سے زبردست حمایت کی توقع رکھتی تھی۔

مقابلے کے بارے میں لینن کے مضمون کو اگواکار مزدوروں نے عمل کے لئے پارٹی کی اپیل سمجھا ۔ لینن گراد کے ''کراسنی ویبورژتس،، کے ۳۰ سالہ مزدور میخائیل پوتین نے جو ٹیم لیڈر تھا اس اپیل کو اسی طرح سمجھا ۔ وہ صرف ٹیم لیڈر ہی نہیں بلکہ پارٹی کا پرچارک بھی تھا ۔ اس کا سارا جتھہ اس سے سوالات کرتا تھا اور وہ ان کے جواب دیتا تھا ۔ ایک بار انہوں نے اپنے وقفے میں مقابلے کے بارے میں لینن کا متذکرہ‌بالا مضمون پڑھا اور اس پر تبادلۂ خیال کیا ۔ ان کا کارخانہ ابھی اپنا منصوبہ نہیں پورا کر رہا تھا اور کام سے غیرحاضر ہونا، کام پر دیر سے آنا اور خراب کام خاص طور سے اس میں رکاوٹیں تھیں - پوتین کی ٹیم اگواکار سمجھی جاتی تھی ۔ ٹیم کے آٹھ ممبروں میں سے چار کمیونسٹ تھے اور ایک نوجوان کمیونسٹ لیگ (کمسومول) کا ممبر ۔ وہ ہمیشہ اپنا کام بڑھ چڑھکر کرتے تھے ۔ لیکن دوسروں کو کس طرح اس معیار تک لایا جائے؟ وہ اس کے بارے میں کافی سوچ چکے تھے لیکن لینن کے مضمون نے ان کی رہنمائی کی ۔ انہوں نے دوسری ٹیموں سے مقابلے کی ٹھانی اور باہم بیٹھ کر اس کے شرائط تیار کئے کہ وہ رضاکارانہ طور پر ۱۰ فیصدی اجرت کی شرح گھٹا دیں گے، پیداواری کارگزاری ۱۰ فیصدی بڑھائینگے، خراب چیزیں بنانے سے بچیں گے اور ہر ٹیم ورکشاپ میں اپنے کو زیادہ سے زیادہ باضابطہ ثابت کرنے کی کوشش کریگی۔ اس زمانے کے لئے یہ کافی بڑی ذمےداری تھی - کارخانے میں ایسے مزدور کافی تھے جو مشکل سے پڑھ لکھ سکتے تھے اور باقاعدگی سے گرجاگھر کے تہواروں میں شریک ہوتے تھے ۔ چنانچہ اس بہانے وہ کام سے غیرحاضر ہونے کو برا نہیں سمجھتے تھے ۔ ابتدا میں پوتین اور اس کے ساتھیوں کی تجویز کو شبہ کی نظر سے دیکھا گیا اور اس پر نکتہ چینی بھی ہوئی ۔

''اچھا، لیڈر بننا چاہتے ہو!

''تمہارا سمجھوتہ میرے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتا!

''تو تم ہماری جیب کاٹنا چاہتے ہو؟،،

اس طرح کی باتیں نہ صرف ۱۹۲۹ء میں سننے میں آتی تھیں جب پہلے پہل سوشلسٹ مقابلے بڑے پیمانے پر منظم ہو رہے تھے۔ ۱۹۳۲ء میں مشہور جدتیں کرنےوالے نکیتا ایزوتوف کو بھی انھیں مشکلات کا سامنا کرنا پڑا۔ اس وقت انھوں نے ''پراودا،، میں کوئلے کی ترقی یافتہ کان کنی کے لئے ایک مضمون شائع کرایا۔ اس پر بہت سے کان کن بڑبڑائے: ''ارے، بڑا پڑھا لکھا بنتا ہے۔ ہمارے گر بتاتا ہے! خود اپنا کام نہیں کرتا،،۔ بہرحال پرانی دنیا کی عادتیں اور تعصبات عوامی جوش اور ولولے کی اٹھتی ہوئی لہر کو نہ روک سکے۔ جلد ہی کمیونسٹوں اور نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبروں کا تنظیمی کام بارآور ہونے لگا۔ زیادہ تر مزدوروں نے سوشلسٹ مقابلے کی تحریک کی حمایت کی اور اس میں شرکت کرنے لگے۔ وہ لوگ جو کل تک کسان تھے خوشی سے اس پر رضامند ہو گئے کہ ان کی پیداواری شرح میں کٹوتی کی جائے، نوجوان مزدور بلاناغہ کام کرنے لگے اور پرانے تجربہ‌کار مزدور نوجوانوں کو اپنے ''گر،، بتانے لگے۔ یہ سب لوگوں میں شعوری تبدیلی کا پتہ دیتا تھا۔

سوشلسٹ مقابلے نے محنت کشوں میں بیداری، ضابطہ اور اتحاد پیدا کیا، ان میں محنت کی طرف نئے رویے کی نشوونما کی اور ان کو یہ محسوس کرنے میں مدد دی کہ وہ واقعی پیداوار کے اصلی مالک ہیں۔ رفتہ رفتہ اس مقابلے میں صنعت کی اہم‌ترین شاخیں، تمام بڑے بڑے کارخانے اور تعمیری جگہیں شامل ہونے لگیں۔ جو کارخانے یا صنعتی ادارے اپنا کام سب سے اچھا کرتے تھے ان کے نام کا اعلان وقتاً فوقتاً جیتنےوالوں کی حیثیت سے ہونے لگا۔ ان کو سرخ جھنڈے انعام میں دئے جاتے تھے اور ان کے نام کا چرچا اخباروں میں اور ریڈیو پر ہوتا۔ اچھے مزدوروں کو آرام گھروں اور صحت گاہوں میں رہنے کے اجازت نامے ملنے لگے۔ ابھی تک بوڑھے مزدوروں کے پاس پہلے پنجسالہ منصوبے کے دوران نمایاں کام کرنے کی سندیں محفوظ ہیں۔

۱۹۲۹ء کے آخر میں مزدوروں کے اگواکار جتھوں کی کل‌یونین کانگرس ماسکو میں ہوئی۔ یوکرین، اورال، بیلوروس، وسط ایشیا، لینن گراد اور نیژنی نووگورد کے مزدوروں نے اس میں اپنے اپنے کارناموں کی رپورٹیں پیش کیں۔ کانگرس کی تہواری فضا کے باوجود مقابلوں میں

حصہ لینے والے مزدوروں نے اپنے کام کے بارے میں سنجیدگی سے بحث مباحثہ کیا، آئندہ کے منصوبے بنائے اور مختلف خامیوں کو دور کرنے کے بارے میں تبادلۂ خیال کیا۔

کانگرس کے دوران سورسووا کے مزدوروں کی تحریک پر اچھے اور اگوا کار مزدور کل یونین کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کے ممبر بنے۔ اس طرح کمیونسٹ پارٹی مقابلے منظم کرکے اپنی طرف لکھو کہا لوگوں کو لائی اور اپنے کو قوم کے بہتر ین فرزندوں اور دختروں سے مالا مال کیا۔ سوشلزم کی تعمیر کی رفتار تیز ہو گئی اور جو پہلے ناممکن معلوم ہوتا تھا اب حقیقت بن گیا۔

آجکل ماگنیتوگورسک اور نووا کوزنیتسک جیسے اورال اور سائبریا کے بڑے بڑے صنعتی مرکزوں کی شہرت سوویت یونین کی سرحدوں کو پار کر چکی ہے۔ آج جہاں ماگنیتوگورسک کا زبردست صنعتی شہر پھیلا ہوا ہے وہاں ۱۹۲۹ء میں ریلوے اسٹیشن تک نہ تھا۔ ریلوے اسٹیشن کا کام ایک ریل کے ڈبے سے لیا جاتا تھا۔ لیکن سارا ملک اس کے نام سے واقف ہو چکا تھا۔ شہروں اور گاؤں میں ہر جگہ یہ پوسٹر دیکھے جا سکتے تھے کہ ماگنیتوگورسک کی جائے تعمیر لوگوں کی منتظر ہے۔ ہزارہا لوگوں نے اس پکار پر لبیک کہا اور اورال کو روانہ ہو گئے۔

ہاں، ابتدا دشوار تھی۔ شروع کی منزلوں میں سارے کام ہاتھ سے کرنے پڑتے تھے۔ تعمیری کام میں استعمال ہونےوالے ٹریکٹر اور ٹرکیں بہت کم تھیں۔ اکثر تو گھوڑاگاڑیوں، دستی گاڑیوں اور پھاوڑوں وغیرہ کی کمی پڑ جاتی تھی۔ تعمیر کرنے والے مزدوروں کو جھونپڑیوں میں رہنا پڑتا تھا اور جب بہت زیادہ مزدور ایک ساتھ آ جاتے تھے تو زمین کھود کر بھٹوں میں رہتے تھے۔ بعض ایسے بھی ہوتے تھے جو ان مشکلات کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے اور واپس چلے جاتے تھے۔ لیکن زیادہ تر لوگ ڈٹے رہے۔

اسی طرح کے دشوار حالات میں خیبین، بیریزنیکی، تولا کے قریب اور اقتوبنسک میں کیمیاوی کارخانوں اور اس شہر کے قریب جس کو اب ہم نووا کوزنیتسک کہتے ہیں دھات ساز کارخانے کی تعمیر شروع ہوئی۔ اس زمانے میں نہ شہر تھا اور نہ دھاتساز کارخانہ۔ صرف منصوبہ بنانے والوں کے نقشوں پر اس کا نام تھا۔ بہرحال ۱۹۲۹ء

میں دن رات کام ہونے لگا۔ رات کو برقی روشنی میں کام ہوتا تھا اور شدید سردی میں جب مشینی ایکسکیویٹر بیکار ہوجاتے تو لوگ پتھر جیسی سخت مٹی کھودتے تھے۔ یہاں کی طرح تمام تعمیری جگہوں پر مقررہ نشانے سے بڑھ چڑھکر، رضا کارانہ طور پر مقررہ وقت سے زیادہ اور چھٹی کے دنوں میں کام کرنا پائدار روایت بن گیا۔

باشعور اور پرجوش مزدور مالی فائدے کی انتہائی چاہت رکھنے والے مزدوروں کو بھی اپنے جوش و خروش سے بھر دیتے تھے۔ جب کمیونسٹ پارٹی اور نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبر آدھی رات کو کسی فوری ضرورت کے بنا پر اٹھ جاتے تھے تو دوسرے بھی ان کی مثال کی پیروی کرتے تھے۔ اگر شانہ بشانہ کام کرنے والا ساتھی تھکا دینےوالے کام کے دن کے بعد کوئی فوری اور اہم کام کرنے لگتا یا اپنے فاضل وقت میں دوسروں کو لکھنا پڑھنا سکھانے میں مدد دیتا تو اس وقت بے تعلقی ممکن نہ تھی۔

اس زمانے کے ایک نمایاں معمار میرسعید آردونوف نے بتایا ''ہمارے جتھے کو روبلوں نے متحد کیا تھا۔ کارخانے کی عمارتیں بنانے کے لئے سیکڑوں بلکہ ہزاروں مکعب میٹر زمین کھود کر الگ پھینکتے ہوئے ہم رفتہ رفتہ یہ سمجھنے لگے کہ ہم کیا بنا رہے ہیں اور کس کے لئے بنا رہے ہیں،،۔ اس جتھے کے ۳۰ زمین کھودنے والوں میں زیادہ‌تر تاتار یا بشکیر تھے۔ کئی بار ان لوگوں نے جو پہلے اسیر کسان تھے اور اب بیریزنیکی کے کیمیائی کارخانے کی جائے تعمیر کے معماروں کے جتھوں میں گھس آئے تھے آردونوف اور اس کے جتھے پرحاوی ہونے کی کوشش کی جو کام کے سوشلسٹ مقابلوں میں حصہ لیتا تھا۔ ان کے حملے میں آردونوف کا ایک ساتھی مارا گیا اور وہ خود عرصے تک اسپتال میں پڑے رہے۔ لیکن وہ دشمنوں کی ان حرکتوں سے ڈرے نہیں بلکہ اس سے ان کو حالات کی نوعیت سمجھنے میں مدد ملی۔ زمین کھودنے والے اور اچھی طرح کام کرنے لگے، انہوں نے اپنی ناخواندگی دور کی اور نئی حرفت سیکھ کر کنکریٹ بچھانے والے بن گئے۔ آردونوف کی قیادت میں ۱۴ مزدور کمیونسٹ پارٹی کے ممبر بنے۔ اب پرانے جتھے کی جگہ اگوا کار جتھے نے لے لی۔

مزدور طبقے کا محنتی جوش و خروش روز بروز بڑھتا گیا۔ یہ بات واضح ہو گئی کہ پانچ سالہ منصوبے کو وقت سے پہلے پورا کرنا ممکن ہوگا۔ اس کی اہمیت اس وجہ سے اور بھی زیادہ تھی کہ ۱۹۲۹ء کی گرمیوں میں سوویت یونین کی بین‌اقوامی صورت حال میں کچھ پیچیدگی پیدا ہو گئی۔ سامراجیوں نے ان دھمکیوں اور اشتعال انگیزیوں کے بجائے جو معمول بن چکی تھیں براہ‌راست فوجی حملے شروع کر دئے۔ منچوریائی فوجوں اور روسی سفید گارڈوں نے چینی مشرقی ریلوے پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ اس صورت میں پنجسالہ منصوبے پر نظر ثانی کرنے کی ضرورت پڑی اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ بھاری صنعت کی توسیع کو اور تیز کر دیا جائے خصوصاً اس کی ایسی شاخوں کو جن کا تعلق ملک کے دفاع سے تھا۔ بھاری صنعت کے لئے نئے وسائل فراہم کرکے اور صنعت کاری کی رفتار میں اور تیزی پیدا کرکے، جس میں کام کے سوشلسٹ مقابلے کو خاص اہمیت حاصل تھی، سوشلسٹ تعمیر میں نمایاں کامیابیاں حاصل کی گئیں۔

یکم مئی ۱۹۳۰ء کو (پروگرام سے ۱۷ مہینے قبل) وسط ایشیا کو سائبیریا سے ملانےوالی ریلوے لائن چالو ہوگئی۔ اس لائن

ترکستانی — سائبیریائی (تورکسیب) ریلوے کا افتتاح (۱۹۲۹ء)

کا نام ترکسیب (ترکمانیہ ــ سائبیریا) ریلوے تھا اور اس کی لمبائی ڈیڑھ ہزار کلومیٹر تھی ۔ اس کے ذریعہ قزاخستان، قرغیزیہ اور روسی فیڈریشن کے علاقوں کو ملایا گیا تھا ۔ یہاں کے مقامی لوگ حیرت سے جدید مشینوں کو دیکھتے تھے اور اس کے بنانےوالوں کی زندگی اور کام بھی ان کے لئے حیرت کا باعث تھے ۔ بوڑھے پہلی بار بھاپ کے انجن کو دیکھ کر یہ یقین دلاتے تھے کہ اس کے پہئے شیطان گھماتا ہے لیکن نوجوان ان کی ان باتوں پر مسکراتے تھے ۔ جوسگلی اوساروف بھی ان نوجوانوں میں سے تھا جو زندگی کو نئی نگاہوں سے دیکھتے تھے ۔ اس نے ۲۶ سال کی عمر میں جب وہ مشکل سے پڑھ لکھ سکتا تھا ترک سیب ریلوے کی تعمیر میں حصہ لینا شروع کیا تھا ۔ اس ریلوے کی تعمیر کے دوران ھی کام کے ساتھ ساتھ اس نے تعلیم حاصل کی اور پھر وہ کمیونسٹ بنا ۔ لیکن ریلوے لائن کے چالو ہونے کے دن تک اس کو یقین نہ تھا کہ وہ وقت بھی آئیگا جب وہ اس لائن کا سربراہ مقرر کیا جائیگا ۔

زندگی میں نئے نئے اصول اور رجحانات داخل ہو رہے تھے ۔ ان نئی باتوں کے خالق خود عوام تھے جو اب ملک کے مالک کی حیثیت رکھتے تھے ۔

۱۷ جون ۱۹۳۰ء کو استالن گراد میں پہلا سوویت ٹریکٹر بنایا گیا ۔ علاقائی پارٹی کانفرنس کے تمام مندوبین ٹریکٹروں کے کارخانے آئے ۔ یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ اس وقت پہلے سوویت ٹریکٹر کی کتنی اھمیت تھی ۔ چند دن بعد اس ٹریکٹر (س ت ز ۔۱) کو دارالحکومت لایا گیا ۔ ماسکووالوں نے اس کا اپنی شہر کی سڑکوں پر شاندار خیرمقدم کیا ۔ اس کو بالشوئی تھیٹر تک لایا گیا جہاں کل یونین کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی ۱۶ ویں کانگرس ہو رہی تھی ۔ کانگرس کے مندوبین نے اس اعلان کا زوردار تالیوں سے خیرمقدم کیا کہ ملک کا پہلا ٹریکٹر کا کارخانہ مقررہ وقت سے دس مہینے پہلے ھی کام کرنے لگا ھے ۔

اب بھی اس پہلے ٹریکٹر کو ماسکو میں انقلاب کے میوزیم میں ماضی کی بہت سی یادگاروں کے درمیان دیکھا جا سکتا ھے ۔ یہ پرانا ٹریکٹر جدید مشینوں سے بہت کم مشابہت رکھتا ھے ۔ لیکن یہ کوئی معمولی نمائشی چیز نہیں ھے ۔ اس نے ۲۳ سال تک سوشلسٹ

کاز کے لئے ملک کے کھیتوں پر کام کیا ھے اور یہ بلامبالغہ کہا جا سکتا ھے کہ وہ آج بھی اس کاز کی خدمت کر رہا ھے۔

پہلے پنجسالہ منصوبے کے نمایاں کارناموں میں سے مصنوعی ربر کی صنعت کا قیام بھی تھا۔ یہ اعلان کہ سوویت یونین نے مصنوعی ربر کی پہلی کھیپ تیار کر لی ھے ساری دنیا کے لئے سنسنی‌خیز تھا۔ حتی کہ مشہور امریکی موجد ایڈیسن نے کہا تھا ''یہ ممکن نہیں ھے۔ میں تو اس سے زیادہ کہونگا، یہ ساری رپورٹ ھی جھوٹی ھے۔ میں اپنے اور دوسروں کے تجربے کی بنا پر نہیں کہہ سکتا کہ مصنوعی ربر کا بنانا کب ممکن ہوگا،،۔

اس دوران میں یاروسلاول، ورونیژ اور ایفریموف میں مصنوعی ربر کے بڑے بڑے کارخانے بن رہے تھے۔ ۱۹۳۲ء کی خزاں میں اول الذکر دو کارخانوں نے پیداوار شروع کر دی اور اس کے صرف پانچ سال بعد جرمنی میں مصنوعی ربر بننے لگی۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ نے تو صرف ۱۹۴۲ء میں مصنوعی ربر بنانا شروع کی۔

پہلے پنجسالہ منصوبے کے ایسے کارناموں کی تعداد کافی زیادہ ھے۔ سوویت یونین کے باھر بہت سے لوگوں کو یہ گمان تک نہ تھا کہ ماسکو میں بیرنگ بننے لگینگے۔ لیکن اس قسم کا شک و شبہ رکھنے والوں کو جلد ھی نا امیدی کا منہہ دیکھنا پڑا کیونکہ یہاں بیرنگ کا کارخانہ تعمیر کیا گیا۔ جب سوویت حکومت نے ایژورا کے کارخانے کو سوویت بلوسنگ بنانے کے آرڈر دئے تو یہ بات ناقابل یقین معلوم ہوتی تھی۔ امریکی اجارے دار سوویت یونین سے بلوسنگس کے لئے بڑی بڑی قیمتیں طلب کر رہے تھے جو لاگت سے ۲ گنی زیادہ تھیں اور ان کو یقین تھا کہ سوویت یونین کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ھے کہ وہ انہیں امریکہ سے خریدے۔ بہرحال ایژورا کے مزدوروں نے نو مہینے کے اندر سوویت حکومت کا آرڈر پورا کر دیا۔

پہلے پنجسالہ منصوبے کی تاریخ میں دنیپر پن بجلی گھر کی تعمیر کو خاص اھمیت حاصل ہوئی۔ ملک کی بجلی کاری کی تحریک کو سارے ملک نے پورے جوش کے ساتھ لبیک کہا تھا۔ اس کی تعمیر میں سب سے زیادہ ھنرمند لوگ اور جدیدترین مشینیں لگائی گئیں۔ یہ بات بلا مبالغہ کہی جا سکتی ھے کہ ساری آبادی اس پن بجلی

گھر کی تعمیر میں حصہ لے رھی تھی ۔ اس کے نگراں مشہور برقی ماھر الکساندر ونتر تھے جو بعد کو اکادمیشن ہو گئے ۔ ۱۹۳۲ء میں اس بجلی گھر کی تعمیر میں ۵۲۰۰ کمیونسٹ ۵۰۰ے نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبر حصہ لے رہے تھے ۔ یہ واقعی ایسی اکوا کار طاقت تھی جس نے ہزارھا معماروں کے لئے مثال قائم کی ۔ کوئی دن بھی ایسا نہیں گزرتا تھا جب مزدور یا انجینیر کام کو جلد از جلد ختم کرنے کے لئے نئی نئی تجویزیں نہ پیش کرتے ہوں ۔ پہلا ٹربائن کام کے ۳۴ دنوں میں جوڑ کر تیار کر دیا گیا ۔ امریکی ماھرین کو جو اس تعمیر میں مشیر کی حیثیت سے شامل تھے اس بات کا یقین ھی نہ آیا کیونکہ ان کے ملک میں ایسے ٹربائن کی جوڑائی کے لئے اوسطاً ۴۵ دن درکار ھوتے تھے ۔ لیکن جب خود اِنھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ پانچواں ٹربائن ۲۴ دن کے اندر جوڑ کر تیار کر دیا گیا تو وہ دنگ رہ گئے ۔

مقررہ وقت سے پہلے بند کو مکمل کرنے کی غرض سے مزدوروں نے روزانہ اپنے کام سے ایک ''سوشلسٹ،، گھنٹہ زیادہ تعمیر کے لئے وقف کر دیا ۔ کمیونسٹ پارٹی اور نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبر معماروں نے یہ تحریک شروع کی اور جلد ھی ایسے ہزاروں مزدور اور معمار ان کے پیرو ہو گئے جو پارٹی کے ممبر نہ تھے ۔ سوشلسٹ مقابلے کی تحریک کے دوران صف اول کے مزدوروں نے مقررہ مقدار سے دگنا کام کیا ۔

بند ہر گھنٹے اور ہر دن بنتا اور پھیلتا گیا ۔ یہ ۷۶۰ے میٹر لمبا اور ۶۴ میٹر اونچا یعنی بیس منزلہ عمارت سے زیادہ اونچا تھا ۔ یکم مئی ۱۹۳۲ء کو دنیپر پن بجلی گھر نے پہلی بار صنعت کے لئے برقی قوت دی ۔

دنیپر پن بجلی گھر کے افتتاحی جلسے میں کل یونین مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے نمائندہ میخائیل کالینن اور بھاری صنعت کے کمیسار گریگوری اورجونیکیدزے آئے ۔ ۷۰ے بہترین معماروں کو سوویت حکومت نے انعامات عطا کئے ۔ اورجونیکیدزے نے تعمیر کرنےوالے ۴۵ ہزار مزدوروں کو خطاب کرتے ہوئے کہا ''یہ پن بجلی گھر جو ہم نے اپنی قوت سے بنایا ھے دنیا میں سب سے بڑا ھے ۔ جب ہم نے اس زبردست تعمیر کی ابتدا کی تو ہماری کامیابی پر شبہ کرنےوالوں نے

کیا کیا ناک بھویں نہ چڑھائیں اور ہماری سرحدوں کے پار کیا کیا مضحکہ نہ اڑایا گیا۔ اب ہم ان شک و شبہ کرنےوالوں سے کہہ سکتے ہیں ''مہربان، دنیپر پن بجلی گھر تو چالو ہوگیا۔،،

۱۹۳۲ء میں ماگنیتوگورسک اور کوزنیتسک کی بھٹیوں نے ڈھلا ہوا لوہا دینا شروع کر دیا تھا، لینن گراد اور یوکرین میں حیبین کے اپیٹائٹ لیکر کھاد تیار کی جا رہی تھی، خارکوف میں ٹریکٹر اور نیژنی نووگورد میں ٹرکیں اور موٹر تیار ہونے لگے تھے، کلین، سوگیلیوف اور لینن گراد میں مصنوعی سوت کی فیکٹریاں، بیریزنیکی اور واسکریسینسک میں کیمیائی کارخانے، کراسنواورالسک میں تانبا پگھلانےوالا اور تاشقند میں زرعی مشینیں بنانےوالا کارخانے چالو ہو چکے تھے۔

یکم اکتوبر ۱۹۲۸ء اور ۱۹۳۲ء کے درمیان ڈیڑھ ہزار بڑے صنعتی کارخانے تعمیر ہوئے۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ کم از کم روزانہ ایک بڑا صنعتی کارخانہ چالو ہوتا تھا۔

ملک کے وہ قومی علاقے جو پہلے پسماندہ تھے خاص تیزی کے ساتھ ترقی کر رہے تھے۔ پرانے صنعتی مرکزوں میں پیداواری اضافہ دگنا تھا جبکہ قومی ریپبلکوں میں صنعتی پیداوار ساڑھے تین گنی بڑھی تھی۔ اس طرح قوموں کی لیننی پالیسی عام زندگی میں رائج ہو رہی تھی۔ اس طرح ان علاقوں کی معاشی پسماندگی دور کرنے کے لئے ایک مضبوط بنیاد قائم کی گئی جن میں غیر روسی اقلیتیں آباد تھیں اور جو پہلے زارشاہی جبر و استحصال کا شکار تھیں۔

پرانے صنعتی مرکزوں میں بھی نمایاں تبدیلیاں ہوئیں۔ ان کو تقریباً از سر نو تعمیر اور لیس کیا گیا۔ باکو کے تیل کے کنوؤں اور دونباس کے کوئلے کی کانوں کے لئے جدید مشینیں، آلات اور ساز و سامان فراہم کیا گیا۔ پرانے کارخانوں کو، مثلاً ماسکو کے ''کراسنی پرولتاری،، خراد ساز کارخانے، کولومنا کے انجن ساز کارخانے اور لینن گراد کے ربر صاف کرنے والے ''کراسنی تریوگولنیک،، کارخانے کو نیا روپ دیا گیا۔

جہاں پہلے موٹروں اور ٹرکوں کے ورکشاپ ''اسو،، تھے وہاں اب ایک زبردست موٹرساز کارخانہ بلند ہونے لگا جو یورپ کے بڑے کارخانوں میں سے تھا۔ اب ماسکو صرف سوتی کپڑا نہیں تیار کرتا

تھا بلکہ سوویت یونین کا دارالحکومت مشینوں اور برقی مشینوں کی صنعتوں کا بھی مرکز ہو گیا تھا۔

ہر جگہ محنت ملک کے روپ کو نکھار رہی تھی۔ ۱۹۳۱ء میں مشہور انگریز مصنف جارج برنارڈ شا سوویت یونین آئے۔ انہوں نے یہاں کے حالات دیکھ کر لکھا:

''...روس نے زارشاهی کا تختہ الٹ دیا اور اب وہ توانا، ذی ہوش، صاف، جدید معنی میں دانش‌ور، خودمختار، بارآور اور باایثار کمیونسٹ ملک بن رہا ہے۔

''پہلا پنجسالہ منصوبہ کامیابی کے ساتھ پورا کیا جا رہا ہے کیونکہ ہر مرد و عورت، ہر بوڑھے اور بچے کو یہ معلوم ہے کہ منصوبے کے نتائج اس کے لئے کارآمد ہونگے اور وہ کاهلوں اور بیکاروں پر نہ صرف کئے جائینگے۔ ان کو پتہ ہے کہ پنجسالہ منصوبے نے ان کے لئے کام کا هفتہ مختصر کر دیا ہے اور ان کی اجرت میں اضافہ کیا ہے اور ان کے لئے تربیت و تہذیب کے ایسے امکانات پیدا ہو گئے ہیں جن کا ان کے بزرگوں نے خواب تک نہ دیکھا تھا۔ ان کو پوری طرح سماجی طور پر معاشرے کا حقیقی اور بنیادی حصہ تسلیم کیا گیا ہے۔ برطانیہ یا امریکہ میں ایسا منصوبہ ممکن نہیں ہے کیونکہ وہاں مزدور جانتے ہیں کہ ان کی کاوشوں کا مطلب کاهلوں اور بیکاروں کے لئے زیادہ نفع اور خود مزدوروں کے لئے عمر میں کمی اور بےتحاشہ محنت ہوتا ہے،،۔

اس ممتاز ڈرامہ‌نویس نے سرمایہ‌دار نظام پر سوشلزم کی زبردست برتری کو محسوس کرلیا جس کا اندازہ پہلے محض نظریاتی لحاظ سے لگایا جاتا تھا لیکن اب سوویت یونین اس کو عملی جامہ پہنا رہا تھا۔ برنارڈ شا کی طرح بہت سے دوسرے لوگ غذا اور رهائشی مکانات کی کمی کے علاوہ دوسری باتوں پر بھی نظر رکھتے تھے۔ ان کی نگاہ میں یہ نئی نئی تعمیروں اور پنچائتی فارموں کا ملک تھا، ایسے لوگوں کا جنھوں نے بےروزگاری اور استحصال کو خیرباد کہہ دیا تھا۔ یہ ایسی ریاست تھی جس نے دنیا میں کام کا سب سے مختصر دن مقرر کیا تھا اور ہر محنت‌کش کے لئے کام، تعلیم اور آرام کے مساوی حقوق کی ضمانت دی تھی۔

ان تمام لوگوں کے لئے جو سوشلزم کے خلاف طبقاتی نفرت سے اندھے

نہیں ہو چکے تھے یہ بات بالکل عیاں تھی کہ سوویت یونین کی مشکلات دراصل اس کے شباب کا تنوع ہے۔

اس وقت سوشلزم دنیا کے صرف چھٹے حصے میں پھیلا تھا لیکن سوویت لوگوں کو اپنے روشن مستقبل کا بخوبی علم تھا اسی لئے وہ شعوری طور پر بہت سی پابندیوں، مصیبتوں اور قربانیوں کو برداشت کرکے آگے بڑھ رہے تھے۔ واقعی صنعت‌کاری کے قدم سات سات میل کے تھے۔ ۱۹۳۱ء میں ہی وقت مقررہ سے پہلے مشین سازی، برقی مشین‌سازی اور تیل کی صنعت کا منصوبہ پورا کر دیا گیا۔ جنوری ۱۹۳۳ء میں سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے ایک عام اجلاس نے اس بات کی تصدیق کردی کہ سوویت یونین کو ایک زبردست صنعتی طاقت بنانے کے لئے ایک فیصلہ کن قدم اٹھایا جا چکا ہے، صنعت کی تمام شاخوں کو ٹکنیکی طور پر ازسرنو لیس کرنے کی نیو ڈالی جا چکی ہے اور سوشلزم کی معاشی بنیاد قائم ہو چکی ہے۔ کل‌یونین کمیونسٹ پارٹی، مزدور طبقے اور سارے سوویت عوام نے یہ شاندار فتح حاصل کی۔

۱۹۱۳ء میں، بیس سال سے بھی کم پہلے، روس کی ۶۰ فیصدی پیداوار زرعی تھی۔ پورے ملک کی مشین‌ساز صنعت سالانہ ۱۷۵۴ خرادیں تیار کرتی تھی۔ ملک میں کوئی ٹریکٹر یا موٹر نہیں بنتا تھا، حتی کہ ۱۹۲۸ء تک شہروں کے مقابلے میں دیہاتوں میں اشائے تبادلہ کی پیداوار زیادہ تھی۔

پانچ سال سے کچھ کم بعد میں معشیت میں صنعتی پیداوار نصف سے کافی زیادہ ہو گئی۔ بھاری صنعت ہلکی صنعت پر سبقت لے گئی۔ ۱۹۳۲ء میں ۱۹۷۰۰ خرادیں (۱۹۲۸ء کے مقابلے میں ۱۰ گنی زیادہ)، ۴۹ ہزار ٹریکٹر (۱۹۲۸ء کے مقابلے میں ۳۸ گنے زیادہ) اور ۲۳۹۰۰ موٹر گاڑیاں (۱۹۲۸ء کے مقابلے میں ۳۰ گنی زیادہ) بنائی گئیں۔ بجلی قوت، کھادوں، گیس، تیل، سیمنٹ اور کاغذ کی مصنوعات میں بھی تیزی سے اضافہ ہوا۔

یہاں صرف مصنوعات کی تعداد میں اضافے اور عوامی معیشت کے اندرونی ڈھانچے میں تبدیلی کا سوال نہ تھا بلکہ بڑی بات سوشلسٹ صنعت کی کامیابی تھی، ایسی صنعت کی جس کے عوام مالک تھے اور جو واحد ریاستی منصوبے کے تحت آگے بڑھ رہی تھی اور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کو استوار کر رہی تھی۔ دنیا نے نہ تو پہلے کبھی

ایسی معیشت دیکھی تھی اور نہ اس کی ترقی کی اتنی تیز رفتار۔ سوشلزم کی تعمیر پہلی بار کی جا رہی تھی اور پہلی بار انسانیت عملی طور پر اس کی فیصلہ کن برتری سے روشناس ہو رہی تھی۔

پنچائتی فارموں کے نظام کا بول بالا

۱۹۲۶ — ۲۹ء میں تیز رفتار صنعتی ترقی اور زراعت کی از سر نو تنظیم میں کامیابیوں کی بنا پر پارٹی کے بعض کارکنوں نے جو مقامی سرکاری اداروں کی رہنمائی کرتے تھے یہ اصرار کیا کہ اجتماعیت کے کام کی رفتار تیز کر دی جائے۔ مثلاً جارجیا کی سوویتوں کی کانگرس نے اس بارے میں ایک خاص قرارداد منظور کی۔ ۱۹۲۹ء کی بہار میں وسط روس اور وسط ایشیا کے مختلف حصوں میں اسی طرح کی رائے کا اظہار کیا گیا۔ پرولتاری ریاست کو زرعی اشیا کی سخت ضرورت تھی۔ محنت کشوں کو غذا اور صنعت کو خام سامان مہیا کرنے کے لئے جلد از جلد معتبر بنیاد بنانے کی زبردست خواہش اس زمانے کو دیکھتے ہوئے قدرتی بات تھی۔ ۱۹۲۹ء کی بہار اور گرمیوں میں اجتماعیت کی ہمہ گیر تحریک شروع کی گئی۔

کسانوں کے بڑے بڑے دھڑے پنچائتی فارموں میں شامل ہونا چاہتے تھے۔ سال کے آخر تک غریب اور اوسط درجے کے کسانوں کے ۲۰ فیصدی کھیت پنچائتی فارموں میں شامل ہو چکے تھے۔ پہلے پنجسالہ منصوبے (۱۹۲۹ — ۳۳ء) کے نشانے ۱۹۲۹ء ھی میں بڑھ چڑھ کر پورے ہو گئے۔ نومبر ۱۹۲۹ء میں سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے ایک عام اجلاس نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ سوویت یونین میں سوشلزم کی تعمیر میں ایک اور تاریخی منزل شروع ہونے والی تھی۔

۱۹۲۹ء کے دوسرے نصف میں دیہاتوں میں ویسا ھی جوش و خروش اور سرگرمی تھی جیسی انقلاب کے دوران دیکھی گئی تھی۔ لکھوکھا زرعی محنت کشوں میں جوش و ولولے کا طوفان آ گیا تھا۔ وہ اس نئی زندگی کی آئینہ‌داری کرتا تھا جو اب شہروں میں رائج ہو چکی تھی۔ ہر روز اخبار اور ریڈیو نت نئی تعمیری اسکیموں اور سوشلسٹ مقابلے کی تحریک کے نئے نئے ہیروؤں کے بارے میں خبریں

دیتے تھے - نئے نئے کارخانے ابھر رہے تھے اور بجلی کی روشنی دیہاتوں کو جگمگانے لگی تھی - اب کسانوں کے گھروں میں جہاں صدیوں سے مذہبی شبیہیں لگی چلی آئی تھیں ریڈیو کے چھوٹے چھوٹے سٹ نظر آتے تھے - ٹریکٹر اور دوسری مشینیں اب اکثر دکھائی دینے لگی تھیں - ان برسوں میں شہری مزدوروں اور کسانوں کے درمیان اشتراک عمل کے نئے نئے طریقے پھیل رہے تھے اور بڑی اہمیت رکھتے تھے - سوویت کمیونسٹ پارٹی اور ٹریڈیونین کی تنظیموں کے فیصلے کے مطابق بڑے بڑے کارخانے مخصوص دیہاتوں کے لئے ذمےدار بنے جہاں وہ اپنے جتھے بھیجکر دیہات کے لوگوں کو بالشویک پارٹی کی زرعی پالیسی کے بارے میں بتاتے تھے، لوگوں میں تعلیم و تہذیب پھیلاتے تھے اور اکثر کسانوں کے روزمرہ کے کاموں میں ہاتھ بٹاتے تھے - پہلے گاؤں نے انفرادی طور پر اور پھر پورے پورے علاقوں نے کارخانوں اور فیکٹریوں سے مقابلے کے لئے معاہدے شروع کئے - شہر اس کی ضمانت دیتے تھے کہ وہ دیہاتوں کی مدد کرینگے اور کسانوں کی ضرورت کی مختلف چیزیں زیادہ تعداد میں بنائیں گے - دوسری طرف

کسان پنچائتی فارم میں شامل ہونے کےلئے درخواست دے رہے ہیں

کسانوں نے پنچائتی فارموں کی تشکیل کے لئے اپنی کوششیں بڑھا دیں اور یہ منصوبے بنائے کہ وہ ریاست کو اناج اور دوسری پیداواری چیزیں جلدازجلد فراہم کریں گے۔

حسب دستور، پنچائتی فارموں کی تنظیم میں ان کمیونسٹوں، کمسومول کے ممبروں اور بےپارٹیوالے سرگرم کارکنوں نے ان اضلاع میں رہنمائی کی جن کے باشندوں سے وہ بخوبی واقف تھے۔ ان میں بہت سے غریب کسان تھے جو خانہ جنگی میں حصہ لے چکے تھے۔ پنچائتی کھیتی کی عام تحریک کی کامیابی کے لئے کسانوں کے درمیان جس اختیار و اعتبار کی ضرورت تھی وہ ان لوگوں کو حاصل تھا، خصوصاً ان زبردست مسائل کے پیشنظر جن کو حل کرنا تھا۔ زرعی مشینوں کی سخت قلت تھی اور امیر کسانوں کی انتہائی سخت مخالفت کا مقابلہ بھی کرنا پڑتا تھا۔

اس وقت امیر کسانوں کی ملکیت میں چار پانچ فیصدی آراضی یا تقریباً گیارہ لاکھ فارم تھے۔ امیرکسان ابھی تک زراعت کی سوشلسٹ تنظیم نو کو روک رہے تھے، نہ صرف سوویتدشمن پروپیگنڈے اور دھمکیوں سے بلکہ واقعی آتشزنی، لوٹ مار اور دھشتانگیزی کے ذریعہ بھی۔

زرعی پرولتاریہ یعنی سابق اجرتی مزدوروں نے خاص طور پر منظم ہوکر امیرکسانوں کا مقابلہ کیا۔ انھوں نے امیرکسانوں کے خلاف پرولتاریہ کا خاص ذریعہ جدوجہد، ہڑتال استعمال کیا۔ ۱۹۲۹ء میں ٹریڈیونین تنظیموں نے اس قسم کی تقریباً ۵۰ ہڑتالیں کیں۔ اجرتی زرعی مزدور محض معاشی مطالبات تک نہیں محدود رہے بلکہ انھوں نے دیہاتوں میں استحصال کرنےوالے طبقے کو ختم کرنے کی پوری کوشش بھی کی۔ شمالی قفقاز میں اس طرح کی ہڑتال میں حصہ لینےوالے مزدوروں نے اپنی ایک اپیل میں لکھا ''رفیقو، ہم ہمیشہ تو اجرتی مزدور نہیں رہینگے۔ ہم ہمیشہ امیرکسانوں کے لئے نہیں کام کرینگے۔ امیرکسانوں پر برتری حاصل کرنے کے لئے ہمیں پنچائتی فارموں میں متحد ہونا چاہئے اور سوشلسٹ معیشت کی تعمیر کرنا چاہئے''۔

صنعتی مزدوروں، سماجی تنظیموں اور سرکاری اداروں نے ان ہڑتالیوں کی زبردست حمایت کی۔ مثلاً کیئف کے قریب ایک گاؤں میں

دو ہفتے کی ہڑتال کے دوران کیئف کے ٹرام ڈپو اور چمڑا کمانےوالے کارخانے کے مزدوروں نے ہڑتال کرنےوالے زرعی مزدوروں کی مدد کے لئے اپنی اجرت کا ایک حصہ بھیجا۔ ان امیر کسانوں کے خلاف جو محنت کی قوانین کی خلافورزی کر رہے تھے قانونی کارروائی کی گئی اور یوکرینی ریاستی فارموں کے ٹرسٹ نے ایک اور فارم منظم کیا تاکہ سابق زرعی مزدور وہاں کام کر سکیں۔

۱۹۲۹ء کے دوسرے نصف میں کسانوں کے بڑے بڑے دھڑے پنچائتی فارموں کی تحریک میں آ گئے۔ اوسط درجے کے کسان جو دیہات میں مرکزی حیثیت رکھتے تھے پنچائتی فارموں میں آنے لگے اور یہ اس زمانے کی نمایاں خصوصیت بن گئی۔ اب واقعات کا بہاؤ اس بات کا مقتض تھا کہ امیر کسانوں کی سرگرمیوں کو محدود کرنے اور ان کو نکال باہر کرنے کی پالیسی کے بجائے امیر کسانوں کو طبقے کی حیثیت سے سیاسی طور پر ختم کر دیا جائے۔ اب امیر کسان چند سال پہلے کی طرح اناج کی پیداوار کے لئے اتنے اہم نہیں رہے تھے۔ ۱۹۲۹ء میں ریاستی اور پنچائتی فارموں نے ریاست کے ہاتھ بیس لاکھ ٹن سے زیادہ غلہ فروخت کیا جو اتنا ہی تھا جتنا امیر کسانوں نے اس سے پچھلے سال ریاست کے ہاتھ بیچا تھا۔ اس طرح پنچائتی اور ریاستی فارموں نے پیداواری طاقت کی حیثیت سے امیر کسانوں کی جگہ لینے کےلئے ضروری مادی بنیاد تیار کر دی۔

طبقے کی حیثیت سے امیر کسانوں کا خاتمہ جسمانی طور پر کبھی نہیں کیا گیا۔ صرف سوویت ریپبلک کے سخت دشمنوں نے اس طرح کی جھوٹی خبریں پھیلائیں اور اب بھی ان کا یہ کام جاری ہے۔ ان کا مطلب محض اپنے خودغرضانہ مقاصد کو آگے بڑھانا تھا۔ حقیقت یہ تھی کہ امیر کسانوں کو ذرائع پیداوار کی ملکیت سے محروم کرکے ان کو اس قابل نہیں رکھا گیا کہ وہ محنت کشوں کا استحصال کر سکیں۔ ابتدا میں بہت سے پنچائتی فارموں نے امیر کسانوں کو اپنا ممبر بنا لیا۔ لیکن ایسے متعدد واقعات ہوئے کہ امیر کسان زیادہ اچھے اور تجربہ‌کار منتظم ہونے کی حیثیت سے رہنما بن گئے اور پنچائتی فارم کے نئے طریقۂ زراعت کو نقصان پہنچانے لگے۔ وہ پنچائتی فارموں کو اپنی ذاتی ملکیت نہیں دینا چاہتے تھے۔ اس لئے اپنے مویشی ذبح کر ڈالتے تھے، زرعی آلات فروخت کر دیتے تھے اور دوسرے کسانوں کو بھی ایسا

کرنے کے لئے بھڑکاتے تھے ۔ ان تخریبی عناصر کی سرگرمیوں کو روکنے کے لئے آخرکار مخصوص اقدامات کرنے پڑے ۔ حکومت نے ایک فیصلہ کیا جس کے مطابق جن علاقوں میں مکمل اجتماعیت کی اسکیم چلائی جا رہی تھی وہاں زمین لگان پر دینا اور اجرتی مزدور استعمال کرنا قطعی ممنوع قرار دیا گیا ۔ مقامی سرکاری اداروں کو یہ حق دیا گیا کہ وہ امیر کسانوں کی جائداد ضبط کر لیں اور ان کو بےدخل کر دیں ۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں قانون‌شکنی کرنے والوں کو پنچائتی فارموں سے نکالا گیا ۔ ۱۹۳۰ء کی ابتدا سے ۱۹۳۲ء کی خزاں تک ان علاقوں سے جہاں مکمل اجتماعیت کی اسکیم چل رہی تھی دو لاکھ ۴۰ ہزار امیر کسانوں کے خاندانوں کو بےدخل کیا گیا ۔ امیر کسانوں کی یہ بے دخلی محض سرکاری انتظامی اقدام نہیں تھا بلکہ اس کو خود اوسط درجے کے اور غریب کسان کرتے تھے ۔ مقامی باشندوں پر مشتمل کمیشن امیر کسانوں کی ملکیت کی فہرست تیار کر لیتے تھے اور ان کے مویشی پنچائتی فارموں میں لاتے تھے ۔ بےدخل امیر کسانوں کے مکانات اسکولوں، کلبوں اور پبلک ریڈنگ روم کی حیثیت سے استعمال ہوتے تھے ۔ ضبط‌شدہ ملکیت پنچائتی فارم کے سپرد کر دی جاتی تھی ۔ لیکن امیر کسانوں کے خاندانوں کے صرف ایک حصے کی بےدخلی کی گئی کیونکہ حکومت کا فیصلہ تو یہ تھا کہ صرف دہشت‌انگیزوں اور لوٹ مار کرنے والے گروہوں کے خلاف کارروائی کی جائے ۔ ملک کے دور دراز علاقوں میں بھی امیر کسانوں کا صرف ایک حصہ بےدخل کیا گیا ۔ زیادہ‌تر امیر کسانوں کو (۷۵ فیصدی سے کم نہیں) ان ہی علاقوں میں دو بارہ بسایا گیا جن میں پہلے رہتے تھے اور ان کو اپنی ملکیت کی ایسی چیزیں رکھنے کی بھی اجازت مل گئی جن کی انھیں اپنے چھوٹے قطعات آراضی پر کام کرنے کے لئے ضرورت تھی ۔

سوویت حکومت نے امیر کسانوں کو نئی طرح سے تربیت دینے کے لئے بڑی کوششیں کیں ۔ وہ سماجی طور پر کارآمد کاموں میں حصہ لینے لگے اور پورے حقوق رکھنے‌والے شہری بن گئے ۔ دوسری عالمی جنگ کے دوران ان میں سے بہتیرے نازیوں کے خلاف لڑے اور انھوں نے سوویت حکومت سے اپنی ہمت اور بہادری کے لئے انعامات حاصل کئے ۔

اجتماعیت کی جو جدوجہد محنت کش کسانوں اور مجموعی طور پر ملک کے سارے محنت کشوں کے لئے کی گئی اس میں کمیونسٹ پارٹی

اور مزدور طبقے کو جو سوویت معاشرے کی سب سے زیادہ منظم اور رهنما قوت کی حیثیت رکھتا ھے اپنی ساری کوششیں صرف کرنی پڑیں۔ ۱۹۲۹ء کے آخر میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ۲۵ ہزار مزدور دیہاتوں میں بھیج کر پنچائتی فارموں کو منظم کیا جائے۔ ان میں سب سے پہلے کمیونسٹ بھیجے گئے جو تنظیمی کارکردگی کا زیادہ تجربہ رکھتے تھے۔ پنچائتی فارموں کے قیام میں مدد دینے کے خواستگار بڑی تعداد میں تھے۔ چنانچہ ۱۹۳۰ء کی ابتدا میں دیہاتوں کو تقریباً ۳۰ ہزار مزدور گئے۔ اس کے ساتھ ھی دسیوں صنعتی اداروں نے بھی پنچائتی فارموں کی مدد میں اضافہ کیا۔ ٹریکٹرسازی، کیمیائی صنعت اور بہت سے ایسے دوسرے کارخانوں کی تعمیر کے لئے رقمیں دی گئیں جو زرعی مشینیں، کیمیائی اشیا اور کھاد وغیرہ زراعت کو فراهم کرتے تھے۔

کمیونسٹ پارٹی کے مرکزی اداروں کی براہ‌راست نگرانی میں دیہی کمیونسٹوں نے اپنی سرگرمیوں میں اضافہ کر دیا۔ مئی ۱۹۳۰ء میں پنچائتی فارموں میں کوئی ۳۱۳۰۰۰ سے زیادہ پارٹی کے ممبر اور ۵۵۳۰۰۰ سے زیادہ نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبر تھے۔ یہ تعداد محنت کش کسانوں کی صرف ۰٫۶ فیصدی تھی یعنی ۱۰۰ غیر پارٹی لوگوں پر تین کمیونسٹوں اور چھه نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبروں کا اوسط تھا۔ یہ تعداد بیک نگاہ بہت معمولی معلوم ھوتی ھے لیکن اس کی قوت یہ تھی کہ وہ ایک منظم، اکواکار اور هم‌خیال دستے کی حیثیت رکھتی تھی جس کے ممبر بالکل ایک ھوکر اپنے مشترکہ مقاصد کے حصول کے لئے کام کرتے تھے۔ مقامی کارکنوں نے ان لوگوں کی حمایت کی اور عام طور پر سبھی نے ان کی پیروی کی۔ ان میں سے بہتوں کو مہلک خطروں کا سامنا کرنا پڑا۔ ان برسوں کی تاریخ بہت سے ایسے ناموں سے روشن ھے جنھوں نے سوویت زراعت میں سوشلزم کی فتح کے لئے اپنی جانیں نثار کر دیں۔ ایسے بہادر اور جری لوگوں کے نام سے پنچائتی فارم، کارخانے، بستیاں، سڑکیں اور اسکول وغیرہ منسوب کئے گئے ھیں۔ لیکن ان کی سب سے اھم یادگاریں وہ خوش حال پنچائتی فارم تھے جن کو وجود میں لانے کے لئے انھوں نے هماری صدی کی تیسری اور چوتھی دھائی میں مدد کی تھی۔

پنچائتی فارموں کی ابتدا کامیاب رھی لیکن اس کے لئے بہتوں کو نہ جانے کتنا درد سر مول لینا پڑا۔ یہ بات اکثر کہی جاتی تھی کہ اگر

خانہجنگی میں فتح حاصل کی گئی، بورژوازی اور جاگیرداروں کو نکال باہر کیا گیا اور ہم خود کارخانے بھی بنانے لگے تو بھلا دیہاتوں میں جلد از جلد کامیابی حاصل کرنے میں کیا مشکل ہوگی۔

۱۹۲۹ء کے آخر میں ریاستی منصوبہبندی کمیٹی کے صدر کرژیژانوفسکی نے سوویت یونین کی مرکزی انتظامیہ کمیٹی کے ایک جلسے میں پورے یقین کے ساتھ کہا ''تو اس کا کیا مطلب ہوا اگر ہم کسی علاقے میں ۵۰ فیصدی سے زیادہ کسانوں کو اجتماعی کھیتی میں لائیں؟ اس کا مطلب یہ ہوا کہ باقی باشندے بھی قطعی طور پر اس کی پیروی کرینگے''۔ ویاچسلاف سولوتوف کا، جنھیں ۱۹۳۰ء میں عوامی کمیساروں کی کونسل کا صدر مقرر کیا گیا تھا، یہ خیال تھا کہ ۱۹۳۰ء میں ہی ''نہ صرف اجتماعی کھیتی والے علاقوں کا بلکہ اجتماعیتوالی پوری ریپبلکوں کا ذکر کرنا ممکن ہوگا''۔

اس وقت کے بینالاقوامی حالات، تیزرفتار صنعتکاری اور پنچائتی فارموں کے لئے کسانوں کی بڑھتی ہوئی دلکشی کے پیش نظر سوشلسٹ لائن پر زراعت کی نئی تنظیم کی خواہش بالکل فطری اور قابل فہم تھی۔ پھر بھی ایسی صورتوں میں جبکہ اجتماعی کھیتی باڑی کو ضروری ابتدائی کام کے بغیر رائج کیا جا رہا تھا اور تجربہکار اور ہنرسند ناظموں کی کمی تھی غلطیوں کا ہونا بھی فطری تھا۔ بہت سی ایسی مثالیں ملتی تھیں جن میں رضاکارانہ طور پر پنچائتی فارموں میں شامل ہونے کے اصول کا لحاظ نہیں کیا گیا۔ ایسا بھی ہوا کہ ان کسانوں کو سوویت دشمن قرار دیا گیا جو پنچائتی فارموں میں شریک ہونے کے بارے میں مذبذب تھے یا اس وقت ان میں شامل ہونا نہیں چاہتے تھے۔ اوسط درجے کے کسانوں کو اکثر امیر کسانوں کے دھڑے میں شمار کر لیا گیا اور کبھی کبھی رہائشی جگہوں، بھیڑوں، بکریوں، گھریلو پرندوں اور گھر سے ملحق قطعات آراضی کو زبردستی اجتماعی ملکیت میں لے لیا گیا۔ بعض اناج پیدا کرنےوالے علاقوں میں رہنماؤں کے لئے یہ خیال کافی دلکش تھا کہ وہ ایسے بڑے بڑے پنچائتی فارم قائم کریں جن میں کثیر تعداد لوگ شامل ہوں۔

اس کے ساتھ ہی اورال، مغربی سائبیریا، یوکرین اور بعض دوسرے علاقوں میں کمیون وجود میں آئے۔ ان کے ممبر نہ صرف پیداوار کے

12—1509

بنیادی ذرائع بلکه تمام رهائشی مکانات، بھیڑیں، بکریاں، گھریلو پرندے وغیرہ رضاکارانه طور پر اجتماعی ملکیت میں دے دیتے تھے اور ساری آمدنی کو برابر برابر حصوں میں تقسیم کر لیا جاتا تھا۔ یہاں معاشی اور تہذیبی زندگی کے تمام اهم مسائل کو بھی اجتماعی طور پر طے کیا جاتا تھا۔

اسی طرح کے کمیون، لیکن ذرا چھوٹے، صنعتی مرکزوں میں بھی قائم کئے گئے۔ مزدور اپنی اجرت یکجا رکھتے تھے، مل جل کر ساتھ ھی کھاتے پیتے تھے اور رهنے سہنے، آرام، تعلیم اور کپڑوں وغیرہ کے اخراجات مشترکه طور پر برداشت کرتے تھے۔

دیہاتوں اور شہروں دونوں جگہوں پر اس قسم کے کمیون قائم کرنے کی پرجوش خواهش اس بات کا نتیجه تھی که ان کے ممبر اجتماعی جذبے کے ساتھ اپنی زندگی کو نئے اصولوں کے مطابق جلد از جلد ڈھالنا چاهتے تھے۔ بہرحال پیداواری طاقتوں کی سطح، محنت کشوں کی مادی حالت، آمدنی کو مساوی طور پر تقسیم کرنے کا اصول پیداوار میں اضافه کےلئے مددگار نہیں ثابت هوئے۔ یه سچ هے که بہت سی صورتوں میں ان کمیونوں کی زندگی نے لوگوں میں ملکیت کی ذهنیت ختم کر دی، باهمی احترام اور رفاقت کا جذبه پیدا کیا پھر بھی ان کمیونوں کی اکثریت نے ان توقعات کو پورا نہیں کیا جو ان سے وابسته کی گئی تھیں۔ ان میں سے کچھ رفته رفته ختم هو گئے، دوسروں کو از سر نو منظم کرکے کارخانوں میں پیداواری جتھوں کی یا معمولی پنچائتی فارموں کی شکل دی گئی۔

سائنسی کمیونزم کے بانیوں نے بار بار اس بات پر زور دیا تھا که کسانوں کی معیشت کی تنظیم نو کافی مشکل کام هے کیونکه هر کسان چھوٹے صاحب جائداد کی ذهنیت رکھتا هے۔ مزید برآں اجتماعت کی یه مہم ایسے وقت چلائی جا رهی تھی جب سوویت یونین دشمن سرمایهدار ممالک سے گھرا هوا تھا اور بیک وقت تیزرفتار صنعتی توسیع کرنے، اپنی دفاعی صلاحیت کو بڑھانے اور سوشلسٹ لائن پر زراعت کی تنظیم نو کرنے کے لئے مجبور تھا جس کی وجه سے اجتماعیت کا فریضه اور زیادہ پیچیدہ هو گیا تھا۔

ابتدائی زمانے میں جو غلطیاں اور پارٹی کی پالیسی کے توڑ مروڑ هوئے ان کی وجه سے بہت سے کسان جو نئے نئے پنچائتی فارموں میں

شریک ہوئے تھے الگ ہو گئے۔ ۱۹۳۰ء کی بہار میں متحدہ ملکیتوں کی تعداد ۵۰ فیصدی تک پہنچ گئی تھی لیکن ۱۹۳۰ء کے وسط میں وہ گر کر ۲۴ فیصدی رہ گئی۔

بہرحال، پارٹی اور حکومت جو اقدامات دیہاتوں کی تیز رفتار سماجی تنظیم نو کے لئے کر رہی تھیں وہ رفتہ رفتہ اثر انداز ہونے لگے۔ پارٹی نے غلطیوں پر سختی سے نکتہ چینی کی۔ خاص فیصلوں اور استالن کے مضمون ''کامیابیوں سے سر چکرانا،، کے ذریعہ لوگوں کو ان انتہاپسند اقدامات کی وجہ بتائی گئی اور ان غلطیوں کو ٹھیک کرنے کا راستہ اور طریقے سمجھائے گئے۔ پنچائتی فارموں کے لئے نئے قواعد جاری کئے گئے۔ ان میں پنچائتی فارموں کے فرائض، ان کی تشکیل اور روزمرہ کے کام کاج کے قاعدے بتائے گئے۔ ان قواعد میں یہ کہا گیا تھا کہ ہر کسان اپنے گھر سے ملحق قطعۂ آراضی اپنے ذاتی استعمال کے لئے رکھ سکتا ہے، اپنی ذاتی کھیتی باڑی کے چھوٹے موٹے اوزار، کچھ گائیں، بکریاں، مرغیاں اور دوسرے گھریلو جانور اس کی ذاتی ملکیت ہو سکتے ھیں۔ اس کے ساتھ ھی اس بات پر بھی زور دیا گیا تھا کہ کھیتی باڑی کےلئے ضروری جانور، بیج کا اناج اور پنچائتی فارم کےلئے ضروری عمارتیں سب مشترک بنا لی جائینگی۔ امیر کسان اور ایسے لوگ جو حق رائے دھی سے محروم تھے پنچائتی فارموں کے ممبر نہیں ہو سکتے تھے۔ اس دور میں ریاست نے پنچائتی فارموں کو بڑی بڑی رقمیں بھی دیں، ان کو خاص رعایتیں دی گئیں اور بعض محصولوں سے مستثنی کر دیا گیا۔ سوویت کمیونسٹ پارٹی اور حکومت تمام ریاستی اور سماجی تنظیموں کو متواتر زراعت میں سوشلسٹ طریقۂ پیداوار استوار کرنے کی جدوجہد کی طرف موڑتی رہی۔

۱۹۳۰ء کی خزاں میں یہ اقدامات بار آور ہوئے۔ پنچائتی فارموں نے ذاتی کھیتی کے مقابلے میں اچھی فصل حاصل کی اور ریاست کو اس کا تقریباً ایک تہائی اناج دیا۔ ان فارموں کی پیداوار مثالی رھی جن کو ریاستی مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں کی خدمات حاصل ھو سکیں۔ ۱۹۳۱ء میں ایسے ۱۴۰۰ اسٹیشن سارے ملک میں پھیل چکے تھے جن میں ۶۲۴۰۰ ٹریکٹر تھے۔ ۱۹۳۱ء کی بہار میں یہ اسٹیشن ایک چوتھائی پنچائتی فارموں میں ان کی ایک تہائی سے زیادہ زمین پر جوتائی بوائی کا کام کر رہے تھے۔ خاص بات یہ تھی کہ پنچائتی کسانوں کی آمدنی

ذاتی کھیتی کرنے والوں سے زیادہ تھی۔ ایسے سازگار حالات میں پنچائتی فارموں کے اندر کسانوں کا نیا ریلا شروع ہوا۔ چنانچہ روزانہ تقریباً ۱۱۰ پنچائتی فارم، ایک یا دو مشین اور ٹریکٹر اسٹیشن اور دو ریاستی فارم وجود میں آنے لگے۔

پنچائتی فارموں کی آمدنی کی تقسیم کے لئے رفتہ رفتہ نئے اصول مرتب کئے گئے۔ تجربے سے یہ ثابت ہوا کہ آمدنی کو نہ تو کسی کسان خاندان کے بڑے چھوٹے ہونے کے لحاظ سے اور نہ اس کی ضروریات یا اس ملکیت کے لحاظ سے تقسیم کرنا ٹھیک تھا جس کو لیکر وہ پنچائتی فارم میں شامل ہوا تھا۔ اس کے لئے ایک نیا طریقہ رائج کیا گیا جس کے مطابق پنچائتی کسان کے کام کا تعین کام کے دنوں کے حساب سے ہونے لگا۔ اس میں کسان کے کام کی مقدار، خصوصیت اور محنت کا لحاظ رکھا جاتا تھا۔ کام کے حساب سے اجرت کا طریقہ بھی رائج کیا گیا۔ عملی تجربے کے ذریعہ ٹھیک اور معقول طور سے اس کا تعین کرنا ممکن تھا کہ کسی کام کے لئے کتنے کام کے دن درکار ہیں۔

اب پنچائتی کھیتی کی تحریک کو قطعی کامیابی حاصل ہو چکی تھی۔ اب دو لاکھ گیارہ ہزار پنچائتی فارم تھے جن میں تقریباً ڈیڑھ کروڑ انفرادی کھیتیاں اور قطعات آراضی شامل ہو چکے تھے۔ یہ سب تقریباً تین چوتھائی زیرکاشت زمین پر مشتمل تھے۔ پنچائتی فارموں کی ایک تہائی کو مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں کی خدمات حاصل تھیں اور ان فارموں میں تمام پنچائتی فارموں کی زیرکاشت زمین کا تقریباً آدھا حصہ تھا۔ اب سوویت زراعت کے پاس ۱۴۸۵۰۰ مشینیں تھیں۔

۱۹۳۲ء میں امیر کسانوں کے ساٹھ ہزار فارم رہ گئے تھے جن میں ۲۵ لاکھ ایکڑ زیرکاشت زمین تھی۔ اب امیر کسان پہلے کی طرح ایک الگ طبقے کی صورت نہیں رکھتے تھے لیکن ملک کے بعض حصوں مثلاً تاجکستان میں ۱۹۳۴ء تک امیر کسانوں کے صرف کچھ حقوق پر ھی پابندی لگانے کی پالیسی اختیار کی گئی تھی۔ ازبکستان کی ریپبلک میں امیر کسانوں کا طبقہ صرف ۱۹۳۴ء میں ختم ہوا اور داغستان کے پہاڑی علاقوں میں دوسرے پنجسالہ منصوبے کے آخر میں اس سے نجات حاصل کی جا سکی۔

استحصال کرنےوالے طبقوں کے جو حصے باقی رہ گئے تھے ان کی مزاحمت سے زراعت اور عام طور پر ملک کو کافی نقصانات اٹھانا

پڑے۔ اس کا اثر سب سے زیادہ مویشیوں کی پرورش پر پڑا۔ پہلے پنجسالہ منصوبے کے دوران مویشیوں کی تعداد تقریباً آدھی رہ گئی۔

بہر نوع سوویت زراعت نے اپنے خاص مسئلے کو کامیابی کے ساتھ حل کر لیا تھا۔ محنت کشوں کو غذا اور صنعتوں کو خام سامان کافی مقدار میں ملنے لگا تھا اور آئندہ کی ضرورتوں کے لئے بچت بھی کی جا رہی تھی۔

مکمل اجتماعی کھیتی سے پہلے ریاست کی اناج کی خریداری کا سالانہ اوسط ایک کروڑ دس لاکھ ۱۳ ہزار ٹن تھا اور اجتماعیت کے عمل کے دوران یہ مقدار بڑھ کر دو کروڑ دس لاکھ ۵۰ ہزار ٹن ہو گئی۔ اجتماعی کھیتی کی وجہ سے کپاس کی پیداوار بھی بڑھ گئی اور ملک کپاس کی اپنی ضروریات کو پورا کر سکا۔ بہرحال اس سے بھی کچھ باتیں اہم تھیں یعنی سرمایہ‌دار عناصر کو زراعت سے بالکل نکال باہر کیا گیا تھا اور ذاتی فارموں پر کام کرنےوالے اجرتی مزدور بھی ماضی کی بات بن چکے تھے۔ پہلے پنجسالہ منصوبے کے دوران ایسے دس لاکھ سے زیادہ مزدور جو پہلے اجرت پر کام کرتے تھے پنچائتی فارموں میں آ گئے اور تقریباً ۹ لاکھ ریاستی فارموں یا مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں پر کام کرنے لگے، باقی مزدور کارخانوں میں چلے گئے یا پھر ان کو پڑھنے لکھنے اور سوویت دفتروں میں کام کرنے کا موقع دیا گیا۔

اجتماعیت نے ذرائع پیداوار کی نجی ملکیت کا رفتہ رفتہ خاتمہ کر دیا اور ایسے لاکھوں لوگ جن کے پاس پہلے چھوٹی چھوٹی جائدادیں تھیں اب سماجی کاموں میں لگ گئے اور اس زندگی کی طرف آئےجو ان کی پہلے کی زندگی سے اصولی طور پر مختلف تھی۔ دیہی باشندوں کے روزگار میں نمایاں اضافہ ہوا۔ دیہاتوں میں ضرورت سے زیادہ آبادی کا سوال ختم ہو گیا۔ غریبی اور بربادی نے بھی گاؤوں سے کوچ کیا۔ پنچائتی کسان، جو تھوڑا عرصہ پہلے تک سوویت آبادی کا ایک چھوٹا حصہ تھے اب اپنی تعداد کے لحاظ سے سوویت سوشلسٹ سوسائٹی کا سب سے بڑا طبقہ بن گئے۔ سوشلزم نے شہروں اور دیہاتوں دونوں میں کامیابی حاصل کی تھی۔

پہلے پنجسالہ منصوبے نے سوویت لوگوں کی زندگی میں نمایاں تبدیلیاں کیں ۔ شمال، قزاخستان، سائبیریا اور مشرق بعید میں نئے علاقوں کو اپنانے اور ملک میں کثیر تعداد کارخانوں، کانوں، تیل کے کنوؤں کی تعمیر کی وجہ سے نئے صنعتی مرکز ابھرے جن کا پہلے نام‌ونشان تک نہ تھا ۔ ان برسوں میں ملک کے نقشے پر ۶۰ شہر اور مزدوروں کی بڑی بڑی بستیاں نمودار ہوئیں ۔ اگرچہ شہرکاری کا عمل ملک میں سرمایہ‌داری کے دور میں ہی تیزی کے ساتھ شروع ہو چکا تھا لیکن دراصل اس عمل نے تیسری اور چوتھائی دھائی کے سنگم پر غیرمعمولی وسعت اختیار کر لی ۔ عوامی معیشت کی وسیع پیمانے پر تعمیرنو شروع ہونے سے پہلے تک شہری اور دیہی آبادی کا تناسب پہلی عالمی جنگ سے قبل (۱۹۱۳ء) کے مقابلے میں تبدیل نہیں ہوا تھا یعنی شہری آبادی کل آبادی کی ۱۸ فیصدی تھی ۔ پہلے پنجسالہ منصوبے کے ابتدائی چار برسوں کے دوران شہری آبادی ۲۴ فیصدی تک پہنچ گئی اور دیہی آبادی ۸۲ فیصدی سے گھٹ کر ۷۶ فیصدی رہ گئی ۔ اس مختصر مدت میں شہری آبادی میں اتنا اضافہ ہوا جتنا ۱۸۹۷ء اور ۱۹۲۶ء کی مردم شماریوں کے درمیان ہوا تھا ۔ شہری آبادی میں اتنے زبردست اور تیزرفتار اضافے کی مثال تاریخ میں نہیں ملتی ۔

باشندوں کے اس دھارے کا رخ صرف نئے شہروں کی طرف نہیں تھا ۔ پرانے صنعتی مرکز بھی غیرمعمولی تیزی کے ساتھ بڑے ہوتے جا رہے تھے ۔ وسیع صنعت کاری کی وجہ سے قدرتی طور پر مزدوروں اور ملازموں کی تعداد بڑھ رہی تھی ۔ جبکہ پہلے پنجسالہ منصوبے کے دوران شہری آبادی میں ۴۴ فیصدی کا مجموعی اضافہ ہوا تھا، کارخانوں کے مزدوروں اور دفتروں کے ملازموں کی تعداد دگنی سے زیادہ ہو کر ایک کروڑ ۸ لاکھ سے دو کروڑ ۲۶ لاکھ تک پہنچ گئی تھی ۔ ان میں صنعتی مزدوروں کی تعداد ۳۸ لاکھ سے بڑھ کر ۸۰ لاکھ، تعمیراتی مزدوروں کی تعداد سات لاکھ سے بڑھ کر ۲۳ لاکھ اور ٹرانسپورٹ کے مزدوروں کی ۱۳ لاکھ سے بڑھ کر بیس لاکھ ہو گئی ۔ یہ اضافہ قطعی طور پر عوامی معیشت کے سوشلسٹ سیکٹر میں ہی ہوا تھا ۔ ۱۹۳۲ء میں سرمایہ‌دار سیکٹر میں صرف ایک فیصدی مزدور کام کرتے تھے ۔

سرمایہ‌دار عناصر اور انکے نجی مزدور رکھنے کے طریقے کا تیزرفتار خاتمہ منصوبہ‌بندی کرنےوالوں کے توقعات سے بھی کہیں زیادہ تھا ۔ ان حالات میں زندگی پہلے پنجسالہ منصوبے کی پیش‌بینی سے آگے بڑھ گئی تھی ۔

سوویت یونین میں بےروزگاری کا مکمل خاتمہ عالمی تاریخی اہمیت کی بات ہے۔ ۱۹۲۶ء اور ۱۹۲۹ء کے درمیان بےروزگاری بڑھ رہی تھی اور ۱۷ لاکھ تک پہنچ گئی تھی اور دیہی علاقوں میں بھی ۹۰ لاکھ لوگ پوری طرح باروزگار نہیں تھے ۔ دیہاتوں میں یہ صورت‌حال جس کو ضرورت سے زیادہ کثیر دیہی آبادی کا نام دیا گیا تھا درحقیقت حقیر پیداوار دینےوالے چھوٹے کھیتوں کے مالک کسانوں کی وجہ سے تھی ۔ ہر سال پندرہ لاکھ تک کسان شہروں میں صنعتی اور تعمیراتی مزدوروں کی حیثیت سے کام کرنے کے لئے آجاتے تھے ۔

سوویت یونین میں بےروزگاری کی نوعیت دوسرے ممالک سے بنیادی طور پر مختلف تھی ۔ سوویت یونین میں بےروزگاری ایسے وقت بڑھ رہی تھی جب ملک کی معیشت تیز رفتاری سے ترقی‌پذیر تھی ۔ صنعتی توسیع کے ساتھ‌ساتھ صنعتی مزدوروں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا تھا ۔ تعمیرات اور ٹرانسپورٹ کے شعبوں میں بھی اس طرح کی ترقی ہو رہی تھی ۔ لیکن اس کے ساتھ ھی دیہاتوں سے فاضل محنتی طاقت کی ایک بڑی دھار شہروں کو آرھی تھی ۔ اسی لئے بےروزگار لوگوں کی غالب اکثریت کوئی محنتی ہنر نہ رکھتی تھی ۔ جہاں تک بےروزگار صنعتی مزدوروں کا سوال ہے تو ان کی تعداد بےروزگار لوگوں کی ۱۷ — ۱۰ فیصدی تھی اور محنتی طاقت کے آنے جانےوالے دھارے کی وجہ سے پیدا ہوئی تھی ۔

برطانیہ، فرانس، جرمنی اور ریاستہائے متحدہ امریکہ میں صورت حال اس سے مختلف تھی ۔ کیونکہ ان ملکوں میں بےروزگاری پیداوار کے چڑھاؤ اتار سے وابستہ تھی ۔ سرمایہ‌دار ممالک میں فاضل مزدوروں کی فوج میں ھمیشہ ھنرمند مزدوروں کی بڑی تعداد پائی جاتی ہے ۔

بہرحال تیسری دھائی میں سوویت یونین میں بےروزگاری ایک بہت سنگین مسئلے کی حیثیت رکھتی تھی ۔ ریاست کے پاس اس وقت ایسے ذرائع نہ تھے کہ وہ مختصر مدت میں اس صورت‌حال کو بنیادی طور پر بدل سکے پھر بھی سوویت کمیونسٹ پارٹی اور حکومت کی بنیادی پالیسی کا

اصول اس سلسلے میں بالکل صاف تھا یعنی ہر سوویت شہری کے لئے کام کرنے کے حق کی ضمانت دینا اور بےروزگاری کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ختم کرنا۔

ریاستی تنظیمیں اور ٹریڈ یونینیں بےروزگار لوگوں کی ہر امکانی امداد کرتی تھیں۔ بےروزگاری کے دفتروں میں اپنے کو رجسٹر کرنےوالے خاص رعایتوں کے مستحق تھے۔ وہ رہائشی جگہوں کا آدھا کرایہ ادا کرتے تھے، ریل اور جہازوں میں سفر کے لئے ان کو صرف نصف کرایہ دینا پڑتا تھا، ان کو سستا اور کبھی کبھی مفت کھانا بھی دیا جاتا تھا۔ اس کے علاوہ ان کو دوسرے الاؤنس بھی ملتے تھے۔ بہت سے بےروزگار لوگوں کو سڑکیں اور پارک بنانے، باغات لگانے، سڑکوں کو صاف کرنے اور دلدلوں کو خشک کرنے کے کام دئے جاتے تھے۔ بہت سی ٹریڈیونینیں اپنے فنڈوں میں بےروزگاروں کی مدد کے لئے رقمیں دیتی تھیں۔ لیکن اس کے باوجود بےروزگاری ایک بڑا سماجی مسئلہ بنی ہوئی تھی جو مجموعی طور پر آبادی کے اور خاص طور پر مزدور طبقے کے معیار زندگی پر برا اثر ڈالتی تھی۔

سوویت حکومت، ٹریڈیونینوں کی قیادت اور محنت کی عوامی کمیساریت نے بےروزگاری کے مسئلے کا باقاعدہ مطالعہ کیا۔ سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور پولیت بیورو کے جلسوں میں بھی اس پر بحث‌مباحثہ ہوا۔ پہلے پنجسالہ منصوبے کو بناتے وقت اس کو خاص طور سے پیش نظر رکھا گیا۔ اس میں کسی کو شک نہیں تھا کہ پہلے پنجسالہ منصوبے کے دوران مزدوروں کی مانگ میں تیزی سے اضافہ ہوگا۔ لیکن منصوبہ مرتب کرنےوالوں کو بھی یہ امید نہ تھی کہ بےروزگاری پہلے ہی منصوبے کے دوران ختم ہو جائیگی۔ تجربے نے توقعات کی خوشگوار تصحیح کر دی۔ انھوں نے سوشلسٹ نظام کی برتری اور اس کی تیز رفتار ترقی کا ثبوت پیش کیا۔

۱۹۲۹ء کے آخر میں ہی محنت کی عوامی کمیساریت کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ ”اکتوبر — دسمبر کی پچھلی سہ‌ماہی کے اعدادوشمار ضروری محنتی قوت کے حصول میں کشیدہ حالات کے آئینہ‌دار ھیں کیونکہ فاضل مزدوروں کی تعداد بہت کم ھے“۔ یہ پہلا سرکاری بیان تھا جس نے ساری عوامی معیشت کے تعلق سے مزدوروں کی کمی کا ذکر کیا تھا۔ ۱۹۳۰ء میں بےروزگاروں کی تعداد تیزی سے کم ہوئی۔ جبکہ

اپریل میں ملک کے بےروزگاری کے دفتروں نے ساڑھے آٹھ لاکھ بےروزگاروں کی رجسٹری کی تھی، اسی سال خزاں میں یہ تعداد ۷۰ فیصدی گھٹ گئی اور سال ختم ہوتے ہوتے بےروزگاری کے دفتر خالی پڑے تھے۔

اکتوبر انقلاب کی ۱۴ ویں سالگرہ کے موقع پر اخبار ''پراودا'' نے پہلے صفحے پر بڑی سرخی سے یہ لکھا تھا ''پرولتاریو! دنیا کے سارے ملکوں کے مزدورو! آج جب تم چوکوں، جلسوں اور میٹنگوں میں دو معاشی نظاموں — سرمایہ دار اور سوشلسٹ نظاموں — کے کارناموں کے نتائج اخذ کروگے۔

''یاد رکھو!

''سرمایہ‌دار ممالک میں

''لکھوکھا بےروزگار ہیں اور عالمی بحران بڑھ رہا ہے۔ وہاں ہزاروں دیوالے کے کیس ہوتے ہیں، ہزاروں کارخانے بند ہوتے ہیں، نوآبادیاتی علاقوں میں غربت، بھوک اور بربادی کا راج ہے۔ نئے نئے سامراجی خون خرابوں کی تیاریاں ہو رہی ہیں۔

''اور اس ملک میں جہاں سوشلزم کی تعمیر کی جا رہی ہے:

''صنعت کی زبردست توسیع ہوئی ہے، بےروزگاری ختم ہو چکی ہے، ریاستی اور پنچائتی فارموں کی بنا پر بڑے پیمانے کی مشین‌کار زراعت کی بنیاد ڈالی گئی ہے، محنت کشوں کی مادی حالت بہتر ہو گئی ہے اور محنت کش بالشویک پارٹی اور اس کی لیننی مرکزی کمیٹی کے گرد متحد ہو گئے ہیں۔'' اس طرح سوویت یونین دنیا کا وہ پہلا ملک ہو گیا جس نے عملی طور پر انسان کو کام کرنے کے مقدس حق کی ضمانت دی اور وہ بھی ایسے وقت جب دنیا معاشی بحران کی زبردست چوٹوں سے چورچور ہو رہی تھی۔ بورژوا پریس ان صعوبتوں اور مصیبتوں کو نہیں چھپا سکا جس میں سرمایہ‌دار ممالک کے لوگ مبتلا تھے۔ اس سلسلے میں ایسے ملک کا بےروزگاری بالکل ختم کر دینا جس نے ابھی سوشلزم کی تعمیر شروع کی تھی خاص طور سے اہمیت کا حامل تھا۔ یہ ایسی اہم کامیابی تھی جس نے نہ صرف ملک کے سارے محنت کشوں کی مادی حالت کو مجموعی طور پر بہتر بنایا بلکہ زبردست ولولہ اور اس راستے پر اعتماد بھی پیدا کیا جو لوگوں نے اپنے لئے منتخب کیا تھا۔

اس اعتماد نے سوویت لوگوں کو ان دشواریوں کا سامنا سکون اور استقلال کے ساتھ کرنے میں مدد دی جو باقی رہ گئی تھیں۔ غذا، ضروری

استعمالی اشیا یعنی کپڑے اور جوتے ابھی تک راشن کارڈ کے ذریعہ ملتے تھے۔ کارخانوں اور فیکٹریوں کے مزدور آلو اور ترکاریاں بونے اور مویشیوں کی دیکھ بھال کرنے کےلئے خاص فارموں میں کام کرتے تھے تاکہ فیکٹریوں اور ورکشاپوں کے طعام‌خانوں اور مزدوروں کو زیادہ رسد مہیا کی جاسکے۔ اگواکار مزدوروں اور جتھوں کو سب سے پہلے غذا وغیرہ ملتی تھی۔ ان کو صحت‌گاہوں اور آرام گھروں میں جانے کے اجازت‌نامے ملتے تھے یا سوٹ کا کپڑا، گھڑی یا جوتے کا جوڑا انعام میں دیا جاتا تھا۔

محنت‌کشوں کو یہ بخوبی معلوم تھا کہ یہ مشکلات عارضی نوعیت رکھتے تھے۔ وہ خود دیکھ رہے تھے کہ کس طرح کام اور رہن سہن کے حالات بدل رہے تھے، سوویت شہروں کے روپ میں کیا تبدیلیاں ہو رہی تھیں، زیادہ سے زیادہ اسکول اور اعلی تعلیمی ادارے کھل رہے تھے اور مفت طبی خدمات کو بڑے پیمانے پر پھیلایا جا رہا تھا۔

اب مزدوروں کی اکثریت کےلئے کام کا دن سات گھنٹے کا رہ گیا اور زیرزمین یا صحت کے لئے مضر پیشوں میں مصروف مزدوروں کے لئے کام کا دن صرف چھہ گھنٹے رکھا گیا۔ نوخیز لڑکوں اور حاملہ عورتوں کو کام میں خاص رعایتیں دی گئیں۔ پہلے پنجسالہ منصوبے کے دوران سماجی بیمے کے لئے ریاستی اخراجات تگنے اور طبی خدمات کے لئے ساڑھے چار گنے ہو گئے۔ ہر جگہ رہائشی مکانات کی تعمیر ہونے لگی۔ ماسکو، لینن گراد، تمام ریپبلکوں کی راجدھانیوں اور بڑے بڑے شہروں میں نئے رہائشی ضلع تعمیر اور آباد ہو گئے۔ بہرحال شہروں کی آبادی اس سے بھی زیادہ تیزی سے بڑھ رہی تھی۔ نئے نئے شہروں اور صنعتی مرکزوں کی تعمیر کرنےوالے مزدوروں کو ابتدا میں جھونپڑیوں میں رہنا پڑا جہاں جدید قسم کی سہولتیں نہیں تھیں۔ عام طور پر ایسی تعمیری جگہیں مرکز سے دور ہوتی تھیں مثلاً منجمد دائرۂ قطب شمالی میں یا وسط ایشیا کے تپتے ہوئے ریگستان میں یا پھر مشرق بعید کے ناقابل گذر تائیگا کے جنگلات میں۔ اس وجہ سے حالات بہت پیچیدہ اور دشوار ہو جاتے تھے اور طرح طرح کے مسائل اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔

بچوں کے کنڈرگارٹنوں اور نرسریوں کی بڑی کمی تھی اور شہری ٹرانسپورٹ پر بھی بڑی بھیڑ رہتی تھی۔ بہرحال روزمرہ کی زندگی کی یہ

دشواریاں محنت کشوں کی مزاجی کیفیت کا تعین نہیں کرتی تھیں ۔ وہ موازنے کے ذریعہ سب کچھ سمجھ لیتے تھے ۔ وہ خود دیکھتے تھے اور جانتے تھے کہ ان کی آنکھوں کے سامنے اور براہ‌راست ان کی شرکت سے کیا کیا تبدیلیاں ہوئی ہیں ۔ پہلے پنجسالہ منصوبے کے برسوں میں شہروں کے کنڈرگارٹنوں میں بچوں کی تعداد ۶٫۶ گنی اور دیہاتوں میں تقریباً ۹۳ گنی بڑھی ۔ ریڈیو اور بجلی کی روشنی ہر جگہ عام ہو گئی ۔ بہت سے شہروں کی تعمیرنو کرکے انہیں جدید سہولتوں سے لیس کیا گیا ۔ پانی کی پائپ لائنوں، نالیوں، ٹیلیفون کے تاروں، پارکوں اور باغوں کی تعمیر پر زبردست وسائل صرف کئے گئے ۔

تہذیبی شعبے میں خاص طور سے غیرمعمولی ترقی کی گئی ۔ ناخواندگی ختم کرنے کی جدوجہد نے واقعی کل‌قومی صورت اختیار کرلی ۔ ۱۹۲۸ء میں نوجوان کمیونسٹ لیگ (کمسومول) کی آٹھویں کانگرس نے یہ نعرہ دیا ”پڑھے لکھے لوگو ! بےپڑھے لکھے لوگوں کو سکھاؤ !“، بچے تک ”لیکبیز“ (روسی میں یہ مختصر اصطلاح ناخواندگی کو دور کرنے کےلئے ہے) اور ”کولت پوخود“ (یعنی ملک میں خواندگی پھیلانے کی مہم) جیسے الفاظ سے واقف ہو گئے تھے ۔ بہت سے پنچائتی اور ریاستی فارم ایسے قطعات آراضی الگ کر دیتے تھے جن کی آمدنی سے کتابیں، کاپیاں اور پنسلیں خریدی جاتی تھیں ۔ اس کے لئے مزدور اور ملازمین بھی اکثر خاص رقمیں جمع کرتے تھے ۔ شہری اور دیہی دانش‌وروں نے اور سب سے پہلے ٹیچروں نے ناخواندگی دور کرنے میں بلاکسی معاوضے کے حصہ لیا ۔ اس میں لاجواب کامیابیاں ہوئیں ۔ ۱۹۲۷ء میں سوویت یونین خواندگی کے لحاظ سے یورپ میں ۱۹ ویں جگہ پر تھا اور ۱۹۳۲ء میں سوویت یونین کی بالغ آبادی کی غالب اکثریت پڑھ لکھ سکتی تھی ۔ قومی علاقوں میں اس کے نتائج خاص طور سے شاندار ہوئے ۔ مثلاً تاجکستان میں پانچ سال کے دوران (۱۹۲۹ — ۳۳ء) خواندگی کی سطح ۴ فیصدی سے بڑھ کر ۵۲ فیصدی، ازبکستان میں ۱۲ فیصدی سے بڑھ کر ۷۲ فیصدی اور ماورائےقفقاز میں ۳۶ فیصدی سے بڑھ کر ۸۶ فیصدی ہو گئی ۔

اس مدت میں آٹھ اور پندرہ سال کی درمیانی عمر کے لڑکوں لڑکیوں کےلئے لازمی ابتدائی تعلیم رائج کر دی گئی ۔ کمیونسٹوں اور نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبروں کو خاص طور سے ٹیچروں کی تربیت حاصل

نادیژدا کروپسکایا ”ناخواندگی مردہ باد!“ نامی انجمن کے جلسے میں تقریر کر رہی ہیں (۱۹۲۷ء)
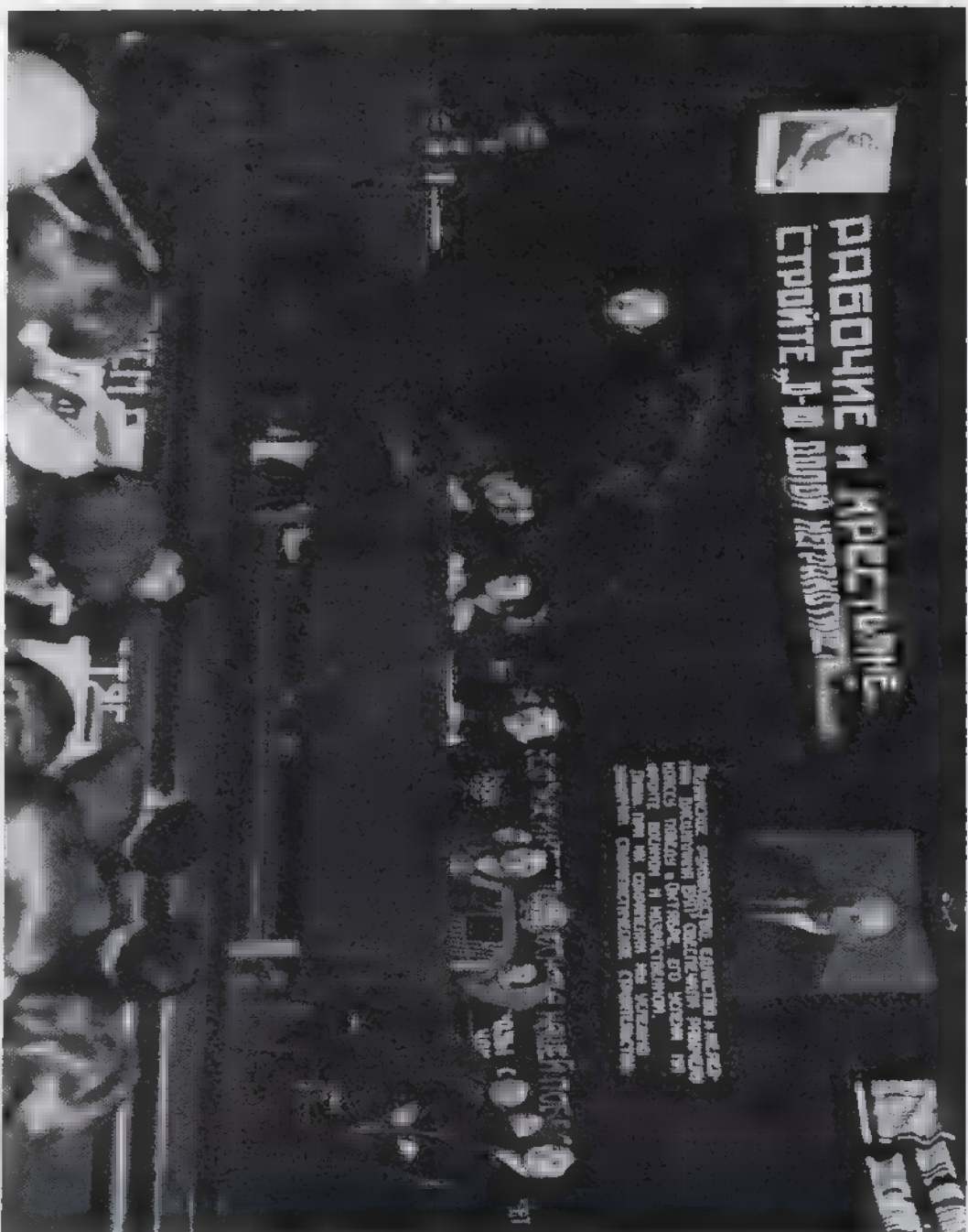
کرنے کے لئے بھیجا گیا۔ نصابی کتابوں اور تعلیمی قواعد کی اشاعت میں دسیوں گنا اضافہ کیا گیا اور ان کو سوویت قوموں کی زبانوں میں بھی شائع کیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۳۴ء میں سارے ملک میں چارسالہ لازمی تعلیم رائج کرنا ممکن ہو گیا اور ۱۹۳۴ء میں خاص کر شہروں میں سات‌سالہ لازمی تعلیم تک پہنچنے کا بنیادی عبوری دور پورا کر لیا گیا۔

اعلی تعلیم کے سسٹم کی بنیادی طور پر ازسرنو تنظیم ہو رہی تھی۔ انسٹی‌ٹیوٹوں کے طلبا میں بڑی تبدیلیاں ہوئیں۔ اب ان میں زیادہ‌تر مزدوروں اور کسانوں کے بیٹے بیٹیاں تھیں۔ بعض حالات میں ماہرین تعلیم کی کمی نہ صرف اس کی مقتضی ہوتی تھی کہ انسٹی‌ٹیوٹوں اور یونیورسٹیوں کا جال اور وسیع پیمانے پر پھیلایا جائے اور عملی کارکنوں کے لئے خاص اعلی تعلیمی ادارے منظم کئے جائیں بلکہ عملوں کو تیار کرنے کی مدت کو مختصر کرنے (پانچ سال کے بجائے چار سال) اور داخلے کے امتحانوں کو ختم کرنے کی ضرورت پڑی۔ لیکن ۱۹۳۳ء میں یعنی پہلے پنجسالہ منصوبے کے آخر تک تمام کورسوں کے خاص مضامین کے لئے داخلے کا امتحان پھر رائج کیا گیا۔ طلباً کے انفرادی تعلیمی کام کے معیار بھی بلند ہو گئے۔ انسٹی‌ٹیوٹوں میں ماہروں کی تیاری کا کورس پھر پانچ سال کا ہو گیا۔

۱۹۳۲ء میں اعلی اور ثانوی مخصوص اسکولوں میں پندرہ لاکھ طلبا تھے۔ وسط ایشیا اور قزاخستان میں پہلے پنجسالہ منصوبے کے دوران اعلی تعلیمی اداروں کی تعداد ۴ سے ۵۵ تک پہنچ گئی ماورائے قفقاز میں اسی مدت میں طلبا کی تعداد دگنی اور یوکرین میں تگنی سے زیادہ ہو گئی۔ ۱۹۲۸ — ۳۲ء کے دوران ملک میں تقریباً دو لاکھ اعلی تعلیم یافتہ ماہرین ہو گئے۔ دوسرے پنجسالہ منصوبے کی ابتدا میں وہ نوجوان جنھوں نے پہلے پنجسالہ منصوبے کے دوران گریجویٹ کیا تھا ۹۰ فیصدی سے زیادہ ماہر اور بھاری صنعت کے رہنما ہو گئے تھے۔

کلب اور ریڈنگ روم سوشلسٹ کلچر پھیلانے کے اہم مرکز بن گئے۔ ۱۹۳۲ء میں عوامی کتب‌خانوں میں کتابوں کی ۹ کروڑ دس لاکھ جلدیں تھیں۔ یہ تعداد انقلاب سے پہلے کے مقابلے میں دس گنی سے اوپر تھی۔ اخباروں کی اشاعت تین کروڑ ۶۰ لاکھ کاپیوں تک پہنچ گئی۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ ۱۹۲۹ء اور ۱۹۳۳ء کے درمیان ان

کی اشاعت میں تقریباً چار گنا اضافہ ہوا تھا۔ ۱۹۳۲ء میں سوویت یونین کی ۸۸ قومی زبانوں میں اخبارات شائع ہونے لگے تھے۔ ۱۹۲۸ء — ۳۲ کے دوران اخبار ''پراودا،، کی اشاعت چھ لاکھ بیس ہزار سے بڑھ کر ۱۶ لاکھ ہو گئی تھی۔

تہذیب سے اس دلچسپی اور ملک کی سماجی اور سیاسی زندگی میں حصہ لینے کے شوق کا اظہار ان مزدور اور کسان نامہ‌نگاروں کے مراسلوں سے ہوا جو مرکزی اور مقامی اخباروں کے لئے رضاکارانہ لکھتے تھے۔ ہزاروں لوگ اپنے ساتھی مزدوروں کے کارناموں، نوکرشاہی کے ہتھکنڈوں وغیرہ کے بارے میں لکھنے لگے۔ وہ خامیوں پر نکتہ‌چینی کرتے تھے اور لوگوں کے کام اور رہن‌سہن کے حالات کو بہتر بنانے کی تجاویز پیش کرتے تھے۔ یہ کوئی اتفاقی بات نہ تھی کہ امیر کسان اور سوویت‌دشمن لوگ ان نامہ‌نگاروں کی سرگرمیوں اور ان لوگوں کے شدید مخالف ہو گئے جو دیہاتوں میں کلب اور ریڈنگ روم منظم کرتے تھے۔

میخائیل شولوخوف اپنے ناول ''خاموش دون،، سے کچھ پڑھ کر ماسکو کے ''کراسنی بوگاتیر ،، نامی کارخانے کے مزدوروں کو سنا رہے ہیں (۱۹۲۹ء)

صرف ۱۹۲۸ء میں ایسے ۱۱۱ رضاکار نامہ‌نگار قتل کر دئے گئے اور ۳۴۶ کو زدوکوب کیا گیا۔ اس وقت ممتاز سوویت مصنف میکسم گورکی نے لکھا ''سوویت یونین کے پورے وسیع رقبے میں، اس کے دور دراز کونوں میں مزدور اور کسان نامہ‌نگاروں کی وجہ سے مزدور طبقہ اپنی نگراں آنکھیں اور آواز رکھتا ہے۔ کسی بھی ملک میں پریس نے زندگی کی ایسی وسیع تصویر، اس کی چھوٹی سی چھوٹی تفصیلات تک، نہیں پیش کی ہے جیسی کہ ہمارے ملک میں پیش کی گئی ہے''۔ ان لفاظ میں ذرا بھی مبالغہ نہیں تھا۔ ۱۹۳۲ء میں ان مزدور اور کسان نامہ‌نگاروں کی تعداد تیس لاکھ تک پہنچ چکی تھی۔

انھیں برسوں میں ممتاز ادیب میخائل شولوخوف نے ''خاموش دون'' ناول میں اکتوبر انقلاب کے دوران کزاکوں کی زندگی کی تصویرکشی کرکے بین‌اقوامی شہرت حاصل کی اور نکولائی اوستروفسکی نے ایک ولولہ‌انگیز ناول لکھا جو انقلاب میں ان کے ہم‌عصروں اور خود ان کے رول کے بارے میں تھا۔ اگرچہ ادیب موصوف صاحب‌فراش تھے اور خانہ‌جنگی میں لگے زخموں کی وجہ سے تقریباً اندھے ہو چکے تھے پھر بھی انھوں نے اپنی نسل کی جاندار کہانی پیش کی جس نے انقلاب کی حفاظت ڈٹ کر کی تھی اور اپنی صحت اور زندگی کا خیال کئے بغیر سوشلزم کی تعمیر کےلئے بیدھڑک ہر امکانی کوشش کر رہی تھی۔ اوستروفسکی نے اپنے اس ناول ''دارورسن کی آزمائش'' میں وہ راستہ دکھایا جس پر سوویت نوجوان گامزن تھے۔ اس ناول نے لوگوں کو رہنے سہنے اور جدوجہد کا سبق دیا اور نئی زندگی کی طرف آنے کی دعوت دی۔ یہ کتاب لکھوکہا لوگوں میں مقبول ہوئی۔ ایک بہت اچھے سوویت مصنف اور سابق نواب الکسئی تولستائی، کمیونسٹ اور خانہ‌جنگی میں حصہ لینے والے فادئیف اور لاجواب طنزنگار ایلف اور پیتروف جیسے ادیبوں نے کافی شہرت اور مقبولیت حاصل کی۔ ممتاز سوویت شاعر ولادیمیر مایاکوفسکی بھی اسی دور کی پیداوار ہیں۔

مشہور پرولتاری ادیب میکسم گورکی ۱۹۲۸ء میں بیرون ملک سے واپس آئے اور سوویت لوگوں کے محبوب مصنف بن گئے۔ انھوں نے سارے ملک کا دورہ کیا۔ وہ ہر روز مزدوروں، پنچائتی کسانوں اور پرانے اور نئے دانش‌وروں کے نمائندوں سے ملتے تھے۔ پہلے پنجسالہ منصوبے کے دوران گورکی نے بہت سے مضامین لکھ کر سوشلزم کے معماروں کو

خراج عقیدت پیش کیا اور استعماری جنگ کی ان تیاریوں کا بھانڈا پھوڑا جو سامراجی کر رہے تھے۔ اس مصنف کی انتھک سماجی اور سیاسی کوششیں سوویت ادب کے نظریاتی فروغ اور مصنفوں کے تخلیقی کام میں سوشلسٹ حقیقت پسندی کے فنکارانہ اصولوں کی استواری کے لئے بڑی اہمیت کی حامل تھیں۔

اگست ۱۹۳۲ء میں شوقیہ فن کاروں کا کل یونین جشن ماسکو میں ہوا جس میں شوقیہ منڈلیوں نے سوویت دیس کی ۲۰ زبانوں میں کھیل پیش کئے۔

تھیٹر کا آرٹ بھی بڑی تیزی سے ترقی کر رہا تھا۔ ایسے ایسے علاقوں میں تھیٹر کھل رہے تھے جہاں ۱۹۱۷ء سے پہلے ان کا نام و نشان نہ تھا۔ مثلاً وسط ایشیا کی ریپبلکوں میں۔ ۱۹۳۳ء میں پہلا پنجسالہ منصوبہ ختم ہوتے ہوتے وہاں پچاس قومی تھیٹر قائم ہو گئے تھے۔

سوویت ادب اور مجموعی طور پر سارے سوویت آرٹ نے سوویت عوام کی زندگی میں اہم رول ادا کیا، وہ جس راستے پر گامزن تھے اس کو سمجھنے میں ان کو مدد دی، سارے مشکلات کو طے کرنے اور اعتماد کے ساتھ مستقبل کی طرف دیکھنے کا حوصلہ عطا کیا۔

چھٹا باب
معیشت کی تعمیرنو کی تکمیل
(۱۹۳۳ — ۳۷ء)

نئی ٹکنالوجی میں مہارت حاصل کرنے کی ''استاخانوف،، نامی تحریک

ملک کی معیشت کی زیادہ‌تر شاخوں میں پہلے پنجسالہ منصوبے کے نشانوں کو متعینہ مدت سے پہلے ہی پورا کر لیا گیا۔ جنوری ۱۹۳۳ء میں دوسرے پنجسالہ منصوبے کی ابتدا کی گئی۔ ۱۹۳۳ — ۳۷ء کے پنجسالہ دور کا منصوبہ پہلے سے ہی تیار کر لیا گیا تھا اور منصوبہ مرتب کرنے والوں نے محنت کشوں کی نئی مہارت اور معلومات کا اس میں لحاظ رکھا تھا جو انھوں نے صنعت‌کاری کی مہم میں حاصل کی تھیں۔ نئے منصوبے میں معیشت کی سوشلسٹ بنیادوں پر تعمیرنو کی تکمیل کرنے، اس کی تمام شاخوں کو نئی مشینوں سے لیس کرنے اور محنت کے استحصال کے ہر امکان کو ختم کرنے کے فریضے رکھے گئے۔

ایسی بہت سی باتیں کرنی تھیں جن کی تکمیل کسی نہ کسی وجہ سے پچھلے عرصے میں نہیں ہو سکی تھی۔ مثلاً دنیپر پن بجلی گھر تو بن چکا تھا لیکن اس کی بجلی کی قوت سب سے زیادہ استعمال کرنے والا ''زاپوروژ استال،، نامی فولاد کا کارخانہ ابھی تعمیر کی ابتدائی منزل میں تھا۔ اگرچہ ۱۹۲۸ء کے مقابلے میں اور خاص طور سے ۱۹۱۳ء کے مقابلے میں کہیں زیادہ ترقی کی گئی تھی پھر بھی منصوبے کی تکمیل پوری طرح نہیں ہوئی تھی۔

معدنی کھاد، مختلف دوسری کیمیائی اشیا اور ہلکی صنعت میں منصوبے کے مقررہ اعداد اور اصلی پیداوار کے درمیان کافی فرق تھا۔ صنعت‌کاری کی طوفانی رفتار نے بعض لوگوں کا دماغ خراب کردیا اور انھوں نے موجود امکانات کا مبالغہ آمیز اندازہ لگایا جس کی وجہ سے پیسے

چیلیابنسک کے کارخانے کے تیار کئے ہوئے پہلے سوویت ٹریکٹر

اور محنت دونوں کا کافی اتلاف ہوا اور صنعت کی دوسری متعلقہ شاخوں میں منصوبے کے نشانوں تک پہنچنا نا ممکن ہو گیا۔

نئے کارخانوں کو چلانا بہت ہی پیچیدہ کام بن گیا۔ ابتدا میں تو یہ خیال کیا گیا کہ جلد ہی وہ بھرپور کام کرنے لگینگے۔ لیکن کارخانوں اور فیکٹریوں کی تعمیر کا کام بمقابلہ اس کے آسان ثابت ہوا کہ مختصر مدت میں ان کے آلات اور مشینوں کو چلانے میں مہارت حاصل کر لی جائے۔ مثلاً استالن گراد میں ٹریکٹر کا کارخانہ بڑی تیزی کے ساتھ بنا کر جون ۱۹۳۰ء میں تیار کر لیا گیا۔ لیکن صرف اپریل ۱۹۳۲ء میں وہ اپنی مقررہ پیداوار یعنی ۱۴۴ ٹریکٹر روزانہ بنانے تک پہنچ سکا۔ ان مشکلات کی وجہ یہ تھی کہ ابھی ملک میں جدید مشینیں استعمال کرنےوالی بڑے پیمانے کی پیداوار کی ابتدا تھی۔ نئے حالات سے نبٹنے کے لئے ہزارہا مزدوروں اور انجنیروں کو تربیت دینی پڑی۔

پہلے پنجسالہ منصوبے کے دوران جو تجربہ حاصل کیا گیا تھا وہ بہت کارآمد تھا۔ اگر پہلے یہ خیال کیا جاتا تھا کہ ”مشینیں فیصلہ کن ہیں“، تو اب یہ نعرہ سامنے آیا کہ ”عملہ فیصلہ کن ہے“۔

نئی ٹکنالوجی اور پیداوار کی نئی قسموں میں مہارت پیدا کرنے کی جدوجہد دوسرے پنجسالہ منصوبے کا مرکزی رجحان بن گئی۔ پھر بنیادی تعمیر میں کمی نہیں ہوئی بلکہ ان میں اضافہ ہوتا رہا۔

خارکوف اور چیلیابنسک کے ٹریکٹر کے کارخانے بمقابلہ استالن گراد کے کارخانے کے مختلف تھے۔ ماسکو کے موٹرساز کارخانے میں کام کی رفتار اور تیز کر دی گئی۔ ابھی کچھ ورکشاپ زیر تعمیر تھے کہ اس کے ہزاروں مزدور ٹکنیکل اسکولوں، مختلف صنعتی اور حرفتی تربیت کے کورسوں اور کارخانے سے ملحق موٹرانجنیرنگ انسٹی‌ٹیوٹ کے مراسلتی شعبے میں تربیت حاصل کرنے لگے۔ اس کے بعد مزدور ٹیموں میں مشینوں کو جلدازجلد چالو کرنے اور ان کو بہترین طریقے سے استعمال کرنے کا مقابلہ شروع ہوا۔ ہر سال کارخانوں میں پیداواری لاگت کے اخراجات کم ہونے لگے۔ ۱۹۳۵ء میں موٹرساز کارخانے نے منصوبے سے بڑھ کر کام کرنا شروع کر دیا۔ اب یہاں ۲۴ گھنٹے میں ۱۱۰ لاریاں تیار ہونے لگیں۔

بجلی‌کاری میں ترقی کی وجہ سے صنعت میں اب فی مزدور بجلی کے استعمال کا اوسط دگنا ہو گیا۔ اس بات نے اور مزدوروں کی زیادہ مہارت اور بہتر پیداواری تنظیم نے ۳۷ — ۱۹۳۳ء کے دوران محنت کی کارگذاری میں ۸۲ فیصدی اضافہ کیا جو منصوبے سے کہیں زیادہ تھی۔ پہلے پنجسالہ منصوبے میں محنت کی کارگذاری کے مقررہ نشانے کافی نیچے تھے پھر بھی ان تک نہیں پہنچا جا سکا تھا۔ اس وقت پیداوار میں اضافے کا طریقہ مزدوروں کی تعداد میں اضافہ تھا۔ لیکن دوسرے پنجسالہ منصوبے کے دوران جدید مشینوں کے استعمال سے بہت سے کارخانوں، فیکٹریوں اور تعمیری جگہوں پر مزدوروں کی تعداد میں بھی کمی ممکن ہوگئی۔ خاص طور سے تعمیراتی مزدوروں کی تعداد میں کمی ہوئی حالانکہ تعمیرات کا پیمانہ اور وسیع ہو گیا۔

نئی مشینوں کے استعمال سے مزدوروں کو خوشی ہوئی کیونکہ ان کے لئے محنت کے کام آسان ہو گئے، ان کی ٹکنیکی مہارت میں اضافہ ہوا اور تنخواہ بھی بڑھی۔ ہر جگہ مزدوروں کی ضرورت تھی اور منصوبہ‌بند معیشت کی وجہ سے یہ ممکن ہوا کہ وہ مزدور جو کل تک معمار کا کام کرتا تھا کسی دوسرے پیشے میں تربیت حاصل کرکے کوئی ورکشاپ اپنے کام کے لئے منتخب کرلے۔

چیلیوسکین مہم کے ممبر ماسکو میں (۱۹۳۴ء)

پہلے کی طرح اب بھی کسان بڑی تعداد میں کام کے لئے شہروں کو آ رہے تھے - لیکن اب اس معاملے کو ریاست نے اپنے ھاتھ میں لے لیا تھا اور اس کا باقاعدگی سے انتظام کر رہی تھی - دیہی آبادی سے صنعتی کاموں کے لئے مزدور بھرتی کرنے کے لئے مخصوص تنظیمیں بنا دی گئی تھیں -

نئی مشینوں اور ٹکنالوجی میں مہارت حاصل کرنے کا جوش سارے ملک میں پھیل گیا - ۱۹۳۳ء - ۳۴ میں صنعت اور ٹرانسپورٹ کے پھیلے ہوئے وسیع جال کو اتنا ساز و سامان مہیا کیا گیا جتنا کہ پورے پہلے پنجسالہ منصوبے کے دوران دیا گیا تھا - اگواکار مزدوروں کی تعداد میں بھی کافی اضافہ ہوا -

دونباس میں کان کن ایزوتوف عام طور پر منصوبے سے چار گنا زیادہ کام کرکے اپنی شفٹ میں ۲۰ ٹن کوئلے کی کان کنی کرتے تھے - انہوں نے ساتھیوں کو کارآمد گر بتانا اپنا معمول بنا لیا - مرکزی پریس نے تمام اگواکاروں سے اپیل کی کہ وہ ایزوتوف کی پیروی کریں اور صنعت کی تمام شاخوں نے اس اپیل کو لبیک کہا - اسی زمانے میں تمام ہنرمند مزدوروں کے لئے ”کم سے کم ٹکنیکی معلومات“ کا معیار مقرر کیا گیا -

۱۹۳۳ء میں سوویت یونین کے بنے ہوئے موٹرکاروں کی ایک دوڑ ماسکو سے وسط ایشیا کے ریگستانوں تک اور پھر واپس منظم کی گئی جس سے سارے ملک نے بڑی دلچسپی لی۔ اس کے بعد سوویت اسٹراٹوسفیر غبارے میں استراٹوسفیر کی بلندیوں تک پہنچنے کا عالمی ریکارڈ قائم کیا گیا اور ۱۹۳۲ء میں تاریخ میں پہلی بار ایک سوویت برف شکن جہاز نے جہاز رانی کے واحد سیزن میں بحرآرکٹک کے سوویت ساحلوں کے گرد شمالی بحری راستے پر ارخانگیلاسک سے ولادی‌وستوک تک سفر کیا۔ یہ راستہ اس عام راستے سے آدھا تھا جو نہر سویز یا نہر پناما سے ہوکر جاتا تھا۔ ۱۹۳۳ء کی گرمیوں میں ''چیلیوسکین،، نامی ایک اور سوویت جہاز اہم قطبی سہم پر روانہ ہوا لیکن یہ جہاز برف میں دب کر برباد ہو گیا۔ اس جہاز کا سارا عملہ اور مسافر جن میں عورتیں اور بچے تھے بحیرۂ چوکوتکا کے بیچ میں بہتی ہوئی برف کی چٹانوں پر پناہ گزیں تھے۔ ''شمیدت کیمپ،، کے ان لوگوں نے، جیسا کہ ان کو اس سہم کے رهنما اور مشہور سائنس داں آٹو شمیدت کے نام سے پکارا گیا، ساری دنیا کو اپنی همت اور ضبط و نظم سے حیرت میں ڈال دیا۔ سوویت دیس کے بہترین هواباز ان لوگوں کو اس مصیبت سے نجات دلانے کے لئے بھیجے گئے اور انہوں نے شدید مشکلات کے باوجود سہم کے سارے ممبروں کو سلامتی کے ساتھ وطن واپس پہنچا دیا۔ اس کارنامے کے اعزاز میں سوویت یونین کی مرکزی انتظامیہ کمیٹی نے ۱۶ اپریل ۱۹۳۴ء کو سوویت یونین کا اعلی ترین خطاب سوویت یونین کا هیرو جاری کیا جو سب سے پہلے ان هوابازوں کو دیا گیا جنھوں نے قطبی سہم کے لوگوں کی جانیں بچائی تھیں۔

سوویت جہازرانوں، هوابازوں اور قطبی کھوج کرنےوالوں کے یہ کارنامے نہ صرف سوویت لوگوں کی جرأت‌وهمت کا ثبوت تھے بلکہ اس اعلی درجے کی ٹکنیکی مہارت کا نمایاں اظہار بھی تھے جو اب سوویت لوگ اپنے ملک کی خدمت کےلئے پیش کر سکتے تھے۔ دور شمال سے لوٹنےوالے قطبی سہم‌بازوں اور هواباز هیرووٴں کا ماسکو کے لوگوں نے شاندار خیرمقدم کیا۔

اس وقت کے ماحول اور فضا کی ترجمانی کل‌یونین کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی ۱۷ ویں کانگرس میں تقریروں اور رپورٹوں سے ہوئی۔ یہ کانگرس ۱۹۳۴ء کی ابتدا میں ماسکو میں کی گئی۔ کانگرس کے افتتاح

کے دن ۲۶ جنوری کو اخبار ''پراودا،، نے اپنا اداریہ ''فاتحوں کی کانگرس،، کی سرخی کے ساتھ پیش کیا۔ مرکزی کمیٹی کی رپورٹ استالن نے پیش کی۔ اس کے بعد کانگرس کے مندوبین، کمیونسٹ پارٹی کے نمائندوں نے (جس کے ممبروں کی تعداد اب ۲۸ لاکھ سے زیادہ تھی) تقریریں کیں۔ مقررین میں دفاع کے کمیسار کلیمینت وروشیلوف، بھاری صنعت کے کمیسار اورجونیکیدزے، سپلائی کے کمیسار اناستاس میکویان اور پارٹی کی بڑی بڑی تنظیموں کے رہنما تھے۔ مندوبین نے بڑی توجہ کے ساتھ نادیژدا کروپسکایا کی تقریر سنی جنھوں نے تہذیبی انقلاب کے بارے میں لینن کے خیالات کو زندگی میں رائج کرنے کی اپیل کی۔ ریاستی منصوبہ‌بندی کمیٹی کے صدر کوئبیشیف نے دوسرے پنجسالہ منصوبے کے متعلق اپنی رپورٹ پیش کی جس پر زوردار مباحثہ ہوا۔

کانگرس کی کارروائی اور اس کی قراردادوں نے سوویت معاشرے کی حاصل کی ہوئی بڑی بڑی کامیابیوں اور کمیونسٹ پارٹی کی صفوں میں زبردست یکجہتی کی تصدیق کی۔ ان کامیابیوں اور سوویت کمیونسٹ پارٹی کے بڑھتے ہوئے وقار نے سوویت حکومت کے دشمنوں کو غم‌وغصے سے بھر دیا۔ یکم دسمبر ۱۹۳۴ء کو ایک انقلاب دشمن دہشت‌پسند نے کمیونسٹ پارٹی کے ممتاز لیڈر، لینن گراد کے بالشویکوں کے رہنما اور مرکزی کمیٹی کے سکریٹری سیرگئی کیروف کو قتل کر دیا۔ اس قتل کی وجہ سے سوویت لوگ سوشلزم کے دشمنوں کی طرف سے زیادہ چوکنا اور نگراں ہو گئے۔ کچھ لوگ گرفتار کر لئے گئے جن میں پارٹی کے اندر سابق مخالف گروہوں کے بعض لیڈر بھی تھے جنھوں نے سوویت دشمن کارروائیاں کی تھیں۔ اس بات کا یقین کرنا مشکل تھا کہ وہ لوگ جو پہلے پارٹی میں اعلی منصبوں پر تھے وہی دشمن ہو جائینگے لیکن تاریخ میں ایسا اکثر ہوا تھا۔

اس زمانے میں زندگی آگے بڑھتی گئی۔ سوویت لوگ اپنی صنعت و زراعت کے کارناموں سے شاداں تھے۔ ۱۹۳۵ء میں سوویت حکومت نے بہت سے صنعتی مزدوروں اور ملازموں کو آرڈر اور تمغے عطا کئے اور اس کے بدلے میں اگواکار مزدوروں نے اپنی ذمےداریوں میں خود اضافہ کردیا۔ یہ پورا سال نمایاں کامیابیوں سے بھر پور رہا۔ شہر گورکی کے موٹرساز کارخانے کے مزدوروں نے اپنی کارگذاری کی سطح بڑھا کر امریکی کارخانوں کے برابر کر دی۔ ماگنیتوگورسک کے مزدوروں نے

ملک کو سب سے سستی دھات فراہم کی اور ریاستی بجٹ سے امدادی رقمیں لینے سے انکار کر دیا۔

اسی سال ماسکو میں ملک کی پہلی زمین‌دوز ریلوے لائن (میٹرو) کا افتتاح ایک بڑا واقعہ تھا۔ اس وقت دارالحکومت کی آبادی تیس لاکھ تھی اور جو ٹرامیں، بسیں، ٹرالی‌بسیں (جن کو ۱۹۳۳ء میں رائج کیا گیا تھا) اور ٹیکسیاں چلتی تھیں وہ مسافروں کے لئے کافی نہ تھیں اور شہر میں گھوڑا گاڑیاں بھی نظر آتی تھیں۔

دارالحکومت کی میٹرو کی تعمیر میں سارے ملک نے حصہ لیا۔ ملک کے ۵۰۰ سے زیادہ کارخانوں نے اس کے لئے ساز و سامان تیار کیا۔ ماسکو کی نوجوان کمیونسٹ لیگ نے پندرہ ہزار نوجوان مرد اور عورتیں اس کی تعمیر میں مدد کے لئے دئے۔ جب ضرورت ہوتی تو وہ دو تین شفٹوں میں متواتر کام کرتے رہتے اور مقررہ مقدار سے بڑھ کر کام کرتے۔ وہ اپنی ٹکنیکی معلومات کو کارآمد طریقے سے استعمال کرتے اور مزدوروں، انجنیروں اور سائنس‌دانوں کے تعاون‌واشتراک سے فائدہ اٹھاتے۔ ۱۵ مئی ۱۹۳۵ء کو میٹرو کا افتتاح کیا گیا اور زمین‌دوز ریل‌گاڑیاں چلنے لگیں۔ یہ سائنس اور محنت کی مشترکہ کامیابی تھی۔

۱۹۳۵ء کا دوسرا شاندار تاریخی واقعہ مشرق میں تعمیرات تھیں۔ سوویت صنعت کےلئے تانبے کی سخت ضرورت تھی۔ اس وقت تک تانبے کی جتنی کانیں دریافت کی گئی تھیں ان میں ۶۰ فیصدی قزاخستان میں تھیں۔ موجودہ شہر قونراد کے علاقے میں ایک بڑا کارخانہ بنانے کا فیصلہ کیا گیا جو قریبی ریلوے اسٹیشن سے بھی ۴۸۰ کلومیٹر دور تھا۔ اب اس کا حل صرف یہی تھا کہ تانبے کی کانوں کی تیاری کے ساتھ ساتھ ریلوے لائن کی تعمیر بھی کی جائے۔ سب سے پہلے ۵۰۰ کمیونسٹ اور ایک ہزار نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبر جائے تعمیر کو بھیجے گئے۔ اس طرح ایک اور جرأت آمیز مہم شروع ہوئی۔

دو دخانی انجن اور کچھ پلیٹ‌فارم جھیل بالخاش کے ذریعہ وہاں پہنچائے گئے۔ ان کو عارضی پٹریوں پر ریگستان سے لے جایا گیا۔ ریل کی یہ پٹریاں پہلے بچھائی جاتی تھیں، پھر اکھاڑ کر آگے لگائی جاتی تھیں۔ اس طرح قدم بقدم مشینیں ان ”چلتی پھرتی پٹریوں،، کے ذریعے قونراد تک پہنچائی گئیں۔ اب تانبے کی کانوں میں کام زوروں پر ہونے لگا اور جلد ہی حرارتی مرکز، ورکشاپوں اور شہر کے رہائشی

حصے کی تعمیر شروع ہو گئی۔ ۱۹۳۵ء کی خزاں میں قراغندہ بالخاش ریلوے لائن چالو ہو گئی یعنی تانبے کی کانوں تک راستہ کھل گیا۔

عوامی معیشت کی ترقی کی تیزرفتار کو قائم رکھنے کےلئے پارٹی نے بڑی توجہ کے ساتھ نہ صرف اس کی کامیابیوں کا بلکہ صنعتی کاموں کی خامیوں کا بھی تجزیہ کیا۔ مقامی، شہری، علاقائی پارٹی کمیٹیوں اور مرکزی کمیٹی نے بھی اپنے جلسوں میں کارخانوں اور فیکٹریوں کے منتظمین، اگواکار مزدوروں، انجنیروں اور سائنس‌دانوں کی رپورٹیں سنیں۔ مل‌جل کر بحث مباحثے کرنے سے یہ پتہ چلا کہ پیداوار کی پرانی تنظیم اور پیداواری شرح کے پسماندہ طریقے محنت کی کارگذاری کے مزید اضافے میں رکاوٹ بنتے ہیں۔

اگواکار محنت کشوں کا راستہ اختیار کرنے کا فیصلہ کیا گیا جو جدید ٹکنیک کو تخلیقی طور پر استعمال کرتے تھے۔

یکم ستمبر ۱۹۳۵ء کو الکسیئی استاخانوف کا نام سارے ملک میں پھیل گیا۔ دونباس کی ''ایرسینو سنترالنایا،، کان کے اس نوجوان کوئلہ نکالنے‌والے نے نوجوانوں کے بین‌اقوامی دن کے اعزاز میں کام کا ایک نیا ریکارڈ پیش کرنے کا فیصلہ کیا۔ ۳۱ اگست کی رات کو استاخانوف نے اپنی شفٹ میں ۱۰۲ ٹن کوئلہ کاٹا جو مقرر مقدار سے ۱۴ گنا زیادہ تھا۔ دونباس کے اس کوئلہ نکالنے‌والے کا یہ کارنامہ محض زور بازو پر منحصر نہ تھا۔ اگواکار کان کن بہت دنوں سے بہتر انتظام کے بارے میں کافی سوچنے لگا تھا۔ پہلے ایک ہی آدمی کوئلہ کاٹتا تھا، پھر کھودے ہوئے گڈھے کی چھت کو مضبوط بناتا تھا۔ اس کے بعد پھر کوئلہ کاٹنا شروع کرتا تھا۔ الکسیئی استاخانوف نے جو اپنے کام کو بخوبی جانتے تھے کانوں کو مضبوط کرنے‌والوں کا جتھہ حاصل کیا اور اس طرح انھوں نے اپنی کارگذاری بے‌مثال حد تک بڑھا لی۔ اس ریکارڈ نے محنت کے پنہاں خزانوں کی دریافت کا موقع دیا۔

چند دن بعد اخباروں میں ایسے دوسرے اگواکار مزدوروں کے بارے میں خبریں شائع ہونے لگیں جنھوں نے پیداوار کی کارگذاری کے ریکارڈ قائم کئے تھے۔ گورکی کے موٹرساز کارخانے سے بوسیگین، لینن گراد کی جوتے کی فیکٹری سے اسمیتانین، ماسکو کے خرادساز کارخانے سے گودوف، ویچوگا کی سوتی کپڑے کی مل سے ایودوکیا اور ماریا وینوگرادوا بہنوں اور ٹرانسپورٹ سروس سے کریوانوس کے ناموں نے شہرت پائی۔ ظاہر ہے

که ان میں سے ہر مزدور نے ریکارڈ تک پہنچنے میں کئی منزلیں طے کی تھیں لیکن ان میں ہر ایک اپنے کام میں استاد تھا اور کئی بار مقررہ کام سے بڑھ چڑھ کر کارگذاری دکھا چکا تھا۔

اب ان لوگوں، پورے پورے مزدور جتھوں اور ورکشاپوں کے جوش و ولولے نے ایک متحدہ دھارے کی صورت اختیار کرلی اور موجودہ پیداواری شرح پر نظر ثانی کرنے اور محنت کی کارگذاری میں زبردست اضافہ کرنے کی تحریک بن گئی۔

نومبر ۱۹۳۵ء کے وسط میں کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور عوامی کمیساروں کی کونسل نے استاخانوف کے پیروؤں کی کل‌یونین کانفرنس بلائی۔ کریملن محل میں ملک کے مزدور طبقے کے تین ہزار بہترین نمائندوں کی یہ کانفرنس چار دن تک جاری رہی۔ آپس میں کاروباری تبادلۂ خیال کیا گیا اور عوامی معیشت کی آئندہ ترقی کے راستوں اور فریضوں کی وضاحت کی گئی۔ کریملن کی کانفرنس اس کے شرکا میں سے ہر ایک کے لئے خواہ وہ مزدور تھا یا وزیر، فیکٹری کا ڈائرکٹر تھا یا پارٹی کا کارکن معاشی اور سیاسی تعلیم کا اچھا اسکول ثابت ہوئی۔

پیداوار میں یہ اگواکار لوگ پہلے کون تھے؟ دس سال پہلے لڑکپن میں الکسئی استاخانوف ایک امیر کسان کے یہاں کام کرتے تھے۔ کوئی چھ سال پہلے کی بات تھی جب الکساندر بوسیگین اپنا دیہات کا گھر بیچ کر شہر آ گئے تھے۔ پیوتر آرلوف ان دونوں سے کافی بڑے تھے۔ انقلاب سے پہلے وہ بھی اپنے دادا اور باپ کی طرح سنگ‌تراش معمار تھے۔ انھوں نے پرانے ماسکو میں کئی مکانات بنائے تھے لیکن وہ خود ایک چوبی دیہاتی گھر میں رہتے تھے۔ سوویت دور میں یہ سب باتیں بدل گئیں۔ اب وہ ممتاز استاد مانے جانے لگے اور ان کے طریقے کی پیروی بہت سے دوسرے کاریگر کرنے لگے۔

ماسکو کی کانفرنس کے بعد مزدوروں کی اور کثیر تعداد کام کے سوشلسٹ مقابلوں میں حصہ لینے لگی۔ ایک سال بعد ان میں ہر تیسرا یا چوتھا مزدور شریک ہو گیا۔ استاخانوف تحریک کو آگے بڑھانے میں ورکشاپوں، فیکٹریوں، کارخانوں اور تعمیری جگہوں کے رہنماؤں نے نمایاں رول ادا کیا۔ انھوں نے مزدوروں کا تہذیبی اور ٹکنیکی معیار بلند کرنے میں اور سوویت معیشت کی ترقی میں اس تحریک کی اہمیت کو

بخوبی سمجھ لیا۔ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں رہی کہ وہی لوگ اب صنعتوں کی رہنمائی کر رہے تھے جو مزدور طبقے کے نچلے حصے سے ابھرے تھے۔

انھیں میں سے ایک پاویل کوروبوف تھے وہ ۱۹۰۲ء میں پیدا ہوئے تھے اور لڑکپن ہی میں ماکیئفسکی کارخانے میں آئے تھے جہاں ان کے باپ کام کرتے تھے۔ سوویت اقتدار کی بدولت کوروبوف اور ان کے بھائیوں کو اعلی تعلیم حاصل کرنے کا موقع ملا۔ پاویل کوروبوف انجنیر ہو گئے، اس کے بعد وہ ایک شاپ کے سربراہ مقرر ہوئے اور پھر ماگنیتوگورسک کے کارخانے کے ڈائرکٹر ہو گئے۔

اسی طرح کے راستے بہت سے دوسرے سربراہوں نے بھی طے کئے تھے۔ مثلاً لینن گراد کے کیروف نامی کارخانے کے ڈائرکٹر اوتس، ماسکو کے موٹرساز کارخانے کے ڈائرکٹر لیخاچیوف، بیریزنیکی کے معدنی کھاد کے کارخانے کے ڈائرکٹر گرانوفسکی، کوزنیتسک کے نئے صنعتی مرکز کی تعمیر کے سربراہ فرانک‌فرت۔ ان میں سب سندیافتہ انجنیر تو نہیں تھے لیکن بڑی معلومات، تنظیمی صلاحیت، تجربے، قوت ارادی اور توانائی کے مالک تھے۔ ان میں خوش قسمتی سے صنعت اور پارٹی کے کام دونوں میں آگے بڑھ کر کام کرنے کی صلاحیتیں تھیں۔

۱۹۳۳ — ۳۷ء کے دوران ساڑھے چار ہزار بڑے بڑے کارخانے اور فیکٹریاں چالو کی گئیں۔ یہ تعداد پہلے پنجسالہ منصوبے کے مقابلے میں مجموعی طور پر تین گنی تھی۔ اسی مدت میں صنعتی پیداوار بھی دگنی ہو گئی۔ پہلے کی طرح اب بھی بھاری صنعت نے تیزی سے ترقی کی اور ۱۹۳۷ء میں معیشت کی ساری بڑی بڑی شاخوں کی ٹکنیکی تعمیر نو بڑی حد تک پائہ تکمیل کو پہنچ چکی تھی اور ساری معیشت کو نیا روپ دیا گیا تھا۔ اس کے نتائج ریپبلکوں اور ان علاقوں میں خاص طور سے متاثر کن تھے جہاں غیرروسی قومیں آباد تھیں۔ سوویت یوکرین کی صنعتی صلاحیت انقلاب سے پہلے کے مقابلے میں سات گنی سے زیادہ ہوگئی اور وہ اتنا صنعتی سامان دینے لگا جتنا ۱۹۱۳ء میں پورے زارشاہی روس میں تیار کیا جاتا تھا۔ وسط ایشیا اور قزاخستان میں صنعتی ترقی کے ساتھ ساتھ ان کا اپنا مزدور طبقہ بھی پیدا ہو رہا تھا۔ ۱۹۳۷ء میں پورے ملک کی صنعتی پیداوار میں حصہ لینےوالے لوگوں کی تعداد ایک کروڑ سے زیادہ ہو چکی تھی اور وسط ایشیا میں صنعتی کام کرنے والے

ممتاز کان کن استاخانوف اپنے ساتھیوں
سمیت (دونباس، ۱۹۳۵ء)

باشندوں کی تعداد ۶۰ فیصدی بڑھ گئی ۔ یہ اضافہ پرانے صنعتی مرکزوں اور یوکرین میں اضافے کے مقابلے میں تین گنا زیادہ تھا ۔

مختلف قومی ریپبلکوں میں صنعتی ترقی کی سطح برابر ہوتی جا رہی تھی ۔ قزاخستان جلد ہی کوئلے، تیل اور غیرآہنی دھاتوں کا بڑا مرکز بن گیا ۔ کوئلے کی کانوں نے قرغیزیہ کا روپ بدل دیا ۔ سوویت ازبکستان نے زرعی مشینوں، سوتی کپڑوں اور کپاس کی پیداوار شروع کردی ۔ ترکمانیہ میں تیل کے کنوئیں اور کیمیائی کارخانے چالو ہو گئے، تاجکستان کی صنعت ۴ گنی بڑھی ۔ غرض ہر ریپبلک اور ہر علاقے میں اس طرح کے ترقیاتی کام نظر آنے لگے ۔

پہلے پنجسالہ منصوبے کے مقابلے میں ۳۷ — ۱۹۳۳ء کے دوران عام استعمال کے سامان کی صنعت پر زیادہ پیسے اور محنت کا صرف کیا گیا ۔

مثلاً جارجیا میں چائے، ٹین بند سامان، شراب اور جوتوں کی صنعتوں کو زیادہ اہمیت دی گئی اور وسط ایشیا میں مختلف قسم کے کپڑوں اور غذائی اشیا کی تیاری پر زور دیا گیا۔

۱۹۳۷ء میں ۸۰ فیصدی سے زیادہ صنعتی اشیا وہ کارخانے دے رہے تھے جن کی پہلے یا دوسرے پنجسالہ منصوبوں کے دوران دوبارہ تعمیر کی گئی تھی یا بالکل نئے بنائے گئے تھے۔ پیداواری طاقتوں کو مشرق کی طرف لانے کی تحریک اس وقت کافی اہم بن گئی تھی۔ کوزنیتسک اور قراغندہ کے کوئلے کے مرکزوں کی معاشی اہمیت بڑھتی جا رہی تھی۔ والگا اور اورال کے درمیانی علاقے میں ایک تیل کا مرکز نمودار ہوا

پاپانین مہم کے ممبر ''تائیمیر،، نامی برفشکن جہاز کا خیرمقدم کر رہے ہیں (۱۹۳۶ء)

جو ”باکو ثانی،، کہلایا ۔ اورال، سائبیریا اور مشرق بعید کی زبردست صنعتی طاقت تیزی سے بڑھ رہی تھی ۔

بگڑتی ہوئی بین‌اقوامی صورت حال، جرمنی میں فسطائیت کا فروغ اور مشرق میں جاپان کے جارحانہ ارادے سوویت یونین کو اپنے دفاعی اخراجات بڑھانے پر مجبور کر رہے تھے ۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ ہلکی صنعتوں پر کم رقمیں لگائی جائیں اور اس سے کچھ حد تک منصوبے کی تکمیل پر بھی اثر پڑا ۔ پہلے یہ خیال کیا گیا کہ دوسرے پنجسالہ منصوبے کے دوران ہلکی صنعت بمقابلہ بھاری صنعت کے زیادہ تیزی سے ترقی کریگی ۔ لیکن ایسا نہیں ہوا ۔ اس دوران میں سرخ فوج کو زیادہ تیزی کے ساتھ نئے ہتھیاروں سے لیس کیا جانے لگا ۔ ۱۹۳۶ء میں سوویت سنیماؤں میں ایک فلم ”کیئف کے لئے لڑائی،، میں وہ فوجی مشقیں دکھائی گئیں جو اسی سال یوکرین اور بیلوروس میں ہوئی تھیں ۔ ان فوجی مشقوں کو غیرملکی مدبروں اور نامہ‌نگاروں نے دیکھا ۔ انھوں نے اپنی آنکھوں سے سوویت بکتربند دستوں کی صبا رفتاری اور ہوائی جہازوں سے چھاپہ ماروں کی چھلانگیں دیکھیں ۔ مغربی دنیا کے لئے یہ باتیں بالکل غیر متوقع تھیں ۔

۱۹۳۷ء میں سوویت ہوابازوں نے عالمی شہرت حاصل کرلی جب ۲۱ مئی ۱۹۳۷ء کو کئی سوویت ہوائی جہاز ہواباز وودا پیانوف کی کمان میں قطب شمالی کے علاقے میں برف پر اترے ۔ انھوں نے پوری سائنسی مہم کے ممبروں اور سامان کو وہاں تک پہنچایا ۔ چار اشخاص کی ایک مہم نے ایوان پپانین کی قیادت میں بہتی ہوئی برفانی چٹان پر ۲۷۴ دن گزار کر سائنسی تحقیقات کی ۔ جون ۱۹۳۷ء میں ماسکو سے ریاستہائے متحدہ امریکہ تک کہیں رکے بغیر (قطب شمالی سے ہوکر) پہلی پرواز کی گئی ۔ ہوابازوں کے عملے نے والیری چکالوف کی قیادت میں آندرئی توپولیف کے ڈیزائن کئے ہوئے جہاز پر بارہ ہزار کلومیٹر سے زیادہ کی یہ پرواز ۶۳ گھنٹے ۲۰ منٹ میں کی ۔ ایک مہینے بعد اس فضائی کارنامے کو میخائیل گروموف کی قیادت میں دھرایا گیا ۔ ان عالمی ریکارڈوں نے ساری دنیا میں ایک جوش کی لہر پھیلا دی ۔ ان ہیروؤں کے فوٹوؤں سے ساری دنیا کے اخبار اور رسالے بھرے ہوئے تھے ۔ ہوائی جہازوں اور ان کے ڈیزائن سازوں کی بھی بڑی تعریف کی گئی ۔

اس بات کی وضاحت کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ کامیابیاں سوشلسٹ صنعت کاری کے عام کارناموں اور مزدور طبقے کی کارگزاری کی وجہ سے ممکن ہوئی تھیں۔

۱۹۳۸ء میں ہی سوویت یونین عام صنعتی پیداوار کے لحاظ سے یورپ میں سب سے آگے اور دنیا میں دوسرے نمبر پر ہو گیا۔ اس کو اندرونی ذخائر کے استعمال اور ملک کی پیداوار کی ترقی کے ذریعہ حاصل کیا گیا تھا۔ درآمد کی ہوئی اشیا سے بھی مدد ملی تھی، خصوصاً ۱۹۲۹ء — ۱۹۳۳ء کے دوران جب اس رقم کی ۴۰ فیصدی درآمدی اشیا پر خرچ کی گئی جو ۱۹۱۷ء — ۳۷ء کے دوران غیرملکی مشینوں اور خام سامان کی خریداری کے لئے منظور کی گئی تھی۔ پھربھی پہلے پنجسالہ منصوبے کے دوران بیرون ملک سے خریدی جانےوالی اشیا ملک کی استعمالی اشیا میں صرف ۳۰۰ — ۳ فیصدی سے زیادہ نہ تھیں اور دوسرے پنجسالہ منصوبے (۱۹۳۳ء — ۳۷ء) کے دوران تو وہ کم ہوکر ۷۰ — ۱ فیصدی تک پہنچ گئیں۔ سوویت یونین ٹکنیکی اور معاشی لحاظ سے خود کفیل بن چکا تھا۔

پنچائتی فارموں‌والے زرعی نظام کی استواری

دوسرے پنجسالہ منصوبے کی ابتدا تک سوویت یونین میں پنچائتی زراعت فیصلہ کن طور پر کامیاب ہو چکی تھی۔ کسانوں کی غالب اکثریت نے پنچائتی زراعت کا راستہ اپنی مرضی سے اختیار کیا تھا۔ اس وقت کل زیرکاشت زمین کا تقریباً ۸۰ فیصدی حصہ ریاستی اور پنچائتی فارموں میں آ چکا تھا۔ پھر بھی یہ نوخیز معیشت فوراً ہی بہت زیادہ نفع‌بخش نہیں ہو سکتی تھی اور نہ وہ اپنے سارے امکانات کو پورے طور پر استعمال کر سکتی تھی۔ چنانچہ چوتھی دھائی کی ابتدا میں ملک کی زرعی پیداوار بڑھنے کے بجائے گھٹ گئی جس کے لئے سوویت اقتدار کے دشمنوں نے نہ جانے کیا کیا خرافات باتیں کہیں اور اب بھی سوشلزم کے مخالفین ان دنوں کی باتوں کو باربار دھراتے ہیں۔ لیکن اس طرح تاریخ سے واقفیت نہیں حاصل کی جا سکتی۔ اس کے لئے ان واقعات کا ٹھنڈے دل سے عملی جائزہ لینا چاہئے جو اس زمانے میں ہوئے تھے۔

اس زمانے میں زیادہ تر پنچائتی فارم بہت چھوٹے اور معاشی طور پر کمزور تھے۔ اوسطاً ان میں سے ہر ایک ۷۱ کسانوں کے خاندانوں پر مشتمل ہوتا تھا جن کا زیرکاشت رقبہ ۵۰۷ ایکڑ تھا اور ان کی ملکیت میں ۱۳ گائیں اور ۱۵ سور وغیرہ ہوتے تھے۔ ان فارموں کا صرف ۲۰ فیصدی کام مشینوں کے ذریعہ ہو سکتا تھا۔ باقی کام ہاتھوں سے یا کاشتکاری والے جانوروں کے ذریعہ کیا جاتا تھا۔

بالشویک ان رکاوٹوں کی نوعیت کو اچھی طرح سمجھتے تھے جو زراعت کی سوشلسٹ تشکیل میں سامنے آرہی تھیں اور ان کو عارضی خیال کرتے تھے۔ ان کو بڑے پیمانے کی سماجی معیشت اور پنچائتی اور ریاستی فارموں کی آئندہ کامیابی میں کوئی شک نہ تھا۔ کل یونین کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی کے عام اجلاس نے جنوری ۱۹۳۳ء میں اس بات پر زور دیکر کہا ''یہ توقع مضحکہ خیز ہوتی کہ یہ سب کثیر تعداد نئے زرعی فارم جو دیہات کی تہذیبی اور ٹکنیکی پسماندگی کی حالت میں قائم کئے گئے ہیں فوراً ہی، ایک سال کے اندر مثالی اور بہت ہی نفع بخش بن جائینگے۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ پنچائتی اور ریاستی فارموں کی تنظیم کو مضبوط بنانے، مضرت رساں عناصر کو نکال باہر کرنے اور بہت سمجھ بوجھ کر آزمائے ہوئے نئے بالشویک منتظمین کو منتخب کرنے اور تربیت دینے کے لئے وقت اور صبر اور جانفشانی سے انتھک کام کرنے کی ضرورت ہے تاکہ پنچائتی اور ریاستی فارم واقعی مثالی بن جائیں۔''

اب پنچائتی فارموں کو مضبوط اور زیادہ مشین کار بنانے کی جدوجہد زوروں پر شروع کی گئی۔ ۱۹۳۳ء کی ابتدا میں ریاست نے زرعی پیداوار کی وصولی کے نئے قواعد بنائے جن کے مطابق ہر پنچائتی فارم کو ریاست کے ہاتھ مقررہ مقدار میں اور مقررہ قیمت پر اناج فروخت کرنا تھا جو ایک طرح سے غذائی ٹیکس تھا۔ یہ کوٹہ پورا کرنے کے بعد پنچائتی کسان باقی پیداوار کو آپس میں تقسیم کر سکتے تھے۔ ریاست اور فارموں کے درمیان ان تعلقات کا مطلب یہ تھا کہ اب پنچائتی کسانوں کے لئے اپنے فارم کی پیداوار بڑھانے میں زیادہ مالی ترغیب تھی۔

اس کے ساتھ ہی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں اور ریاستی فارموں میں پارٹی کے مخصوص ادارے قائم کر دئے جو سیاسی شعبے کہلائے۔ ان کے سربراہ مرکزی کمیٹی خود

مقرر کرنی تھی۔ دراصل پارٹی نے زرعی ترقی کی رہنمائی کےلئے یہ ہنگامی اقدامات کئے تھے۔ اس کے لئے پارٹی نے اپنے بہترین لوگ بھیجے ان میں سے زیادہ‌تر پارٹی کے تجربہ‌کار کارکن اور تقریباً آدھے اعلی تعلیم یافتہ تھے جو دس سال سے پارٹی کا کام کر رہے تھے۔ اس تازہ طاقت کا اثر دیہاتوں پر جلد ہی ہوا۔ ۱۹۳۳ء کی ابتدا میں پنچائتی فارموں کے اگواکار کسانوں کی پہلی کل یونین کانگرس ہوئی جس میں اگواکار کسانوں نے پارٹی کے ان اقدامات کو سراہا جو اس نے پنچائتی فارموں والے زرعی نظام کو مضبوط کرنے کےلئے کئے تھے۔ کانگرس کے مندوبین نے اپنی قرارداد میں کہا ''ہم نے عملی طور پر سوویت حکومت اور بالشویک پارٹی کو آزما لیا۔ یہ ہماری حکومت ہے، یہ ہماری پارٹی ہے۔ یہ سب ہمارے خون‌وجگر ہیں جن کےلئے کسی بھی دشمن کے خلاف ہم ہر وقت مکمل فتح تک لڑنے کو تیار ہیں۔،، سیاسی شعبوں کے کارکنوں نے دیہات کے سرگرم کارکنوں کی مدد سے پارٹی کے کام اور معاشی کام میں تیزی کے ساتھ بنیادی تبدیلیاں کیں۔ انھوں نے دیہاتوں میں رہنما عملے کی تیاری اور تربیت پر خاص زور دیا۔ انھوں نے پنچائتی فارموں میں رہنمائی کے لئے ڈھائی لاکھ سے زیادہ اگواکار پنچائتی کسانوں کو مقرر کیا۔ اس زمانے میں دیہاتوں میں پارٹی یونٹوں کا جال کافی پھیل گیا۔ ۱۹۳۰ء کی گرمیوں میں پنچائتی کسانوں میں پارٹی کے ممبروں کی تعداد چار لاکھ سے کچھ اوپر تھی جبکہ ۱۹۳۴ء کے آخر تک یہ تعداد تقریباً دگنی یعنی سات لاکھ ۹۰ ہزار تک پہنچ گئی۔

زراعت کی رہنمائی اور پیداوار کرنےوالے عملوں میں وسیع پیمانے پر تجدید اور سرگرم کارکنوں کی تعداد میں کافی اضافے نے پنچائتی اور ریاستی فارموں اور مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں کی تنظیم مضبوط کرنے پر اچھا اثر ڈالا اور ان کے کام میں بہتری ہوئی۔ مختصر مدت میں ہی دیہاتوں کو سوویت دشمن عناصر سے صاف کیا جاسکا جن کی مضرت رساں اور تخریبی کارروائیاں جاری تھیں۔

مجموعی طور پر زراعت کی ترقی کا کام اچھی طرح چل رہا تھا۔ اس کی گواہی اعداد و شمار دیتے تھے۔

۱۹۳۴ء تک ۷۱ فیصدی سے زیادہ کسانوں کے کھیت پنچائتی فارموں میں شامل ہو چکے تھے اور ان کا زیرکاشت رقبہ کل زیرکاشت

زمین کے ۸۷ فیصدی سے زیادہ تھا۔ مویشیوں کے گلوں میں بھی کافی اضافہ ہوا تھا۔ اسی ۱۹۳۴ء کے سال میں زراعت دو لاکھ ۶۱ ہزار ٹریکٹر، ۳۳ ہزار کمبائنیں اور ۳۴ ہزار لاریاں رکھتی تھی۔ دیہاتوں میں مشینیں چلانے میں مہارت حاصل کرنے کی تحریک زوروں پر چلی۔ ٹکنیکی تعلیم اور ٹریکٹر چلانے کی تربیت میں ہزاروں آدمی حصہ لینے لگے جن میں معیشت کے رہنما، مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں کے ڈائرکٹر، اضلاعی اور صوبائی پارٹی کمیٹیوں وغیرہ کے سکریٹری بھی شامل تھے۔ اس زمانے میں پراسکوویا آنگیلینا کا نام بہت مشہور ہوا۔ اس عورت نے یوکرین میں ملک کا سب سے پہلا ٹریکٹر چلانےوالا عورتوں کا جتھہ منظم کیا۔ جب آنگیلینا نے ٹریکٹر ڈرائیور کا کام شروع کیا تو بہت سے لوگوں نے اعتراض کیا اور کہا کہ یہ کام عورتوں کا نہیں ہے۔ آنگیلینا اور اس کی ساتھی ٹریکٹر ڈرائیوروں کو نہ صرف نشانۂ ملامت بنایا گیا بلکہ ان پر حملے بھی کئے گئے۔ لیکن اب تو زندگی میں نیا راج تھا۔ ہزاروں عورتوں نے آنگیلینا کی پیروی کی اور ٹریکٹر ڈرائیوری کا کام سیکھ کر زمین کی کاشت مقررہ نشانوں سے بڑھ چڑھ کر کی۔

محنتی ڈسپلن میں بہتری ہوئی۔ ۱۹۳۴ء میں کام کے لائق ہر پنچائتی کسان نے اوسطاً ۱۶۶ کام کے دن پنچائتی فارم کےلئے دئے۔ ۱۹۳۲ء کے مقابلے میں یہ تعداد ۴۸ دن زیادہ تھی۔ اس زمانے میں کام کے دن کی قیمت اوسطاً تین کلوگرام اناج تھی۔ اگواکار فارموں میں کام کے دن کی قیمت اور زیادہ تھی یعنی ۱۶ — ۱۲ کلوگرام اناج اور ساتھ ہی نقد اور آلو بھی دئے جاتے تھے۔

بہرحال ایسے فارم بھی تھے جن میں کمائی بہت کم تھی۔ ان کی موجودگی ہی یہ بتاتی تھی کہ بہت سے پنچائتی فارموں کی معیشت نے ابھی تک کافی ترقی نہیں کی تھی۔ ان فارموں میں پنچائتی کسان زیادہتر اپنے ذاتی قطعات آراضی کو اہمیت دیتے تھے جن میں وہ آلو، ترکاریاں اور سورج مکھی اگاتے تھے۔ وہ اپنی پیداوار کو خاندان کے لئے چھوڑ کر باقی کھلے بازار میں بیچ لیتے تھے۔ اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ ان ذاتی قطعات آراضی کا لگان بہت کم تھا۔

ابتدائی مشکلات کے باوجود پنچائتی فارموں کے نظام نے جلد ہی اپنی جڑیں مضبوط کر لیں اور اس کے پھل ملنے لگے۔ ۱۹۳۴ء میں ریاست کو اناج دینے کا کام ۱۹۳۲ء کے مقابلے میں تین مہینے پہلے

ھی ختم کر دیا گیا ۔ اب ھنگامی اقدامات کی کوئی ضرورت نہ تھی ۔ اب سیاسی شعبوں کی بھی ضرورت نہیں رھی ۔ مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں کے تحت سیاسی شعبے ختم کر دئے گئے اور وہ صرف ریاستی فارموں میں دوسری شکل میں ۱۹۴۰ء تک برقرار رھے۔ ۱۹۳۳ — ۳۴ء میں ریاست کو ۱۹۳۲ء کے مقابلے میں کہیں زیادہ اناج دیا گیا اور اس کا ۹۲ فیصدی پنچائتی اور ریاستی فارموں نے دیا تھا ۔ جنوری ۱۹۳۵ء میں وہ راشننگ ھٹا لی گئی جو ۱۹۲۸ء میں (جبکہ اناج کا خاص ذریعہ کسانوں کے نجی کھیت تھے) روٹی اور دوسرے غذائی اشیا پر لگائی گئی تھی ۔ سوویت زراعت کی ترقی کا یہ سب سے جیتاجاگتا ثبوت تھا ۔ اب شہروں اور دیہاتوں کے درمیان اشیا کے تبادلے کو ترقی دینے کے نئے حالات پیدا ھو گئے تھے ۔

فروری ۱۹۳۵ء میں ماسکو میں پنچائتی فارموں کے اگواکار کسانوں کی دوسری کانگرس ھوئی ۔ اس میں سارے ملک سے مندوبین آئے ۔ وہ اکاون سوویت قوموں اور قومیتوں کی نمائندگی کر رھے تھے اور ان میں تقریباً ایک تہائی عورتیں تھیں ۔ یہ اعداد و شمار اجتماعی کھیتی کی ترقی کا بین ثبوت تھے جو اس وقت سارے ملک میں پھیل چکی تھی اور اس میں ساری قومیں اور نسلی اقلیتیں شامل ھو چکی تھیں ۔ کانگرس نے پنچائتی فارموں کے نئے قواعد منظور کئے جن میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ

''پنچائتی فارم کا راستہ، سوشلزم کا راستہ ھی محنت کش کسانوں کے لئے واحد صحیح راستہ ھے۔ فارموں کے ممبر اپنے فارم کی استواری کا کام اپنے کندھوں پر لیتے ھیں، ایمانداری سے کام کرتے ھیں اور اپنی مشترکہ آمدنی کو محنت کے حساب سے تقسیم کر لیتے ھیں، سماجی ملکیت کی حفاظت کرتے ھیں اور اپنے فارم کے آلات اور اوزاروں، عمارتوں، ٹریکٹروں، مشینوں اور گھوڑوں وغیرہ کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتے ھیں اور اپنے ان فرائض کی بخوبی تکمیل کرتے ھیں جو مزدوروں اور کسانوں کی ریاست ان کے سپرد کرتی ھے ۔ اس طرح وہ اپنے پنچائتی فارم کو حقیقی طور پر ایک بالشویک ادارہ بنا دیتے ھیں اور تمام پنچائتی کسانوں کی خوشحالی کی ضمانت دیتے ھیں ۔ ''

۱۹۳۵ء کی گرمیوں میں عوامی کمیساروں کی سوویت نے ''زرعی فارموں کو مستقل طور پر زمین استعمال کرنے کا ریاستی ایکٹ'' منظور کرنے کا فیصلہ کیا ۔ اور اس کے بعد فوراً یہ ایکٹ نافذ کردیا گیا ۔ اس

کی شاندار تقریب عام جلسوں کے ذریعہ منائی جاتی تھی جن میں اکثر پارٹی اور حکومت کے رہنما شریک ہوتے تھے - ۱۹۳۷ء تک تمام پنچائتی فارموں کو اس طرح کی سندیں مل چکی تھیں - تقریباً ۹۲ کروڑ ایکڑ زمین پنچائتی فارموں کو ان کے مستقل استعمال کے لئے مفت دی گئی - اس آراضی کا رقبہ اس سے ڈھائی گنا زیادہ تھا جس کی کاشت محنت کش مزدور ۱۹۱۷ء سے پہلے کرتے تھے -

پورے ملک میں کسانوں کی زندگی بنیادی طور پر تبدیل ہوئی تھی - خشک اعداد و شمار نے بتایا کہ کسانوں میں فی کس دودھ (۱۰۵ گنا)، گوشت اور چربی (۱۰۷ گنا) اور انڈوں کا (۴ گنا) استعمال بڑھ گیا تھا - انقلاب سے پہلے شکر ایک نایاب چیز تھی لیکن اب وہ ہر کسان خاندان کی کھانے کی میز پر نظر آتی تھی - کسانوں میں صنعتی سامان کا، خصوصاً جوتوں، کپڑے اور صابون وغیرہ کا استعمال کئی گنا بڑھ گیا تھا - دیہی باشندوں میں بائسکلوں، موٹرسائیکلوں، ریڈیوسٹوں، گراموفون اور کیمروں وغیرہ کی مانگ بھی زیادہ ہو گئی -

یہ ساری ترقی سوویت کسانوں کے خلوص سے کام کرنے کا نتیجہ تھی - سوشلسٹ مقابلہ جو صنعتی مرکزوں کے مزدور طبقے کی زندگی کا کافی دنوں سے جز بن چکا تھا اب زراعت میں بھی بڑے پیمانے پر پھیلنے لگا- یوکرین کی کسان عورت ماریا دیمچینکو نے شکرقند کی بےمثل فصل پیدا کی- اس کی پیداوار فی ایکڑ ۲۰ ٹن سے زیادہ تھی - ازبکستان میں یونوسوف پہلے پنچائتی کسان تھے جنھوں نے فی ایکڑ دو ٹن کپاس پیدا کی- سائبیریا کے ایک کسان ایفریموف نے فی ایکڑ ڈیڑھ ٹن اناج حاصل کیا - ان اگواکاروں سے ولولہ حاصل کرکے ہزاروں دوسرے بھی آگے بڑھے - آج تک سوویت لوگ ٹریکٹر ڈرائیور عورت آنگیلینا، کمبائن ڈرائیور بورین اور اس زمانے کے سوشلسٹ مقابلوں کے دوسرے اگواکاروں کا نام عزت سے لیتے ھیں کیونکہ ان کی مثال سے سارے پنچائتی کسانوں نے پنچائتی کھیتی کے امکانات اور فوائد بخوبی سمجھے - ان اگواکاروں کی پیروی کرکے سوویت دیہی باشندوں نے زراعت میں سوشلزم کی فیصلہ کن فتح کو قطعی بنا دیا-

انھیں برسوں میں جبکہ ملک میں صنعت‌کاری کی تکمیل ہوئی اور پنچائتی فارموں کا نظام پوری طرح مضبوط ہوا، سوویت لوگوں نے تہذیبی میدان میں بھی کم کامیابیاں نہیں حاصل کیں۔

یہ کوئی راز کی بات نہیں ہے کہ ۱۹۱۷ء میں سوشلسٹوں کے درمیان بھی بہت سے لوگوں کو یہ یقین تھا کہ روس میں پرولتاری انقلاب کی ناکامی لازمی ہے، اگر کسی اور وجہ سے نہیں تو اس سے کہ محنت کشوں کی اکثریت ناخواندہ تھی۔ سرما محل پر دھاوے سے چند دن پہلے ایک رجعت پرست اخبار نے لکھا ”ایک لمحے کے لئے سوچئے کہ بالشویکوں کی فتح ہو گئی تو ہمارے اوپر کون حکومت کریگا؟ ممکن ہے کہ باورچی، یہ شوربوں اور کبابوں کے ماہر یا پھر کوئی سائیس یا بھٹی جھونکنےوالا؟ پھر بچوں کی دائیاں کھلائیاں پوتڑے دھوتے دھوتے وقفوں کے دوران ریاستی کونسل کے اجلاس میں دوڑ جائیں‌گی؟ ریاستی کارکن کون لوگ ہونگے؟ ممکن ہے کہ لوہار تھیٹروں کے نگراں ہو جائیں، نل‌ساز مدبر بن جائیں اور جھلائی کرنے والے ڈاک اور تار کے محکموں کا چارج لےلیں؟ کیا یہی ہوگا؟ نہیں، کیا یہ ممکن ہے؟ بالشویکوں کی ان پاگل‌پن کی باتوں کا جواب تاریخ دیگی۔“

کمیونسٹ پارٹی یہ بات ہمیشہ سے سمجھتی تھی کہ بےپڑھے لکھے لوگ نہ تو سیاسی زندگی میں سرگرمی کے ساتھ شرکت کر سکتے اور نہ حقیقی شعور اور آگاہی کے ساتھ سوشلزم کی تعمیر ان کے بس کی بات ہے۔ بہرنوع کمیونسٹوں کو اس میں کوئی شک نہ تھا کہ استحصال کرنےوالوں کو نکال کر مزدوروں اور کسانوں کی کثیر تعداد اپنی پسماندگی کو دور کریگی اور ان کی طرف پرانے معاشرے کے سارے ترقی‌پسند دانش‌ور آجائینگے۔

اکتوبر ۱۹۱۷ء نہ صرف ملک کی سیاسی اور معاشی زندگی کے لئے بلکہ اس کی تہذیبی ترقی کے لئے بھی حد کی حیثیت رکھتا تھا۔ اس سے ایسی گہری اور ہمہ گیر تبدیلیوں کی ابتدا ہوئی جن کو ان کی بنیادی نوعیت کے لحاظ سے سوائے تہذیبی انقلاب کے اور کچھ نہیں کہا جا سکتا۔

تہذیبی انقلاب کا سب سے بڑا فریضہ لینن کے خیال میں یہ تھا کہ کلچر کو واقعی عوامی بنایا جائے۔ اس کےلئے ضرورت اس بات کی

تھی کہ اول تو کلچر کے سارے خزانوں اور سائنس اور آرٹ کے سارے کارناموں تک سب لوگوں کی بلا استثنا رسائی ہو، دوسرے تمام محنت کشوں کی تعلیمی اور تہذیبی سطح کو بلند کیا جائے، عوام کی صلاحیتوں اور جوہروں کےلئے، عوام کی تخلیقی قوتوں اور معاشرے کی ذہنی زندگی کی بھرپور ترقی کےلئے سارے دروازے کھول دئے جائیں۔

اسی لئے لینن سوویت ریاست کے تعلیمی و تہذیبی کام کو بہت ہی اہم اور فیصلہ کن خیال کرتے تھے۔ چوتھی دھائی کے خاتمے تک پرولتاری حکومت نے تہذیبی تعمیر کے واسطے انقلاب کے لیڈر کی ہدایات پوری کر لیں۔ سوویت یونین میں تہذیبی انقلاب کی فیصلہ کن کامیابیاں کس طرح حاصل کی گئیں؟

چوتھی دھائی کی ابتدا میں شہروں، دیہاتوں، مرکزی اور دور دراز علاقوں میں ناخواندگی دور کرنے کا کافی تجربہ حاصل کرلیا گیا تھا۔

کاباردینو بالکاریا میں اس کی دلچسپ ابتدا کی گئی۔ انقلاب تک شمالی قفقاز کے ان علاقوں میں پڑھے لکھے لوگ صرف ایک فیصدی تھے۔ تیسری دھائی کے وسط تک صورت حال کچھ ہی بدلی تھی۔

ایک دن صوبائی پارٹی کمیٹی کے سکریٹری بیتال کالمیکوف نے مقامی روایات کے مطابق بزرگ لوگوں کا جلسہ بلایا اور ان سے مشورہ لیا کہ ناخواندگی سے کس طرح چھٹکارا پایا جائے۔ سفید ڈاڑھی والے پہاڑی بوڑھے صرف ہاتھ جھٹکتے، سر ہلاتے اور آہیں بھرتے رہے۔ تب سکریٹری نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ انہوں نے کہا کہ تعلیمی بستی قائم کرنی چاہئے جو ایک طرح کی اقامت‌گاہ ہوگی جہاں تعلیم حاصل کرنے کےلئے نہ صرف نوجوان بلکہ بڑے بھی جمع ہو سکیں‌گے۔

سب کو حیرت تھی کہ یہ کیسے ہوگا؟ صوبائی بجٹ میں تو صرف دس لاکھ روبل تھے۔ بہرحال یہ سب سے بڑی رکاوٹ نہیں ثابت ہوئی۔ سلاؤں کے بھڑکانے پر مذہبی لوگ اپنے بچوں کو لیکر پہاڑوں میں بھاگنے اور ان کو غاروں اور مویشی باڑوں میں چھپانے لگے۔

کمیونسٹ پارٹی اور نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبروں نے گھر گھر جاکر بچوں اور بڑوں کے ناموں کی فہرست اسکول، ٹکنیکل اسکول اور انسٹی‌ٹیوٹ کی تعلیم کے لئے تیار کرنی شروع کی۔ اور سب سے پہلے خود انہوں نے پڑھنے پر آمادگی ظاہر کی۔ یہ ساری تعلیم‌وتربیت اسی تعلیمی بستی میں ہونے لگی جس کو لیننی تعلیمی بستی کا نام دیا گیا تھا۔

سوشلسٹ صنعت کاری کے لئے تعمیری جگہیں حقیقی تہذیبی مرکز بن گئیں ۔ اگواکار سزدوروں آندرئی فیلیپوف (نووا کوزنیتسک)، میرسعید آردوانوف (بیریزنیکی)، جومگالی عمروف (ترکسیب) اور الکساندر بوسیگین (نیژنی نووگورد) وغیرہ نے جن کا پہلے ذکر ہو چکا ہے مزدور بننے، مقابلوں میں حصہ لینے اور اگواکار سزدور ہونے کے ساتھ ساتھ پڑھنا لکھنا سیکھا ۔ وہ مزدور جو ابھی جوان تھے شبانہ اسکولوں کی تعلیم ختم کرکے اعلی تعلیمی اداروں میں داخل ہونے لگے ۔

ان کے معمر ساتھیوں کے لئے ذرا مشکل پیش آئی ۔ مثلاً میرسعید آردوانوف کی عمر ۴۳ سال تھی جب انھوں نے اپنے جتھے کے دوسرے ممبروں کے ساتھ پڑھنا لکھنا شروع کیا ۔ حسب قاعدہ ہر تعلیم حاصل کرنے والے مزدور کو یہ حق تھا کہ وہ دو گھنٹے پہلے اپنا کام ختم کر دے ۔ لیکن آردوانوف اور ان کے ساتھی اکثر دیر تک رضاکارانہ کام کرتے رہتے ۔ وہ تھکے ماندے ہوتے لیکن بارکوں میں جا کر اپنی کتابیں لیتے اور سبق شروع کر دیتے ۔

آندرئی فیلیپوف نے پرانی باتیں یاد کرتے ہوئے بتایا ''میں دیکھتا کہ مزدور اپنی آنکھیں گاڑے اخبار پڑھ رہے ہیں اور کچھ بڑبڑاتے جاتے ہیں ۔ مجھے بڑا رشک ہوتا تھا ۔ میں تو بالکل ان پڑھ تھا لیکن میں سوچتا تھا کہ کتابوں میں کتنی دلچسپ باتیں ہونگی...

''میں تقریباً ۳۸ سال کا ہو چکا تھا جب میں نے پڑھنا شروع کیا ۔ پہلے تو کاغذ پر پنسل چلانا زمین پر پھاوڑا چلانے سے زیادہ مشکل معلوم ہوتا تھا ۔ کام کی پوری شفٹ کے بعد بھی میری قمیص بالکل خشک ہوتی تھی لیکن پڑھنے لکھنے کے دوران میں باربار اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھتا تھا ۔ پھر جب ایک ایک لفظ کرکے اخبار پڑھنے لگا تو ایسا لگا جیسے مجھے نئی زندگی ملی ہے ۔ مجھے ایسا محسوس ہوا جیسے آنکھوں کے سامنے سے پردے ہٹ گئے ہیں! میرے خیال میں اب طلبا کو سند ملنے پر بھی وہ جوش وخروش نہیں محسوس ہوتا جو مجھے یہ جان کر محسوس ہوا تھا کہ میں پڑھ سکتا ہوں ۔ ''

چوتھی دہائی میں ناخواندگی ختم کرنے کی مہم اپنے عروج تک پہنچی ۔ جبکہ پہلے پنچسالہ منصوبے کے دور میں سارا ملک تعمیری جگہوں کا جنگل بنا ہوا تھا ۔ اور ساتھ ہی سب لوگوں کی آنکھیں

کتابوں پر لگی ہوئی تھیں - چھوٹے سے بڑے تک سبھی پڑھنا لکھنا سیکھ رہے تھے -

سوویت معیشت کی کامیابیوں سے یہ ممکن ہوا کہ زیادہ سے زیادہ وسائل اسکولوں کی تعمیر ، استادوں کی تعلیم و تربیت اور تعلیم عامہ کی ہمہ گیر بہتری کے لئے لگائے جائیں - اس وقت تک نوجوانوں کے علاوہ پرانی نسل کے لوگوں کی اکثریت بھی پڑھنا لکھنا سیکھ چکی تھی - یہ صرف لیکبیز (ناخواندگی کے خاتمے) کے اسکولوں تعلیمی حلقوں اور کورسوں کے ذریعہ ہی نہیں کیا گیا تھا بلکہ اس میں پورے معاشی نظام کا ھاتھ تھا جس کے لئے اعلی ہنر اور بہتر تعلیم‌والے کارکنوں کی مستقل ضرورت تھی اور جو ان کے حصول کے لئے ضروری سہولتیں فراہم کر رہا تھا -

ایک بار ایک سہمان اطالوی پروفیسر نے دنیپر پن بجلی گھر کی ایک تعمیری جگہ کے سربراہ سے سوال کیا ''آپ کے یہاں کتنے لوگ پڑھ رہے ہیں؟،،

''دس ہزار،، جواب ملا -

''اور آپ کے یہاں سب کتنے مزدور ہیں؟،،

''دس ہزار،، -

''توپھر آپ کے یہاں کام کون کرتا ہے؟،،

''وہی جو پڑھتے ہیں - ،،

۱۹۳۹ء کی مردم‌شماری نے بتایا کہ نو سال سے زیادہ عمر کے لوگوں میں خواندگی ۸۱ فیصدی تک پہنچ چکی تھی جبکہ ۱۸۹۷ء میں یہ ۲۴ فیصدی اور ۱۹۲۶ء میں ۵۱ فیصدی تھی - ۱۹۴۱ — ۴۵ء کی حب‌وطنی کی عظیم جنگ کی ابتدا تک ''لیکبیز،، کا خیال ہماری تاریخ کا ایک جز بن چکا تھا -

دور دراز قومی علاقوں کی زندگی میں خاص طور سے بڑی تبدیلی ہوئی تھی -

...... ۱۹۳۰ء میں دس ساله لڑکی یادگار تعلیم نہیں حاصل کر رہی تھی - جب وادئی فرغانہ میں ایک بورڈنگ اسکول کھلا تو وہ اس کی ایک پہلی طالبہ بن گئی - ایک دن جب وہ اپنی ماں کے پاس گئی تو مقامی ملا اور اس کے سوتیلے باپ نے اس کو عزیزداروں سے ملنے سے منع کر دیا - اس کی ماں کا رونا دھونا بیکار ثابت ہوا -

اسکول سے فارغ ہوکر یادگار جو اب نوجوان کمیونسٹ لیگ کی ممبر تھی تاشقند کے ریلوے ٹرانسپورٹ انسٹی‌ٹیوٹ میں داخل ہو گئی۔ یہ لڑکی جس نے کبھی برقع نہیں پہنا تھا ۵۰۰ اور ۱٫۰۰۰ میٹر کی دوڑ میں ازبکستان کی چمپین بنی اور بین‌اقوامی کھیل کود کے مقابلوں میں بھی شریک ہوئی۔ انسٹی‌ٹیوٹ کی تعلیم ختم کرکے یادگار انجنیر ہو گئی۔ اس نے بہت سے پلوں اور سڑکوں کی تعمیر کی۔ یہی یادگار نصرالدینوا آگے چلکر سوویت ازبکستان کی اعلی سوویت کی مجلس صدارت کی صدر بنیں۔

قرغیز لڑکی تورسون عثمانوا کی زندگی بھی آسان نہیں تھی۔ اس ۱۳ سالہ لڑکی کو دوسری بیوی کی حیثیت سے محض پیسوں کے لئے بیچ دیا گیا۔ جب اس نے پڑھنا لکھنا چاہا تو اس کو زد و کوب کیا گیا اور اس پر مٹی کا تیل چھڑکا گیا تا کہ اس کو جلا دیا جائے۔ پھر بھی عثمانوا نے ہار نہ مانی۔ چوتھی دھائی میں تورسون عثمانوا قرغیزیہ کی پہلی عورت تھیں جو حکومت کی ممبر بنیں۔

اگرچہ دوردراز قومی علاقوں میں تعلیمی سطح تقریباً مرکزی علاقوں جیسے تھی پھر بھی چوتھی دھائی کے آخر تک وھاں بہت کچھ کرنے کو تھا۔ زندگی اور خاندان میں بہت سی پرانی باتیں اور رسم و رواج باقی رہ گئے تھے۔

تہذیبی محاذ پر زبردست کارناموں اور اسی طرح سوشلسٹ تعمیرات کی عام کامیابیوں کی واضح عکاسی سوویت آرٹ اور ادب کے نئے نئے نمونوں میں ہوئی۔ مصنفوں اور شاعروں، فنکاروں اور موسیقاروں، مصوروں اور مجسمہ‌سازوں، فلم‌سازی اور پریس کے کارکنوں کی ایک نئی نسل پروان چڑھی۔ ان میں سے ہر ایک نے کمیونسٹ اخلاق کو استوار کرنے اور سوشلزم کی تعمیر میں اپنا رول ادا کرنا چاھا۔ ان کی تخلیقات کی خصوصیت عوام سے گھرا رابطہ اور ان کی روزمرہ کی زندگی اور کاموں میں سرگرمی سے شرکت تھی۔ میکسم گورکی کی تحریک پر متعدد جلدوں‌والی ''خانہ جنگی کی تاریخ،، پر کام شروع ہوا، ''سوویت یونین تعمیر کی منزل میں،، اور ''سرحدپار،، نامی رسالے جاری کئے گئے، سلسلہ‌وار سوانح عمری ''ممتاز لوگوں کی زندگیاں،، اور بہت سی دوسری ایسی کتابیں شائع ہونے لگیں جن کا تعلق فیکٹریوں اور کارخانوں کی تاریخ سے تھا اور جن کی تشکیل میں کثیر تعداد محنت کشوں نے براہ راست حصہ لیا۔

ولادیمیر مایاکوفسکی کی تخلیقات زندگی سے گہرے رشتوں کی مثال ہو سکتی ہیں۔

مایاکوفسکی کی طرح ملک کے دوسرے اچھے ادیب اور شاعر مزدوروں کے جلسوں میں جانے لگے۔ وہ دوروں پر جاتے تھے اور اخباروں میں کام کرتے تھے۔ ''پراودا،، میں نکولائی پگودین، میخائیل کولتسوف کے مضامین اور کہانیاں، ایلف اور پیتروف کے طنزیہ و مزاحیہ مضامین، دیمیان بیدنی کی نظمیں اور ایفیموف کے کارٹون برابر نکلنے لگے۔

بہت سے باجوہر ادیب، کالم‌نگار اور صحافی برسوں تک اورال، سائبیریا اور وسط ایشیا میں رہے۔ اس طرح خود زندگی کے تجربات سے ''وقت آ گیا، آگے بڑھو،، (کاتائیف)، ''کولخیدا،، اور ''قرابوگاز،، (پاؤستوفسکی) نامی کہانیاں اور ''دوسرا دن،، اور ''ایک سانس میں،، (ایلیا ایرینبرگ) اور ''آدمی اپنی کھال بدلتا ہے،، (یاسینسکی) نامی ناول اور دوسری بہت سی کتابیں لکھی گئیں۔

لیبیدیف — کوماچ، سورکوف اور ایسا کوفسکی کے پر مسرت، رجائیت آمیز اور پرجوش گیتوں نے بڑی مقبولیت حاصل کی۔ ان کے لئے دونایفسکی پوکراس، بلانتیر اور سولوویف — سیدوئی نے موسیقی لکھی۔ ریڈیو کا صبح کا پروگرام دمیتری شوستاکوویچ کے اس گیت سے شروع ہوتا تھا:

اٹھو، سو چکی میری گھونگر والی
کارخانے کی گھن گرج تمھیں بلائے
سارا دیس ہے جاگا دن کا سواگت کرنے۔

کارخانوں کے اخباروں کی تیاری میں حصہ لینا شاعروں اور ادیبوں کی نیک روایت بن گئی۔ ان کی نظمیں، اسکیچ، لطیفے اور طنزیہ مضامین مزدوروں کو منصوبہ پورا کرنے، نئی زندگی کی تعمیر کرنے اور سوشلسٹ تہذیب کو رائج کرنے کا ولولہ بخشتے تھے۔

عوام سے اٹوٹ رابطے نے ادیبوں اور مصوروں، فنکاروں اور موسیقاروں کو ایسے تخلیقی نمونے پیش کرنے کا موقع دیا جن میں بڑی گہرائی تھی اور زندگی کے حقائق سے بہت قریب تھے۔ ان میں پارٹی اور اعلی اصولوں سے زبردست لگاؤ کا اظہار کیا گیا تھا۔

دمیتری فورمانوف نے جو سفید گارڈوں کے خلاف چپائف کے شانہ بشانہ لڑے تھے، ادب میں اس داستانی کمانڈر کی واضح تصویر کشی کی جو عوام کے درمیان سے ابھرا تھا۔

۱۹۳۴ء میں فورمانوف کے ناول پر مبنی فلم ''چپائف،، بنایا گیا۔ اس کے بنانےوالوں میں سے ایک ڈائرکٹر میرگئی واسیلیئف تھے جو اکتوبر انقلاب کے دوران سرکاری اور فوجی رسائل لایا لے جایا کرتے تھے۔ انقلاب کے بعد اس ہرکارے نے انسٹی ٹیوٹ میں داخلہ لیا اور ڈگری حاصل کرکے سینما میں کام کرنے لگا۔ فلم ''چپائف،، ساری دنیا میں کامیاب ہوئی۔

انقلابی موضوعات اور جدید ٹکنیک کے امتزاج سے سوویت فلم‌سازوں نے سوشلسٹ حقیقت پسندی کے شاھکار پیش کئے۔ میرگئی آئزینشتائین کے فلم ''جنگی جہاز پوتیومکن،، کی جو ۱۹۲۵ء میں بنایا گیا تھا ساری دنیا میں تعریف ہوئی۔

یہ پہلا فلم تھا جس نے سوویت فلم‌سازی کو دنیا بھر کی پبلک سے روشناس کرایا۔ ۱۹۲۷ء میں اس کو پیرس کی بین‌اقوامی آرٹ کی نمائش میں اول انعام ملا۔ دو سال بعد اس کے نوجوان بنانےوالوں نے ریاستہائے متحدہ امریکہ کا دورہ کیا جس کے دوران چارلی چیپلن نے ان سے سوال کیا ''آپ یہاں کیوں آئے ھیں؟،،

ڈائرکٹر الکساندروف نے ذرا گھبراکر جواب دیا ''ھم یہاں یہ دیکھنے آئے ھیں کہ فلم کیسے بنائے جاتے ھیں،،۔ اس پر عظیم ایکٹر نے کہا ''فلم ماسکو میں بنتے ھیں، یہاں تو پیسہ بنتا ھے،،۔

۱۹۳۲ء میں نکولائی ایک کے فلم ''زندگی کا پروانۂ راھداری،، نے وینس کے پہلے عالمی فلم فیسٹیول میں شاندار کامیابی حاصل کی اور وینس کے دوسرے فیسٹیول میں الکساندروف کے فلم ''زندہ‌دل لوگ،، کو ''طلائی کپ،، ملا۔

۱۹۳۵ء میں ماسکو میں وہ پہلا فیسٹیول ھوا جس میں غیرملکی وفدوں نے بھی شرکت کی۔ اس میں مشہور فلمی کارٹون ساز والٹر ڈسنے (ریاستہائے متحدہ امریکہ) اور فرانسیسی ڈائرکٹر ا۔ کلیر نے اپنی فلمیں بھیجیں۔ آسٹریا نے اپنی کامیڈی ''پیٹر،، کی نمائش کی جس میں فرانچیسکا گال نے پارٹ کیا تھا۔ ان سب فلموں کی بڑی تعریف ہوئی پھر بھی بین‌اقوامی جوری نے پہلا انعام ''چپائف،، اور ''میکسم کی جوانی،،

مجسمہ‌ساز ویرا موخینا کی مشہور تخلیق
''مزدور اور پنچائتی کسان عورت،، کا مجسمہ

کو دیا جو تین فلموں کے سلسلے کا پہلا حصہ تھا۔ اس سلسلے کو ڈائرکٹر کوزینتسیف اور تراؤبیرگ نے ۱۹۳۹ء میں ختم کیا۔

اس کے بعد جلد ہی سوویت سینما نے اپنی نمایاں کامیابی کا مظاہرہ میخائیل روم کے فلموں ''لینن اکتوبر میں،، (۱۹۳۷ء) اور ''لینن ۱۹۱۸ء میں،، (۱۹۳۹ء) کے ذریعہ کیا۔ لینن کا پارٹ ان فلموں میں بوریس شچوکین نے ادا کیا۔

تھیٹر میں بھی نئے نئے موضوعات ابھرے۔ تھیٹر کے نئے رجحانات کے حامل کونستانتین استانیسلافسکی، ولادیمیر نیمیرووچ — دانچینکو، میئرھولڈ، یوگینی واختانگوف، میخوئلس، اوخلوپکوف اور چیرکاسوف تھے۔

مجسمہ سازی میں ویرا موخینا کے یادگار مجسمے ''مزدور اور پنچائتی کسان عورت،، کو ساری دنیا سے خراج تحسین ملا۔ یہ مجسمہ ۱۹۳۷ء میں پیرس کی عالمی نمائش کے دوران سوویت پیویلین کے سامنے نصب کیا گیا تھا۔ ظاہریت اور فطرت پرستی کے رجحانات کے خلاف جدوجہد کرتے ہوئے الکساندر دائنیکا، یوری پیمینوف، گیورگی نیسکی اور پاویل کورین وغیرہ مصوروں نے اپنے آرٹ کو پائدار بنایا۔ اس زمانے میں پیوتر کونچالوفسکی، کونستانتین یوآن، مارتیروس ساریان اور ایگور گرابار کے شاہکار بھی کافی ولولہ انگیز ثابت ہوئے۔

۱۹۳۴ء میں ماسکو میں سوویت مصنفوں کی پہلی کانگرس ہوئی۔ سوویت مصنفین کی یونین نے جس کے تقریباً ڈھائی ہزار ممبر تھے اس میں اپنے ۵۰۷ مندوبین بھیجے جو ۵۲ مختلف قومیتوں کے نمائندے تھے۔ اس نمائندگی سے ھی سوویت کلچر کی طوفانی ترقی کا پتہ چلتا تھا جو اپنی ھیئت کے لحاظ سے قومی اور مافیہ کے لحاظ سے سوشلسٹ تھا۔

اس کانگرس میں میکسم گورکی نے ان سرگرمیوں کا تجزیہ کیا جو ۱۷ سالہ سوویت دور میں مصنفوں نے کی تھیں۔ انھوں نے کہا ''... ھماری تمام رپبلکوں کا مختلف قوموں اور مختلف زبانوں کا ادب سوویتوں کے دیس کے پرولتاریہ کے سامنے، سارے ملکوں کے انقلابی پرولتاریہ کے سامنے اور ساری دنیا کے ان ادیبوں کے سامنے متحد اور ہم‌آھنگ ھوکر آتا ھے جو ھمارے دوست ھیں،،۔

ظاھر ھے کہ ثانوی اور اعلی تعلیم، سائنس اور کلچر کے سارے شعبوں کی اتنی تیزرفتار ترقی کےلئے کافی مالی وسائل کی ضرورت تھی۔ چنانچہ دوسرے پنجسالہ منصوبے کے دوران (۱۹۳۳ — ۳۷ء) اس کے لئے ۸۰ ارب روبل دینے کی تجویز تھی لیکن درحقیقت ریاست نے سماجی اور تہذیبی تعمیر پر تقریباً ایک کھرب دس ارب روبل خرچ کئے۔ یہ رقم پہلے پنجسالہ منصوبے کے مقابلے میں تقریباً پانچ گنی تھی۔ نئے معاشرے کی مادی بنیاد کافی مضبوط ھونے سے اسکولوں، یونیورسٹیوں کتب‌خانوں، تھیٹروں، میوزیموں اور چھاپہ خانوں وغیرہ کا وسیع جال پھیلانے میں سہولت ھوئی۔ ۱۹۲۸ — ۲۹ء میں ھر سوویت شہری کی تعلیم‌وتربیت پر ریاست ۸ روبل خرچ کرتی تھی تو ۱۹۳۸ء میں یہ رقم بڑھکر فی کس ۱۱۳ روبل ھوگئی۔ ۱۹۳۸ء میں ھی یہ ممکن ھوگیا کہ ساتسالہ تعلیم کے بجائے دس‌سالہ تعلیم رائج کی جائے۔ ۱۹۳۵ء میں پہلے طالب‌علم

دس‌ساله اسکولی تعلیم سے فارغ ہوتے تھے۔ اب نظام تعلیم ایسا ہو گیا کہ طلبا لازمی سات‌ساله تعلیم حاصل کرکے اختیاری طور پر تین سال اور پڑھکر دسواں درجه پاس کر سکتے تھے اور پھر داخلے کا امتحان دیکر اعلی تعلیمی اداروں میں جا سکتے تھے۔

ثانوی اسکول میں طلبا کی اچھی تعلیم‌وتربیت پر ھی اعلی تعلیمی اداروں میں ان کے کارناموں کا انحصار تھا۔ ان اعلی تعلیمی اداروں نے ۱۹۳۳ - ۳۷ء کے دوران تین لاکھ ۷۰ ہزار انجنیر، ٹیچر، ڈاکٹر، ماھرین زراعت‌ومعاشیات وغیرہ تیار کئے۔ ان برسوں میں تعلیم سے فارغ ہونے والے لوگوں کو اپنے سے پہلے کے طلبا کی طرح لکھنے پڑھنے کے سامان مثلاً نصابی کتابوں، کاپیوں اور دوسری چیزوں کی کمی کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ ان طلبا نے دنیپرپن بجلی گھر، ''آزوف استال'' کے فولادی کارخانے، خبیین کے کان‌کنی اور کیمیائی اشیا کو کمانے‌والے کارخانے اور ماگنیتوگورسک میں اور ایسے اعلی درجے کے کارخانوں میں عملی تربیت حاصل کی تھی جو پہلے پنجساله منصوبے کے دوران بنائے گئے تھے۔

پارٹی اور حکومت نے اگواکار مزدوروں کا خاص خیال کیا۔ صنعتی اکادمیاں خاص طور سے قائم کی گئی جہاں معیشت کے انتظام میں رہنمائی کرنے‌والے اپنی قابلیت میں اضافه کر سکتے تھے اور اعلی‌تعلیم حاصل کر سکتے تھے۔ ان اکادمیوں سے فارغ ہونے‌والوں میں ایسے اگواکار مزدور تھے جو سارے ملک میں مشہور ہو گئے تھے مثلاً کان‌کن ایزوتوف، لوھار بوسیگین، انجن ڈرائیور کریوانوس، کپڑا بننے‌والی وینوگرادووا، فولاد پگھلانے‌والے سازائی وغیرہ۔

سوویت اعلی تعلیم کی کامیابیوں نے دانش‌وروں کو بھی تبدیل کیا۔ اب ان کا قلب نوجوان مزدور اور کسان دانش‌وروں پر مشتمل تھا۔ ان کے خیالات و نظریات میں حب‌الوطنی تھی اور وہ اپنے سوشلسٹ وطن کی خدمت کرنا چاہتے تھے۔

اب سائنس کے سارے دروازے محنت کشوں کےلئے کھلے ہوئے تھے۔ مشہور عالم کوپریوچ نے جن کی زندگی کسان کی حیثیت سے شروع ہوئی تھی اور پھر وہ بالٹک کے بحری بیڑے میں ملاح ہو گئے تھے، نباتات اور عضویات کی سائنسوں میں اہم تحقیقاتیں کیں اور پھر بیلوروس کی سائنس اکادمی کے صدر کے اعلی عہدے تک پہنچے۔ اکادمیشن پیتروف پہلے ایک پنچائتی فارم میں محاسب تھے، پھر وہ ایک کارخانے میں خرادی

ہو گئے، اس کے بعد انھوں نے ماسکو کے پاور انسٹی ٹیوٹ میں داخلہ لیا اور جدید مشینوں کی خودکار سسٹموں کے بانیوں میں نام پیدا کیا۔ اور ایک اکادمیشن کائناتی جہازوں کے ممتاز ڈیزائن‌ساز سیرگئی کورولیف ہیں جنھوں نے اپنی زندگی صنعتی مزدور کی حیثیت سے شروع کی تھی۔

ہوائی جہازوں کی ڈیزائن‌سازی کے بڑے بڑے سائنس‌داں مثلاً انتونوف، لاوچکین، آرتیم میکویان اور یاکوولیف وغیرہ اس وقت طالب‌علم تھے اور اپنی زندگی کی ابتدائی منزلوں میں قدم رکھ رہے تھے۔

۱۹۱۸ء میں لینن گراد میں ابرام یوفے کی سربراہی میں طبیعیاتی اور ٹکنیکی انسٹی ٹیوٹ قائم کیا گیا۔ یہاں کاپیتسا، کورچاتوف، سیمینوف، آرتسیمووچ، اسکوبیلتسین اور فرینکل جیسے نوجوان سائنس‌دانوں نے اس وقت کام شروع کیا تھا جب ان کے نام کوئی نہیں جانتا تھا۔ آج یہ لوگ بہت مشہور ہو چکے ہیں۔ یہاں یکے بعد دیگرے لانداؤ، الکساندروف اور کوندراتیف جیسے سائنس‌داں آتے گئے جو اکادمیشن بنے اور بڑے بڑے سائنسی مرکزوں کے بانی ہوئے۔ ان میں بہت سے بعد میں ماسکو، دنیپروپیتروفسک، خارکوف، اورال اور جارجیا گئے اور وہاں نئے نئے انسٹی ٹیوٹ قائم کرکے جدید کارناموں کی بنیاد مضبوط کی۔

سال گزرتے گئے۔ دنیا بھر میں سوویت جیٹ ہوائی جہازوں اور کائناتی پروازوں کی دھوم مچ گئی۔ دنیا کے پہلے کائنات‌باز یوری گاگارین اور ان کے بعد دوسرے سوویت کائنات بازوں کی پروازوں نے دنیا کو متحیر کر دیا۔ لوگوں کی سمجھ میں یہ بات فوراً نہیں آتی ہے کیوں سوویت لوگوں نے ہی پرامن مقاصد کے لئے پہلا ایٹمی بجلی گھر بنایا، اپنے دفاع کے لئے پہلا ہائڈروجن بم ایجاد کیا اور پہلا اسپوتنک فضائے کائنات میں چھوڑا... ہم اس فہرست کو زیادہ طوالت نہ دینگے۔ اگر ہم ایک بار پھر اس پر نظر ڈالیں کہ چوتھی دہائی میں ہمارے یہاں تعلیم اور سائنس پر کتنی بڑی رقمیں لگائی گئیں اور سوویت یونین میں اس زمانے میں کتنی زبردست سائنسی طاقت پیدا ہو گئی تو نہ صرف اس کے بعد کی سوویت سائنس اور ٹکنیک کے کارنامے سمجھ میں آتے ہیں بلکہ وہ بہتر سہولتیں بھی سامنے آجاتی ہیں جو سوشلزم نے سائنسی تحقیقات کے لئے فراہم کی ہیں۔

نئے دانش‌وروں اور ماہروں کے شانہ‌بشانہ پرانی نسل کے لوگ کام کرنے لگے۔ ہوائی جہازوں کے مشہور عالم ڈیزائن‌ساز آندرئی توپولیف

نے اس خصوصیت کا اعتراف اس طرح کیا ہے ''ان انجنیروں کو سوشلزم کے کاز کی خدمت کے لئے کس بات نے مجبور کیا؟ ہمیں یہ مسرت نصیب ہوئی کہ ہم ساری انسانیت کی بھلائی کے لئے تخلیق کر رہے ہیں، ہمارے لئے یہ بات دلکشی کا باعث تھی کہ ہم کو اپنی تخلیقی طاقتوں کے اظہار کا بےمثال موقع ملا ہے، انتہائی نوع بنوع اور زبردست ٹکنیکی تخلیق کا موقع۔ ''

اکادمیشن یوگینی پاتون نے اپنی سرگذشت میں لکھا ہے کہ بہت دنوں تک وہ پنجسالہ منصوبوں کے بارے میں شک‌وشبہ میں مبتلا رہے۔ ''وقت کے ساتھ دنیپر پن بجلی گھر پر تعمیر کا کام شروع ہو گیا جو سابق حکومت کے زمانے میں قطعی ناممکن بات تھی۔ اب میں اپنی غلطی سمجھنے لگا۔ پارٹی اور حکومت ماسکو اور دوسری جگہوں پر جتنی زیادہ نئی تعمیرات اور ماسکو کی ازسر نو تعمیر شروع کرتی گئیں اتنا ہی میرا نقطۂ نظر بدلتا گیا۔ میں یہ سمجھنے لگا کہ میں سوویت اقتدار سے قریب ہوتا جا رہا ہوں کیونکہ کام جو میری زندگی کی بنیادی چیز ہے اس کو سوویت اقتدار سب سے اعلی مقام دیتا ہے۔ میں نے اس کا یقین عملی طور پر حاصل کیا۔ میں نے یہ محسوس کیا کہ نئی زندگی کے زیراثر میرا نیا جنم ہو رہا ہے''۔

عالمی تہذیب کی ترقی میں سوویت سائنس‌دانوں کی دین کی بین‌اقوامی پیمانے پر قدر کی گئی۔ بین‌اقوامی پیمانے پر ہونےوالی تمام سائنسی کانگرسوں میں سوویت یونین کے نمائندے شرکت کرنے لگے۔ گوبکین، ایوفے، فروسکین، واویلوف، والگین، لوکین اور خاتون سائنس‌داں پانکراتووا وغیرہ نے متعدد بار غیرملکی کانگرسوں میں شرکت کی۔ علم عضویات کی ۱۵ ویں بین‌اقوامی کانگرس کا افتتاح مشہورزمانہ سائنس‌داں ایوان پاولوف نے کیا۔ کانگرس نے ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے انھیں ''دنیا کے سب سے بزرگ ماہر علم عضویات'' کا خطاب دیا۔ ۱۹۳۷ء میں ماسکو میں ماہرین ارضیات کی ۱۷ ویں بین‌اقوامی کانگرس ہوئی۔ اس کے صدر ایوان گوبکین چنے گئے۔ علم توالد و تناسل اور نسلی انتخاب کے ماہر نکولائی واویلوف کو کئی غیرملکی سائنسی اکادمیوں کا اعزازی ممبر بنایا گیا۔

سوویت کلچر، سائنس اور آرٹ بڑی تیزی سے ترقی کر رہے تھے لیکن ان کے راستے میں کافی مشکلات بھی آرہی تھیں۔ سوویت یونین میں

تہذیبی انقلاب بھی اسی وقت ہو رہا تھا جب صنعت‌کاری اور زراعت کو اجتماعی بنانے کی مہمیں چل رہی تھیں اور بین‌اقوامی صورت حال بھی بہت کشیدہ تھی۔ چنانچہ تہذیبی ترقی کے لئے زبردست سرکاری مالی امداد کے باوجود بھی کبھی کبھی وسائل ناکافی ہو جاتے تھے۔ اگرچہ اسکولوں، کلبوں اور سینما گھروں کا جال بڑی تیزی سے پھیلایا جا رہا تھا پھر بھی محنت کشوں کی مانگ اس سے بھی تیزی سے بڑھ رہی تھی۔ تعلیم‌گاہوں میں اکثر تین شفٹوں میں پڑھائی ہوتی تھی۔ استادوں، ایکٹروں اور موسیقاروں کی بڑی قلت تھی۔ مثلاً ۱۹۳۴ء میں روسی فیڈریشن میں شہر کے ایک تہائی اور دیہات کے نصف ٹیچر مخصوص تعلیم نہیں رکھتے تھے۔

۱۹۳۸ء کی ابتدا میں ملک میں کل ساڑھے اٹھائیس ہزار فلم پروجکٹر تھے اور ان میں بھی آدھے سے کم آواز والے تھے۔ اس زمانے میں ریڈیو سٹوں کی تعداد چالیس لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ اس کو زبردست کارنامہ خیال کیا جاتا تھا! پھر بھی بہت سے خاندانوں میں، خاصکر دیہاتوں میں، ابھی ریڈیو سٹ نہیں تھے۔

بہرحال سب سے بڑی بات یہ تھی کہ روز بروز تہذیبی ترقی وسیع پیمانے پر ملک کے لوگوں میں پھیلتی جا رہی تھی۔ سوویت سائنس‌دانوں، ادیبوں، موسیقاروں، فلم سازوں، ریڈیو اور تعلیمی کارکنوں کے کارنامے لکھوکھا لوگوں کے لئے ولولہ اور جوش کا باعث بن رہے تھے۔

شوقیہ فنکاری سارے ملک میں بڑے پیمانے پر پروان چڑھ رہی تھی۔ سارے کارخانوں اور فیکٹریوں، شہری اور دیہی کلبوں، تعلیمی اداروں اور فوجی مرکزوں میں ایسے حلقے بن گئے تھے جو ڈرامے اور کھیل پیش کرتے تھے اور ہر طرح کی فنکارانہ سرگرمیوں میں حصہ لیتے تھے۔ اپنے خاص پیشے کے ساتھ ان سرگرمیوں کو مربوط کرکے لوگ نہ صرف اپنی نظریاتی اور معلوماتی سطح کو بلند کرتے تھے بلکہ حقیقی روحانی قدریں بھی پیدا کرتے تھے۔ ۱۹۳۶ء میں ایسے حلقوں کے رہنماؤں اور شرکت کرنےوالوں کی تربیت کے لئے عوامی آرٹ کا ایک مخصوص مرکز قائم کیا گیا۔ اسی وقت رپبلکوں اور صوبوں کی ٹریڈ یونینوں نے شوقیہ فنکاروں کے شو منظم کرنا شروع کئے۔ یہ بات خالی از دلچسپی نہیں کہ مشہور گائک کوزلوفسکی، لیمیشیف اور گمیریا بھی شوقیہ حلقوں ھی کی پیداوار تھے۔ ماگنیتوگورسک کے شوقیہ کنسرٹ میں ھی کمپوزر بلانتیر

نے پہلے پہل نام پیدا کیا تھا۔ یوکرین کے رندہ کش مزدور بوریس گورباتوف، ٹرین ڈرائیور الکساندر اودیئنکو اور مزدور لیبیدینسکی مصنف ہو گئے۔ شوقیہ منڈلیوں کی بنیاد پر ہی لینن گراد اور ماسکو کے کمسومول تھیٹر، سوویت فوج کی لال جھنڈےوالی ناچ گانے کی منڈلی اور سوویت یونین کا عوامی ریاستی آرکسٹرا قائم کئے گئے۔

چوتھی دھائی کے وسط تک ان شوقیہ آرٹ منڈلیوں میں تیس لاکھ سے زیادہ لوگ شامل ہو چکے تھے۔ ان میں سوویت یونین کی تمام قوموں اور قومیتوں کے نمائندے تھے جو اس بات کا ایک بین ثبوت تھا کہ سوویت یونین میں تہذیبی انقلاب ایک بےتفریق وحدت ہے۔

واقعی ہمارا ملک بہت ہی مختصر مدت میں پسماندگی اور تاریکی سے زبردست چھلانگ لگاکر بےمثال ترقی اور روشنی تک پہنچا تھا جس سے سارے ملک کی ذہنی زندگی مالامال ہو گئی تھی۔

انقلاب سے پہلے لینن نے لکھا تھا ”مشہور فنکار تالستائی کو بہت کم لوگ روس میں بھی جانتے تھے۔ اگر ان کی عظیم تصانیف کو واقعی ایسا بنانا ہے کہ سب کی رسائی ان تک ہو سکے تو اس کے لئے جدوجہد کی ضرورت ہے، ایسے سماجی نظام کے خلاف جس نے لاکھوں، کروڑوں لوگوں کو تاریکی، گمراهی، جان‌لیوا محنت اور غربت کی طرف دھکیل دیا تھا، اس کےلئے سوشلسٹ کایاپلٹ کی ضرورت ہے“۔

سوشلسٹ تعمیر کے دوران یہ کایا پلٹ کی گئی۔ کروڑوں محنت کشوں کے لئے تالستائی کی تصانیف اور قومی اور عالمی کلچر کے دوسرے شاہکار بڑے بڑے ایڈیشنوں میں چھاپے گئے۔ اگر ۱۹۱۳ء کے زارشاہی روس میں آبادی کے فی کس پر کتابوں کی جلدوں کا اوسط صرف ۰٫۷ تھا تو ۱۹۳۸ء کے سوویت یونین میں آبادی بڑھنے کے باوجود یہ اوسط ۴٫۱ تک پہنچ گیا تھا یعنی چھ گنا زیادہ ہو گیا تھا۔ سوویت یونین کی ساری قوموں کی زبانوں میں کتابیں چھاپی جا رہی تھیں۔ ان قوموں کی تعداد ۱۰۰ سے زیادہ تھی اور ان میں سے چالیس سے زیادہ اکتوبر انقلاب تک رسم‌خط سے ہی محروم تھیں۔ پوشکن، گورکی، تالستائی، چیخوف اور اسی طرح غیرملکی ادیبوں مثلاً بائرن، ہیئنے، گوئٹے، ڈیکنس اور ساروانتیس وغیرہ کی تصانیف بڑے بڑے ایڈیشنوں میں شائع ہونے لگی تھیں۔

سب سے پہلے سیاسی اور سماجی معاشی ادب کی تصانیف کو بڑی تعداد میں چھاپا گیا۔ اس سے یہ بات ظاہر ہوتی تھی کہ عوام کو

بڑے پیمانے پر سائنس اور کلچر کے کارناموں سے روشناس کرانے کی کوشش ہو رہی تھی جو سماجی ترقی کی نوعیت اور رحجانات کو جاننے اور معاشرے کی زندگی میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لینے کی خواہش رکھتے تھے اور اس کے لائق بننا چاہتے تھے۔ اب وہ زمانہ آ گیا تھا جب ریاستی امور میں ہر جگہ وہی لوہار، بھٹیاں جھونکنےوالے اور نل ساز وغیرہ حصہ لینے لگے تھے جن کی جہالت اور ناخواندگی سے بورژوا صحافیوں کے رائے میں بالشویکوں کا بیڑا غرق ہونا تھا۔

چوتھی دھائی کے وسط تک سوویت لوگوں کے تہذیبی معیار میں جو تبدیلی ہوئی تھی وہ غیرمعمولی تہذیبی ترقی کا نتیجہ تھی۔ دوسرے ملکوں میں بھی ناخواندگی ختم ہو رہی تھی لیکن کہیں زیادہ سست‌رفتاری سے۔ ہر جگہ زیادہ سائنس‌داں ابھر رہے تھے، زیادہ اخبار اور کتابیں شائع ہو رہی تھیں۔ لیکن سوویت یونین میں اول تو بہت ھی مختصر مدت کے دوران چھلانگ لگائی گئی تھی؛ دوسرے، نئے سوشلسٹ نظریات اور خیالات پروان چڑھے تھے۔ علوم، سائنس اور کلچر کی طرف توجہ کرکے سوویت لوگوں نے سوشلسٹ معاشرے کے لائق لوگوں اور سوویت وطن دوستوں کی خصوصیات حاصل کیں۔

ساتواں باب
سوشلسٹ تعمیر کی تکمیل

عبوری دور کے نتائج

جب بچہ پہلا قدم اٹھاتا ہے تو بڑے اس کی مدد کرتے ہیں - لیکن جب سوویت ریاست کا جنم ہوا تو یہی نہیں کہ اس کی کوئی مدد کرنے والا نہ تھا بلکہ وہ ہر طرف سے دشمنوں سے گھری ہوئی تھی - روس کی سماجی، معاشی، ٹکنیکی اور تہذیبی پسماندگی نے اس صورت حال کو اور بھی بگاڑ دیا تھا - اس پسماندگی کو دور کرنے کے لئے وقت کی ضرورت تھی - اکتوبر انقلاب سے بہت پہلے سائنسی کمیونزم کے نظریہ‌دانوں نے یہ اشارہ کر دیا تھا کہ پرولتاریہ کے برسراقتدار آنے کے بعد پرانے معاشرے کو نئے یعنی سوشلسٹ معاشرے میں تبدیل کرنے کےلئے کافی وقت درکار ہوگا - انہوں نے لکھا تھا کہ یہ ایسا عبوری دور ہوگا جس کے دوران مزدور طبقہ اپنے اقتدار کو پائدار بنائیگا، نجی ملکیت کا اور آدمی کے ھاتھوں آدمی کے استحصال کا خاتمہ کریگا -

۱۹۱۷ء ھی سے سوویت لوگوں نے اس طرح کی تشکیل نو شروع کر دی - کوئی بھی یہ پہلے سے نہیں کہہ سکتا تھا کہ یہ دور کب تک چلتا رہیگا - لیکن بالشویکوں کو انقلابی قوتوں پر بھروسہ تھا اور وہ قطعی یقین رکھتے تھے کہ جو کام شروع کیا گیا ھے اس میں قطعی کامیابی ہوگی - کارل مارکس نے بلاوجہ انقلاب کو ''تاریخ کا انجن،، نہیں کہا تھا - اکتوبر ۱۹۱۷ء میں سوویت لوگوں نے اپنے ملک اور اپنی قسمت کے مالک بن کر کمیونسٹ پارٹی کی قیادت میں زبردست معاشی اور سماجی ترقی شروع کی - سوشلسٹ صنعت‌کاری، زراعت کی اجتماعیت اور تہذیبی انقلاب میں اپنے عظیم رہنما لینن کی ھدایات پر عمل کرکے سوویت یونین کے محنت کشوں نے چوتھی دھائی کے وسط

تک اپنے ملک میں سرمایہ‌دار نظام پر سوشلزم کی مکمل فتح حاصل کرلی - دنیا کی تاریخ میں پہلی بار مزدوروں اور کسانوں کی ایک کثیر قومی سوشلسٹ ریاست قائم کی گئی -

چوتھی دھائی کے وسط میں ۲۰ سال پہلے کی طرح سوویت یونین رقبے کے لحاظ سے دنیا کا سب سے بڑا ملک تھا اور آبادی میں تیسرے نمبر پر (چین اور هندستان کے بعد) پہنچ گیا تھا - اب همارا ملک اندرونی اور بیرونی سرمایہ‌داری کی زنجیروں سے آزاد ہو چکا تھا - صنعتی پیداوار کے لحاظ سے اس نے دنیا میں دوسری جگہ حاصل کرلی تھی - اب صرف ریاستہائے متحدہ امریکہ اس سے آگے تھا -

همارے ملک کی عوامی معیشت کی ترقی کے بنیادی نتائج محض مقداری اور تعدادی اضافہ اور اس کی بےمثال تیزرفتاری تک محدود نہ تھے - سوویت معیشت میں صفاتی تبدیلیاں بھی ہوئی تھیں - یہ معیشت اب سوشلسٹ ہو گئی تھی اور اندرون ملک معاشی مقابلوں میں سوشلزم نے دوسرے معاشی طریقوں یعنی سرمایہ‌داری اور چھوٹی تجارتی اشیا کے کاروبار وغیرہ کو قطعی شکست دی تھی - سوشلزم ساری عوامی معیشت پر چھا گیا - ۱۹۲۴ء میں قومی آمدنی میں سوشلسٹ سیکٹر کا حصہ محض ۳۵ فیصدی تھا جبکہ ۱۹۳۷ء میں وہ ۹۹ تک پہنچ گیا - قومی آمدنی کی یافت میں اب ریاستی صنعت اور مزدور طبقے کا رول غالب تھا -

بنیادی طور پر نہ صرف عوامی معیشت میں بلکہ ملک کی آبادی کی طبقاتی تشکیل میں بھی تبدیلی ہوئی - تیسری دھائی کے وسط میں سوویت یونین کی آبادی میں ہر ۱۰۰ آدمیوں پر پانچ بورژوا لوگوں خاص کر امیر کسانوں کا اوسط تھا - ۱۹۳۷ء میں ملک میں بورژوازی کا وجود نہیں رہا - ہر ۱۰۰ آدمیوں میں سے صرف ۶ ایسے کسان رہ گئے جو پنچائتی فارموں سے الگ رہ کر اپنی انفرادی کھیتی کر رہے تھے - باقی ۹۴ فیصدی لوگ سوشلسٹ صنعت، پنچائتی اور ریاستی فارموں میں کام کرنے لگے تھے - ۳۶ فیصدی سے زیادہ لوگ صنعتی مزدور یا ملازم تھے -

اس تشکیل نو کا نچوڑ محض استحصال کرنےوالے طبقات اور نجی ملکیت کا خاتمہ نہ تھا بلکہ محنت کشوں کے طبقات میں بھی تبدیلی ہوئی تھی - انقلاب سے پہلے مزدور ذرائع پیداوار کی ملکیت سے محروم تھے اور ان کی حیثیت عملی طور پر حقوق نہ رکھنےوالے پرولتاریہ کی تھی -

لیکن سوویت یونین میں مزدور طبقہ سارے حقوق رکھنےوالا مالک اور سوشلسٹ معاشرے کی بنیادی طاقت بن گیا۔ انقلاب، خانہ‌جنگی اور غیرملکی مداخلت کے برسوں میں، عوامی معیشت کی بحالی اور اس کی سوشلسٹ تنظیم‌نو کے دور میں ہمیشہ مزدور طبقے نے اگواکار طاقت کی حیثیت، سب سے زیادہ منظم اور متحد طبقے کی حیثیت سے کام کیا۔

بالشویکوں کے دشمنوں، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے مخالفوں کو روس کی تقدیر کے بارے میں ناحق‌وسواس تھا۔ روس کی سیاسی اور معاشی زندگی کی باگ ڈور مزدوروں کے ہاتھ میں آتے ہی معیشت کی ترقی واقعی بڑی تیزی سے ہونے لگی، محنت کشوں کا معیار زندگی بلند ہوا اور ملک کے سیاسی وقار میں بھی بڑا اضافہ ہوا۔

ہاں، ابتدا میں مزدور طبقہ آبادی کے قلیل حصے پر مشتمل تھا۔ سوویت اقتدار کے دس سال بعد بھی ملک کی ریاستی مشینری میں تقریباً چالیس لاکھ ملازمین کام کر رہے تھے۔ یہ تعداد بڑے پیمانے کی صنعت میں کام کرنے والے مزدوروں کی تعداد سے کہیں زیادہ تھی۔ بہرحال ریاستی مشینری پر، ملک کی پوری معاشی زندگی پر، ملک کی سماجی اور سیاسی ترقی کے عمل پر مزدوروں کا جو واقعی اثر تھا اس کا تعین نہ صرف مزدور طبقے کی تعدادی طاقت سے ہوتا تھا بلکہ اس کی تنظیم، اتحاد، اختیار اور آخر میں مزدور طبقے کے ہراول یعنی کمیونسٹ پارٹی کے اس رول سے بھی ہوتا تھا جو سوویت معاشرے میں وہ ادا کر رہی تھی۔ ۱۹۲۷ء میں مزدوروں میں سے آنےوالے دو لاکھ کمیونسٹ ریاستی مشینری کے لئے کام کر رہے تھے اور ان میں سے ۸۰ فیصدی سے زیادہ رہنمائی کے فرائض ادا کرتے تھے۔ مزدور طبقے سے آنےوالے لوگوں کی اکثریت ریاستی اور کوآپریٹیو اداروں، معاشی ٹرسٹوں اور صنعتی کارخانوں وغیرہ کی رہنما تھی۔

سرخ فوج میں بھی پرولتاریہ کی تعداد کافی بڑھی تھی۔ ۱۹۳۰ء میں ھی سوویت سپاہیوں میں مزدوروں کی تعداد ۳۰٫۲ فیصدی اور سیاسی کارکنوں میں ان کی تعداد ۵۰ فیصدی تک ہو گئی تھی۔

تیسری دہائی کے آخر اور چوتھی دہائی کی ابتدا میں ریاستی اور معاشی مشینری کا جو صفایا اس مقصد سے کیا گیا کہ پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کو پائدار بنایا جائے اس نے بڑی حدتک دفتروں اور کارخانوں وغیرہ سے ایسے عناصر کو چھانٹنے میں مدد دی جو پرولتاریہ

کے خلاف تھے یعنی دفترشاہ اور جاہ و منصب کے لالچی لوگ جو نئی معاشی پالیسی کے برسوں میں گمراہ ہو گئے تھے اور مزدور طبقے کے ساتھ نہیں تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چوتھی دھائی کے وسط تک صنعتی کارخانوں کے زیادہ تر ڈائرکٹر وہ لوگ ہو گئے جو مزدوروں میں سے ابھرے تھے اور ان میں کے بہت سے کمیونسٹ پارٹی کے ممبر تھے۔

یہی صورت سوویتوں، ٹریڈ یونین تنظیموں اور نوجوان کمیونسٹ لیگ میں بھی تھی۔ اس کے ساتھ ھی فوج میں پارٹی کے ممبروں اور مزدوروں کی تعداد اور بڑھی۔ چنانچہ ۱۹۳۴ء کی ابتدا میں سرخ فوج میں مزدوروں کی تعداد ۴۶ فیصدی تک پہنچ گئی۔ سرخ فوج میں تقریباً نصف سپاھی اور کمانڈر کمیونسٹ پارٹی اور نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبر تھے۔

سوشلسٹ معاشرے کی تعمیر میں "اگواکار دستے" کا **رول ادا** کرتے ہوئے مزدور طبقے نے کبھی یہ کوشش نہیں کی کہ وہ اپنا تسلط قائم کرے اور اپنے لئے خصوصی مراعات حاصل کرے۔ جب سوشلسٹ نظام مضبوط ہوگیا تو مزدور طبقے نے خود ھی انتخابی سسٹم میں وہ برتر پوزیشن ختم کرنے کی تحریک کی جو ۱۹۲۴ء کے سوویت آئین کے مطابق اس کو ملی تھی۔ چوتھی دھائی کے وسط تک سوویت یونین میں آبادی کے سارے پرت مساوی انتخابی حقوق نہیں رکھتے تھے۔ انتخابات کھلے ووٹ سے اور کئی مدارج میں ہوتے تھے یعنی سوائے مقامی سرکاری اداروں کے باشندے براہ راست انتخاب میں حصہ نہیں لیتے تھے اور یہ مقامی ادارے اپنے سے اونچے سرکاری اداروں کا انتخاب کرتے تھے۔ اس طرح کی پابندیاں اس زمانے میں تھیں جبکہ استحصال کرنےوالے طبقات اور پیداواری ذرائع کی نجی ملکیت (خاص طور سے دیہاتوں میں) موجود تھی۔ شہروں میں ابتدائی انتخابی حلقہ علاقائی نہیں بلکہ معاشی ہوتا تھا مثلاً کوئی کارخانہ، دفتر یا ٹریڈ یونین۔ یہ معاشی اصول ریاستی مشنیری اور اگواکار مزدوروں بلکہ سارے مزدور طبقے کے درمیان رشتہ استوار کرتا تھا۔ سوویت یونین اور تمام رپبلکوں کے آئینوں میں یہ بات رکھی گئی تھی کہ سوویتوں کی کانگرسوں میں کسانوں کے مقابلے میں مزدوروں کی نمائندگی (۵ : ۱) زیادہ ہونی چاھئے۔

لینن نے سوویت آئین میں مزدور طبقے کے لئے یہ مراعات رکھنے کی معروضی اور تاریخی ضرورت کی طرف توجہ دلائی اور اس کی وضاحت

یوں کی: ”پرولتاریہ کی تنظیم بمقابلہ کسانوں کی تنظیم کے کہیں زیادہ تیزی سے ہوئی جس کی وجہ سے مزدور انقلاب کا گڑھ بن گئے اور ان کو برتری حاصل ہوئی

”ہمارے آئین کو یہ نامساوات نافذ کرنے پر مجبور ہونا پڑا کیونکہ تہذیبی معیار نیچا ہے، کیونکہ ہمارے یہاں تنظیم کمزور ہے“۔

۱۹۲۶ء میں سوویتوں کی انتخابی مہم میں مزدور طبقے نے آبادی کے دوسرے پرتوں کے مقابلے میں زیادہ سرگرمی سے حصہ لیا اور ۱۹۲۷ء میں بھی یہی ہوا جب کہ الکشن میں ۴۷ فیصدی آبادی نے حصہ لیا۔ شہروں میں ایک کروڑ لوگوں میں سے جو انتخابی حقوق رکھتے تھے ساٹھ لاکھ لوگوں نے ووٹ دئیے۔ ماسکو، لینن گراد، تولا، استالن گراد کے بڑے بڑے کارخانوں میں ووٹروں کی تعداد ۹۰ سے ۱۰۰ فیصدی تک تھی۔ مجموعی طور پر الکشن میں سب سے زیادہ دلچسپی دھات سازوں اور پرنٹروں نے لی۔ یہ مزدور طبقے کے سب سے زیادہ باہنر، مہذب اور سیاسی لحاظ سے ترقی‌یافتہ حصے تھے۔ ۱۹۲۹ء میں انتخابی مرکزوں پر ووٹنگ کا حق رکھنے‌والے ۶۳ فیصدی سے زیادہ لوگ آئے۔ ۱۹۳۱ء میں شہروں میں ووٹ دینے‌والوں کی تعداد ۹۷٫۶ فیصدی اور دیہی علاقوں میں ۴۰٫۷ فیصدی ہو گئی۔ تین سال بعد یہی تعداد باترتیب ۹۱٫۶ فیصدی اور ۸۳٫۳ فیصدی تک پہنچ گئی۔

نئے سوشلسٹ نظام کی پائداری کے ساتھ ان لوگوں کی تعداد بھی کم ہوتی گئی جن کو ووٹ کا حق نہیں حاصل تھا۔ ۱۹۳۱ء اور ۱۹۳۴ء کے دوران ایسے لوگوں کی تعداد شہروں میں ۹٫۴ فیصدی سے گھٹ کر ۴٫۲ فیصدی اور دیہاتوں میں ۳٫۷ فیصدی سے گر کر ۲٫۶ فیصدی رہ گئی۔

زراعت کی سوشلسٹ تشکیل‌نو پوری ہونے سے سوویت کسانوں کے کردار میں بھی نمایاں تبدیلی ہوئی۔ اب کسان چھوٹی تجارتی اشیا پیدا کرنے‌والوں کا طبقہ نہیں رہے جو لینن کے قول کے مطابق سرمایہ‌داری اور بورژوازی کو بڑے پیمانے پر قدرتی طور سے پیدا کرتے تھے۔ اب پنچائتی کسانوں کا سوشلسٹ طبقہ بن گیا تھا۔ اگر چھوٹی ملکیت‌والے کسان مختلف گروپوں میں تقسیم تھے تو چوتھی دہائی کے وسط میں پنچائتی کسان سماجی لحاظ سے واحد طبقے میں متحد ہو گئے تھے۔ یہ

ایسا متحد طبقہ تھا جس کو مشترکہ پنچائتی پیداوار نے خود منظم کیا تھا۔ اب اجرتی کھیت مزدور، غریب، اوسط درجے کے اور امیر کسان ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ماضی کی بات بن چکے تھے۔

اب دیہی آبادی پنچائتی کسانوں، ریاستی فارموں، مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں پر کام کرنےوالوں اور دیہی دانشوروں پر مشتمل تھی۔ سوویت کسانوں میں نئے نئے گروپ ابھر رہے تھے جو انقلاب تک روس میں نہ تو تھے اور نہ ہو سکتے تھے۔ دیہی باشندوں میں پنچائتی پیداوار کے لاکھوں ناظم — پنچائتی فارموں، بریگیڈوں اور ٹیموں اور ڈیری فارموں کے سربراہ وغیرہ پیدا ہو رہے تھے۔ پنچائتی کسانوں میں مشینی ماہروں مثلاً ٹریکٹر اور کمبائن ڈرائیوروں، شوفروں اور مشینوں کی مرمت کرنےوالوں وغیرہ کی ایک بڑی تعداد ابھری تھی۔ ۱۹۳۷ء میں پنچائتی فارموں کے مشینی ماہروں کی تعداد دس لاکھ لوگوں سے زیادہ بڑھ گئی۔

کسانوں کی محنت کی نوعیت بھی بدل گئی تھی۔ چھوٹے چھوٹے نجی قطعات آراضی اور دستی آلات و اوزار کی جگہ اب پنچائتی فارموں اور مشینوں نے لےلی اور محنت نے عوامی صورت اختیار کر لی۔ اب نجی ملکیت کی ذہنیت اور انفرادی نقطۂ نظر میں متواتر کمی ہو رہی تھی اور ان کی جگہ دیہاتوں میں اجتماعی ذہنیت اور نقطۂ نظر لے رہے تھے۔ دیہاتوں کی تہذیبی پسماندگی دور کرنے میں قطعی کامیابی حاصل کی گئی تھی۔ دوسرے پنجسالہ منصوبے کے آخر تک تین چوتھائی دیہی آبادی ناخواندگی سے نجات پا چکی تھی جبکہ ابھی بیس سال پہلے تک زارشاہی روس میں کسانوں کی غالب اکثریت حروف‌آشنا نہ تھی۔

دیہی زندگی میں انقلابی تبدیلی کا اظہار پنچائتی کسانوں کے سوشلسٹ مقابلوں اور زراعت میں اگواکاروں کی تحریک وغیرہ میں حصہ لینے سے ہوتا تھا جن کا مقصد سماجی پیداوار میں اضافہ تھا۔ پنچائتی کسانوں نے انتخابی مہموں اور سوویت حکومت کے اداروں کے روزمرہ کے کاموں میں اب زیادہ سرگرمی اور اعتماد سے حصہ لینا شروع کر دیا۔

سوشلسٹ ملکیت کی دو شکلوں کی یکسانیت نے (یعنی سارے عوام کی ریاستی ملکیت اور پنچائتی فارموں اور کوآپریٹیو انجمنوں کی ملکیت) مزدور طبقے کو پنچائتی کسانوں سے قریب کرکے ان کے اتحاد کو اٹوٹ بنا دیا۔ اب سوویت یونین میں ایک دوسرے سے مخالفت و مخاصمت

رکھنے والے طبقات نہیں رہے۔ صرف دو دوست سوشلسٹ طبقے رہ گئے یعنی مزدور اور کسان طبقے اور دانش‌وروں کے ساتھ مل کر انھوں نے سوویت معاشرے کی تشکیل و تکمیل کی۔

سوویت اقتدار کے پہلے بیس برسوں کے دوران دانش‌وروں میں بھی مقداری اور صفاتی تبدیلیاں ہوئیں۔ یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ اکتوبر انقلاب سے پہلے پڑھے لکھے لوگ بورژوازی اور جاگیردار طبقوں کے نمائندے ہی ہوتے تھے لیکن ۱۹۳۶ء کے آخر میں ۸۰ سے ۹۰ فیصدی تک سوویت دانش‌ور محنت کش لوگوں میں سے ہو گئے تھے۔ ۱۹۲۶ء میں سوویت یونین میں انجنیروں اور ماہرین ٹکنیک کی تعداد دو لاکھ پچیس ہزار تھی لیکن جنوری ۱۹۳۹ء میں یہ تعداد بڑھ کر سات گنی یعنی ۱۶ لاکھ ۵۶ ہزار تک پہنچ گئی۔ اسی دوران ماہرین زراعت کی تعداد ۵۴ ہزار سے بڑھ کر دو لاکھ ۹۴ ہزار ہو گئی۔ طبی شعبے میں یہ اضافہ ایک لاکھ ۸۵ ہزار سے چھ لاکھ ۹۷ ہزار تک ہوا۔ مزدوروں اور کسانوں پر مشتمل دانشوروں کی تخلیق میں تہذیبی انقلاب کے یہ حقیقی پھل تھے۔ پرانے دانش‌وروں کو اپنی طرف لانے اور ان میں نئے خیالات پھیلانے کا دشوار کام بھی کیا گیا۔ چوتھی دہائی کے وسط میں ان دانش‌وروں کی تعداد تقریباً ڈیڑھ — دو لاکھ تھی۔

سوشلزم کی مختتم کامیابی کے ساتھ ساتھ سوویت یونین میں سوشلسٹ قوموں کی بھی تشکیل ہوئی۔ اس کے حصول میں روس کی ان پسماندہ قوموں کا سوشلزم تک آگے بڑھنا تھا جنھوں نے سرمایہ‌داری کی منزل کو پس‌پشت چھوڑ دیا تھا۔ یہ صرف پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے قیام اور اس زبردست امداد کی وجہ سے ہی ممکن ہوا جو ملک کے زیادہ ترقی‌یافتہ علاقوں کے محنت کشوں نے وسط ایشیا، قزاخستان اور قفقاز کے متعدد علاقوں وغیرہ کے محنت کشوں کو دیں۔ سوویت اقتدار نے روس کی ساری قوموں کو نجات دلائی اور قوموں پر ظلم و ستم کو ختم کرکے ملک کی ساری قوموں کی سیاسی، معاشی اور تہذیبی ترقی کی مستقل پالیسی اختیار کی۔

سابق زارشاہی روس کی بہت سی قوموں کو پہلی بار قومی اقتدار اعلیٰ نصیب ہوا۔ آراضی اور پانی کی اصلاحات نے ان کو سرمایہ‌داری سے قبل والے حالات ختم کرنے اور سوشلسٹ تبدیلیوں کے لئے زمین تیار کرنے میں مدد دی۔ سوویت دیس کی صنعت کاری کے دوران قومی

ریپبلکوں اور علاقوں میں صنعتیں خاص تیز رفتاری سے پھیلنے لگیں۔ فیکٹریوں، کارخانوں اور کانوں وغیرہ میں اضافے کے ساتھ ساتھ ان علاقوں میں اپنا قومی مزدور طبقہ بھی ابھرنے لگا جو سوشلسٹ قوموں کی تشکیل میں فیصلہ کن طاقت بن گیا۔ زراعت میں اجتماعیت کثیر تعداد کسانوں کے لئے (نجی کاشتکاروں اور خانہبدوشوں دونوں کے لئے) سوشلزم کی طرف عبور کی سماجی اور معاشی لحاظ سے بنیادی شرط بن گئی۔ ان قوموں کی زندگی میں تہذیبی انقلاب نے بھی نمایاں تبدیلیاں پیدا کردیں۔ عبوری دور کے خاتمے تک سوویت اقتدار کے ۲۰ سال کے دوران ماضی کی وراثت یعنی سوویت یونین میں رہنےوالی قوموں کی حقیقی معاشی اور تہذیبی نابرابری بنیادی طور پر دور کر دی گئی۔ سوشلسٹ ترقی کے راستے پر سوویت قوموں میں اٹوٹ دوستی اور تخلیقی تعاون پیدا ہوا اور پرولتاری بینالاقوامیت کے نظریات پائدار ہوئے۔

عبوری دور کے خاتمے تک، جو دوسرے پنجسالہ منصوبے کے اختتام سے مطابقت رکھتا ہے نئی معاشی پالیسی بھی ختم ہو گئی اور سوسلشٹ عناصر نے سرمایہدارانہ عناصر پر فتح پائی۔ سوویت یونین میں اب بنیادی طور پر سوشلسٹ معاشرے کی تعمیر ہو چکی تھی۔

اگواکاروں کو ہمیشہ پہلے پہل دشواریاں پیش آتی ہیں۔ رہبروں کے تجربے جو وہ وراثت میں اپنے جانشینوں کو دیتے ہیں محض کامیابیوں پر مشتمل نہیں ہوتے۔ ان میں ناکامیاں اور شدید نقصانات بھی ہوتے ہیں۔ سوشلسٹ معاشرے کے حصول کے راستے میں سوویت قوموں کو بڑی اور چھوٹی ہر طرح کی دشواریوں سے گزرنا پڑا۔ ان میں سے بعض کا تعلق استالن کی شخصیت پرستی سے بھی تھا۔ کمیونسٹ پارٹی اور سارے سوویت لوگ استالن کی عزت انقلاب سے قبل کے ایک بڑے رہنما، اکتوبر کی مسلح بغاوت، خانہجنگی اور غیرملکی حملہ آوروں کی مداخلت کے دور کے سرگرم کارکن کی حیثیت سے کرتے تھے۔ ۱۹۲۲ء میں ان کو کل یونین کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی مرکزی کمیٹی کا جنرل سکریٹری چنا گیا۔ استالن کی انقلابی خدمات کی قدر کرتے ہوئے لینن نے اس خوف کا بھی اظہار کیا تھا کہ آیا استالن اس اقتدار و اختیار کو کافی احتیاط سے استعمال کرینگے جو کمیونسٹ پارٹی کے جنرل سکریٹری کی حیثیت سے ان کے سپرد کیا گیا تھا۔ لینن نے یہ تجویز کی تھی کہ ''اس عہدے سے استالن کو ہٹانے اور ان کی جگہ پر کسی

ایسے دوسرے شخص کو مقرر کرنے کا طریقہ سوچا جائے جو تمام باتوں میں کامریڈ استالن جیسا ہو بلکہ ان سے زیادہ روادار، زیادہ خلیق، زیادہ ملنسار، رفیقوں کا زیادہ پاس‌ولحاظ کرنے والا اور کم متلون مزاج وغیرہ ہو،،۔

۱۹۲۴ء کی ۱۳ ویں پارٹی کانگرس میں مندوبین نے لینن کی تجویز پر بحث کی۔ اس وقت کے ٹھوس تاریخی حالات کے پیش نظر، لینن کے مخالف گروہوں کی طرف استالن کے غیر مصالحانہ رویے اور تروتسکی‌ازم کے خلاف جدوجہد میں ان کے تجربے کی وجہ سے مندوبین نے استالن کو پارٹی کا جنرل سکریٹری رہنے دیا۔

بعد کے برسوں میں استالن نے پارٹی اور حکومت کے دوسرے لیڈروں کے ساتھ مل کر ایک ملک میں سوشلزم کی فتح کے بارے میں لیننی تعلیم کے لئے زبردست جدوجہد کی اور اس طرح بڑا اختیار حاصل کر لیا۔ استالن کے ہاتھ میں واقعی زبردست اختیارات آ گئے تھے لیکن سرمایہ‌داروں کی ہر طرف سے یلغار اور ملک کے اندر استحصال کرنےوالے طبقوں کی باقیات کے خلاف شدید جدوجہد کے حالات میں اس کو قدرتی بات خیال کیا گیا۔ یہ خیال لوگوں میں عام طور پر پھیل گیا کہ ''استالن آج کے لینن ہیں،،۔ جو محبت اور عزت دنیا کی پہلی پرولتاری ریاست کے بانی کو حاصل تھی اور وہ بہت سی صورتوں میں استالن کو دی گئیں جن کو لینن کا سچا شاگرد اور لینن کے عظیم مقصد کو دوامی بنانےوالا خیال کیا گیا۔

سوویت لوگوں کو دنیا کے پہلے پرولتاری ڈکٹیٹرشپ‌والے ملک کی ترقی کی اندرونی اور بیرونی پیچیدگیوں کا پورا احساس تھا۔ ان طبقات کی سازشیں، ریشہ‌دوانیاں اور سوویت‌دشمن سرگرمیاں جن کا تختہ الٹ دیا گیا تھا اور غیرملکی طاقتوں کی مخاصمانہ اشتعال انگیزیاں محض خیالی نہ تھیں۔ تروتسکی، بوخارین، زینوویف، کامینیف، ریکوف اور ان کے حامیوں کی پارٹی دشمنی اور گروہ‌بندی سوشلسٹ تعمیر میں روڑے اٹکا رہی تھیں۔ اسی لئے بعض ایسے پارٹی لیڈروں کو جو پہلے نمایاں حیثیت رکھتے تھے ذمہ‌دار عہدوں سے ہٹانا اور ان کو کمیونسٹ پارٹی سے نکالنا بجا اقدامات خیال کئے گئے۔ لوگ دیکھ رہے تھے کہ ملک بھر میں زندگی بہتر ہو رہی تھی۔ اور اس عام ترقی سے استالن کی سرگرمیوں، ان کی نظریاتی اور عملی رہنمائی کا تعلق تھا۔

اسی دوران میں استالن کی وہ خامیاں جن کے بارے میں لینن نے انتباہ کیا تھا وقت گزرنے کے ساتھ زیادہ سے زیادہ رنگ لانے لگیں۔ استالن نے پارٹی اور سماجی زندگی کے لیننی معمولات کی خلاف‌ورزی شروع کر دی۔ ان کے اس نظرئے نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا کہ سوشلزم کی تعمیر میں کامیابی کے مطابق طبقاتی جدوجہد کو بھی تیز کیا جائے۔ ۱۹۳۷ء میں انہوں نے سرکاری طور پر یہ نظریہ پیش کیا جس کے مطابق سوویت یونین میں استحصال کرنےوالے طبقات کے خاتمے اور بنیادی طور پر سوشلسٹ تعمیر کے تکمیل کے باوجود طبقاتی جدوجہد تیز ہو رہی تھی۔ اس نظرئے کا نتیجہ یہ ہوا کہ پارٹی، فوج، صنعت، زراعت، سائنس اور تہذیب کے شعبوں کی نمایاں ہستیوں کو بےجا ظلم و ستم کا شکار بنایا گیا۔

صورت حال پیچیدہ ہو گئی تھی کیونکہ پہلے کی طرح اب بھی استالن کا نام تمام سوشلسٹ کامیابیوں سے منسوب کیا جاتا تھا اس لئے ان کے اقدامات پر نکتہ‌چینی کرنے کی کوشش بےسود ہوتی تھی۔ کئی سال گزرنے پر یہ بات واضح ہو سکی کہ استالن کی شخصیت پرستانہ پالیسی نے ملک کو کتنا نقصان پہنچایا تھا۔ صرف ۱۹۵۳ء میں جب بیریا پر جو طویل مدت تک ریاستی سلامتی کی تنظیموں کا سربراہ رہا تھا مقدمہ چلایا گیا تو یہ حال کھلا کہ جھوٹے الزامات کی وجہ سے بہت سے پارٹی کے ارکان اور معاشی اور فوجی وغیرہ شعبوں کے کارکنوں کو کتنی سخت مصیبتوں کا سامنا کرنا پڑا تھا۔

بہرحال یہ تو بہت زمانہ بعد ہوا۔ چوتھی دھائی کے آخر میں صورت حال مختلف تھی۔ استالن کو عام طور پر قائد تسلیم کر لیا گیا تھا اور ان پر لوگ بےحد اعتبار و اعتماد رکھتے تھے۔ پنجسالہ منصوبوں کو استالنی پنجسالہ منصوبوں کے نام سے پکارا جاتا تھا اور ۱۹۳۶ء کے آئین کو بھی استالنی آئین کا نام دیا گیا تھا۔ اب وہ زمانہ گزر چکا ہے اور ہم سچ اور جھوٹ کے درمیان، اصلی اور نقلی کے درمیان تمیز کر سکتے ہیں۔ استالن کو اب بھی بالشویک پارٹی کا بہت بڑا کارکن اور اس زمانے کا مسلمہ لیڈر سمجھا جاتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی استالن کی شخصیت‌پرستی اور اس کے مضرت رساں نتائج کی مزمت کی جاتی ہے جن کا اظہار سب سے پہلے اجتماعی قیادت کے اصولوں سے

گمراهی، پارٹی اور سماجی زندگی کے لیننی معمولات کی خلاف‌ورزی اور بے‌بنیاد جبر و تشدد سے ہوا۔

یہاں اس بات پر زور دینا ہے کہ کمیونسٹوں نے تاریخ میں ممتاز ہستیوں کے رول سے کبھی انکار نہیں کیا ہے۔ یہ بات سبھی کو معلوم ہے کہ مزدور طبقہ اپنے لیڈروں سے کتنی محبت کرتا ہے ان کو کتنی عزت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ ان لوگوں کی عظمت سے انکار کرنا احمقانہ بات ہے جو سماجی ارتقا کے گہرے سائنسی تجزئے اور اپنی اس لیاقت کی وجہ سے دوسروں سے ممتاز ہوتے ہیں کہ وہ تاریخی حالات پر معروضی لحاظ سے روشنی ڈال سکتے ہیں، دنیا میں انقلابی تبدیلیوں کے بنیادی قوانین کی تشریح کر سکتے ہیں اور آزادی کی تحریک میں لوگوں کے اچھے سربراہ بنتے ہیں۔ ایسے لیڈروں کے بغیر سائنسی کمیونزم کی تھیوری کو فراغ دینا، استحصال کرنےوالوں پر فتح حاصل کرنا اور ناطبقاتی معاشرے کی تشکیل ناممکن ہوتی۔ مارکس، اینگلس اور لینن اس طرح کے لاجواب نظریہ‌داں اور عظیم باعمل لیڈر تھے۔ ان میں سے ہر ایک کی زندگی اس بات کی شاهد ہے کہ پرولتاری لیڈروں کے اقتدار و اختیار اور افراد کو پوجنے کے درمیان کچھ بھی مشترک نہیں ہے، کہ شخصیت‌پرستی کا خیال ہی مارکس‌ازم لینن‌ازم کے لئے اجنبی ہے۔

آج سوشلزم کے بہت سے دشمن یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے استالن کے اقدامات کی اس وقت مذمت کی تھی جب سوویت لوگ ان پر کسی طرح کی نکتہ‌چینی کا برا مانتے تھے۔ وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ سوویت لوگوں نے کمیونزم کے دشمنوں کے مقابلے میں استالن کے اقدامات کا اصولی طور پر مختلف طور سے جائزہ لیا ہے۔ پہلے اور اب بھی استالن کی مذمت کی آڑ میں سوشلزم کی تعمیر کے سارے عمل کو برے رنگ میں پیش کرنے اور یہ ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے جیسے شخصیت پرستی ہی سوویت معاشرے کے ارتقا کا معروضی قانون ہو۔ سوویت لوگوں اور ان تمام لوگوں کا رویہ اس بارے میں مختلف ہے جو ایمانداری کے ساتھ اس مسئلے کو سمجھنا چاہتے ہیں۔ تاریخی واقعات اور حالات کا گہرا تجزیہ یہ بتاتا ہے کہ استالن کی شخصیت پرستی سوویت یونین کی ترقی کو نہیں روک سکی۔ شخصیت پرستی کے باوجود ملک کمیونسٹ پارٹی کی قیادت میں آگے بڑھتا رہا اور اسکے سوشلسٹ

نظام کی نوعیت نہیں بدلی۔ اسکا بہترین ثبوت سوویت یونین کی بڑھتی ہوئی طاقت، دنیا میں اسکا وقار اور وہ کارآمد تجربہ تھا جو سوویت اقتدار کے پہلے بیس برسوں کے دوران حاصل کیا گیا تھا اور جسکو ۱۹۳۶ء کے آئین میں عملی شکل میں پیش کیا گیا۔

۱۹۳۶ء کا آئین

۱۹۳۵ء کی ابتدا میں سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے عام اجلاس نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ سوویتوں کی آئندہ کانگرس کے سامنے سوویت یونین کے آئین میں کچھ ضروری تبدیلیوں کی تجویز پیش کریگی۔ یہ تبدیلیاں ان بنیادی سماجی اور معاشی ترقیوں کی آئینہ‌دار تھیں جو سوشلسٹ تعمیر کے دوران ہوئی تھیں۔ ان ترمیموں کے ذریعہ انتخابی نظام کو اور جمہوری بنانے کا خیال تھا۔ ابھی تک محنت کش طبقوں کو حق‌رائےدھی میں زیادہ سہولتیں حاصل تھیں لیکن اب یہ سہولتیں سارے باشندوں کے لئے تجویز کی جارهی تھیں۔ اسکے علاوہ بالواسطہ الکشن کے بجائے براه‌راست الکشن اور کھلے ووٹ کے بجائے خفیہ ووٹ کا طریقہ تجویز کیا گیا تھا۔ جلد ھی سوویتوں کی ساتویں کانگرس نے اس مسئلے کو حل کرکے سوویت یونین کے آئین میں تبدیلی کرنے کا فیصلہ کیا۔

جون ۱۹۳۶ء میں نئے آئین کا مسودہ شایع ہوا۔ پانچ مہینے تک ملک کی ساری آبادی کے تمام حصوں نے اس تاریخی دستاویز پر بحث مباحثہ کیا۔ تاریخ میں کسی آئین کے بارے میں عوام نے اتنے بڑے پیمانے پر بحث نہیں کی تھی۔ اس سلسلے میں اتنا کہنا کافی ہوگا کہ محنت کش لوگوں نے آئین کے مسودے میں ایک لاکھ ۷۰ ہزار ترمیمیں اور اضافے تجویز کئے۔ اس عام بحث مباحثے کی وجہ سے عوام کی سیاسی اور محنتی سرگرمیوں میں بڑا اضافہ ہوا۔ یہ سچ ھے کہ اس وقت وہ آوازیں بھی بلند ہوئیں جو ایسے استحصال کرنےوالے طبقات بورژوازی اور نیشنلسٹ پارٹیوں کے مفادات کی نمائندگی کرتی تھیں جن کو انقلاب نے منتشر کر دیا تھا۔ لیکن ان کی تعداد بہت کم تھی۔ سوویت آئین کے مسودے کی عام تصدیق کے پس‌منظر

میں یہ آوازیں صرف اسی ناکامی کی شاہد تھیں جو پرانے روس کے استحصال کرنےوالے طبقات کو سوشلزم کے خلاف جدوجہد میں ہوئی تھی۔

اضلاعی، علاقائی اور ریپبلکوں کی سوویتوں کی ہنگامی کانگرسوں کے بعد ۲۵ نومبر ۱۹۳۶ء کو سوویتوں کی آٹھویں غیرمعمولی کلیونین کانگرس نئے آئین پر غور کرکے اسکو منظور کرنے کےلئے ماسکو میں شروع ہوئی۔ یہاں آئین کے مسودے میں جو ترمیمیں ہوئیں انکی نوعیت زیادہ تر عبارتی تصحیح کی تھی لیکن بعض ترمیمیں اصولی بھی تھیں۔ مثلاً آئین میں یہ اضافہ کیا گیا کہ جو آراضی پنچائتی فارموں کے استعمال میں ہے وہ نہ صرف اس کو لامحدود مدت یعنی ہمیشہ کےلئے مفت استعمال کر سکتے ہیں بلکہ ان کو زمین کے لئے کوئی لگان وغیرہ نہیں ادا کرنا ہے۔ آئین میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ سوویت قانون اپنے ہر شہری کی کام کے ذریعہ حاصل کی ہوئی آمدنی اور بچت اور جائے رہائش کی ذاتی ملکیت کے حق کی اور ذاتی ملکیت کے وراثت کے حق کی حفاظت کرتا ہے۔ کانگرس نے ریپبلکوں اور قومی علاقوں سے نائبین منتخب کرنے کے قواعد میں ترمیم بھی منظور کر لی۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ سوویت یونین کی اعلی سوویت کے منظور کئے ہوئے قوانین ساری یونین ریپبلکوں کی زبانوں اور کئی دوسری زبانوں میں شایع کئے جائیں گے۔

۵ دسمبر ۱۹۳۶ء کو سوویتوں کی آٹھویں کانگرس نے سوویت یونین کے آئین کی تصدیق کر دی۔ اس وقت سے ۵ دسمبر کو ''یوم آئین'' کا قومی تہوار منایا جانے لگا۔

۱۹۳۶ء کے آئین نے سوویت یونین میں سوشلسٹ نظام کو قانونی طور پر پائدار بنایا۔ آئین کی پہلی دفعہ میں کہا گیا ہے ''سوویت سوشلسٹ ریپبلکوں کی یونین مزدوروں اور کسانوں کی سوشلسٹ ریاست ہے''۔ آگے چل کر اسمیں کہا گیا ہے کہ سوویت یونین میں سوشلسٹ معاشرے کی سیاسی بنیاد محنت کشوں کے نمائندوں کی سوویتیں ہیں اور اس کی معاشی بنیاد معیشت کا سوشلسٹ نظام اور آلات اور ذرائع پیداوار کی سوشلسٹ ملکیت ہے جسکا وجود دو شکلوں میں ہے— ایک تو ریاستی ملکیت ہے (یعنی پوری قوم کی ملکیت) اور دوسری کوآپریٹیو اور پنچائتی فارموں کی ملکیت۔ آئین نے کسانوں اور کاریگروں کی ایسی

انفرادی معیشت کی بھی اجازت دے دی جسکی بنیاد محض انکی ذاتی محنت ہو اور اسمیں کسی دوسرے کی محنت کا استحصال نہ کیا جائے۔

اس آئین کے مطابق سوویت یونین میں گیارہ مساوی حقوق رکھنےوالی یونین رپبلکیں شامل ہو چکی تھیں۔ نئے آئین کے مطابق سوویت یونین مندرجہ ذیل یونین رپبلکوں پر مشتمل تھا: روسی سوویت وفاقی سوشلسٹ رپبلک، بیلوروسی، یوکرینی، آذربائجانی، آرمینیائی، جارجیائی (موٴخرالذکر تین رپبلکیں پہلے ماورائے قفقاز کی سوشلسٹ وفاقی سوویت رپبلک میں تھیں)، ازبک، ترکمان، قزاخ اور قرغیز سوویت سوشلسٹ رپبلکیں۔ ملک میں ریاستی اقتدار کا اعلیٰترین ادارہ سوویت یونین کی اعلیٰ سوویت مساوی حقوق رکھنے والے دو ایوانوں یعنی یونینوں کی سوویت اور قومیتوں کی سوویت پر مشتمل تھی۔ اس اعلیٰ سوویت کی مجلس صدارت کا انتخاب ان دونوں ایوانوں کے مشترکہ اجلاس میں ہوتا تھا اور سوویت کابینہ یعنی سوویت یونین کے عوامی کمیساروں کی سوویت کا بھی۔

آئین میں تمام باشندوں کو محنت، آرام، تعلیم، بوڑھاپے، بیماری، محنت سے معذوری کی حالت میں کفالت کا مساوی حق دیا گیا تھا۔ تمام معاشی، سرکاری، تہذیبی، معاشرتی اور سیاسی شعبوں میں عورتوں کے حقوق مردوں کے برابر کر دئے گئے تھے۔ آئین نے باشندوں کے لئے وسیع مادی مواقع فراہم کرکے ان حقوق کے حصول کی ضمانت دی۔ وہ دفعہ خاص اہمیت کی حامل تھی جس کے ذریعہ تمام سوویت باشندوں کو انکی قومیت اور نسل کا لحاظ کئے بغیر مساوی حقوق دئے گئے تھے۔ کسی طرح کے نسلی یا قومی امتیاز کا پرچار یا نسل اور قوم کیوجہ سے کسی باشندے کے حقوق پر کسی طرح کی پابندی سوویت یونین کے آئین میں جرم قرار دی گئی۔

۱۹۳۶ء کے آئین نے سوویت ریاست میں کمیونسٹ پارٹی کے رہنما رول کو بھی قانونی طور پر پائدار بنایا۔ آئین کی ایک خاص دفعہ میں کہا گیا ہے: ''...مزدور طبقے اور محنت کشوں کے دوسرے پرتوں کے سب سے زیادہ سرگرم اور باشعور لوگ کلیونین کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) میں متحد ہوتے ہیں جو سوشلسٹ نظام کی پائداری اور ترقی کی جدوجہد کیلئے محنت کشوں کی صفوں میں پیش پیش ہے اور

محنت کشوں کی ساری تنظیموں کی، خواہ وہ سماجی ہوں یا سرکاری، رہنمائی کا مرکز ہے،،۔

نئے آئین کی منظوری کا مطلب یہ تھا کہ سرمایہ‌داری سے سوشلزم کی طرف عبور کا دور پورا ہو چکا تھا ۔ سوویت اقتدار کا یہ بیس سالہ دور پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کا زمانہ تھا ۔ ہماری صدی کی چوتھی دھائی کے وسط میں سوویت یونین میں سوشلسٹ معاشرے کی مادی اور ٹکنیکی بنیاد ڈالی جا چکی تھی اور استحصال کرنے والے طبقات کا خاتمہ ہو چکا تھا ۔ نئی صورت حال میں اندرون ملک استحصال کرنے والوں کو دبانے کی ضرورت نہیں رہی اور اب ریاست کے سامنے تنظیمی، معاشی اور تہذیبی کاموں کے اہم‌ترین فریضے تھے ۔ اب پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ رفتہ رفتہ سارے عوام کی ریاست میں ڈھل رہی تھی ۔

نئے آئین کی بنیاد پر دسمبر ۱۹۳۷ء میں سوویت یونین کی اعلی سوویت کے انتخابات ہوئے ۔ ان براہ راست، مساوی اور خفیہ حق رائےدھی والے انتخابوں کے نتائج یہ ہوئے : جو ۱۱۴۳ ممبر منتخب ہوئے ان میں ۴۲۰۱ فیصدی مزدور، ۲۹۰۵ فیصدی کسان، ۲۹ فیصدی سوویت دانش ور تھے ۔ یہاں موازنے کیلئے یہ بات یاد رکھنا چاھئیے کہ آخری زارشاھی دوما میں صرف گیارہ مزدور اور دستکار ممبر تھے ۔ ان میں سے پانچ بالشویک مزدور تھے جنکو زار کی حکومت نے پہلی عالمی جنگ کی ابتدا میں گرفتار کرکے سائبیریا میں جلاوطن کر دیا ۔

۱۹۳۷ء کے انتخابات میں ۹۴۱۳۸۱۵۹ رجسٹر شدہ ووٹروں میں سے ۹۶۰۸ فیصدی ووٹ دینے آئے اور ان میں ۹۸۰۶ فیصدی نے کمیونسٹوں اور بےپارٹی لوگوں کے بلاک کے امیدواروں کو ووٹ دیا ۔ کل منتخب شدہ امیدواروں میں سے ۸۷۰ کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کے ممبر اور ۲۷۳ بےپارٹی لوگ تھے ۔ ان میں ۱۸۷ عورتیں تھیں ۔ اعلی سوویت میں ۶۲ قوموں اور قومیتوں کے نمائندے منتخب ہوئے تھے ۔ میخائیل کالینن کو اعلی سوویت کی مجلس صدارت کا صدر منتخب کیا گیا ۔ وہ تویر صوبے کے کسان خاندان سے تھے پھر پیتروگراد میں دھات‌ساز مزدور ہوگئے ۔ میخائیل کالینن کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کے پرانے کارکنوں میں سے تھے ۔

سوشلزم کی تعمیر میں سوویت یونین کی کامیابیوں کا خیرمقدم ساری ترقی‌پسند انسانیت نے کیا ۔ مثلاً ۱۹۳۷ء میں ممتاز جرمن مصنف ھنری

مان نے ایک مضمون ''خیال جسکو عملی جامه پہنایا گیا،، لکھا - انھوں نے اس مضمون میں کہا ''کرۂ ارض کے سب سے بڑے ملک میں سوشلزم نے فتح حاصل کی اور اپنی قوت حیات کو ثابت کر دکھایا... اب سے تاریخ انسانی میں همیشه همیشه کیلئے ترقی کا واحد راسته بن گیا ھے،،۔

۱۹۳۷ء میں ھی ایک اور مشہور فسطائیت مخالف مصنف لیون فیختوانگر ماسکو آئے - انھوں نے لکھا ''میں ماسکو همدرد کی حیثیت سے روانه هوا تھا - پھر بھی ابتدا میں میری یه همدردی شک و شبه سے داغدار تھی،،۔ اور سوویت یونین چھوڑتے ھوئے مصنف نے یه نتیجه اخذ کیا: جب مغرب کے شدید ماحول سے ''کوئی سوویت یونین کی صاف فضا میں آتا ھے تو اسکے لئے سانس لینا آسان ھو جاتا ھے... ابھی چاروں طرف کوڑے کرکٹ اور گندگی کے ڈھیر نظر آتے ھیں لیکن ان کے اوپر اب زبردست عمارت کے خط و خال واضح اور صاف طور پر دیکھے جا سکتے ھیں... مغرب کے سارے عیوب کے بعد ایسی تخلیق کو دیکھ کر دل کیسا خوش ھوتا ھے۔ اسکو دل و جان سے لبیک کہنے کے سوا اور کچھ ممکن نہیں - ،،

سوشلسٹ تعمیر، تہذیبی ترقی اور کثیر تعداد محنت کشوں کے عام معیار زندگی کے اضافے میں سوویت لوگوں کے کارناموں نے مارکس، اینگلس اور لینن کے سائنسی نظرئے کی صحت کی تصدیق کر دی - سوویت لوگ جو سوشلسٹ تشکیل‌نو کے راستے پر پہلے پہل گامزن ھوئے مستقبل کے رازوں کا انکشاف کرنےوالے بن گئے -

اکتوبر انقلاب کی بیسویں سالگرہ کی تقریب میں بہت سے ملکوں میں بڑے بڑے مظاھرے، جلسے اور جلوس ھوئے - صرف سوویت یونین کے تمام شہروں اور دیہاتوں میں ھی نہیں بلکه غیرممالک میں بھی پرولتاریه نے اسکو ایک شاندار تہوار، ایک ایسے دن کی حیثیت سے منایا جب دنیا بھر میں پرولتاریه نے سوویت یونین کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کیا - لوگ ھر جگه سرمایه‌داری اور سوشلزم کے دونوں نظاموں کے نتائج کا ان بیس برسوں کے دوران موازنه کر رھے تھے جو اکتوبر انقلاب کے بعد گذرے تھے - وہ سوویت معاشرے میں زندگی کو خود اپنی آنکھوں سے دیکھنا چاھتے تھے - بےشمار غیر ملکیوں، خصوصاً مزدور وفدوں کیلئے سوویت یونین نے زیارت‌گاہ کی حیثیت اختیار کر لی - لوگ یوم مئی اور اکتوبر انقلاب کی تقریبات میں خاص طور سے بڑی تعداد میں آنے لگے -

یکم مئی ۱۹۳۸ء کو سوویت یونین کی اعلیٰ سوویت کی مجلس صدارت کے صدر میخائیل کالینن نے غیرملکی مہمانوں سے ملاقات کرتے ہوئے کہا ''ہمارے یہاں دودھ اور شہد کی نہریں نہیں بہتی ہیں۔ ایسا نہیں ہے۔ ہماری ریاست تو محنت کشوں کی ہے۔ اس ریاست نے اپنا کام انتہائی غربت سے شروع کیا، زیادہ واضح طور پر یوں کہا جا سکتا ہے کہ روبنسن کروزو کی جھونپڑی سے... ممکن ہے کہ یہاں غلطیاں بھی بہت ہوں۔ میں اسکو مانتا ہوں۔ ممکن ہے کہ ہم اکثر وہ نہ کرتے ہوں جسکی ضرورت ہے۔ میں اسکو مانتا ہوں۔ لیکن میں صرف ایک بات کہنا چاہتا ہوں... پرولتاری دنیا، سوویت یونین، پرولتاریہ کا مکہ وجود میں آ رہا ہے۔''

بیس سال کی مدت بہت مختصر ہے۔ یہ کسی واحد شخص کی زندگی میں بھی مختصر ہے نہ کہ کسی ملک کی تاریخ میں اور وہ بھی ایسے ملک کی تاریخ میں جسکو اپنے خود ساختہ راستے پر بلا کسی بیرونی سرکاری امداد کے چلنا تھا۔ اس پس منظر میں پہلے بیس سال کے نتائج یعنی دنیا کے پہلے ملک میں سوشلسٹ تشکیل‌نو جہاں پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ قائم کی گئی تاریخی واقعہ بن گئے۔

آٹھواں باب

حب وطنی کی عظیم جنگ سے پہلے سوویت یونین

(۱۹۳۸ء — ۴۱)

سوویت یونین کی امن کے لئے کوششیں

جنوری ۱۹۳۳ء میں جرمنی کے معمر صدر ہینڈین برگ نے جرمن فسطائیوں کے لیڈر آڈلف ہٹلر کو ملک کا چانسلر مقرر کیا اور اسی لمحے سے جرمنی نے تیزی کے ساتھ جنگ کی تیاری شروع کردی۔

اس کے باوجود کہ مغربی طاقتیں مشترکہ‌و‌متحدہ فیصلے نہ کرنے پر بضد رہیں سوویت یونین نے بین‌اقوامی سلامتی کو استوار کرنے کی کوششیں جاری رکھیں۔ ۱۹۳۳ء میں سوویت یونین نے مجلس اقوام کی سلامتی کمیٹی میں یہ تجویز پیش کی کہ جارحیت اور حملہ‌آور فریق یعنی جارح کی وضاحت کی جائے۔ ۳ جولائی ۱۹۳۳ء کو لندن میں متعدد ملکوں کے نمائندوں نے ایک سمجھوتے پر دستخط کئے۔ اس میں ''حملے'' کی وضاحت کی گئی جس کی بنیاد سوویت تجویز پر تھی۔

۱۹۳۳ء میں سوویت یونین سے سفارتی تعلقات قائم کرنےوالے سرمایہ‌دار ممالک کا حلقہ اور بڑھ گیا۔ چنانچہ جولائی میں ھسپانوی ریپبلک سے اور اگست میں اورگوائے سے سفارتی تعلقات قائم ہوئے۔ ستمبر میں سوویت یونین اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے درمیان سفارتی تعلقات قائم ہونے کا سرکاری طور پر اعلان کیا گیا۔

یہ سوال کیا جا سکتا ھے کہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے رویے میں اس تبدیلی کی کیا وجہ تھی جبکہ وہ بہت برسوں تک سوویت یونین کو ''تسلیم نہ کرنے'' کی پالیسی پر اڑا رہا تھا؟ اس کی وجہیں بہت سی تھیں مثلاً امریکی پبلک کے وسیع پرتوں کی سوویت یونین کے ساتھ بڑھتی ہوئی ہمدردی، امریکی صنعت‌کاروں کی یہ آرزو کہ وہ سوویت یونین سے نفع‌بخش ٹھیکے حاصل کر سکیں اور ایک حدتک بین‌اقوامی میدان میں

واقعات کا رخ ۔ دوسرے ممالک میں بھی کثیر تعداد لوگ سوویت یونین اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے درمیان سفارتی تعلقات کے قیام کے حامی تھے ۔

مئی ۱۹۳۴ء میں تخفیف اسلحہ کے بین‌اقوامی کمیشن کے افتتاح کے موقع پر سوویت وفد نے یہ تجویز پیش کی کہ اس کو مستقل امن کانفرنس میں تبدیل کر دیا جائے ۔ اس زمانے میں جبکہ جرمنی اور اٹلی کی فسطائی حکومتیں اپنے جارحانہ منصوبوں کو عملی جامہ پہنانے کی تیاری کر رہی تھیں اور عسکریت پرست جاپان نے تو چین پر حملہ شروع کر دیا تھا اس بات کی سخت ضرورت تھی کہ امن کانفرنس اسلحہ کی تخفیف اور ان کو محدود کرنے کے مسائل پر غور کرتی رہے، یورپی سلامتی کے (اور صرف یورپی سلامتی کے ھی نہیں) راستے تلاش کرے اور فوجی تصادموں کو روکنے کے اقدامات کرے ۔

اگرچہ سوویت تجاویز کو منظور نہیں کیا گیا اور عملی طور پر کانفرنس نے اپنا کام بھی بند کر دیا پھربھی سوویت تجاویز نے دنیا کو جارحیت کے خلاف جدوجہد کا ٹھوس راستہ دکھا دیا ۔

مغرب کے زیادہ دور اندیش سیاستدانوں نے یورپ میں جرمنی اور اٹلی کی اور مشرق بعید میں جاپان کی جارحانہ خواهشوں کے خلاف سوویت یونین کی جدوجہد کی اهمیت کو سمجھا ۔ سوویت یونین کو مجلس اقوام میں شامل کرنے کا سوال ایجنڈے پر تھا ۔ ۱۰ ستمبر ۱۹۳۴ء کو فرانس کی تحریک پر ماسکو کو ایک تار بھیجا گیا جس میں ۳۰ ملکوں کی طرف سے سوویت یونین کو مجلس اقوام میں شامل ھونے کی دعوت دی گئی تھی ۔

آنےوالی جنگ کے خطرے کو روکنے کےلئے سارے ذرائع کو بروئےکار لانے کی ضرورت کے پیش نظر سوویت یونین نے مجلس اقوام میں، اس کی بین خامیوں کے باوجود، شامل ھونے کا فیصلہ کیا ۔ اس دعوت‌نامے کے جواب میں سوویت حکومت نے اعلان کیا کہ ''وہ اس پیش‌کش کو منظور کرنے اور لیگ کی ممبر بننے، اس میں اپنے لئے مناسب جگہ لینے اور ان تمام بین‌اقوامی ذمےداریوں اور فیصلوں پر عمل کرنے کے لئے تیار ھے جو لیگ کے ممبروں پر لازم ھیں...''

مجلس اقوام کی ۱۰ ویں اسمبلی میں سوویت وفد کے لیڈر میکسم لیتوینوف نے اس بین‌اقوامی تنظیم میں سوویت یونین کے داخلے کے مسئلے

پر بحث کے دوران اپنی تقریر میں کہا کہ سوویت یونین مجلس اقوام کی ساری کارروائیوں سے متفق نہیں ہے اور ''اس تنظیم میں شامل ہونے والے ہر نئے ممبر کی طرح وہ صرف ایسی قراردادوں کے لئے اخلاقی ذمےداری لے سکتا ہے جو اس کی شرکت اور رضامندی سے منظور کی جائیں،،۔

سوویت یونین نے مجلس اقوام کے ممبر بنتے ہی ترک اسلحہ کے بارے میں اقدامات کرنے کا سوال پیش کیا۔ یہ بات اور بھی زیادہ اہمیت رکھتی تھی، کیونکہ ۱۹۳۵ء میں جرمن حکومت نے اپنے ملک میں عام لازمی فوجی خدمات کا اعلان کر دیا۔ اسی وقت اٹلی اپنی فوجیں حبش کی سرحد پر جمع کر رہا تھا۔ سوویت یونین نے ساری امن دوست طاقتوں سے اپیل کی کہ وہ جارحانہ اقدامات کو روکنے کےلئے تدارکی تدابیر اختیار کریں لیکن مجلس اقوام کی کونسل نے حبش پر حملے کے بعد ہی اٹلی کو حملہ‌آور قرار دیا اور اس کے خلاف مالیاتی اور معاشی پابندیوں کی تجویز منظور کی۔ پھر بھی ۱۹۳۶ء کی گرمیوں میں برطانوی وفد کی تحریک پر مجلس اقوام نے یہ پابندیاں ختم کر دیں۔

۱۹۳۶ء کی بہار سے دو فسطائی ریاستوں یعنی جرمنی اور اٹلی نے یورپ میں اپنے منصوبے پورے کرنے شروع کر دئے۔ ۷ مارچ کو جرمن فوجیں رائن‌لینڈ کے غیرفوجی علاقے میں داخل ہو گئیں۔ اس طرح فسطائی جرمنی نے اپنا پہلا جارحانہ قدم اٹھایا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے اب مغربی طاقتیں حملہ‌آوروں کے خلاف اپنی فیصلہ کن کارروائی شروع کرینگی اور مجلس اقوام سے فائدہ اٹھاتے ہوئے جنگ کا راستہ روک دینگی۔ برلن سے جرمن فوجوں کو یہ حکم تک مل گیا کہ اگر فرانسیسی فوج سے ان کی مڈبھیڑ ہو جائے تو وہ لڑیں نہیں بلکہ واپس آئیں۔ لیکن فرانسیسی فوجیں وہاں نہیں گئیں۔

۱۹۳۶ء کی بہار میں حملہ‌آوروں کو روکنا آسان تھا۔ یورپ اور ساری دنیا کو آنیوالی جنگ سے بچانے کے لئے جارحیت کے خلاف فوری اور فیصلہ کن اقدامات کی ضرورت تھی اور سوویت یونین نے اس وقت ٹھیک اسی بات کی تجویز کی۔ لیکن مغربی ممالک کے حکمراں حلقے سوویت یونین سے تعاون کرنا نہیں چاہتے تھے اور انھوں نے اپنی عملی سرگرمیوں سے درحقیقت حملہ‌آوروں کی ہمت افزائی کی۔ اس صورت حال

اسپین کے مجاهدوں کے ساتھ یکجہتی کا جلسہ ماسکو کے
لال چوک پر (۱۹۳۶ء)

کا مطلب یہ تھا کہ مجلس اقوام کوئی عملی کارروائی نہیں کر سکتی تھی ۔

حملہآوروں کی سرگرمیاں بڑھتی گئیں ۔ ۱۸ جولائی ۱۹۳۶ء کو اسپین میں قانونی حکومت کے خلاف بغاوت ہو گئی ۔ فسطائی جرمنی اور اٹلی نے کھلم کھلا باغیوں کی حمایت کی اور میدان جنگ میں آ گئے ۔ سوویت یونین ایسا واحد ملک تھا جو آخر تک استقلال کے ساتھ فسطائیت اور حملہآوروں کے خلاف هسپانوی عوام کی جدوجہد کی حمایت کرتا رہا ۔

مغربی طاقتیں حملہآوروں کی ہمتافزائی کرتی رہیں ۔ ۱۹۳۶ء کے آخر میں اٹلی اور جرمنی کے درمیان تعاون کا سمجھوتہ ہوا جو ''برلن ۔ روم محور،، کہلایا ۔ اس کے بعد جرمنی نے جاپان سے ''کومنٹرن مخالف،، پیکٹ کیا ۔ ایک سال بعد اٹلی بھی اس پیکٹ میں شامل ہو گیا ۔ اس طرح تین حملہآور ملکوں نے فوجی اور سیاسی اتحاد قائم کر لیا جس کا ذکر اکثر ''روم ـ برلن ـ ٹوکیو مثلث،، کے نام سے ہونے لگا ۔ کمیونسٹ انٹرنیشنل کے خلاف جدوجہد کے لئے تعاون کا اعلان کر کے

جرمنی، اٹلی اور جاپان نے ''کومنٹرن مخالف،، پیکٹ کو اپنے دوررس توسیعی منصوبوں کےلئے استعمال کیا۔

جنگ کا خطرہ برابر بڑھ رہا تھا اور عسکریت پرستی کے خلاف جذبات ابھر رہے تھے۔ ان حالات میں مغرب کے حکمراں حلقے سوویت یونین کی ان تجویزوں کو لگاتار رد نہیں کرسکتے تھے جو یورپی سلامتی کو پائدار بنانے کے لئے پیش کی جاتی تھیں۔ ۱۹۳۵ء میں فرانس نے سوویت یونین کے ساتھ باھمی امداد کا معاھدہ کرلیا۔

اسی‌وقت سوویت یونین نے فرانس کے اتحادی ملک چیکوسلوواکیہ سے بھی باھمی امداد کا معاھدہ کیا۔ سوویت یونین اور چیکوسلوواکیہ کے باھمی‌امداد کے معاھدے میں یہ شرط تھی کہ امداد اسی وقت دی جائےگی جب فرانس جارحیت کے شکار ملک کی مدد کریگا۔ یہ دو معاھدے یورپ کی اجتماعی سلامتی کےلئے ایک موثر ابتدا تھے۔ لیکن مغربی طاقتیں اس سے آگے بڑھنے کو نہیں تیار ھوئیں۔

مشرق بعید میں امن کو پائدار بنانے کےلئے سوویت یونین نے منگولیا کی عوامی ریپبلک سے باھمی امداد کا معاھدہ کیا۔ اگست ۱۹۳۷ء میں چین کے ساتھ بھی غیرجنگی معاھدہ ھو گیا۔

سوویت یونین کی قیام امن کی ساری کوششوں کو پس‌پشت ڈالکر جاپان سوویت سرحد پر برابر اشتعال‌انگیز اقدامات کرتا رھا۔ ۱۹۳۸ء کی گرمیوں میں جاپانی فوجی لیڈروں نے جھیل حاسان کے علاقے میں سوویت سرزمین پر حملہ کر دیا۔ جاپانی حملہ‌آوروں کو سوویت یونین سے نکال باھر کیا گیا۔

اس دوران میں یورپ میں نئے نئے جارحانہ اقدامات کی تیاری ھوتی رھی۔ ۱۹۳۸ء کی بہار میں جرمنی نے آسٹریا پر قبضہ کرلیا اور جلد ھی چیکوسلوواکیہ کے ایک حصے پر علاقائی دعوی کر دیا۔

جب یہ بات واضح ھو گئی کہ فرانس چیکوسلوواکیہ سے سمجھوتے کے باوجود بھی اس کی مدد نہ کریگا تو سوویت یونین نے یہ اعلان کر دیا کہ وہ چیکوسلوواکیہ کو فوجی امداد دیگا بشرطیکہ چیکوسلوواکیہ کی فوج خود بھی جارحیت کا دفاع کرے اور چیکوسلوواکیہ کی حکومت سوویت یونین سے امداد کی طالب ھو۔ لیکن چیکوسلوواکیہ کی بورژوا حکومت اس امکان سے فائدہ اٹھانا نہیں چاھتی تھی۔ پیرس اور لندن میں ھٹلر سے مزید سودے بازی کی گئی۔ ستمبر ۱۹۳۸ء کے آخر میں

جهیل خاسان کے قریب زاؤزیرنایا پہاڑی پر
سرخ فوج کے جوان سرخ جھنڈا لگا رہے ھیں
(۱۹۳۸ء)

فسطائی ڈکٹیٹروں ہٹلر اور مسولینی نے وزیر اعظیم برطانیہ چیمبرلین اور حکومت فرانس کے سربراہ دلادے سے میونخ میں ملاقات کی جس کے نتیجے میں چیکوسلوواکیہ کے ایک حصے پر جرمنی نے بےروک ٹوک قبضہ کرلیا۔ ''میونخ،، کے لفظ نے تمثیلی شکل اختیار کرلی اور وہ حملہآوروں کے ساتھ سازش اور غداری کی نشانی بن گیا۔

یہ توقع تھی کہ لندن اور پیرس کی یہ منہبھرائی ہٹلریوں کی اشتہا پوری نہیں کریگی۔ اور ایسا ھی ھوا۔ ۱۵ مارچ ۱۹۳۹ء کو انھوں نے سارے چیکوسلوواکیہ پر قبضہ کرلیا۔

آخرکار جب نازی جرمنی یورپ میں تابڑ توڑ جارحانہ اقدامات کرتا رہا تو برطانیہ اور فرانس کی حکومتوں نے مفاہمتی گفتگو شروع کرنے کی تجویز لیکر سوویت یونین کو رجوع کیا۔ بہر حال یہ ایک شاطرانہ چال تھی۔ اس کا مقصد ایک طرف اپنے ملکوں اور ساری دنیا کی رائے عامہ کو دھوکا دینا اور اپنے اختیارشدہ سیاسی راستے کو چھپائے رکھنا تھا اور دوسری طرف جرمنی کو اس امکان سے ڈرا کر کہ برطانیہ اور فرانس سوویت یونین سے زیادہ قریب ہو جائیں گے جرمنی سے سیاسی سودے بازی کے لئے اپنی پوزیشن مضبوط کرنا تھا۔

سوویت یونین نے ہٹلری جارحیت کے خلاف مشترکہ اقدامات کے لئے برطانیہ اور فرانس سے معاہدہ کرنے کی کوشش کی۔ بہرحال برطانیہ اور فرانس کے ساتھ جو بات چیت اگست ۱۹۳۹ء میں ماسکو میں شروع ہوئی اس سے یہ صاف طور پر پتہ چل گیا کہ برطانیہ اور فرانس سوویت یونین سے تعاون کرنا نہیں چاہتے۔

برطانیہ اور فرانس کے اس رویے کی وجہ سے کہ وہ نازی حملہ آوروں کا رخ مشرق کی طرف موڑ دینے کا خواب دیکھ رہے تھے سوویت یونین کو نازی جرمنی کی یہ پیش کش منظور کرنے پر مجبور ہونا پڑا کہ دونوں ملکوں میں غیرجارحانہ سمجھوتہ ہو جائے۔ چنانچہ اگست ۱۹۳۹ء میں اس سمجھوتے پر دستخط ہو گئے۔ سوویت اخبار ''ایزویستیا،، کے نامہ نگار کو ایک انٹرویو میں سوویت مسلح طاقتوں کے سربراہ مارشل وروشیلوف نے بتایا ''برطانیہ اور فرانس کے ساتھ ہماری مفاہمتی گفتگو اس وجہ سے ناکام نہیں ہوئی کہ ہم نے جرمنی کے ساتھ معاہدہ کرلیا بلکہ اس کے برعکس سوویت یونین اور جرمنی کا غیرجارحانہ معاہدہ نتیجہ ہے اس صورت حال کا کہ فرانس اور برطانیہ سے ہماری فوجی بات چیت ناقابل حل اختلافات کی وجہ سے ناکام ہوئی،،۔

اس کے بعد سارے واقعات نے یہی دکھایا کہ سوویت یونین نے ۱۹۳۹ء کی گرمیوں میں ایسے سخت اور پیچیدہ حالات میں واحد صحیح راستہ اختیار کیا۔

ان دنوں حالات یکے بعددیگرے تیزی سے پیش آ رہے تھے۔ یکم ستمبر ۱۹۳۹ء کو جرمنی نے پولینڈ پر حملہ کر دیا۔ صرف اس کے بعد ھی برطانیہ اور فرانس نے جرمنی کے خلاف اعلان جنگ کا فیصلہ کیا لیکن وہ اس کے خلاف کوئی بڑے فوجی اقدامات کرنے کا خیال نہیں

رکھتے تھے۔ اس دوران ہٹلر کی فوج نے مئی ۱۹۴۰ء میں ڈنمارک اور ناروے پر قبضہ کر لیا اور ہالینڈ، بلجیم اور لکسمبرگ کے ملکوں کو راستے میں روندتی ہوئی یہ فوج فرانس پر حملہ کرنے کےلئے بڑھی۔

اسی وقت سوویت یونین اور فن‌لینڈ کے درمیان ٹکراؤ ہو گیا۔ یہاں صورت‌حال اس وجہ سے اور زیادہ کشیدہ ہو گئی کہ لینن گراد سوویت یونین اور فن‌لینڈ کی سرحد سے صرف ۳۲ کلومیٹر دور تھا۔ یہ سوویت یونین کا ماسکو کے بعد دوسرا بڑا شہر ہے۔ فن‌لینڈوالوں نے اس سرحد پر زبردست فوجی سامان اور دورمار توپخانہ جمع کر لیا تھا۔ عالمی جنگ شروع ہونے کی صورت میں سامراجی طاقتیں اپنے سوویت‌دشمن مقاصد سے فن‌لینڈ کو دھاوا بولنےوالا میدان بنا سکتی تھیں اور اس طرح لینن گراد بڑے اردب میں آسکتا تھا۔ سوویت حکومت نے فن‌لینڈ کی حکومت سے باھمی امداد کے سمجھوتے کی پیش کش کی۔ لیکن یہ تجویز رد کر دی گئی۔ پھر سوویت یونین نے تجویز کی کہ سوویت فن‌لینڈ سرحد لینن گراد سے زیادہ دور ہٹا لی جائے اور اس کے بدلے میں کاریلیا میں اس کا دگنا رقبہ دینے کو کہا۔ فن‌لینڈ کے رجعت‌پرست حلقے جن کی ہمت‌افزائی مغربی ممالک کی حکومتیں کر رہی تھیں مفاہمتی گفتگو پر تیار نہیں ہوئے اور سوویت سرحد پر اشتعال‌انگیزیاں کرتے رہے جس کا نتیجہ مسلح تصادم ہوا۔ مارچ ۱۹۴۰ء میں سوویت یونین اور فن‌لینڈ کے درمیان جو معاہدۂ امن ہوا اس کے مطابق لینن گراد کے شمال مغرب کا علاقہ سوویت یونین کو ملا اور کاریلیا کا بڑا علاقہ فن‌لینڈ کو مل گیا۔

اس انتہائی کشیدہ بین‌اقوامی ماحول میں سوویت یونین نے اپنی دفاعی طاقت کو زیادہ مضبوط کرنے کی کوشش کی۔

تیسرے پنجسالہ منصوبے کی ابتدا

جنوری ۱۹۳۸ء میں سوویت یونین کی اس اعلی‌سوویت کا پہلا اجلاس ماسکو میں ہوا جو نئے آئین کے مطابق منتخب ہوئی تھی۔ اعلی سوویت کے ممبروں نے میخائل کالینن کی سربراھی میں مجلس صدارت کا انتخاب کیا۔ اس کے بعد نئی حکومت — عوامی کمیساروں کی سوویت کا انتخاب ہوا اور ویاچیسلاف مولوتوف اس کے صدر منتخب ہوئے۔ ریاستی اقتدار کے نئے منتخب‌شدہ اداروں کے سامنے بڑے اور پیچیدہ فریضے تھے۔ اس

وقت تک معاشی شعبے میں جو کامیابیاں حاصل کی گئی تھیں وہ مسلمہ بن چکی تھیں۔ جہاں تک مجموعی صنعتی پیداوار کا سوال تھا سوویت یونین کی پوزیشن یورپی ممالک میں اول اور دنیا میں دوسری (ریاستہائے متحدہ امریکہ کے بعد) تھی۔ پھر بھی آبادی کی فی کس پیداوار میں سوویت یونین نہ صرف ریاستہائے متحدہ امریکہ سے بلکہ برطانیہ، جرمنی اور فرانس سے بھی پیچھے تھا۔ مثلاً بجلی کی قوت میں سوویت یونین سے فرانس دو گنے سے کچھ زیادہ، برطانیہ تقریباً تین گنا اور جرمنی ساڑھے تین گنا آگے تھا۔ عوامی استعمالی سامان کے لحاظ سے بھی ابھی کافی پسماندگی تھی۔

بہرحال سوویت ریاست کی معیشت اس حدتک پہنچ گئی تھی جہاں ٹھوس بنیادوں پر ایسے تخمینے لگائے جا سکتے تھے جو سوشلزم کی صلاحیتوں کو اجاگر کر سکیں اور سرمایہ‌دار نظام کی معیشت پر اس کی برتری ثابت کر سکیں۔

اب سوویت لوگ اس فریضے سے دوچار تھے جو لینن نے بہت برسوں پہلے پیش کیا تھا یعنی فی کس صنعتی پیداوار میں انتہائی ترقی یافتہ سرمایہ‌دار طاقتوں کے برابر پہنچنا اور ان سے آگے نکلنا۔ یہ فریضہ اب عملی امکان کی صورت اختیار کر چکا تھا۔ مارچ ۱۹۳۹ء میں اس کو کمیونسٹ پارٹی کی ۱۸ ویں کانگرس نے واضح طور پر مرتب کیا۔ اس سے قبل جنوری ۱۹۳۹ء میں پورے ملک میں جو مردم شماری کی گئی تھی اس نے سوویت معاشرے کے امکانات کا پراعتماد ثبوت فراہم کیا تھا جو اس شاندار فریضے کو پایہ‌ٔ تکمیل تک پہنچانے جا رہے تھے جس کے لئے وقت آچکا تھا۔ ۱۹۳۹ء کی مردم‌شماری ۱۹۲۶ء کے بعد دوسری تھی۔ پہلی مردم‌شماری اس وقت ہوئی تھی جب سوشلسٹ معیشت کی تشکیل‌نو ابھی شروع ہوئی تھی۔ اس لئے ان دو مردم‌شماریوں میں حاصل کی ہوئی معلومات کا مقابلہ عام طور پر اس پالیسی کے نتائج کی آئینہ‌داری کرتا تھا جو اس مدت (۱۹۲۶ — ۳۹ء) میں اختیار کی گئی تھی۔

۱۹۳۹ء میں آبادی ۱۷ کروڑ ۱ لاکھ تک پہنچ گئی تھی یعنی سوشلسٹ تشکیل‌نو سے عین پہلے ۱۹۲۶ء کے مقابلے میں اس میں تقریباً دو کروڑ چالیس لاکھ کا اضافہ ہوا تھا۔ اس کے علاوہ زیرجائزہ مدت میں ریاستہائے متحدہ امریکہ، برطانیہ، فرانس اور جرمنی کے مقابلے میں سوویت یونین میں آبادی کے اضافے کا اوسط کافی اونچا تھا۔ ان بارہ سال

کے دوران شہروں کی آبادی دگنی سے زیادہ ہو گئی تھی اور ۱۹۳۹ء تک ایک تہائی آبادی شہروں میں تھی۔ قراغندہ، کمسومولسک بردریائے آمور، ماگنیتوگورسک، مگادان، خیبینوگورسک (جس کو بعد میں کیروفسک کا نام دیا گیا)، چیرچیک اور دسیوں دوسرے نئے صنعتی مرکز ابھرے تھے۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ یہ سارے مرکز ملک کے مشرقی حصے میں بنائے گئے تھے جو روسی سلطنت کا سب سے پسماندہ علاقہ تھا۔ سوویت یونین کی قومی ریپبلکوں میں آبادی غیرمعمولی تیز رفتاری سے بڑھی تھی۔

مزدوروں اور ملازموں کی تعداد معہ ان کے خاندانوں کے نصف آبادی تک پہنچ گئی تھی۔ مردم‌شماری کے اور بہت سے دوسرے اعداد وشمار بھی نئے طریقۂ زندگی کے قیام میں سوویت ریاست کے کارناموں کی آئینہ‌داری کرتے تھے۔ چوتھی دہائی کے آخر تک آٹھ اور پچاس سال کی درمیانی عمر کے تقریباً سارے باشندے پڑھ لکھ سکتے تھے اور آبادی کا تقریباً چھٹا حصہ ثانوی یا اعلی تعلیم حاصل کر چکا تھا۔

اس مردم شماری اور اسی طرح کی دوسری چیزوں کے سائنسی تجزئے نے سوویت حکومت کےلئے یہ بات ممکن بنائی کہ وہ ملک کی معاشی ترقی کےلئے کوئی دس یا پندرہ سال کا منصوبہ مرتب کرے۔ اس کی پہلی منزل ۴۲ — ۱۹۳۸ء کے لئے پنجسالہ منصوبہ تھا۔ اس مدت میں صنعتی پیداوار کو تقریباً دگنا کرنے، زرعی پیداوار کو ڈیوڑھا کرنے اور لوگوں کے معیار زندگی کو کافی بلند کرنے کا منصوبہ تھا۔

ان مقاصد کی تکمیل بہت ہی پیچیدہ حالات میں کرنی تھی۔ ان تمام رکاوٹوں کو دور کرنا تھا جو چوتھی دہائی کے آخر میں معاشی ترقی کی راہ میں آگئی تھیں۔ زراعت کے اپنے مسائل تھے۔ ٹریکٹروں اور دوسری زرعی مشینوں کی پیداوار کافی کم کر دی گئی تھی۔ ۱۹۳۳ء — ۳۷ کی مدت میں مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں کو اوسطاً ہر سال ۴۸۵۰۰ ٹریکٹر دئے گئے تھے لیکن تیسرے پنچسالہ منصوبے کے دوران ان کی سالانہ تعداد صرف چودہ ہزار ہو گئی تھی۔ معدنی کھادوں کی پیداوار بھی کم ہو گئی تھی۔

اس کے اسباب بالکل صاف تھے۔ دوسری عالمی جنگ شروع ہو چکی تھی اور فوجی حملے کے خطرے کی وجہ سے یہ ضروری ہو گیا تھا کہ سرخ فوج کے اسلحہ اور سامان جنگ کی مصنوعات میں اضافہ کیا جائے اور

ملک کی دفاعی صلاحیت کو مضبوط بنایا جائے۔ بہت سے کارخانوں اور صنعتی شاخوں کی از سر نو تنظیم کرنی پڑی، پیداوار میں تخصیص‌کاری اور کوآپریٹیو کے نظاموں کو توڑنا پڑا۔ ان کارخانوں کی پیداوار کو محدود کرنا پڑا جو ایسی خام اشیا اور ساز و سامان استعمال کرتے تھے جنکی قلت تھی۔ ریاست کے پاس فنڈ بھی محدود تھے اور اس کے علاوہ وسائل کی تقسیم بھی دو بارہ کرنی پڑی۔ ریپبلکوں اور ان نئے علاقوں میں جو ۴۰ — ۱۹۳۹ء میں سوویت یونین میں شامل ہوئے تھے (دیکھئے صفحہ ۲۷۳) سوشلسٹ معیشت کی تنظیم کےلئے اور زیادہ بڑا سرمایہ لگانے کی ضرورت تھی۔

حکومت اور کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے کئی خاص فیصلے کئے جن کی تکمیل صنعتی پیداوار کی ترقی میں اہم رول رکھتی تھی۔ صنعت کی انتظامی شکلوں کو بہتر بنایا گیا۔ مثلاً مشین‌سازی کی عوامی کمیساریت کو تین حصوں میں بانٹ دیا گیا یعنی بھاری، اوسط درجے اور عام مشینوں کی عوامی کمیساریتوں میں۔ پھر بھاری مشین‌سازی کی عوامی کمیساریت کو مزید تقسیم کرکے کوئلے، تیل، کیمیائی صنعتوں اور آھنی دھات‌سازی وغیرہ کی الگ الگ خودمختار کمیساریتیں بنائی گئیں۔ سارے ملک کے لئے تعمیرات کی واحد کمیساریت قائم کی گئی۔ اجرت کے سسٹم میں باقاعدگی پیدا کی گئی، خاص طور سے بھاری صنعت میں کام کرنےوالے مزدوروں کے لئے۔ کثیر تعداد مزدوروں کے لئے مالی ترغیب میں اضافہ کیا گیا تاکہ وہ اپنے کام کے نتائج کی زیادہ فکر کریں۔ اگواکار مزدوروں کی ھمت‌افزائی کے لئے صحت‌گاھوں اور آرام گھروں کے لئے ان کو پروانے دینے میں ریاست اور ٹریڈ یونینوں کی طرف سے ترجیح دی گئی اور ان کے رھائشی مکانات وغیرہ کو بھی بہتر بنایا گیا۔

۱۹۳۹ء میں معیشت کی مختلف شاخوں میں ایک بار پھر سوشلسٹ مقابلے کی مہم زوروں میں چلی۔ مخصوص سرخ جھنڈے، اعزازی بلے اور سندیں، اخباروں میں مضامین اور فوٹو، ریڈیو پروگرام، اعزازی بورڈوں پر فوٹو اور نام اور مخصوص تمغے (''امتیازی محنت،، اور ''محنتی جرأت،،) کے ساتھ ساتھ مالی ترغیب نے مل کر مزدوروں کی کوششوں میں اضافہ کر دیا۔ ۱۹۳۸ء میں کام میں نمایاں کامیابی کے لئے ایک نیا خطاب ''سوشلسٹ محنت کا ھیرو،، جاری کیا گیا۔ جن مردوں یا عورتوں

کو یہ خطاب عطا ہوتا تھا ان کو آرڈر آف لینن اور طلائی ستارہ دیا جاتا تھا جس پر ہتھوڑا اور درانتی بنے ہوتے تھے۔

ملک کے بہترین مزدوروں کی پیش‌قدمی بہت جلد پھیل جاتی تھی اور جلد ھی مزدوروں کی کثیر تعداد ان کی پیروی کرنے لگتی تھی۔ جب کریوائی‌روگ کے کوئلہ کھودنے‌والا الکسئی سیمیوالوس ایک کے بجائے ۱۸ جگہوں پر کوئلہ کھودنے لگے تو ملک کے سارے کان‌کنی کے مرکزوں سے مزدور اور انجنیر ان کے پاس کان میں آنے لگے۔ ہزاروں مزدوروں نے ان کے طریقے کی پیروی شروع کردی اور جلد ھی ان کے شاگردوں نے انکا ریکارڈ مات کردیا۔ ریلوے میں انجنوں کی ٹیم نے روزمرہ کی انجنوں کی مرمت خود اپنے ذمے لے‌لی۔ انجن ڈرائیوروں اور اس کے مددگار، بھٹی جھونکنے والا مستری کا کام بھی کرنے لگے۔ اس تحریک کی ابتدا نوواسبیرسک کے انجن ڈرائیور نکولائی لونین نے کی اور ان کی مثال کو ہزاروں دوسری ٹیموں نے ریلوے، اندرونی آبی راستوں اور بحری بیڑوں میں اپنایا۔

۱۹۴۰ء میں زرعی پیداوار کی سرکاری خریداری کا ایک نیا طریقہ رائج کیا گیا۔ پہلے پنچائتی فارموں کو زیرکاشت رقبے اور مویشیوں کی تعداد پر پیداوار کی مقررہ مقدار لازمی طور سے سرکار کے ھاتھ فروخت کرنی پڑتی تھی۔ اس طریقے کو بدل دیا گیا اور اب سرکار کے ھاتھوں فروخت کی جانے‌والی پیداوار کا تعین پنچائتی فارم کی پوری آراضی کے حساب سے ہونے لگا۔ اس سے پنچائتی فارموں کو اپنی آراضی کی پیداوار اور سویشیوں کی تعداد بڑھانے کی ترغیب ملی۔ کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی سفارش پر مزید رقمیں اور بونس دینے کا طریقہ رائج کیا گیا جس کا اثر زرعی پیداوار پر کافی اچھا ہوا۔ ان ساری باتوں نے پنچائتی فارموں کو مضبوط بنایا اور پنچائتی کسانوں کی خوش‌حالی میں اضافہ ہوا۔

اب زرعی پیداوار میں ریاستی فارموں کا رول کافی بڑھ گیا تھا۔ ۱۹۴۰ء میں ریاست نے جو زرعی اشیا خریدیں ان میں ریاستی فارموں کا اناج ۱۰ فیصدی، گوشت ۱۷ فیصدی اور کپاس ۶ فیصدی تھی۔

یکم اگست ۱۹۳۹ء کو ماسکو میں کل‌یونین زرعی نمائش قائم کی گئی جس سے عام طور پر بڑی دلچسپی کا اظہار کیا گیا۔ اس نے

سوویت دیہاتوں کی بڑھی ہوئی طاقت کی نمائش کی اور ساتھ ہی ترقی یافتہ تجربات کے پروپیگنڈے کا مرکز بن گئی۔

۱۹۴۰ء کے تمام اعدادوشمار اس بات کے شاہد تھے کہ سوویت معیشت میں مزید ترقی ہوئی تھی۔ ۱۹۳۹ء کے مقابلے میں خام لوہا اور مینگنیز تیس لاکھ ٹن، کوئلہ تقریباً دو کروڑ ٹن اور تیل دس لاکھ ٹن زیادہ حاصل کیا گیا تھا۔ دیگ چدنی لوہے اور فولاد کی پیداوار بھی کافی بڑھی تھی اور مشینی اوزاروں کی صنعت میں بڑا اضافہ ہوگیا تھا۔ دوسرے پنجسالہ منصوبے کے برسوں کے مقابلے میں اناج کی مجموعی پیداوار بڑھ گئی تھی۔ ۱۹۳۸ — ۴۰ء کے دوران اناج کی سرکاری خریداری تقریباً تین کروڑ تیس لاکھ ٹن سالانہ ہو گئی تھی جبکہ ۱۹۳۳ — ۳۷ء کے برسوں میں یہ سالانہ دو کروڑ ۷۰ لاکھ ٹن تھی۔ صنعتی فصلوں مثلاً شکرقند، سن اور آلوؤں کی پیداوار نے بھی نمایاں اضافہ دکھایا تھا۔ کپاس کی پیداوار ۱۹۱۳ء کے مقابلے میں ۱۹۴۰ء میں تین گنی ہو گئی تھی۔

یہ معاشی ترقی عوام کی تخلیقی سرگرمیوں اور ولولے اور کمیونسٹ پارٹی کے انتظامی اور نظریاتی کام سے گہرا تعلق رکھتی تھی۔ محنت کشوں کی عام سیاسی تعلیم‌وتربیت اس دور میں وسیع طور پر پھیل گئی تھی۔ لوگوں میں ملک کی سیاسی زندگی اور بین‌اقوامی واقعات کو بخوبی سمجھنے کا شوق پیدا ہو گیا تھا اور وہ بالشویک پارٹی کی حکمت عملی اور طریقۂ کار سے بڑی دلچسپی کا اظہار کر رہے تھے۔ اس میں بہت سے لوگوں کو تعلیمی نظام نے بڑی مدد دی جہاں ”کل یونین کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی مختصر تاریخ“ پڑھائی جاتی تھی۔ یہ کتاب ۱۹۳۸ء میں شائع کی گئی تھی اور عام فہم زبان میں تھی۔ اگرچہ اس میں استالن کی شخصیت پر بہت زیادہ زور دیا گیا تھا پھربھی اس نے محنت کشوں کو حب‌وطنی کی تربیت دینے میں اہم رول ادا کیا۔ اس نے محنت کشوں کو سوشلزم کے خیالات کی کامیابی کے لئے جدوجہد کرنا اور اپنے کاز کے منصفانہ ہونے پر یقین رکھنا سکھایا۔

۱۹۴۰ — ۴۱ء کے تعلیمی سال میں ابتدائی اور ثانوی اسکولوں میں طلبا کی تعداد تین کروڑ ۵۰ لاکھ تک پہنچ گئی۔ غیرروسی بچوں کے اسکولوں میں تعلیم بچوں کی مادری زبان میں دی جانے لگی۔ ساتھ ہی ۱۹۳۸ء سے تمام ریپبلکوں میں روسی زبان کی تعلیم بھی رائج کی گئی۔

۱۹۴۰ء میں حکومت نے فیصلہ کیا کہ تمام ثانوی اسکولوں میں غیرملکی زبانوں کی تعلیم لازمی کر دی جائے ۔ سوویت یونین میں تعلیم‌عامہ کی کامیابی نے اس بات کو ممکن بنایا کہ دیہاتوں میں سات‌سالہ اور شہروں میں دس‌سالہ لازمی تعلیم رائج کرنے کےلئے اقدامات کئے جائیں ۔

اعلی تعلیم اور ماہرین کے عملوں کی تیاری میں بھی بڑی کامیابیاں حاصل کی گئیں ۔ دوسری عالمی جنگ سے قبل کے تین برسوں میں سوویت یونین میں ۱۱۷ اعلی تعلیمی اداروں کا اضافہ ہوا ۔ ۱۹۴۱ء میں ۸۱۷ انسٹی‌ٹیوٹ اور یونیورسٹیاں تھیں جن میں طلبا کی تعداد تقریباً آٹھ لاکھ بارہ ہزار تھی ۔ ان کے علاوہ تقریباً دس لاکھ طلبا مخصوص ثانوی تعلیم حاصل کر رہے تھے ۔ ۱۹۴۱ء کی ابتدا میں نو لاکھ آٹھ ہزار گریجویٹ سوویت معیشت میں کام کر رہے تھے ۔ ان میں دو لاکھ ۹۰ ہزار انجنیر، ۷۰ ہزار ماہرین زراعت اور مویشیوں کے ڈاکٹر، ایک لاکھ ۴۱ ہزار ڈاکٹر (ان میں دانتوں کے ڈاکٹر شامل نہیں ہیں)، تین لاکھ ٹیچر، لائبریرین اور تہذیبی محاذ کے دوسرے کارکن تھے ۔ اس وقت ہی سوویت یونین اعلی تعلیم‌یافتہ انجنیروں کی تعداد میں ریاستہائے متحدہ امریکہ سے کہیں آگے نکل چکا تھا ۔

سوویت سائنس نے بھی ان برسوں میں تیزی سے ترقی کی تھی ۔ جنگ سے پہلے صرف سوویت سائنس اکادمی میں ۴۷۰۰ سائنسی کارکن تھے اور اس کی شاخیں ماورائے قفقاز، قزاخستان اور اورال میں کام کرنے لگی تھیں ۔ اسی مدت میں ازبکستان اور ترکمانیہ میں سائنس اکادمی کی نئی شاخیں کھولی گئیں ۔ اس کا یہ مطلب تھا کہ نئے سائنسی مرکز جو سوویت یونین کے بڑے بڑے مرکزوں اور غیرملکی مرکزوں جیسے تھے ان ریپبلکوں میں کھولے جا رہے تھے جہاں کچھ عرصہ پہلے تک بہت کم لوگ پڑھے لکھے تھے ۔ یہ تمام ادارے سائنسی خیالات کو ترقی دینے اور بڑی بڑی دریافتوں کو صنعت و زراعت میں رائج کرنے کے لئے کارآمد ثابت ہو رہے تھے ۔ ان کی مدد سے ملک کے قدرتی وسائل کا پتہ لگایا جاتا تھا، ان کے استعمال کےلئے نئے نئے طریقے نکالے جاتے تھے اور نئے تحقیقاتی عملوں کو تربیت دی جاتی تھی ۔

ظاہر ہے کہ جنگ سے قبل کے زمانے کی مشکلات نے تہذیبی اور تعلیمی کام میں رکاوٹیں ڈالیں ۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ بڑی کامیابیاں حاصل کی گیئں ۔ بس یہ بتا دینا کافی ہوگا کہ ۱۹۳۸ — ۴۱ء

کے دوران پبلک لائبریریوں کی تعداد تقریباً دگنی ہو گئی اور صوتی فلم پروجکٹروں کی تعداد تقریباً چوگنی تک پہنچ گئی۔ ۱۹۴۰ء میں ۸۸۰۶ اخبار تین کروڑ ۳۴ لاکھ کاپیوں میں اور ۱۸۲۲ رسالے ساڑھے چوبیس کروڑ کاپیوں میں شائع ہو رہے تھے۔ اب ملک میں پچاس لاکھ سے زیادہ ریڈیو ریسیور اور تقریباً دس لاکھ ریڈیو سیٹ تھے۔ ٹیلی‌ویژن کا سسٹم قائم کرنے کا کام شروع ہو گیا تھا۔

پروکوفیف، شوستاکوویچ، خرینیکوف، کبالیفسکی کی موسیقی عام شہرت حاصل کر چکی تھی اور دونایفسکی کے گیت ہر ایک کی زبان پر تھے۔ میکسم گورکی، الکسئی تالستائی، فادیئف، شولوخوف، فورمانوف، اوستروفسکی اور گائیدر عوام کے محبوب اور مقبول مصنف بن چکے تھے۔ سیمونوف اور تواردوفسکی شاعروں کی حیثیت سے کافی مشہور تھے۔ سوویت پیانو نوازوں گیلیلس اور فلیئر بروسلز اور وی‌آنا کے بین‌اقوامی مقابلوں میں اول آئے تھے۔ سرخ فوج کی ناچ گانے کی منڈلی نے نہ‌صرف سوویت یونین میں بلکہ غیرممالک میں بھی بڑا نام کمایا تھا۔

یہ تہذیبی ترقی ملک کے عام معاشی کارناموں کی عکاسی کرتی تھی۔ ۱۹۴۱ء کے وسط میں تین ہزار سے زیادہ بڑے بڑے کارخانے چالو ہو گئے۔ تیسرا پنجسالہ منصوبہ اطمینان کے ساتھ پورا کیا جا رہا تھا۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ یہ کامیابیاں اس وقت ہوئی تھیں جبکہ دوسری عالمی جنگ چھڑ چکی تھی اور روزافزوں کوششیں اور وسائل دفاعی تیاریوں میں لگائے جا رہے تھے۔

سوویت یونین میں نئی ریپبلکوں اور صوبوں کا شمول

یکم ستمبر ۱۹۳۹ء کو صبح سویرے ہٹلری فوجیں پولینڈ میں داخل ہونے لگیں۔ اس وقت مغربی یوکرین اور مغربی بیلوروس جو ۱۹۲۰ء میں سوویت یونین سے زبردستی چھین لئے گئے تھے پولینڈ کا حصہ تھے۔ اس صورت حال میں ان علاقوں کے باشندے جو ابھی تک پولستانی بورژوازی اور جاگیرداروں کے جبر و تشدد کا شکار تھے اب ہٹلری جرمنی کی فسطائی حکوست کا نشانہ بننے‌والے تھے۔ کیا سوویت یونین کے محنت‌کش اپنے مغربی بیلوروسی اور یوکرینی بھائیوں کی قسمت سے

بے نیاز رہ سکتے تھے؟! سوویت یونین کا یہ مقدس فرض تھا کہ وہ مغربی یوکرین اور بیلوروس کو بے توقف آزاد کرائے۔

۱۷ ستمبر ۱۹۳۹ء کو سوویت فوج ان علاقوں میں داخل ہو گئی اور آبادی نے سرخ فوج کا پرجوش خیرمقدم کیا۔ آزاد کئے ہوئے گاؤں اور شہروں کی زندگی بہت پہلوؤں سے ان حالات کی یاد دلاتی تھی جو سوویت ریپبلک میں ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد پہلے چند مہینوں میں تھے۔ یہاں شہروں میں مزدور گارڈوں، دیہاتوں میں کسانوں کی ملیشیا اور کارخانوں میں مزدوروں کی کنٹرول کمیٹیاں بنائی گئیں۔ جاگیرداروں اور گرجاگھروں کی آراضیات لوگوں میں تقسیم کر دی گئیں اور وہ خاندان جو جھونپڑوں اور بارکوں میں رہتے تھے اب اپنے استحصال کرنےوالوں کی حویلیوں میں آکر بس گئے۔

ہر شخص کو مستقبل کی حکومت کے بارے میں اظہار رائے کا حق دیا گیا اور اکتوبر میں مغربی یوکرین اور مغربی بیلوروس کی عوامی اسمبلیوں کے الکشن ہوئے۔ ۹۰ فیصدی سے زیادہ ووٹروں نے ان امیدواروں کےلئے ووٹ دئے جو بورژوازی اور جاگیرداروں کے نظام کو ختم کرنےاور سوویتوں کی حکومت قائم کرنے کے حق میں تھے۔ نئی منتخب کی ہوئی عوامی اسمبلیوں نے بینکوں اور کارخانوں کو قومی بنانے، بڑے بڑے جاگیرداروں اور گرجاگھروں کی زمین ضبط کرنے اور ساری زمین کو ریاستی جائداد بنانے کا فیصلہ کیا۔ اس اہم سفارش کے ساتھ ماسکو کو مخصوص وفد بھیجے گئے کہ وہ سوویت سوشلسٹ ریپبلکوں کی یونین میں متذکرہ بالا علاقوں کے شامل ہونے کی خواہش کا اظہار کریں۔

پہلی اور دوسری نومبر ۱۹۳۹ء کو سوویت یونین کی اعلی سوویت کا ایک مخصوص اجلاس ہوا جسمیں ان نئے علاقوں کو سوویت یونین میں سرکاری طور پر شامل کر لیا گیا۔ وہ قومیں جو پہلے بزور جدا کر دی گئی تھیں دوبارہ آپس میں مل گئیں۔ ایک کروڑ بیس لاکھ سے زیادہ لوگ جن میں ساٹھ لاکھ یوکرینی اور تیس لاکھ بیلوروسی تھے سوویت شہری ہو گئے۔

انھیں دنوں سوویت یونین اور استونیا، لتویا اور لتھوانیا کی حکومتوں کے درمیان باھمی امداد کے معاھدے ہوئے۔ ان معاھدوں کی تحریک سوویت یونین نے کی تھی۔ فریقین نے یہ معاھدہ کیا تھا کہ وہ کسی ایسے اتحاد میں شریک نہ ہوں گے جو ان میں سے کسی فریق کے خلاف ہو

اور اگر کوئی یورپی طاقت ان میں سے کسی پر حملہ کرے تو دوسرے فریق اسکی مدد کرینگے۔ بالٹک ریاستوں کے علاقوں میں سوویت فوجی اڈے قائم کئے گئے جنگی وجہ سے سوویت یونین کی فوجی مورچہ بندی کو کافی تقویت ملی۔ اس زمانے میں بالٹک ریاستوں کے محنت کش لوگوں کی معاشی حالت خراب تھی۔ بےروزگاری بڑھ گئی تھی اور کسانوں کی چھوٹی چھوٹی ملکیتوں کا نیلام عام ہو گیا تھا۔ محنت کش لوگ لتھوانیا، لتویا اور استونیا کی رجعت‌پرست حکومتوں کی داخلی اور خارجی پالیسیوں سے بہت غیرمطمئن تھے جو اپنی حکومتوں کو ہٹلر کی ماتحتی میں دینے کے لئے تیار بیٹھی تھیں۔ یہ صورت حال ۱۹۴۰ء کی بہار میں بڑی کشیدگی اختیار کر گئی۔ ان ریاستوں کے محنت کشوں کی تحریکوں نے اپنی حکومتوں کا تختہ الٹنے کا فیصلہ کیا اور یہاں ایک عوامی فسطائیت دشمن محاذ قائم کیا گیا۔ محنت کشوں کی زبردست ہڑتالیں اور سیاسی مظاہرے ہونے لگے۔ انکا مطالبہ یہ تھا کہ عوامی محاذ کی حکومت قائم کی جائے۔

فسطائی طاقتیں بھی اس دوران میں ہاتھ پر ہاتھ دھرے نہیں بیٹھی رہیں۔ وہ اقتدار پر چھاپہ مارنے اور جمہوری تنظیموں کے خلاف ظلم و تشدد کی تیاریاں کر رہی تھیں۔ پتہ چلا کہ فسطائی عناصر جرمنی سے یہ کہنےوالے ہیں کہ اسکی فوجیں لتھوانیا، لتویا اور استونیا پر قبضہ کر لیں۔ سوویت یونین کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ وہ اپنے اوپر حملے کے لئے جرمنی کو میدان وسیع کرنے دے۔ اس نے بالٹک ریاستوں کی حکومتوں سے مطالبہ کیا کہ فسطائیوں کو فوراً وہاں سے نکالا جائے اور اسکے ساتھ ھی یہ سوال بھی اٹھ کھڑا ہوا کہ بالٹک ریاستوں میں سرخ فوج کے دستوں کی تعداد بڑھائی جائے۔

محنت کش لوگوں کی عملی سرگرمیوں کے لئے حالات سازگار تھے۔ عوامی ناراضگی کی زبردست لہر نے ۱۶، ۲۰ اور ۲۱ جون کو لتھوانیا، لتویا اور استونیا کی فسطائیت‌پرست ڈکٹیٹرشپوں کا صفایا کردیا۔

ان دنوں کے حالات جبکہ لوگوں نے اپنی تقدیر کا فیصلہ خود اپنے ہاتھوں میں لے لیاتھا تینوں ریپبلکوں میں بنیادی طور پر یکساں تھے۔ ہر طرف محنت کشوں کے زبردست مظاہرے ہو رہے تھے، پولیس کو نہتا کر دیا گیا تھا اور سیاسی قیدی آزاد کر دئے گئے تھے۔ یہ واقعی سوشلسٹ انقلاب تھا۔ ایک مہینے بعد بالٹک ریاستوں میں پارلیمانی

انتخابات ہوئے جن میں ووٹروں کی بےمثال تعداد نے حصہ لیا اور غالب اکثریت نے محنت کشوں کے نمائندوں — مزدور طبقے، کسانوں اور دانش‌وروں کے نمائندوں کے حق میں ووٹ دئے۔ آزادی سے منتخب کی ہوئی لتھوانیا، لتویا اور استونیا کی پارلیمنٹوں نے اعلان کیا کہ ان میں سوویتوں کا راج ہوگا۔ اگست ۱۹۴۰ء میں سوویت یونین کی اعلی سوویت نے لتھوانیا، لتویا اور استونیا کی رپبلکوں کو انکی حکومتوں کی درخواست پر سوویت یونین میں یونین رپبلکوں کی حیثیت سے شامل کر لیا اور ان کو بھی وہی حقوق ملے جو ابھی تک گیارہ یونین رپبلکوں کو حاصل تھے۔ ۱۹۴۰ء میں سوویت ریاستی نشان کی پٹیوں میں جو سنہری بالیوں کے گلدستے سے لپٹی ہوئی تھیں اور جن پر اپنی اپنی رپبلکوں کی زبان میں لکھا تھا ''سب ملکوں کا پرولتاریہ، ایک ہو''، چار پٹیوں کا اور اضافہ ہوا۔ ان میں سے تین پٹیاں تو بالٹک ریاستوں کی تھیں اور چوتھی تحریر مالداویائی زبان میں تھی۔ مالداویائی سوویت سوشلسٹ رپبلک کا قیام اس طرح ہوا تھا کہ اس وقت کی رومانیہ کی سلطنت نے جو سوویت یونین کی جنوب مغربی سرحد پر واقع تھی سوویت یونین کے خلاف انتہائی مخاصمانہ رویہ اختیار کیا۔ دوسری عالمی جنگ کے ابتدائی واقعات نے دکھایا کہ رومانیہ جرمنی کی جارحانہ پالیسی کی طرف کھنچتا جا رہا ہے۔ جنوبی سرحد پر سلامتی کو زیادہ پائدار بنانے کے لئے سوویت حکومت نے رومانیہ کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ وہ بیسارابیا کا علاقہ واپس کر دے جو سوویت یونین سے ۱۹۱۸ء میں چھین لیا گیا تھا اور شمالی بوکووینا بھی اسکے حوالے کر دے جسمیں زیادہ‌تر آبادی یوکرینی لوگوں کی تھی۔ حکومت رومانیہ نے یہ مطالبہ تسلیم کر لیا اور اس طرح مالداویائی اور یوکرینی قوموں کو بھی سوویت یونین میں دو بارہ شامل ہونے کا موقع مل گیا۔

۱۹۴۰ میں فن‌لینڈ سے معاہدۂ امن کے بعد خاکنائے کاریلیا اور کچھ دوسرا علاقہ جو فن‌لینڈ کی ملکیت تھا سوویت یونین کو مل گیا اور کاریلیائی خود انتظامی سوویت سوشلسٹ رپبلک میں شامل کر لیا گیا جو بعد میں کاریلیائی فنی سوویت سوشلسٹ رپبلک میں تبدیل کر دی گئی۔

اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ سوویت یونین کی مغربی سرحد کافی آگے بڑھ گئی۔ نئی سوویت سرزمین پر زندگی کے سارے مادی اور ذہنی شعبوں

میں سوشلسٹ تشکیل نو شروع ہو گئی۔ ظاہر ہے کہ اسکے لئے بڑی رقموں کی ضرورت تھی اور ریاست نے ان کو مہیا کیا۔ مغربی بیلوروس اور مغربی یوکرین میں ۱۹۳۹ء کی خزاں میں ہی پنچائتی فارم نمودار ہونے لگے تھے اور پھر ۱۹۴۰ء میں ریاستی فارم اور مشین اور ٹریکٹر اسٹیشن بھی کام کرنے لگے۔ کارخانوں، فیکٹریوں، تیل کی صنعت اور کانوں نے ریاست کے ہاتھ میں پہنچکر تیزی کے ساتھ اپنی قوتوں میں اضافہ کیا۔ ان علاقوں میں مفت طبی خدمات کا عام رواج، اسکولوں، تہذیبی روشن خیالی پھیلانے والے اداروں اور ناخواندگی ختم کرنے والی تنظیموں کی تیز رفتار توسیع بڑی اہم باتیں تھیں۔ ان آزاد شدہ علاقوں میں نہ صرف کارخانے ہی قومی بنا کر سوشلسٹ لائنوں پر منظم کئے گئے تھے بلکہ کوآپریٹیو کی پیداوار کا بھی انتظام کیا گیا تھا جسکی وجہ سے کاریگروں اور دستکاروں کی بڑی تعداد پیداواری آرٹیلوں میں متحد ہو سکی۔ ابھی یہاں سرمایہ‌دار سیکٹر باقی تھا جسمیں عام طور سے دستکاری کے چھوٹے چھوٹے کارخانے تھے۔ بہر حال، پیداوار میں یہ کوئی خاص وزن نہیں رکھتے تھے۔ اگرچہ معزول شدہ استحصال کرنے والے طبقات کے بچے کھچے حصے نے متعدد بار مضرت رساں کارروائیاں اور سوویت دشمن اقدامات کئے لیکن واقعات کے عام دھارے پر انکا کوئی خاص اثر نہیں پڑا۔ نئی سوویت ریپبلکوں اور صوبوں کے محنت کشوں نے بڑی سرگرمی اور شعور کے ساتھ سارے ملک کی معاشی، تہذیبی، سماجی اور سیاسی زندگی میں حصہ لینا شروع کر دیا۔ کمیونسٹ پارٹی، ٹریڈیونینوں اور نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبروں کی تعداد میں ہر جگہ تیزی کے ساتھ اضافہ ہوا۔ مزدوروں، کسانوں اور عوامی دانش‌وروں کے معیار زندگی میں نمایاں بلندی پیدا ہوئی۔ ہر جگہ اجرتیں بڑھیں عورتوں کی محنت کی اجرت بھی مردوں کی اجرت کے برابر کر دی گئی، ریاستی سماجی بیمے کا سسٹم رائج کیا گیا اور مکان کا کرایہ وغیرہ بہت کم ہو گیا۔ سوشلسٹ مقابلے کی مہم جو سارے ملک میں سوویت اقتدار کے صرف بارھویں سال ہی عام طور پر پھیل چکی تھی ان نئے سوویت علاقوں میں ۱۹۴۰ — ۴۱ء میں ہی تیزی سے پھیلنے لگی۔

پہلے پہل یہاں سوشلسٹ تشکیل نو آسان کام نہ تھا کیونکہ برسہا برس تک نئی ریپبلکوں اور صوبوں کے محنت کش بورژوا اور جاگیردارانہ نظاموں کے راج میں اپنی زندگی گذارتے اور کام کرتے آئے

تھے جہاں نیشنلزم اور مذہبی پروپیگنڈے کا زور تھا، بےروزگاری پھیلی ہوئی تھی، دیہی علاقوں میں آبادی فاضل تھی اور جمہوریت پسند پبلک کو پولیس طرح طرح سے تنگ اور پریشان کرتی تھی۔ ماضی کی اس ناخوشگوار وراثت کو مختصر مدت میں ختم کرنا اور اس سے نجات حاصل کرنا ممکن نہ تھا۔ اس کے لئے بہت سوچ سمجھ کر جانفشانی کے ساتھ کام کرنے کی ضرورت تھی۔ یہ کام اس وجہ سے اور بھی پیچیدہ ہو گیا تھا کہ جنگ کے گھنے اور ڈراؤنے بادل تیزی کے ساتھ محیط ہوتے جا رہے تھے۔

ملک کی دفاعی تیاریاں

۱۹۳۸ء میں جب تیسرا پنچسالہ منصوبہ شروع کیا گیا اس وقت کوئی بھی یہ پیش گوئی نہیں کر سکتا تھا کہ تین سال میں حب الوطنی کی عظیم جنگ چھڑ جائےگی۔ یہ نیا پنچسالہ منصوبہ اس خیال کو سامنے رکھ کر بنایا گیا تھا کہ سوویت لوگ اسکی تکمیل پرامن تخلیقی محنت کے ذریعہ کر سکیں گے۔ لیکن فسطائی جرمنی کی ان جارحانہ کارروائیوں کے سلسلے میں جن کی وجہ سے دوسری عالمی جنگ شروع ہوئی، دنیا میں جو ماحول پیدا ھوا، اس نے سوویت حکومت کو ملک کی معاشی ترقی میں تبدیلیاں کرنے پر مجبور کر دیا۔ سوویت یونین کے خلاف مشرق بعید میں جاپانی عسکریت پسندوں کی اشتعال انگیزیاں (۱۹۳۸ء میں جھیل خاسان کے کنارے اور ۱۹۳۹ء میں دریائے خلخین گول کے علاقے میں) اور ۱۹۳۹ء کے آخر اور ۱۹۴۰ء کی ابتدا میں فن‌لینڈ سے مسلح ٹکراؤ ایسے واقعات تھے جنھوں نے اس بات کی ضرورت پیدا کر دی کہ سرخ فوج اور دفاعی صنعت کو اور مضبوط بنانے کی طرف زیادہ توجہ کی جائے اور جنگی‌سامان کا ذخیرہ کیا جائے۔ اس لئے جو وسائل پرامن تعمیرات کے لئے دئے گئے تھے ان کی تقسیم دوبارہ کرنی پڑی۔ چنانچہ ۱۹۳۸ء میں دفاعی اخراجات ۲۳ ارب روبل تھے یعنی ریاستی بجٹ کے اخراجات کا ۱۸۰۷ فیصدی اور دو سال بعد یہ رقم بڑھکر ۵۷ ارب تک پہنچ گئی یعنی سرکاری اخراجات کی تقریباً ایک تہائی تک۔ صنعتی پیداوار میں سالانہ اضافے کا اوسط ۱۳ فیصدی تھا لیکن دفاعی کارخانوں

کی پیداوار اس سے تین گنی زیادہ تیز تھی۔ دفاع کی عوامی کمیساریت کو فضائی‌صنعت، جہازسازی، اسلحہ‌سازی اور سامان جنگ بنانے والی صنعت کی چار الگ الگ کمیساریتوں میں تقسیم کر دیا گیا۔

اورال، سائبیریا اور مشرق بعید میں سامان جنگ بنانے والے نئے نئے کارخانے تعمیر کئے گئے۔ غیرفوجی سامان بنانے والے متعدد کارخانوں کو کلی یا جزوی طور پر فوجی سامان بنانے کا کام دیا گیا۔ موٹروں کے متعدد کارخانے ہوائی جہازوں کے انجن اور ٹریکٹر بنانے والے کارخانے ٹینکوں کے ڈھانچے تیار کرنے لگے۔ ملک کی جہازساز گودیوں میں اب باربرداری کے جہازوں کے بجائے جنگی جہاز بننے لگے۔ چوتھی دھائی کے آخر میں دیہاتوں کو زرعی مشینیں کم ملنے لگیں۔ دوکانوں میں گھڑیوں، ریڈیوسٹوں، بائیسکلوں، کپڑا سینے کی مشینوں اور کیمروں وغیرہ کی سپلائی کافی گھٹ گئی۔ بعض لوگ تو یہ کہنے لگے کہ ملک میں کافی دھات نہیں ھے اور دوسری خام اشیا کی بھی بڑی کمی ھو گئی ھے۔ دراصل اسکا سبب تیزی کے ساتھ سرخ فوج کو نئے سازوسامان سے لیس کرنا اور اسکی جنگی صلاحیت کو مضبوط کرنا تھا۔

۱۹۳۹ء کی ابتدا میں سوویت حکومت نے ایک کانفرنس طلب کی جسمیں اس مسئلہ پر بحث کی گئی کہ جلدازجلد نئے لڑاکا، بمبار اور دھاواسار جنگی ہوائی جہاز تیار کئے جائیں۔ چنانچہ اسی سال سیرگئی ایلیوشن نے اپنا بکتربند دھاواسار ''ایل - ۲،، جنگی ہوائی جہاز ڈیزائن کیا جو دشمن کے ٹینکوں اور پیدل فوج کے خلاف اقدامات کے لئے تھا۔ عالمی طیارہ سازی میں یہ ایک نمایاں کارنامہ تھا۔ ''ایل — ۲،، ۴۰۰ — ۶۰۰ کلوگرام بم لے جا سکتا تھا۔ یہ دو توپوں، دو مشین گنوں اور چار سے آٹھ راکٹ مارنے والے ڈھانچوں سے لیس ھوتا تھا۔ اسکا مزا چکھ کر ھی نازیوں نے اسکو ''سیاہ موت،، کا نام دیا تھا۔

۱۹۴۰ء کی ابتدا میں سوویت ڈیزائن‌ساز یاکوولیف کا بنایا ھوا نیا لڑاکا جہاز فوج کو دیا گیا۔ بعد کو جنگ کے دوران ان فرانسیسی ھوا بازوں کو جو نارمنڈی نیئمان فضائی دستے میں سوویت ھوابازوں کے شانہ‌بشانہ لڑ رھے تھے یہ پیش کش کی گئی کہ وہ امریکی، برطانوی یا سوویت ھوائی جہاز اپنے لئے منتخب کر لیں تو انھوں نے متفقہ رائے سے یاکوولیف کے جہاز کا ھی انتخاب کیا۔

سوویت ٹینک ''ت - ۳۴'' نے بھی کافی شہرت حاصل کی۔ اسکے پہلے دو ماڈل ۱۹۴۰ء کی ابتدا میں آئے۔ یہ ٹینک خوب گٹھا ہوا، چپٹا اور مضبوط بکتر والا تھا۔ ساتھ ھی آسانی سے گھوم پھر بھی سکتا تھا۔ اس طرح کا کوئی ٹینک دشمن جنگ کے دوران بھی نہ بنا سکے۔ ہٹلر کے جنرلوں نے اسکا اعتراف کیا کہ جنگ کے دوران ''ت - ۳۴'' روسی ٹینک جیسا ٹینک جرمنی میں بنانے کی کوشش کی گئی لیکن کامیابی نہیں ہوئی۔

حب‌وطنی کی عظیم جنگ شروع ہونے سے کوئی چوبیس گھنٹے پہلے سوویت کمیونسٹ پارٹی اور حکومت کے لیڈروں نے ایسے ہتیار کا معائنہ کیا تھا جسکی مثال اس وقت تک دنیا میں نہیں تھی۔ اسکو سوویت سپاھیوں نے محبت سے ''کاتیوشا'' کا نام دیا۔ اس راکٹ‌مار ڈھانچے پر برسوں سے کام ھو رھا تھا۔ دریائے خلخین گول کے علاقے کی لڑائی میں سوویت لڑاکا ہوائی جہازوں نے جو پہلے راکٹ استعمال کئے انھوں نے اپنی صلاحیت و قوت کی پوری پوری تصدیق کر دی۔ ان کو اسی راکٹ‌مار ڈھانچے ''کاتیوشا'' کے ذریعہ استعمال کیا گیا تھا۔ بعد کو یہ ڈھانچے لاریوں پر نصب کئے جانے لگے اور یہاں بھی انھوں نے اپنی لاجواب خوبیوں کا اظہار کیا۔

چھوٹے اسلحہ کی ڈیزائن سازی، توپخانے کے جدید ہتیاروں کے استعمال اور جنگی بحری بیڑے کی تعمیر وغیرہ کی طرف بھی کافی توجہ کی گئی۔ ۱۹۳۷ء میں ھی جہازسازی کا ایک بڑا پروگرام شروع کیا جا چکا تھا۔ پہلے پہل تو بڑے بڑے جنگی جہازوں کی تعمیر پر زور دیا گیا لیکن ایسے جہازوں کی تعمیر میں تین سے پانچ سال تک لگتے تھے۔ اسلئے ۱۹۴۰ء کی بہار میں اس پروگرام میں ترمیم کی گئی۔ خشکی کی فوجوں کے لئے سامان جنگ کی تیاری میں تیزی کے ساتھ اضافہ کیا گیا۔ اسکے لئے زیادہ سے زیادہ دھات کی ضرورت تھی۔ بڑے جنگی جہازوں کی تعمیر کو روک کر آبدوز کشتیوں، تباہ‌کن جہازوں اور تارپیڈو کشتیوں وغیرہ کی تیاری میں تیزی سے اضافہ کیا گیا۔ صرف ۱۹۴۰ء میں اس طرح کے ۱۰۰ سے زیادہ جہاز سمندر میں اتارے گئے اور ۲۶۹ زیر تعمیر تھے۔ ۱۹۴۱ء تک سوویت بیڑے میں تقریباً ۶۰۰ ایسے جہاز تھے جن میں دس جنگی جہاز اور کروزر، ۵۹ سرنگ‌بردار جہاز اور ۲۱۸ آبدوز کشتیاں شامل تھیں۔

سوویت سائنس‌دانوں نے اپنے منصوبے اس بنیاد پر بنائے تھے کہ آنےوالی جنگ میں برتری تو انجنوں اور مشینوں سے لیس فوجوں کو حاصل ہوگی۔ بہرحال مشینیں تو آدمی کے بغیر بیکار ہوتی ہیں اور ماہر ہاتھوں میں اسلحہ کی قوت اور صلاحیت بھی دگنی ہو جاتی ہے۔ اسی لئے کمیونسٹ پارٹی اور سوویت حکومت نے سپاہیوں کی تیاری اور تربیت، لڑائی کے لئے انکی تیاری اور سیاسی شعور پر ہمیشہ کافی زور دیا تھا۔ بین‌اقوامی صورت حال میں ابتری نے سوویت یونین کو اپنی مسلح طاقتیں بڑھانے پر مجبور کیا۔ جنوری ۱۹۳۹ء سے فوج کی تعداد میں ڈھائی گنا اضافہ ہوا۔ چنانچہ جون ۱۹۴۱ء میں اسمیں پچاس لاکھ فوجی تھے۔

۱۹۳۹ء کی خزاں میں عام فوجی خدمات کا قانون منظور کیا گیا۔ ۱۹ سال کی عمر سے لوگوں کو فوج میں طلب کیا جانے لگا، فوجی خدمات کی مدت میں اضافہ کیا گیا، فوجی بھرتی کا سسٹم بہتر بنایا گیا اور بھرتی سے پہلے تیاری کے دوران تربیت میں سہولتیں فراہم کی گئیں۔

ملک نے فوج کو قابل اعتبار کمک فراہم کرنے کی تیاری کی۔ نوجوان کمیونسٹ لیگ نے اگواکار مزدور، بہترین طلبا، سرگرم سماجی اور سیاسی کارکن فوجی تربیتی اسکولوں میں ٹریننگ کے لئے بھیجے۔ نوجوانوں کے لئے یہ عام بات ہو گئی کہ وہ اپنا کام کا دن ختم ہونے کے بعد کارخانے کے اسکولوں میں جاکر نشانہ‌بازی کی مشق کریں یا دو مہینے کے لئے مشین گن چلانے کے کورس میں شامل ہو جائیں۔ لڑکیاں نرسوں کی ٹریننگ بھی حاصل کرتی تھیں۔ سوویت لڑکے لڑکیاں گ۔ ت۔ و کے بیج حاصل کرنا اپنی لازمی ذمےداری سمجھنے لگے تھے۔ روسی زبان میں یہ اختصار تھا ''محنت اور دفاع کیلئے تیاری'' کا اور اسکا یہ مطلب ہوتا تھا کہ انھوں نے وہ مخصوص کسرتیں اور مشقیں پوری کر لی ہیں جو انکی طاقت چستی و چالاکی اور قوت برداشت کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔

اسکولی بچوں اور بڑوں کے لئے کیمیائی اسلحہ سے بچاؤ اور ہواسار دفاع کے طریقوں کی تعلیم بہت ہی مقبول ہو گئی تھی اور سارے ملک میں فضائی کلبوں میں شامل ہونے کا شوق پھیل گیا تھا

ان میں سالانہ کئی ہزار ہوابازوں نے اپنا کام چھوڑے بغیر فضائی تعلیم حاصل کی۔ مشہور ہواباز ایوان کوژیدوب جن کو سوویت یونین کے ہیرو کے تین طلائی ستارے ملے تھے انھیں کلبوں کے سیکھے ہوئے تھے۔

سوویت لوگوں میں بچپن سے ان کے اسکول کے زمانے سے ھی سرخ فوج کی عزت کرنے اور اپنے وطن کی حفاظت کرنے کے جذبات پیدا کئے جاتے تھے۔ چوتھی دھائی میں پروان چڑھنے والی نسل کے دلوں میں جس کتاب نے خاص جگہ حاصل کر لی تھی وہ خانہ جنگی کے ہیرو نکولائی آستروفسکی کی کتاب ''داروسن کی آزمائش،، تھی۔ ''چپائف،، نامی فلم بھی لوگوں میں بہت مقبول تھی۔ اس زمانے کے ایک محبوب گیت کی لائنیں یہ تھیں: ''ہم تو امن دوست لوگ ھیں لیکن ھماری بکتربند ریل گاڑی بازو میں تیار کھڑی ھے،،۔ جنگ سے پہلے سوواروف، خمیلنیتسکی جیسے کمانڈروں اور خانہ‌جنگی کے ہیرو نکولائی شچورس کے متعلق فلم اور تین حصوں والا مشہور فلم جو انقلابی مزدور میکسیم کے بارے میں تھا پیش کئے گئے۔ میخائیل شولوخوف نے اپنا رزمیہ ناول ''خاموش دون،، اور الکسئی تالستائی نے اپنی کتاب ''صعوبتوں کی راہ،، پوری کر لی تھی۔ پارخومینکو اور کوچوبئی جیسے انقلابی ہیروؤں کے بارے میں ناول بھی اسی وقت شایع ہوئے۔

سوویت پریس، ریڈیو، سینما اور ادب نے اپنی ساری کوششیں سوویت لوگوں میں حب‌وطنی اور فسطائیت سے نفرت کے جذبات ابھارنے کیلئے مرکوز کر دی تھیں۔

ملک کے دفاعی امکانات کو بڑھانے کے سخت کام میں بہت سی دشواریاں پیش آرہی تھیں۔ حکومت نے دفاع کے لئے موجودہ کارخانوں کی نئی تنظیم اور نئے کارخانوں کی تعمیر کے بارے میں جو ھدایات دی تھیں وہ پوری نہیں ہو سکیں۔ جدید ہوائی جہازوں، ٹینکوں، ٹینک شکن اور خودکار اسلحہ اور توپخانے کی بعض سامان کی تیاری کافی سست تھی۔ بکتربند اور مشین‌بند دستوں کی تنظیم کے خاص کام ابھی شروع ہوئے تھے اور فضائی چھتری باز دستوں کی تشکیل کی ابتدا ہو رہی تھی۔

جنگ سے فوراً پہلے جو صورت حال پیدا ہو گئی تھی اسکی وجہ سے سوویت لوگوں کی زندگی اور ملک کے دفاعی امکانات کو مضبوط بنانے کی پالیسی میں تبدیلیاں کرنی پڑیں۔ بہت سی غلطیوں کو ٹھیک کیا گیا اور سرحدی علاقوں میں جھڑپوں کو روکنے اور امکانی حملوں میں التوا کی پوری کوششیں کی گئیں۔ جو کام ہو رہا تھا اسکی تکمیل میں پیش آنے والی خامیوں کو دور کرنے اور تمام ذرائع اور وسائل کو بروئے کار لانے کیلئے وقت کی شدید ضرورت تھی۔ اس دوران میں ملک کی خارجہ پالیسی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ سوویت یونین نے قیام امن اور اپنی دفاعی صلاحیتوں کو مضبوط کرنے کی کوششیں جاری رکھیں۔ جب شدید اقدامات کی ضرورت ہوئی تو لوگوں نے اعتماد اور مفاہمت کے ساتھ پارٹی اور حکومت کے لئے فیصلوں کو قبول کیا۔

۱۹۴۰ء کی گرمیوں میں سوویت یونین میں کام کا دن سات گھنٹے سے بڑھا کر آٹھ گھنٹے کر دیا گیا اور چھ دن کے کام کے ہفتے کے بجائے (پہلے ہر مہینے کی چھٹی، بارھویں، اٹھارھویں، چوبیسویں اور تیسویں تاریخوں کو چھٹی ہوتی تھی) سات دن کا کام کا ہفتہ قرار دیا گیا۔ اسکا یہ مطلب تھا کہ صنعتی مزدور اور دفتری ملازم مہینے میں ۳۳ گھنٹے زیادہ یا مہینے میں چار دن زیادہ اور پورے سال میں ڈیڑھ مہینے زیادہ کام کرنے لگے تھے۔ ملک کی صنعت کو مضبوط بنانے کے لئے محنت کشوں نے یہ بڑی دین پیش کی تھی۔ یہ دین ایسی تھی جس نے صرف، صنعت میں اتنا اضافہ کیا جتنا تقریباً دس لاکھ مزدور کر سکتے تھے۔

اس دوران میں اجرتیں پہلے جیسی رہیں۔ ٹریڈیونین لیڈروں نے محنت کشوں سے اپیل کرتے ہوئے کہا ''اپنے وطن کی دفاعی طاقت کو مضبوط کرنے کے لئے مزدور طبقے کو ضروری قربانیاں دینی چاھئیں،،۔ سوویت پارٹی اور حکومت کے فیصلوں کی حمایت میں محنت کشوں نے بہت سے جلسے کرکے اس اپیل کا جواب دیا۔

اسی سال خزاں میں نوجوان مزدوروں کی تعلیم و تربیت کے نئے سسٹم کے بارے میں فیصلہ ھوا۔ حرفتی اسکولوں، کارخانوں اور فیکٹریوں کے اسکولوں کے ذریعہ نوجوان مزدوروں کی تربیت کا انتظام سارے ملک میں کیا گیا۔

۱۹۴۰ء میں هی حکومت نے ایک فرمان کے ذریعه مزدوروں اور ملازموں کو خود اپنے کام کی جگه بدلنے کی ممانعت کر دی اور بلاچھٹی لئے ہوئے غیرحاضری کی سزا سخت کر دی گئی۔ اسکے بعد جلد هی عوامی کمیساروں کو یه اختیار دے دیا گیا که وہ انجنیروں اور ماهر مزدوروں کو ملک کے کسی بھی علاقے میں کسی بھی کارخانے میں انکی خواهش کے بغیر مقرر کر سکتے تھے۔ یه سخت اور شدید فیصلے تھے اور سوویت اقتدار کے دشمنوں نے ان کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے کی کوشش کی۔ لیکن سوویت لوگ ان اقدامات کی حقیقت اور وجه کو اچھی طرح سمجھتے تھے اور جانتے تھے که یه ناگزیر هیں۔ سوویت ریاست کی خودمختاری خطرے میں تھی، اسکی دفاعی طاقت کو مضبوط کرنے کے لئے قربانیوں کی ضرورت تھی، نئے معاشرے کی تعمیر نه صرف سرمایهداروں کے محاصرے کی حالت میں بلکه منڈلاتی ہوئی جنگ کے خطرے میں کرنی تھی۔ پورے ملک میں سب مرد اور عورتیں اپنی پوری قوت سے کام میں مصروف تھے اور اپنے روزمرہ کے فرائض میں ڈسپلن اور ذمے داری کا بڑا لحاظ رکھتے تھے۔

۱۹۴۰ء میں، فسطائیوں کے حملے سے کوئی چھه مهینے قبل ملک نے اپنی معاشی ترقی کے مندرجه ذیل نتائج اخذ کئے تھے: دیگ چدنی لوهے کی پیداوار تقریباً ڈیڑھ کروڑ ٹن تک پهنچ گئی، فولاد کی پیداوار ایک کروڑ ۸۳ لاکھ ٹن، تیل کی تین کروڑ دس لاکھ سے زیادہ اور کوئلے کی پیداوار تقریباً ۱۷ کروڑ ٹن تھی۔ یه بات قابل توجه هے که اس سال تیار کئے ہوئے فولاد، ڈھلی ہوئی دھات اور کوئلے کی ایک تہائی سوویت یونین کے مشرقی علاقوں سے آئی تھی۔ والگا کے علاقے اور اورال میں کافی زیادہ تیل نکالا جانے لگا تھا۔ وسط ایشیا، قزاخستان، سائبیریا اور مشرق بعید کی معاشی طاقت تیزی سے بڑھ رهی تھی۔ زرعی ترقی کیوجه سے ریاست نے سیاہ گیهوں، گیهوں، جو، آٹے اور دوسرے غذائی سامان کے ذخیرے کافی کر لئے تھے۔

۵ جون ۱۹۴۱ء کو میخائیل کالینن نے وہ بات کهی جس میں گهرے معنی پنهاں تھے۔ انهوں نے کها ”هم نهیں جانتے کب همیں لڑنا پڑ جائے، کل یا پرسوں۔ ان حالات میں همیں آج هی تیار رهنا چاهئے“۔ لیکن اتنے وقت میں ملک کو پوری دفاعی تیاری کا موقع

نہیں مل سکا۔ جنگ کا سیلاب اس وقت سوویت سرحدوں کو پار کرتا ہوا آگے بڑھا جب ہم مسلح فسطائیوں سے مقابلہ کرنے کیلئے پوری طرح تیار نہیں تھے۔ بہر حال خاص فرائض پورے ہو چکے تھے۔ پارٹی کی رہنمائی میں لوگوں نے سوشلزم کی تعمیر کر لی تھی جو ایسی فوقیت تھی جس سے سوویت یونین حب وطنی کی عظیم جنگ کی ابتدا میں فائدہ اٹھا سکا۔

نواں باب
حب وطنی کی عظیم جنگ
(۱۹۴۱ – ۴۵ء)

<u>جنگ کے پہلے مہینے</u>

۲۲ جون ۱۹۴۱ء کا دن سوویت لوگوں کو ایسے دن کی حیثیت سے یاد رہے گا جو ان کے ملک کی تاریخ میں ایک زبردست موڑ لایا۔
اس دن صبح سویرے فسطائی جرمنی کی فوجیں غیرجنگی معاہدے کی خلاف ورزی کرکے سوویت سرحد میں گھس آئیں اور اس پر حملہ کر دیا۔ اس طرح اس زبردست جنگ کی ابتدا ہوئی جس نے پوری قوم کی زندگی کا نقشہ بدل دیا۔ اب جانفشاں کوششوں کی ضرورت تھی۔ اس جنگ میں لکھوکھا آدمی مارے گئے اور ملک کے بڑے بڑے علاقے ویران ہو گئے۔

سوویت یونین پر حملہ جرمن نازیوں کی جارحانہ پالیسی کا منطقی نتیجہ تھا۔ وہ ساری دنیا پر اپنا تسلط قائم کرنا چاہتے تھے۔ یورپ کے ایک بڑے حصے میں قوموں کو غلام بنانے کے بعد ہٹلر نے دیکھا کہ اسکے قبضہ گیر اور غاصبانہ منصوبوں کے لئے سوویت یونین ہی خاص رکاوٹ ہے۔ اس نے سوچا کہ سوویت یونین کو پسپا کرنے سے ان قوموں کا سہارا جاتا رہے گا جو اپنی آزادی کے لئے جدوجہد کر رہی تھیں۔ سوشلزم اور ترقی کا گڑھ ختم ہو جائیگا اور پھر ایک زبردست مرکز ہاتھ آ جائیگا جس سے دنیا بھر کو غلام بنایا جاسکے گا۔

جرمنی نے اس جنگ کےلئے بڑے غور و فکر اور تفصیل سے تیاریاں کی تھیں۔ اس وقت اسکے پاس بہت زبردست وسائل تھے جن میں ان یورپی ملکوں کے وسائل بھی شامل تھے جن پر وہ قبضہ کر چکا تھا۔ اپنی پوری طاقت سے میدان جنگ میں آنےوالی جرمن فوجیں بہت اچھی طرح تربیت یافتہ اور جدیدترین اسلحہ جات سے لیس تھیں۔ انھوں نے

''مادروطن پکار رہی ہے!،،- ۱۹۴۱ء کا ایک پوسٹر

جدید طریقہ٘ جنگ میں بڑا تجربہ حاصل کر لیا تھا- ایسی فوجیں، اٹلی، فن لینڈ، رومانیہ، ہنگری اور سلوواکیا کی فوجوں کے ساتھ سوویت یونین پر ٹوٹ پڑی تھیں- چونکہ ۱۹۴۱ء میں مغرب میں جرمن فوجوں کو کوئی بڑی جنگ نہیں لڑنی پڑی اسلئے ہٹلر کی فوجی کمان کو یہ موقع مل گیا کہ وہ اپنی زیادہ‌تر فوجیں مشرق میں مرکوز کر دے-

ہٹلر کے جنرلوں نے سوویت یونین پر حملے کا جو منصوبہ بنایا تھا اسکا کوڈ والا نام ''بارباروسا پلان،، تھا اور اسکی بنیاد برق رفتار لڑائی ''بلٹز کریگ،، تھی- اس منصوبے کے مطابق برق رفتار فوجی کارروائیوں کے ذریعہ سرخ فوج کو کچل کر سارے ملک میں پھیلنا

اور شمال میں ارخانگیلسک سے لیکر جنوب میں آستراخان تک جنگی محاذ قائم کرنا تھا۔

بحیرۂ بارنٹ سے لیکر بحیرۂ اسود تک سوویت سرحد پر جرمنوں کی زبردست طاقت سرکوز کر دی گئی تھی جو مختلف قسم کی پچاس ہزار توپوں، ۳۰۰۰ ٹینکوں اور پانچ ہزار ہوائی جہازوں سے لیس ۱۹۰ ڈویژنوں پر مشتمل تھی۔

۲۲ جون کو صبح سویرے جرمن ہوائی جہازوں نے سوویت سرحد پر دھاوا بولا، پھر توپخانے نے شدید گولہ‌باری شروع کر دی اور پھر فوجیں سرحد کے اندر داخل ہو گئیں۔ زوروں کی لڑائی شروع ہو گئی۔ جنگ کے پہلے دنوں میں نازیوں کو زبردست کامیابیاں ہوئیں۔ جرمن فضائیہ کے زوردار حملوں نے سوویت فضائی طاقت کو سخت نقصان پہنچایا۔ ۲۲ جون کی دوپہر تک سوویت یونین کے ۱۲۰۰ ہوائی جہاز تباہ کر دئے گئے۔ ان میں سے ۸۰۰ تو ہوائی اڈوں پر ھی برباد ہوئے۔

فضا میں دشمن کی برتری مسلمہ تھی اور خشکی پر بھی پیش قدمی اسکے ھاتھ میں تھی۔ سرحد سے ملحق علاقوں میں سوویت فوج جرمن ریلے کو نہ روک سکی۔ جرمن ٹینکوں کے پرے تیزی سے سوویت علاقے میں بڑھ رہے تھے۔

سوویت سرحد پر حملے کے بعد تین ہفتوں میں جرمن فوجیں ۳۰۰ سے ۵۰۰ کلومیٹر تک آگے بڑھیں۔ لتویا اور لتھوانیا پر اور یوکرین، بیلوروس اور مالداویا کے بڑے حصے پر دشمن کا قبضہ ہو گیا۔ آئندہ ہفتوں میں دشمن کی پیش قدمی جاری رھی لیکن اسکی رفتار کچھ سست پڑ گئی۔

۱۹۴۱ء کی خزاں میں نازیوں نے استونیا پر قبضہ کر لیا اور لینن گراد کے قریب تک پہنچ گئے۔ بیلوروس سے گذر کر انھوں نے شہر سمولینسک پر قبضہ کر لیا۔ اب ماسکو کو بھی خطرہ پیدا ہو گیا۔ اسی دوران میں ان کو تقریباً سارا یوکرین لینے اور روستوف بر دون کے علاقے میں گھس آنے میں کامیابی ہوئی۔

جنگ کی ابتدا میں بہت سے عناصر اس پر اثرانداز ہوئے۔ ان میں سے سب سے اھم نازیوں کے اچانک حملے کا عنصر تھا اور یہ بھی کہ پوری جرمن فوج جنگ کے لئے تیار اور لیس تھی اور جدید

طریقۂ جنگ میں تجربےکار ہو چکی تھی۔ دوسری طرف بہت سے سوویت ڈویژن ایسے وقت میدان جنگ میں آئے جب لڑائی شروع ہو چکی تھی جسکا یہ مطلب تھا کہ مختصر عرصے میں دشمن جیسی زبردست طاقت کو مجتمع کرنا ممکن نہ تھا۔ ہمارے جنرلوں، فوجی افسروں اور سپاہیوں کو جنگی تجربہ بھی نہ تھا۔ اورجنگ سے پہلے بے بنیاد تشدد نے کمان کرنے والے عملے کو اور بھی کمزور کر دیا گیا تھا۔

سوویت یونین جو اس وقت زبردست صنعتی طاقت حاصل کر چکا تھا اپنی فوج کو جدید اسلحہجات سے لیس کرنے کے امکانات رکھتا تھا۔ بہر حال، اس کام کو پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچایا گیا تھا، نئے ڈیزائن کے ہوائی جہاز اور ٹینک بہت کم تھے اور طیارہ شکن اور ٹینک شکن توپوں کی کمی تھی۔ جنگ کی ابتدا میں صرف ۱۷ فیصدی ہوائی جہاز نئے ڈیزائنوں کے تھے۔

۱۹۳۹ء کی پرانی سرحدی قلعہبندیاں توڑ دی گئی تھیں۔ نئی سرحدوں پر قلعہ بندی کا کام زوروں میں ہو رہا تھا لیکن وہ مکمل نہیں ہوا تھا۔

جرمن حملے کے جلد امکانات کے بارے میں انتباہ کے باوجود آخری لمحے تک استالن کا خیال یہی رہا کہ وہ جنگ کو روک سکیںگے۔ اس لئے انھوں نے سوویت فوجوں کو بروئے کار لانے کیلئے کوئی ہنگامی اقدامات نہیں کئے۔ انھوں نے سوچا کہ اس طرح ہٹلر کو سوویت یونین کے خلاف اعلان جنگ کرنے کا بہانہ مل جائیگا۔

جنگ کی ابتدا میں جو سخت حالات تھے انکا مقابلہ سرخ فوج نے دشمن کی برتر طاقت کے باوجود بڑی ہمت سے کیا اور دشمن کو بھاری نقصان پہنچایا۔ انھوں نے دشمن کی پیش قدمی کو روکنے اور اسکو پیچھے دھکیلنے کی ہر امکانی کوشش کی۔ اس زمانے میں سوویت سپاہیوں اور افسروں نے بےشمار جرأتآمیز کارنامے دکھائے۔ سپاہی اپنی دفاعی لائنوں پر ڈٹے رہتے تھے اور آخری کارتوس تک مقابلہ کرتے تھے۔ دست بدست لڑائی میں آگے جھپٹتے تھے اور اگر یہ دیکھتے تھے کہ انکا خندقی مورچہ گھر گیا ہے تو وہ گرفتار ہونے پر اسکو ترجیح دیتے تھے کہ مورچے کو اڑا دیں اور خود بھی اسکے ساتھ ختم ہو جائیں۔ اگر ہوابازوں کے پاس گولہ بارود نہیں رہ جاتا تھا

تو وہ دشمن کے ہوائی جہاز سے اپنا جہاز ٹکرا دیتے تھے۔ لڑائی میں ایسے واقعات اکثر ہوئے جن میں سوویت ہوابازوں نے اپنے جہازوں کی تباہی کے بعد ان کو دشمن کی فوج پر گرا دیا۔ نکولائی گستیلو ایسے پہلے ہواباز تھے جنھوں نے اس طریقے کی ابتدا کی۔ ۲۶ جون ۱۹۴۱ء کو ان کے ہوائی جہاز کا پٹرول ٹینک دشمن کے گولے سے جل اٹھا۔ گستیلو اپنا جلتا ہوا ہوائی جہاز دشمن کے موٹروں اور پٹرول ٹینکوں کے ایک دستے تک لائے اور جہاز کو ان پر گرا دیا۔

سوویت سپاھیوں کی غیرمعمولی جرأت کا اعتراف دشمن تک نے کیا۔ اسکی شہادت جرمن فوجیوں کے خطوط، ڈائریوں اور سرگذشتوں سے ملتی ھے جو جنگ کے بعد شایع ہوئیں۔

۱۹۴۱ء کی گرمیوں اور خزاں میں جو بہت سی دفاعی لڑائیاں ہوئیں ان میں سوویت سپاھیوں نے دشمن کو کافی تھکایا اور نقصان پہنچایا۔ متعدد صورتوں میں تو انھوں نے جوابی حملے بھی کئے۔ ان میں سب سے زیادہ اھم شہر سمولینسک کے لئے دو مہینے تک چلنے والی لڑائی، کیئف کی ۷۳ دن کی لڑائی اور شہر لینن گراد کے داخلے پر زبردست لڑائی تھی۔

جنگ کے پہلے مہینوں میں لڑائی کی یہ خصوصیت ہو گئی تھی کہ متعدد شہروں اور قلعوں میں دشمن سے محصور ہونے پر انکا معرکہآرا دفاع کیا گیا۔ اس طرح کے دفاع کو واقعی ہیروانہ کہا جا سکتا ھے۔ ان حالات میں سوویت سپاھیوں نے بےمثال استقلال، ہمت اور موت سے بےپروائی کا مظاھرہ کیا۔ سرحدی قلعہ بریست کی محافظ فوج نے دشمن کا ایک مہینے تک مقابلہ کیا، اگرچہ دشمن کی تیزرفتار پیش قدمی کیوجہ سے وہ جلد ھی دشمن کے عقب میں پڑ گیا تھا۔

جزیرہ نما خانکو کے فوجی بحری مرکز پر ۲۵ ہزار سپاھیوں کی جو فوج خلیج فن‌لینڈ کے شمالی داخلے کی حفاظت کر رھی تھی ۱۵۰ دن تک مقابلے میں ڈٹی رھی۔ بحیرۂاسود میں جب بندرگاہ اودیسا کا بالکل محاصرہ کر لیا گیا تب بھی اس نے ۱۸ رومانیائی اور جرمن ڈویژنوں کو لڑائی میں الجھائے رکھا۔ ملاحوں، سپاھیوں اور شہر کے لوگوں نے ۱۰ اگست سے ۱۶ اکتوبر ۱۹۴۱ء تک شہر کا دفاع کیا۔

اگرچہ نازی فوجوں کو ۱۹۴۱ء کی گرمیوں اور خزاں میں بڑی بڑی کامیابیاں ہوئی تھیں پھر بھی وہ اپنے فوجی منصوبوں کو پورا نہیں کر سکے۔ سوویت فوج کے مرکزی حصے کو پسپا کرنے میں وہ کامیاب نہیں ہوئے اور ان کی برق رفتار لڑائی ''بلٹز کریگ،، کا منصوبہ ناکام ہوگیا۔ دشمن طویل اور سخت لڑائیاں لڑنے پر مجبور ہو گیا جس نے جنگ کے حالات میں بنیادی تبدیلی پیدا کی۔

ان لڑائیوں کے دوران سوویت حکومت نے سارے ملک میں تمام وسائل کو بروئے کار لانے کی مہم چلائی اور سوویت نظام کی برتری کو استعمال کرتے ہوئے لوگوں کے اس اٹل عزم پر اعتبار کیا کہ حملہ‌آور کو قطعی نکال باہر کیا جائیگا۔

اس جنگی تیاری اور تنظیم میں کمیونسٹ پارٹی کا رول کافی اہم تھا۔ جنگ کے پہلے چھہ مہینوں کے دوران تقریباً دس لاکھ کمیونسٹ فوج اور بحری بیڑے میں پہنچ گئے۔ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے تقریباً ایک تہائی ممبر محاذ پر تھے۔ پارٹی کے نمایاں لیڈروں۔ مرکزی کمیٹی کے ممبروں اور امیدوار ممبروں، صوبوں کی پارٹی کمیٹیوں کے سکریٹریوں اور یونین ریپبلکوں کی کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹیوں کے ممبروں مثلاً بریژنیف، بولگانین، وروشیلوف، ژدانوف، ایگناتوف، کالن‌ییرزین، کوزنیتسوف، مانوایلسکی، مژاواناڈزے، سوسلوف، خروشچیوف اور شچیرباکوف وغیرہ نے فوجوں کی رہنمائی میں سرگرمی سے حصہ لیا۔

پارٹی کے جو کارکن عقب میں باقی رہ گئے تھے انھوں نے اس بات کی امکانی کوشش کی کہ کمیونسٹوں کی ساری تنظیمی صلاحیت، جوش و خروش، ایثار اور اتحاد محاذ کی ضروریات پر مرکوز رہے۔

۳۰ جون ۱۹۴۱ء کو پارٹی کی مرکزی کمیٹی، اعلی سوویت کی مجلس صدارت اور عوامی کمیساروں کی کونسل کے مشترکہ فیصلے کے مطابق استالن کی سربراھی میں ریاستی دفاعی کمیٹی قائم کی گئی۔ یہ کمیٹی ایک ہنگامی ادارے کی حیثیت رکھتی تھی جو ریاستی اور جنگی اداروں، پارٹی اور دوسری تنظیموں کی سرگرمیوں کو متحد کرتی تھی۔

اعلی کمان کا ایک جنرل ہیڈ کوارٹر قائم کیا گیا اور ۸ اگست کو استالن سپہ سالار اعلی مقرر ہوئے۔

معاشی تعمیر کو جنگی بنیاد پر قائم کرنا بڑا مشکل کام تھا۔ کارخانوں اور فیکٹریوں نے اپنا معمولی کام چھوڑ کر جنگی سامان بنانا شروع کر دیا اور زیادہ سے زیادہ کام کرنے لگیں۔ کارخانوں میں اب عورتیں، بوڑھے پنشن یافتہ اور لڑکے لڑکیاں ان نوجوان مزدوروں کی جگہ کام کرنے لگے جو محاذ جنگ پر چلے گئے تھے۔

دشمن کی فوجوں کی پیش قدمی جاری رہی۔ انھوں نے بڑے بڑے صنعتی علاقوں پر قبضہ کر لیا اور جنگی لائن سے لوگوں، مشینوں اور صنعتی ساز و سامان سے لدی ہوئی ٹرینیں محاذ سے دور مشرق کی طرف جانے لگیں۔ صنعتی ساز و سامان کے تخلئے کی تنظیم بڑے پیمانے پر کی گئی۔ جولائی اور نومبر ۱۹۴۱ء کے درمیان ۱۵۲۳ صنعتی کارخانوں کا تخلیہ کیا گیا جسکے لئے پندرہ لاکھ ڈبوں کی ضرورت پڑی۔

اس کام کی تنظیم ایک مخصوص تخلیہ کونسل کے ذریعہ ہوئی جسکی سربراہی نکولائی شویرنیک اور ان کے نائب الکسئی کوسیگین کر رہے تھے۔

یہ ٹرینیں مشرق میں اورال، والگا کے علاقے، سائبیریا، وسط ایشیا اور قزاخستان وغیرہ کے علاقوں کو بھیجی گئیں اور وہاں ٹرینوں سے سامان اترتے ہی نئی جگہوں پر کارخانوں اور اداروں کو قائم کرنے کا کام فوراً شروع کر دیا گیا۔ مزدور اکثر کھلی جگہوں میں، بارش اور پالے کی حالت میں کام کرتے اور خندقوں یا خیموں میں رہتے تھے۔ کارخانوں کو پھر سے کھڑا کرنے کا کام ۲۴ گھنٹے ہوتا رہتا۔ بہت سے کارخانے تو تین چار ہفتے کے متحیر کن مختصر عرصے میں ہی دو بارہ کام کرنے لگتے۔

اس وقت صنعت میں حالات بہت دشوار تھے۔ جنگ کے پہلے مہینوں میں جب بڑے بڑے صنعتی مرکز دشمن کے پنجے میں آ گئے تو پیداوار میں کمی لازمی ہو گئی۔ پھر بھی جو کوششیں کی گئیں انکی وجہ سے دسمبر ۱۹۴۱ء میں یہ کمی روک دی گئی اور جنوری ۱۹۴۲ء سے صنعتی پیداوار میں عام اضافہ شروع ہو گیا۔

جنگ کے ابتدائی دور کی ساری مشکلات اور ناکامیوں کے باوجود سوویت عوام نے خوف، ہراس اور ناامیدی کو قریب نہیں آنے دیا۔ ہر سوویت مرد اور عورت کو آخری فتح پر قطعی یقین تھا اور وہ سب اس فتح کو قریب تر لانے کی پوری کوششیں کر رہے تھے۔

پارٹی کے اس نعرے پر ''ہر چیز محاذ کیلئے، ہر چیز فتح کے لئے!''
سارے لوگوں نے لبیک کہا۔

سوویت لوگ بڑے ایثار کے ساتھ محاذ پر لڑ رہے تھے۔ ہزارہا آدمی رضاکار دستوں میں آ گئے تھے۔ ان میں ماسکو کے ایک لاکھ بیس ہزار اور لینن گراد کے ایک لاکھ ساٹھ ہزار لوگ تھے۔

عقب میں کام کرنے والے مزدور محاذ کیلئے ضروری سامان تیار کرنے میں وقت کا کوئی خیال نہیں کرتے تھے۔ کارخانوں میں یہ تحریک پھیل گئی کہ دگنا یا اس سے زیادہ کام کیا جائے۔ اس تحریک کے نعرے تھے: ''کام میں اسی طرح جس طرح لڑائی میں!''، ''صرف اپنا کام نہیں بلکہ اس رفیق کا بھی کام کرو جو محاذ پر چلا گیا ہے''۔

اس طرح پسپائی اور مصیبت کے دنوں میں ہی مستقبل میں فتح کی بنیادیں پڑیں۔ جرمن فوجیں اب بھی آگے بڑھ رہی تھیں۔ نازی اپنی کامیابیوں کا زورشور سے پروپیگنڈا کر رہے تھے لیکن ۱۱ اگست ۱۹۴۱ء کو جرمن بری فوج کے جنرل اسٹاف کے رہنما ہالڈیر نے افسوس کے ساتھ کہا ''عام حالات بہت واضح اور صاف طور پر یہ دکھا رہے ہیں کہ ہم نے روس کی زبردست طاقت کا اندازہ کم کرکے لگایا تھا۔ یہ صورت ملک کے سارے معاشی اور تنظیمی پہلوؤں، ذرائع رسل و رسائل اور خصوصاً خالص فوجی معاملات کے بارے میں ہوئی ہے''۔

ہٹلر نے سوویت یونین کی بین‌اقوامی تنہائی کا جو اندازہ لگایا تھا وہ بھی غلط ثابت ہوا۔

اس میں شک نہیں کہ مغرب (ریاستہائے متحدہ امریکہ اور برطانیہ) میں رجعت پرست لوگوں کی کمی نہ تھی جو سوویت یونین کی شکست کی آس لگائے بیٹھے تھے یا یہ سوچ رہے تھے کہ اسکی طاقت تو کم از کم ٹوٹ ہی جائےگی۔ مثلاً امریکی سنیٹر ٹرومین کا (جو بعد میں امریکہ کے صدر ہوئے) ۲۳ جون ۱۹۴۱ء کا یہ مشہور اعلان قابل ذکر ہے: ''اگر ہم یہ دیکھیں کہ جرمنی جیت رہا ہے تو ہمیں روس کی مدد کرنی چاہئے اور اگر روس جیتنے لگے تو ہمیں جرمنی کی مدد کرنی چاہئے اور اس طرح جتنی بڑی تعداد میں ممکن ہو ان کو ایک دوسرے کو قتل و غارت کرنے دو...''

بہرحال ہٹلری خطرہ دنیا کے لئے اتنا زبردست اور واضح تھا کہ مغرب کے زیادہ دوراندیش سیاست دانوں کو سوویت یونین کی طرف آنا ہی پڑا۔ اس کے ساتھ ہی وہ اپنے ملکوں کی رائے عامہ کے خلاف بھی نہیں جا سکے زیادہ‌تر لوگ فسطائیت کے خلاف اور سوویت یونین کے موافق تھے۔ اسی وجہ سے وزیر اعظم برطانیہ ونسٹن چرچل اور صدر امریکہ فرینکلین روزویلٹ نے جرمنی کے خلاف لڑائی میں سوویت یونین کی حمایت کا اعلان کر دیا۔

سوویت یونین نے فسطائیت کے خلاف جنگ کا بارگراں اپنے شانوں پر لیا اور وہ عالمی فسطائیت کے خلاف لڑائی میں پیش رو بن گیا۔

ماسکو کے لئے لڑائی

۱۹۴۱ء کی خزاں میں سوویت یونین میں جنگی حالات اور بھی سنگین ہو گئے۔ نازی فوجوں کا ان زبردست علاقوں پر قبضہ ہو گیا جہاں ملک کی تقریباً ۴۰ فیصدی آبادی تھی، ۶۳ فیصدی کوئلہ نکالا جاتا تھا اور ۵۸ فیصدی فولاد تیار ہوتا تھا۔ جرمن فوجیں سوویت فوجوں کو ملک کے اندر دور تک پیچھے دھکیل لائی تھیں اور چاہتی تھیں کہ جاڑے کا موسم آنے تک وہ فیصلہ کن حملہ کرکے ماسکو اور لینن گراد پر قبضہ کر لیں۔ جرمن کمان کا یہ دعوی تھا کہ اس کے لئے سارے امکانات موجود ہیں اور وہ جنگ کو تقریباً فتح خیال کرتی تھی۔

جرمن فوج کی خاص طاقت ماسکو کے مورچے پر مرکوز کردی گئی۔ ستمبر کے آخر تک ''سنٹر،، نامی فوجوں کے کمانڈر فیلڈ مارشل فون بوک کی کمان میں ۸۰ جرمن ڈویژن آچکے تھے جن میں ۱۴ ٹینک اور آٹھ موٹر ڈویژن تھے۔ اس کمان میں بمقابلہ سوویت کمان کے کہیں زیادہ سپاہی، ٹینک، ہوائی جہاز، توپیں اور سرنگ انداز توپیں تھیں۔

آپریشن ''طوفان،، یہ کوڈ کا نام تھا اس جنگی منصوبے کا جو ۱۹۴۱ء کی خزاں میں جرمنوں نے ماسکو پر قبضہ کرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ اس کے مطابق ماسکو کو گھیرنے کے لئے تین طرف سے بڑھنا تھا۔ شمال میں کالینن، کلین اور دمیتروف سے ہو کر، جنوب میں

اوریل، تولا اور کاشیرا سے گزرتے ہوئے اور مغرب میں ویازما، سوژائسک اور ولوکولامسک کو پسپا کرکے۔

۳۰ ستمبر ۱۹۴۱ء کو جنرل گودیریان کی کمان میں جرمنوں کے دوسرے ٹینک گروپ نے بریانسک کے جنوب میں حملے کی ابتدا کی جس کا مقصد اوریل کی طرف بڑھنا تھا۔ ۲ اکتوبر ۱۹۴۱ء کو خاص جرمن طاقتوں نے پیش قدمی کی اور ماسکو پر حملہ شروع ہو گیا۔ اکتوبر کے دوران نازیوں کو کافی کامیابی ہوئی۔ ماسکو — لینن گراد ریلوے پر شہر کالینن کو لینے کے بعد وہ شمال سے ماسکو کو گھیرنے لگے اور اوریل اور کالوگا پر جرمنوں کے قبضے کے بعد جنوب سے بھی ماسکو کو براہ‌راست خطرہ پیدا ہو گیا۔ محاذ کے مرکزی حصے میں تو جرمن ماسکو کے مضافات تک بڑھ آئے۔ ویازما اور بریانسک کے جنوب میں کئی سوویت فوجیں دشمن کے محاصرے میں آ گئیں۔

نئی کمک حاصل کرکے جرمن ھائی کمان نے ۱۵ — ۱۶ نومبر کو ایک نیا حملہ شروع کردیا۔ جرمن ٹینک دارالحکوست کے قریب آتے جا رہے تھے اور شہر کے مضافات میں، ماسکو والوں کے دیہی بنگلوں کے درمیان گھمسان کی لڑائیاں ہو رہی تھیں۔ بعض جگہوں پر تو جرمن ماسکو سے پچیس — تیس کلومیٹر کے فاصلے پر رہ گئے تھے۔

یہ دن پورے ملک کے لئے بڑے سخت اور دشوار تھے۔ سب کے دل تشویش سے بھر گئے۔ اس سے زیادہ خطرہ کبھی نہیں پیش آیا تھا۔

لیکن انھیں سخت دنوں میں سوویت لوگوں میں خاص طور سے زبردست استقلال اور مردانگی ابھری۔ سوشلسٹ وطن کے لئے ان میں گہرا جذبۂ ایثار اور اس کی حفاظت کے لئے ہر دشواری کا سامنا کرنے کی ہمت پیدا ہو گئی۔ اس وقت سوویت نظام کی برتری سامنے آئی اور سوویت ریاست نے اس صلاحیت کا مظاھرہ کیا کہ وہ فیصلہ کن لمحے میں اھم‌ترین وسائل کو حفاظت کے لئے مرکوز کر سکتی ہے۔

ماسکو کے قریب جو دفاعی لڑائیاں ہوئیں وہ قبل کی لڑائیوں کے مقابلے میں کہیں زیادہ بڑی تھیں۔ ان میں سوویت سپاھیوں اور افسروں نے زبردست ھمت و جرأت کا مظاھرہ کیا۔ ھیروازم کی ان بےشمار مثالوں میں ماسکو کے شمال مغرب میں ۱۰۰ کلومیٹر سے کچھ زیادہ فاصلے پر دوبوسیکووا ریلوے اسٹیشن کی لڑائی تھی۔ ۳۱۶ ویں رائفل ڈویژن

کے (بعد میں یہ ڈویژن اپنے کمانڈر جنرل پانفیلوف کے نام سے منسوب ہوا جو ماسکو کے قریب لڑتے ہوئے مارے گئے) ۲۸ سپاھیوں نے دشمن کے ۵۰ ٹینکوں کا مقابلہ کیا جن کی مدد مشین گن چلانےوالے کررھے تھے۔ سوویت سپاھی اپنے سیاسی رھنما کلوچکوف کی قیادت میں ڈٹے رھے اور پیچھے نہیں ھٹے۔ کلوچکوف نے کہا ''روس تو بہت بڑا ھے لیکن پیچھے ھٹنے کی جگہ نہیں کیونکہ پیچھے تو ماسکو ھے!،، یہ الفاظ ماسکو کی مدافعت کرنےوالوں کے لئے جانبازی کا قول بن گئے۔ یہ لڑائی چار گھنٹے تک جاری رھی۔ کلوچکوف مارے گئے۔ بہت سخت زخمی ہونے کے بعد انھوں نے اپنے کو دشمن کے ایک ٹینک کے نیچے گرا دیا اور اپنی جان کی قربانی دیتے ہوئے دستی بم کے ذریعہ ٹینک کے پرخچے اڑا دئے۔ تقریباً دوسرے سارے سپاھی بھی کام آئے لیکن انھوں نے دشمن کے اٹھارہ ٹینک اور دسیوں سپاھی ختم کر دئے۔

ویازما کے قریب اور بریانسک کے جنوب میں گھری ہوئی سوویت فوجیں بھی بڑی جوانمردی سے لڑیں۔ انھوں نے کافی جرمن طاقت کو روکے رکھا اور اس کو تھکاکر لڑتے ہوئے محاصرے سے نکل آئے۔

جرمن فوجوں کو بڑے نقصانات کا سامنا کرنا پڑا۔ ۱۶ نومبر اور ۵ دسمبر کے درمیان ان کے ۵۵ ھزار سپاھی مارے گئے اور ایک لاکھ سے زیادہ سپاھی زخمی ہوئے یا پالے کی وجہ سے بیکار ھو گئے۔ اسی مدت میں ان کو اپنے ۷۷۷ ٹینکوں، ۳۰۰ توپوں اور سرنگ انداز توپوں سے ھاتھ دھونے پڑے۔ جرمن رجمنٹوں اور بٹالینوں کی صفوں میں اس کمی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی پیش‌قدمی سست پڑ گئی اور افسروں اور سپاھیوں کی ھمت اور ولولے پر بھی اس کا منفی اثر پڑا۔

اس دوران میں سوویت اعلی کمان نے انتہائی خفیہ طور پر ماسکو کے لئے نئی فوجی طاقت فراھم کی۔ تینوں محاذوں پر — کالینن محاذ جس کے کمانڈر جنرل کونیف تھے، مغربی محاذ جس کے کمانڈر جنرل ژوکوف اور جنوب مغربی محاذ جس کے کمانڈر جنرل تیموشینکو تھے — زبردست کمک آ گئی۔ شہر ماسکو کے اندر اور اس کے مضافات میں بھی مورچہ بندیاں کی گئی تھیں اور جابجا ٹینک شکن مورچے بنائے گئے تھے۔ پانچ لاکھ سے زیادہ ماسکو کے لوگوں نے شہر کی

۷ نومبر ۱۹۴۱ء کو لال چوک پر فوجی پریڈ

دفاعی لائن تیار کرنے میں حصہ لیا اور رضا کاروں کی نئی نئی بٹالینیں بنائی گئیں۔ اکثر فضائی حملوں کے باوجود ماسکو کے کارخانے اور فیکٹریاں بڑے زوروں سے کام کر رہی تھیں اور محاذ جنگ کے لئے زیادہ سے زیادہ سامان تیار ہو رہا تھا۔

اکتوبر انقلاب کی ۲۴ ویں سالگرہ کے موقع پر ماسکو کی شہری سوویت کا ایک جلسہ ماسکو کے ایک زمیں‌دوز ریلوے اسٹیشن کے ہال میں ہوا جس میں استالن نے تقریر کی۔

دوسرے دن ۷ نومبر کو لال چوک پر حسب معمول فوجی پریڈ ہوئی۔ پیدل اور سوار فوج، توپخانہ اور ٹینک کریملن کی دیوار کے سامنے برف سے ڈھکے ہوئے لال چوک سے گزرے اور لینن کے مقبرے کے اوپر سے استالن نے فوجوں سے اپیل کی کہ وہ اپنے عظیم مشن کو تکمیل تک پہنچائیں، قبضہ گیروں کو تباہ کر دیں اور یورپ کے لوگوں کو غلامی سے نجات دلائیں۔

تیز اور سرد ہوا سرخ جھنڈوں کو بیتاب کر رہی تھی۔ پریڈ میں شرکت کرنےوالے سپاہی جنگی سامان سے پوری طرح لیس تھے اور وہ کریملن سے براہ راست محاذ جنگ پر گئے۔

دسمبر ۱۹۴۱ء کی ابتدا میں ماسکو کا دفاع کرنےوالی فوج جوابی حملہ شروع کر سکی۔ ۵ دسمبر کی صبح کو کالینن کے محاذ پر دریائے والگا کے برف منجمد کناروں پر سوویت توپخانے کی گونج ہوئی۔ گولہ باری کے بعد رائفل ڈویژن منجمد دریا کو پار کرکے دشمن کی پوزیشن پر جا پہنچے۔ ۶ دسمبر کو مغربی محاذ کی فوج اور جنوب مغربی محاذ کے دائیں بازو نے بھی حملے کی ابتدا کردی۔ سیکڑوں کلومیٹر والی زبردست محراب میں ماسکو کے گرد کالینن سے لیکر یلیتس تک گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ اس مرتبہ سوویت فوجیں پیش‌قدمی کر رہی تھیں۔ جرمن فوجوں کو کئی سنگین شکستوں کا منہہ دیکھنا پڑا۔ اس حملے کے دوران سوویت فوجیں ۱۹۴۲ء کی بہار تک دشمن کو کئی جگہ ۳۵۰ کلومیٹر تک دھکیلنے میں کامیاب ہوئیں۔ جرمن فوج کو تقریباً پانچ لاکھ فوجیوں سے ہاتھ دھونا پڑا تھا۔ ''سنٹر،، نامی فوجی گروپ کے ۸۰ فیصدی اسلحہ اور سامان جنگ برباد کئے جا چکے تھے۔ برف سے ڈھکی ہوئی سڑکوں پر ہر طرف موٹرگاڑیاں، ٹینک اور توپیں نظر آتی تھیں جو جرمن چھوڑ کر چلے گئے تھے۔

یہ بات قابل توجہ ہے کہ ماسکو کے قریب اس جوابی حملے میں سوویت فوجیں تعداد کے لحاظ سے جرمن فوجوں سے زیادہ نہ تھیں۔ وہ دشمن کے مقابلے میں کم سپاہی اور افسر، توپخانہ، سرنگ‌انداز توپیں اور ٹینک وغیرہ رکھتی تھیں۔ سوویت کمان صرف ہوائی جہازوں کی تعداد میں برتر تھی۔ ماسکو کے مضافات میں جو فتح حاصل کی گئی وہ سب سے پہلے سوویت فوجیوں کی بہادری اور ایثار اور اس اعلی اخلاقی جذبے کا نتیجہ تھی جو قبضہ‌گیروں کے مقابلے میں کہیں زیادہ بلند تھے۔ اس سلسلے میں سوویت کمان بھی بلاشبہ قابل تعریف ہے جس نے اعلی معیار کا مظاہرہ کیا اور لاجواب سہارت کے ساتھ جوابی حملے کا منصوبہ بنایا۔ ماسکو کی لڑائی میں روکوسوفسکی، گووروف، لیلیوشینکو، ایفریموف اور بولدین جیسے جنرلوں کی فوجیں پیش پیش تھیں۔ جنرل بیلوف اور جنرل دوواتور کے گھڑسوار رسالوں

اور کرنل کاتوکوف اور جنرل گیتمان کے ٹینک دستوں نے کامیابی سے لڑائی میں حصہ لیا۔ متعدد بہترین رسالوں، ڈویژنوں، بریگیڈوں اور رجمنٹوں کو یہ اعزاز دیا گیا کہ وہ نام کے ساتھ گارڈ کا اضافہ کریں۔

ماسکو کی لڑائی نہ صرف فوجی نقطہٴ نظر سے بلکہ سیاسی لحاظ سے بھی بڑی اہمیت رکھتی تھی۔ دوسری عالمی جنگ کے پورے دور میں پہلی مرتبہ نہ صرف جرمنوں کو روکا گیا تھا بلکہ ان کو پسپا بھی کیا گیا تھا اور ان کو کافی زیادہ نقصان بھی ہوا تھا۔ اب جرمن فوجوں کے بارے میں یہ طلسم ٹوٹ چکا تھا کہ ان کو شکست نہیں دی جا سکتی۔ اس سے دوسری عالمی جنگ کی ایک نئی منزل کی ابتدا ہوئی۔

اس شکست کا مطلب یہ تھا کہ ہٹلر کا خاص فوجی مقصد نا کام رہا تھا جو ''بلٹزکریگ،، کے برق رفتار حملے کے ذریعہ جاڑے سے پہلے سوویت فوجوں کے پیر اکھاڑ دینا تھا۔ اب تو جنگ طول کھینچ گئی تھی اور یہ صورت‌حال فسطائی جرمنی کے لئے سازگار نہ تھی۔

۱۹۴۱ — ۴۲ء کی خزاں اور جاڑے میں ماسکو کے قریب اور سوویت جرمن محاذ کی دوسری جگہوں پر جو فوجی اقدامات ہوئے ان کے نتائج فیصلہ کن نہ تھے۔ ۱۹۴۱ء کی خزاں میں جرمن فوجیں یوکرین کے پار مشرق میں آگے بڑھ گئیں اور شمالی قفقاز تک پہنچ کر انہوں نے روستوف بر دون پر قبضہ کر لیا۔ پھر بھی اس سال نومبر اور دسمبر میں جنوبی محاذ کی سوویت فوجوں نے جوابی حملہ کرکے روستوف کو آزاد کرا لیا۔

جرمن فوجوں نے پورے جزیرہ نما کرائمیا پر قبضہ کرلیا اور اب صرف سیواستوپول کا بندرگاہ اور اہم فوجی اڈہ مزاحمت کر رہا تھا۔ سیواستوپول کا محاصرہ ۲۵۰ دن تک جاری رہا۔ صرف جولائی ۱۹۴۲ء میں فیلڈ مارشل مانشتائن کی زیر کمان گیارھویں جرمن فوج اس شہر پر قبضہ کر سکی۔

لینن گراد کے قریب بھی جنگ کی حالت بہت پیچیدہ ہو گئی تھی۔ اگست کے آخر اور ستمبر کی ابتدا میں یہ شہر جو اپنی آبادی اور اہمیت دونوں کے لحاظ سے ماسکو کے بعد سوویت یونین کا دوسرا

شہر تھا ''شمال،، نامی جرمن فوجوں کے گروپ کی زد میں آ گیا تھا جو فیلڈ مارشل لیئب کی کمان میں لڑ رہی تھیں۔ ۳۰ اگست کو جرمن فوجوں نے ریلوے اسٹیشن مگا پر قبضہ کرکے لینن گراد کو پورے ملک سے الگ کر دیا کیونکہ یہ آخری ریلوے لائن رہ گئی تھی جو لینن گراد کو دوسری جگہوں سے ملاتی تھی۔ ۸ ستمبر کو جرمنوں نے شلیسیلبر گ کے قلعہ پر قبضہ کر لیا جو اس جگہ پر واقع ہے جہاں سے دریائے نیوا جھیل لادوگا سے نکلتا ہے۔ اس دن سے لینن گراد کو جانےوالے سارے خشکی کے راستے بند ہوگئے۔

اس طرح ایک بہت بڑی آبادی والا زبردست شہر تقریباً ہر طرف سے گھر گیا تھا۔ اور اس کی ناکہ‌بندی کرلی گئی تھی۔ شہر کے مضافات میں بالکل قریب ہی زوروں کی لڑائی ہو رہی تھی اور جرمن کمان کو یہ قطعی یقین ہو گیا تھا کہ فتح اس کی ہوگی۔ یہ بھی طے ہو گیا تھا کہ لینن گراد کے مشہور ہوٹل ''آستوریا،، میں فتح کا جشن منایا جائیگا۔ لیکن جرمنوں کو یہ دن دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ سوویت فوجوں نے جو ابتدا میں مارشل وروشیلوف اور بعد میں ۱۳ ستمبر اور ۷ اکتوبر کے درمیان جنرل ژوکوف کے زیر کمان تھیں اور بالٹک کے بحری بیڑے کے ملاحوں نے امیرالبحر تریبوتس کی کمان میں دشمن کو روکا۔ شہر کے لوگوں نے سوویت فوجوں کو بھی کافی مدد دی جن کی رہنما اور ہمت دلانےوالی لینن گراد کی کمیونسٹ پارٹی تھی، جس کے سکریٹری ژدانوف تھے۔ لینن گراد کے ہزارھا آدمی عوامی رضاکار دستوں میں باقاعدہ فوجوں کے شانہ بشانہ لڑنے لگے اور ہزاروں دوسرے دفاعی مورچے بنانے کے کام میں لگ گئے۔ لینن گراد کے کارخانوں کے مزدور تیارشدہ توپیں اور بکتربند برج توپیں اپنے ورکشاپوں سے براہ‌راست محاذ کو دینے لگے اور فوجی مشینوں وغیرہ کی مرمت بھی محاذ کے لئے ہی ہونے لگی۔

ستمبر کے آخر میں لینن گراد پر دھاوا بولکر قبضہ کرنے کی کوشش ناکام ہوئی۔ چنانچہ جرمنوں نے شہر کا محاصرہ کرلیا۔ لینن گراد کا محاصرہ ۹۰۰ دن تک جاری رہا اور دوسری عالمی جنگ کی تاریخ میں انتہائی ڈرامائی باب کی حیثیت رکھتا ہے۔ حالانکہ محاصرے سے پہلے کافی شہریوں کا تخلیہ کیا گیا پھر بھی پچیس لاکھ آدمی شہر میں رہ گئے جن میں چار لاکھ بچے تھے۔

لینن گراد تک پہنچنے کا صرف ایک راستہ رہ گیا تھا جس کو دشمن نہیں کاٹ سکا تھا۔ یہ جھیل لادوگا کے جنوبی حصے سے ہوکر تھا۔ جرمن ہائی کمان نے شہر تیخوین پر قبضہ کرکے یہ راستہ بھی بند کرنا چاہا لیکن نومبر ۱۹۴۱ء کے آخر اور دسمبر کی ابتدا میں سوویت فوجوں نے دشمن کو پسپا کرکے تیخوین کو آزاد کرا لیا۔

لینن گراد کو غذائی سامان، ایندھن اور جنگی ساز و سامان جھیل لادوگا کے ذریعہ پہنچایا جاتا تھا۔ دشمن کے ہوائی جہازوں سے آتش باری کا مقابلہ کرتے ہوئے طوفانی پانی میں سامان سے خوب لدے پھندے بجرے جھیل کے پار آتے جاتے تھے۔ نومبر کے آخر میں جھیل کا پانی جم گیا اور اب اس پر لاریاں چلنے لگیں۔ اس طرح وہ راستہ وجود میں آیا جس کو لینن گراد کے لوگ ''لادوگا کا جان بخش راستہ،، کہتے تھے۔ جاڑوں کی اندھیری رات میں لاریوں کو اونچے نیچے برفانی راستے پر جس میں بڑی بڑی دراڑیں بھی تھیں کافی طویل راستہ طے کرنا پڑتا تھا۔ جھیل لادوگا پر چلنےوالے طوفان اکثر برف کو منتشر کرکے تودے اور غیرمنجمد جگہیں بنا دیتے تھے۔ برفانی ہوائیں راستوں کے نشان مٹا دیتی تھیں اور برفانی ٹیلے کھڑے کر دیتی تھیں۔ پھر بھی ان سخت ترین مشکلات کا سامنا کرتے ہوئے لاریاں لینن گراد آتی رہیں۔

ہر طرح کی امکانی کوششوں کے باوجود اس بڑے شہر کے لئے ضروری غذا اور ایندھن اس راستے سے فراہم نہیں ہو رہے تھے اور ۱۹۴۱ — ۴۲ء کا جاڑا یہاں کے محصور باشندوں کے لئے ناقابل یقین مصیبتوں کا تھا۔ گھروں کو گرم رکھنے کے لئے کافی ایندھن نہ تھا، پبلک ٹرانسپورٹ بیکار ہو گیا تھا اور پانی کے آنے جانے کی نالیاں کام نہیں کر رہی تھیں۔ محصور لوگوں کا روزانہ راشن جو کارڈ کے ذریعہ ملتا تھا روٹی کا ایک ٹکڑا تھا جس میں سے آدھا دوسری ملی ہوئی چیزوں پر مشتمل ہوتا تھا۔ لوگ عام طور پر انتہائی جسمانی کمزوری اور خون کی خرابی کی بیماری کا شکار ہونے لگے۔ دسمبر سے بھوکوں کے مارے لوگوں کی اموات کی تعداد بڑھنے لگی۔ ہر خاندان میں موتیں ہونے لگیں، ہزاروں خطوط، ڈائریاں اور عینی‌شاھدوں کے بیانات ان المیہ واقعات کے گواہ ھیں۔ ماؤں کی آنکھوں کے سامنے بیٹے اور بیٹیاں بھوک سے تڑپ تڑپ کر مر گئے

اور اکثر ایسا بھی ہوا کہ مردہ والدین کے پاس تن تنہا بچے رہ گئے۔ اس ساری مصیبت کے دوران شہر کے رہائشی مکانات پر جرمن ہوائی جہازوں کی بمباری جاری رہی۔

۱۹۴۲ء کی پہلی ششماھی میں محصور لینن گراد کے چھ لاکھ سے زیادہ باشندے موت کا شکار ہو گئے لیکن لوگوں نے ہار نہ مانی۔ لینن گراد کے بھوکے اور نحیف لوگوں نے اعلان کیا ''ہم ڈٹے رہینگے، ہار نہ مانینگے، فتح ہماری ہوگی!''۔ وہ کارخانے جو دفاع کے لئے اہم تھے کام کرتے رہے اور مورچہ بندی بھی جاری رہی۔ لینن گراد ناقابل فتح گڑھ بن گیا۔ وہ جرمن ڈویژنوں کے حملے کے خلاف اٹل رہا۔

استالن گراد کی فتح

جنگ کا دوسرا سال سوویت لوگوں کے لئے اپنی طاقت کی نئی آزمائشوں اور طویل جدوجہد کا سال تھا۔ فوجی اور بین‌اقوامی صورت حال دونوں سوویت یونین کے لئے بہت پیچیدہ اور طرح طرح کے تضاد سے بھری ہوئی تھیں۔

ایک طرف ہٹلر مخالف بین‌اقوامی اتحاد زور پکڑ رہا تھا اور بڑھ رہا تھا۔ دسمبر ۱۹۴۱ء میں جاپان نے امریکہ کے فوجی بحری مرکز پرل ھاربر پر حملہ کر دیا۔ اب ریاستہائے متحدہ امریکہ کو جاپان، اٹلی اور جرمنی کے خلاف میدان جنگ میں آنا پڑا۔ فسطائی ریاستوں کے خلاف دوسرے ملک بھی ہو گئے۔ ۱۹۴۲ء کی گرمیوں تک ہٹلر مخالف اتحاد میں ۲۸ ممالک شامل ہو چکے تھے۔ مئی ۱۹۴۲ء میں برطانوی سوویت اتحاد کے معاھدے پر لندن میں دستخط ہوئے اور اس کے ایک مہینہ بعد سوویت امریکی اتحاد بھی ہو گیا۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ نے سوویت یونین کو ہوائی جہاز، ٹینک اور دوسرے قسم کے اسلحہ جات اور سامان جنگ دینے کا وعدہ کیا۔ اس طرح بین‌اقوامی میدان میں سوویت یونین کی پوزیشن مضبوط ہو گئی اور سوویت یونین کو سب سے الگ کرنے کے بارے میں ہٹلر نے جو خواب دیکھے تھے وہ سب خاک میں مل گئے۔ اس کے برعکس اب فسطائی بلاک زیادہ تنہا ہوتا جا رہا تھا۔

بہرحال دوسری طرف اس دوران میں برطانوی اور امریکی حکمران حلقے سوویت یونین کے ساتھ خلوص سے نہیں پیش آ رہے تھے، اسلحہ اور سامان جنگ دینے میں تاخیر کی جا رہی تھی اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ ۱۹۴۲ء میں ہی دوسرا محاذ کھولنے کا جو وعدہ تھا وہ پورا نہیں کیا جا رہا تھا جس کی وجہ سے سوویت یونین کی پوزیشن اور پیچیدہ ہو رہی تھی۔ ۱۳ اگست ۱۹۴۲ء کو استالن وزیر اعظم برطانیہ ونسٹن چرچل کو اس طرح لکھنے پر مجبور ہوئے ''سوویت ھائی کمان نے اپنے گرمیوں اور خزاں کے اقدامات کا منصوبہ اس یقین کے ساتھ بنایا تھا کہ یورپ میں ۱۹۴۲ء میں دوسرا محاذ کھل جائیگا۔

''یہ بات آسانی سے سمجھ میں آتی ہے کہ ۱۹۴۲ء میں یورپ میں دوسرا محاذ کھولنے سے برطانوی حکومت کا انکار ساری سوویت پبلک کے لئے ایک اخلاقی ضرب کی حیثیت رکھتا ہے۔ دوسرا محاذ نہ کھولنے سے محاذ جنگ پر سرخ فوج کی صورت‌حال پیچیدہ ہوتی ہے اور سوویت کمان کے منصوبوں پر چوٹ پڑتی ہے''۔

دوسرا محاذ نہ کھلنے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے، جاڑے کی مہم میں ناکامیوں کے باوجود، جرمنی نے سوویت یونین میں اپنی بڑی طاقتیں مرکوز کر دیں۔ یکم مئی ۱۹۴۲ء میں سوویت جرمن محاذ پر جرمنوں کے ۱۷۷ ڈویژن، ۹ بریگیڈ اور چار ہوائی بیڑے تھے اور جرمنی کے اتحادیوں کے بھی ۳۹ ڈویژن اور ۱۲ بریگیڈ اور فوجی فضائی طاقتیں اسی محاذ پر مرکوز تھیں۔ مقابلے کے لئے یہ بتانا ضروری ہے کہ ۱۹۴۱—۴۲ء میں شمالی افریقہ کی غیرفیصلہ کن لڑائیوں میں دس بارہ اطالوی جرمن ڈویژنوں سے زیادہ نہیں حصہ لے رہے تھے۔

۱۹۴۲ء کی گرمیوں کی مہم میں جرمن کمان پورے محاذ پر حملہ نہ شروع کر سکی اور اس نے سب سے بڑا حملہ جنوب میں ورونیژ، استالن‌گراد اور شمالی قفقاز پر کیا۔ گرمیوں میں جو گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں ان میں نازیوں نے کافی ٹھوس کامیابیاں حاصل کیں۔ اگست میں فیلڈ مارشل فون پاؤلوس کی زیر کمان جرمن فوج والگا کی طرف استالن‌گراد تک بڑھ گئی۔ گرمیوں اور خزاں میں جرمن فوجوں نے شمالی قفقاز کے کافی حصے پر قبضہ جمالیا اور قفقاز کے سلسلۂ

استالن گراد کی زبردست لڑائی کے بعد یہ تھی استالن گراد کی حالت

کوہ تک پہنچ گئیں۔ اب قفقاز کے بڑے سلسلۂ کوہ کے دروں تک میں لڑائی ہونے لگی۔ لیکن یہاں جرمنوں کو روک لیا گیا۔ نازیوں کی ساورائے قفقاز تک پہنچنے کی کوشش ناکام رہی۔

اس دوران میں دریائے والگا کی لڑائی زیادہ اہمیت اختیار کرتی جا رہی تھی استالن گراد (جس کا نام اب والگا گراد ہے) کے علاقے میں لڑائی نے ایسی شدید اور سخت صورت اختیار کرلی جس کی کوئی نظیر نہیں تھی۔

اگست کے آخر میں جرمن فضائیہ نے اپنے کئی سو بمبار ہوائی جہاز استالن گراد پر حملے کے لئے جھونک دئے۔ شہر پر گھنٹوں بمباری کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ چھ لاکھ آبادی والا شہر ایک زبردست بھٹی بن گیا۔ گھربار سے محروم شہری جلتی ہوئی سڑکوں سے دریائے والگا کی طرف بھاگنے لگے۔ دشمنوں کی زبردست آتش باری کے باوجود یہاں شہری آبادی کا تخلیہ جاری رہا۔ کوئی تین لاکھ سے زیادہ لوگ دریا کے دوسری طرف منتقل کر دئے گئے۔ اس وقت جرمن بٹالینوں نے شہر پر دھاوا بول دیا۔ سڑکوں پر زوروں کی لڑائی ہونے لگی۔

استالن گراد کے دفاع میں یہ مزید دشواری تھی کہ وہ دریائے والگا کے دائیں کنارے پر ۶۰ کلومیٹر کی طویل اور تنگ پٹی میں

پھیلتا چلا گیا تھا۔ بڑی گھمسان کی لڑائیاں ہو رہی تھیں مثلاً ریلوے اسٹیشن پر دشمن کا تیرہ بار قبضہ ہوا اور وہ پھر اس سے چھین لیا گیا۔ ستمبر میں نازیوں نے شہر کے بڑے حصے پر قبضہ کرلیا اور بعض جگہوں پر دریائے والگا تک پہنچ گئے۔ اب سوویت رجمنٹوں کے پاس دریا کے کنارے کی ایک تنگ پٹی رہ گئی تھی اور اس کو بھی کئی جگہوں پر دشمن نے کاٹ دیا تھا۔ دریا کے کنارے اس تنگ پٹی کی چوڑائی ۲۰۰ میٹر سے ڈیڑھ کلومیٹر تک تھی۔ زمین کا چپہ چپہ دشمن کی آتشباری کی زد میں تھا۔ ایسا معلوم ہوتا کہ ان حالات میں ایک دن سے زیادہ مدافعت ممکن نہ ہوگی لیکن استالن گراد کے دفاع کرنےوالوں نے بالآخر میدان مارلیا۔

استالن گراد میں جنرل چوئیکوف کی زیر کمان ۶۲ ویں سوویت فوج حملے کا سب سے زیادہ زور جھیل رہی تھی۔ یہ فوج استالن گراد کے محاذ کا ایک حصہ تھی جس کے کمانڈر جنرل ایریومینکو تھے۔ ان رجمنٹوں اور ڈویژنوں نے لڑائیوں میں خاص طور پر نمایاں کارنامے کئے جن کو باتیوک، گورتیئف، لیودنیکوف اور رودیمتسیف وغیرہ کمان کر رہے تھے۔

دن رات گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ استالن گراد کی دفاعی لڑائی جس میں شہر کے داخلے کی لڑائی بھی شامل ہے، ۱۲۵ دن تک ہوئی اور شہر کی سڑکوں پر ۶۸ دن تک جاری رہی۔

دریائے والگا کے ڈھلوان کنارے میں کھودے ہوئے خندقوں، گھاٹیوں اور بمباری سے تباہ عمارتوں کے تہہ خانوں سے سوویت سپاھی شہر کا دفاع کرتے رہے۔ جرمن فوجوں نے ۷۰۰ حملے کئے اور ہر حملے میں ان کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ محاذ پر ہر طرف توپوں کی گونج ہو رہی تھی، اوپر سروں پر سرنگوں والے گولے گرجتے ہوئے اڑ رہے تھے اور ٹینکوں کی گھڑگھڑاہٹ سے ساری فضا بھری تھی۔ ہوائی جہازوں کی گرج بھی ایک لمحے کے لئے نہیں رکتی تھی۔ جرمن ہوائی جہاز روزانہ ۱۰۰ سے لیکر ۲۵۰۰ تک دھاوے بولتے تھے۔ استالن گراد کی لڑائی کے بعد صرف ماماتی پہاڑی کی ڈھالوں پر جہاں زوروں کی لڑائی ہوئی بموں، گولوں اور دستی بموں کے ٹکڑوں کی جو کثیر تعداد پائی گئی ان کا اوسط فی مربعے میٹر ۵۰۰ اور ۱۲۰۰ کے درمیان تھا۔

سوویت سپاهیوں کی مردانگی اور استقلال بےنظیر تھے۔ کئی دنوں تک کارخانوں کے ورکشاپوں کے اندر اور مکانوں کے کھنڈروں میں زوروں کی آمنے سامنے کی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ایک ایک کمرے، تہہ‌خانے اور زینے کے لئے گھمسان کی لڑائی لڑی گئی۔

''پاولوف گھر،، کا دفاع تو داستانی بن گیا۔ ستمبر کے آخر میں اس نیم تباہ چار منزلہ عمارت پر جو جرمن لائن میں ایک دراڑ کی طرح تھی سرجنٹ پاولوف کی کمان میں سوویت سپاہیوں کے ایک جتھے نے قبضہ کرلیا۔ انھوں نے ۵۸ دن تک اس پر اپنا قبضہ رکھا اور لڑتے رہے یہاں تک کہ جرمن اپنے بےشمار حملوں میں ناکامی کے بعد اس سے دستبردار ہو گئے۔

استالن‌گراد کی دفاع کی تاریخ ہمت، استقلال، جان‌نثاری اور فوجی مہارت کی مثالوں سے بھری ہوئی ہے۔ سب سپاہیوں اور افسروں نے نشانے باز زائتسیف کے یہ الفاظ دہرانے کا حق حاصل کیا ''ہمارے لئے والگا کے پیچھے زمین نہیں ہے۔ ہم ڈٹے رہے ہیں اور آخر وقت تک ڈٹے رہینگے!،،

جرمن فوجیں استالن‌گراد میں پھنس گئیں۔ اب ان کو کامیابی نہیں ہو رہی تھی۔ شہر اور والگا کے کنارے پر حملہ کرنےوالے برق رفتار جرمن ڈویژن سخت نقصانات اٹھا رہے تھے۔ دشمن کی وہ زبردست طاقت جو لڑائی کے لئے جمع کی گئی تھی اب جکڑ دی گئی تھی۔ سوویت سپاہیوں کے جرأت‌آمیز کارناموں نے جرمن کمان کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا تھا۔ اب وقت آ گیا کہ سوویت فوجیں جوابی حملہ کریں۔

اس وقت جبکہ سیواستوپول اور ورونیژ، استالن‌گراد اور قفقاز میں بڑی بڑی لڑائیاں ہو رہی تھیں، سارے ملک میں محاذ جنگ کے عقب میں بھی فوجی معیشت برقرار رکھنے کی انتھک کوششیں کی جا رہی تھیں۔

پہلے بتایا جا چکا ہے کہ کئی اہم‌ترین معاشی علاقوں کے ہاتھ سے نکل جانے کے باوجود جنوری ۱۹۴۲ء سے سوویت یونین کی صنعتی پیداوار تیزی سے بڑھنے لگی۔ ملک کے مشرقی علاقوں مثلاً والگا کے علاقے، اورال اور وسط ایشیا نے فوجی ساز وسامان کی مصنوعات میں کافی اضافہ کیا۔ پیداوار کا یہ اضافہ جنگ سے پہلے کے مقابلے میں

اورال میں ۵ گنا، والگا کے علاقے میں ۹ گنا اور مغربی سائبیریا میں ۲۷ گنا تھا۔ ۱۹۴۲ء کے وسط تک مغرب سے تخلیہ کئے ہوئے ۱۲۰۰ کارخانے اور فیکٹریاں مشرقی علاقوں میں چالو ہو گئیں اور غیر معمولی مختصر وقت میں نئے نئے کارخانے اور فیکٹریاں تعمیر کی گئیں۔ ۱۹۴۲ء میں نئے کارخانوں اور فیکٹریوں کی تعداد دس ہزار تھی۔ میرے خیال میں کہنے کی ضرورت نہیں کہ اس کے لئے کتنی زبردست کوششوں کی ضرورت تھی۔

۱۹۴۲ء میں ۲۵ ہزار ہوائی جہاز، ۲۴ ہزار سے زیادہ ٹینک اور تقریباً ۵۷ ہزار توپیں بنائی گئیں۔ ۱۹۴۲ء کی خزاں میں ساٹھ لاکھ سے زیادہ سوویت سپاھی اور افسر لڑائی میں حصہ لے رہے تھے۔ اب ان کے پاس کافی تعداد میں اسلحہ جات اور سامان جنگ تھا۔ اس طرح عوامی معیشت کی جنگی بنیاد پر تشکیل نو نے اس کے لئے حالات تیار کر دئے کہ جوابی حملہ کیا جا سکے اور جنگ کو مخالف سمت موڑ دیا جائے۔

ستمبر ۱۹۴۲ء میں اعلی کمانڈر استالن، ان کے نائب جنرل ژوکوف اور جنرل اسٹاف کے سربراہ جنرل واسیلیفسکی نے استالن گراد کے علاقے میں جوابی حملہ کرنے کے بارے میں سوچنا شروع کر دیا۔ دن تیزی سے گزرتے جا رہے تھے اور استالن گراد کی دفاعی لڑائیاں جاری تھیں۔ ان کے زور شور میں کسی طرح کی کمی نہیں ہو رہی تھی۔ اسی دوران میں محاذوں اور فوجوں کے نمائندوں کی شرکت سے جوابی حملے کا منصوبہ پکا کیا جا رہا تھا۔ نومبر کی ابتدا میں اس منصوبے کی قطعی تصدیق کر دی گئی اور اس کا نام ''اوران،، (یورینیم) رکھا گیا۔

والگا کے مشرق کے استیپی میدانوں، دریائے دون اور استالن گراد کے شمال مغرب میں سوویت فوج کے نئے دستے اور بٹالینیں پہنچ رہی تھیں۔ بعض جگہوں پر سوویت فوجوں کی نقل و حرکت میں آسانی پیدا کرنے کے لئے نئی ریلوے لائنیں بنائی گئیں۔ دوسرے دستے ۴۰۰ — ۳۰۰ کلومیٹر چل کر اپنی مقررہ جگہوں تک پہنچے۔ فوجیں رات کو مارچ کرتی تھیں اور موٹرگاڑیوں کے ڈرائیور روشنیاں نہیں جلاتے تھے۔ استالن گراد کے شمال اور جنوب میں دریائے والگا کو پار

کرنے کی مخصوص جگہیں بنائی گئی تھیں جن کے ذریعہ ٹینک اور موٹرگاڑیاں منتقل کی جانے لگیں۔

نومبر کے دوسرے نصف میں استالن گراد کے علاقے میں تقریباً دس لاکھ سوویت فوج جمع ہو چکی تھی اور دشمن کی ان طاقتوں پر حملہ کرنے کے لئے تیار تھی جو تعداد میں دس لاکھ سے کچھ زیادہ تھیں۔ ۱۹ نومبر ۱۹۴۲ء کی صبح کو استالن گراد کے شمال مغرب میں دریائے دون کے کنارے کے استیپی میدان گھنے اور ٹھنڈے کہر میں لپٹے ہوئے تھے۔ صبح کے ساڑھے سات بجے سیکڑوں راکٹ اس کہر میں دشمن کے مورچے کی طرف پرواز کررہے تھے۔ راکٹ مار ''کاتیوشا،، ڈھانچے ۱۹۴۱ء میں ھی سوویت فوجوں نے استعمال کئے تھے اور یہ بہت مؤثر ثابت ہوئے تھے۔ استالن گراد میں ان راکٹ‌ماروں نے جوابی حملے کی ابتدا کی۔ ''کاتیوشا،، کے بعد توپیں اور سرنگ‌انداز توپیں گونجیں اور ایک گھنٹے بیس سنٹ بعد ٹینکوں اور پیدل فوج کی پیش قدمی شروع ہوئی۔

''اوران،، حملے کے پیچھے کیا خیال تھا؟

خود استالن گراد اور اس کے اطراف میں جرمن، اطالوی اور رومانیائی فوجوں کا کافی اجتماع تھا۔ فیلڈ مارشل فون پاؤلوس کی زیر کمان چھٹی جرمن فوج، چوتھی جرمن ٹینک فوج، ۸ ویں اطالوی فوج اور تیسری رومانیائی فوج یہاں مرکوز تھیں۔ استالن گراد کے شمال مغرب اور جنوب میں اطالوی اور رومانیائی فوجیں خاص نازی فوجوں کے دونوں بازوؤں پر لگی ہوئی تھیں۔

سوویت اعلی کمان نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ دشمن کے شمالی اور جنوبی بازوؤں دونوں پر بیک وقت حملہ کرے اور شمالی بازو پر چوٹ کرنے کے لئے جنرل واتوتین کی زیر کمان جنوب مغربی محاذ کی فوج اور جنرل روکوسوفسکی کی زیر کمان دون کے محاذ کی فوج کو استعمال کرے اور جنوبی بازو پر ضرب لگانے کے لئے استالن گراد محاذ کے سپاھیوں کو کام میں لائے اور اس طرح دشمن کی بنیادی طاقتوں کو گھیر لے۔

اس منصوبے کو بالکل پورا کیا گیا۔ شمال اور جنوب دونوں میں دشمن کے دفاع کو توڑکر سوویت ٹینک اور سوار فوجوں نے دشمن کو پیچھے سے آن گھیرا۔ ۲۳ نومبر ۱۹۴۲ء کو چار بجے

شام کے وقت یہ حلقہ بالکل بند کر دیا گیا۔ اس زبردست ''پھندے،،
میں تین لاکھ سے زیادہ دشمن کے سپاہی پکڑ گئے تھے۔

ہٹلر کے حکم کے مطابق گھری ہوئی نازی فوج نے ہتیار ڈالنے
سے انکار کیا اگرچہ جرمن سپاہی بھوک، سردی اور بمباری کے بڑی
تعداد میں شکار ہو رہے تھے۔ ۱۰ جنوری ۱۹۴۳ء کو سوویت فوج
نے روکوسوفسکی اور وورونوف کی کمان میں جرمن مورچوں پر دھاوا
بول دیا اور ۲ فروری کو اس لڑائی کی آخری گولیاں چلیں۔ تاریخ
انسانی کی ایک سب سے بڑی لڑائی آخرکار بند ہوئی۔ برفپوش استیپی
میدانوں میں جرمن قیدیوں کی لامحدود قطاریں رواں دواں نظر آنے
لگیں۔ ان کی تعداد ۹۰ ہزار سے زیادہ تھی۔

دریائے والگا پر اس فتح کی وجہ سے جنگ میں ایک بنیادی موڑ
آیا۔ جرمنی کو جو زبردست نقصان پہنچا تھا اس کی وجہ سے اس کی
فوجی طاقت بہت کمزور ہو گئی۔ اب جرمن اعلی کمان اپنی فوجی
پیش قدمی سے محروم ہو چکی تھی۔

استالن گراد کی لڑائی کی تاریخی اہمیت کو ساری دنیا میں تسلیم
کیا گیا۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے صدر فرینکلین روزویلٹ نے لکھا
''اس شاندار فتح نے دھاوے کے سیلاب کو روک دیا اور اس کی
وجہ سے جارحانہ طاقتوں کے خلاف اتحادی قوموں کی جنگ میں ایک
بنیادی موڑ آیا،،۔

دریائےوالگا کے کنارے پر اس لڑائی کے بعد سرخ فوج نے شمالی
قفقاز، محاذ کے وسطی حصے اور لینن گراد کے علاقے میں بڑے پیمانے
پر حملہ کیا۔ سوویت فوجوں نے دشمن کے ۱۱۳ ڈویژن تباہ کر دئے
اور دشمن کو سوویت علاقے سے نکالنے کی ابتدا زبردست پیمانے پر
ہوئی۔ سوویت سپاہی بعض سمتوں میں تو چھ سات سو کلومیٹر آگے
بڑھ گئے اور اپنے بہت سے بڑے بڑے شہر اور صوبے آزاد کر لئے۔

بہر حال اب بھی جرمنی کے پاس کافی بڑی فوجی طاقت موجود
تھی۔ اس کے ہاتھ میں پہلے کی طرح تقریباً سارا وسطی اور مغربی
یورپ باقی تھا۔ اس کے علاوہ سوویت یونین کے بڑے بڑے علاقوں
پر بھی وہ قابض تھا۔ نازی جرمنی پر مکمل فتح کا راستہ طویل اور
دشوار گذار تھا۔

سوویت یونین پر فسطائی حملے کے بعد فوراً ہی سارے مقبوضہ علاقوں میں ہٹلری قبضہ گیروں کے خلاف عوامی جنگ پھوٹ پڑی۔ یہ جنگ اگرچہ کوئی متعینہ محاذ نہیں رکھتی تھی پھر بھی یہ کچھ کم سخت اور زوردار نہ تھی۔ جرمنی کے مقبوضہ علاقوں میں رہنے والوں نے وطن، سوویت حکومت اور کمیونسٹ پارٹی کے لئے اپنی جان نثاری کا مظاہرہ کیا۔

ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے قارئین کو اس مزاحمتی جدوجہد کا صحیح اندازہ ہو جائے جو سوویت لوگوں نے کی اور اس کے لئے اس قبضہ گیر حکومت کے بارے میں مختصر طور سے بیان کرنا ضروری ہے جو نازیوں نے مقبوضہ سوویت علاقوں میں قائم کی۔ یہ ظالمانہ اور سخت تشدد[1] اور دہشت کی حکومت تھی۔ نازیوں نے یہ فیصلہ کیا کہ سارے کمیونسٹوں، نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبروں، مقامی سوویتوں اور ٹریڈ یونینوں کے اگوا کار لوگوں کو نیست و نابود کر دیا جائے۔ یہودی باشندوں کو معہ عورتوں اور بچوں کے ختم کر دیا گیا۔ صرف کیئف میں تقریباً دو لاکھ باشندے مارے گئے۔ جنگ کے برسوں میں سوویت سرزمین پر تقریباً ایک کروڑ شہریوں اور جنگی قیدیوں کو مار ڈالا گیا یا سخت اذیتیں پہنچائی گئیں۔ مقبوضہ علاقوں میں ہر طرف نظر بندی کیمپ پھیلا دئے گئے تھے جن کے قیدی یا تو بھوک سے مر جاتے تھے یا پھر زد و کوب اور اذیتوں کا شکار بنتے تھے۔ شہروں اور گاؤں میں بڑے پیمانے پر قتل و غارت ہوا تھا۔ ذرا سی حکم عدولی پر نازی سخت سزائیں دیتے تھے اور کھلی مزاحمت کی صورت میں تو جبر و تشدد کی انتہا نہیں رہتی تھی۔ پورے کے پورے گاؤں جلا کر خاک کر دئے جاتے تھے اور باشندوں کو گولی کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔

مقبوضہ علاقوں کو باقاعدہ لوٹا گیا۔ یہاں سے ٹرینیں بھربھر کر گوشت، اناج اور شکر برابر جرمنی بھیجے جاتے تھے۔ صنعتی کارخانوں اور سائنسی اداروں کی مشینیں اور ساز و سامان، کوئلہ، خام دھاتیں اور لکڑی وغیرہ بھی جرمنی روانہ کی جا رہی تھیں۔ بیش قیمت فنی چیزیں اور پرانی تاریخی یادگاریں بڑے پیمانے پر جرمنی بھیجی گئیں۔

۱۹۴۱ء کے آخر میں جرمنوں نے کام کرنے کے قابل مرد اور عورتوں کو، خصوصاً نوجوانوں کو، پکڑ پکڑ کر جرمنی روانہ کرنا شروع کر دیا تاکہ وہ وہاں فیکٹریوں اور فارموں میں کام کریں۔ اس طرح قبضے کے زمانے میں کوئی پچاس لاکھ سوویت لوگ جرمنی لے جائے گئے۔

نازیوں کو یہ توقع تھی کہ دہشت کا یہ راج سوویت لوگوں کی ہمت اور قوت ارادی کو توڑ دیگا۔ لیکن ان ظالمانہ اقدامات نے اس کے برعکس زیادہ‌تر لوگوں کو اور مشتعل کر دیا اور اس سے نازیوں کے خلاف ان کی نفرت اور بڑھ گئی۔

ان مقبوضہ علاقوں کے باشندوں نے طرح طرح سے دشمن کے خلاف مزاحمتی کارروائیاں کیں۔ جنگ کے پہلے سال ہی میں دشمن کے عقب پر چھاپہ‌ماروں کے دھاوے ہونے لگے۔ ماسکو کی اسکولی لڑکی ویا کوسمودیمیانسکایا، کمسومول کی نوجوان کارکن لیزا چائکینا اور نوجوان چھاپہ‌مار الکساندر چیکالین کے نام سارے ملک میں پھیل گئے۔ یہ سب دشمن کے عقب میں بہادری سے لڑتے رہے اور پھر نازیوں کے ہاتھ میں آ کر ان کی شدید اذیتیوں کا شکار ہوئے۔

۱۹۴۲ — ۴۴ء میں چھاپہ ماروں کی تحریک بہت بڑی ہو گئی۔ ۱۹۴۳ء کے آخر میں چھاپہ‌مار دستوں کی طاقت تقریباً ڈھائی لاکھ تک پہنچ گئی۔

چھاپہ‌ماروں کے چھوٹے چھوٹے جتھوں کے علاوہ اعلی تنظیم رکھنے والے دستے بھی کافی تعداد میں بن گئے۔ بعض چھاپہ‌مار تنظیموں میں تو ایک ہزار سے زیادہ لوگ تھے جو دشمن کے عقب میں زبردست چھاپے مارتے تھے۔ ۱۶۰۰ ممبروں پر مشتمل ژیتومیر کے چھاپہ‌مار دستے نے جو سابوروف اور بوگاتیر کی کمان میں تھا بریانسک کے جنگلوں سے ۶۰۰ کلومیٹر کا راستہ لڑتے بھڑتے طے کیا اور ۱۹۴۲ء کی خزاں میں یوکرین کے دریا دنیپر کے مغربی کنارے تک پہنچ گیا۔ اسی وقت سومی کے چھاپہ‌مار دستے کے ایک ہزار مجاھدوں نے کووپاک اور رودنیف کی کمان میں دھاوا بولکر دیسنا، دنیپر اور پری‌پیات دریاؤں اور پولیسئے علاقے کو پارکیا اور سارنی کے ریلوے جنکشن تک پہنچ گئے۔ ۱۹۴۳ء کے جاڑوں اور بہار میں کووپاک کے دستے نے کیئف کے قریب دشمن کی فوج پر چھاپے مارے اور گرمیوں میں اس

نے اپنی سرگرمیاں کارپیتھیا پر مرکوز کردیں - یہ چھاپہ ماروں کی سب سے بڑی سرگرمیاں تھیں - ان چھاپہ ماروں نے مجموعی طور پر دو ہزار کلومیٹر کا فاصلہ طے کیا اور تقریباً ہر دن دشمن پر چھاپے مارے - انھوں نے دشمن کے ۱۷ بڑے بڑے محافظ دستے تباہ کر دئے جن میں پانچ ہزار سے زیادہ دشمن کے افسر اور سپاھی کام آئے - چپے چپے کے لئے لڑتے ہوئے کووپاک کے چھاپہ مار کارپیتھیا کے تیل کے علاقے میں پہنچ گئے -

''دروگوبیچ کا تیل وہ رھا،، کووپاک نے لکھا ''یہاں تک پہنچنے میں ھمیں ایک مہینے سے زیادہ لگا - راستے میں دسیوں بڑی چھوٹی لڑائیاں لڑنی پڑیں - لیکن ھم نے اپنی منزل پالی - لوگوں کے کاموں کو برباد کرنے سے تکلیف ھوتی ھے لیکن جنگ کا قانون بہت ھی سخت ھے - دشمن کو کمزور کرنے اور فتح جلد حاصل کرنے کے لئے اس وقت اس کی ضرورت ھے - چھ دن و رات پہاڑوں پر دن جیسی روشنی رھی - بیتکوف -- یابلونوف کے تیل کے کنوؤں میں زبردست آگ بھڑکتی رھی،، -

ناوسوف اور انیسیمینکو کی کمان میں گھوڑسواروں کے چھاپہ مار دستے نے یوکرین کے استیپی میدانوں پر اور سیلنیکوف کی کمان میں وینیتسا کے دستے وغیرہ نے چھاپے مارنے میں شہرت حاصل کی -

بہت سے علاقوں میں چھاپہ ماروں نے دشمن کے فوجی دستوں اور شہری انتظامی اداروں کو ختم کرکے سوویت اقتدار دوبارہ قائم کیا - ۱۹۴۳ء میں چھاپہ ماروں کے تحت دو لاکھ مربع کلومیٹر کے علاقے تھے جو ''چھاپہ ماروں کے علاقے،، کہلاتے تھے -

سیکڑوں چھاپہ مار دستوں نے تمام مقبوضہ علاقوں میں -- کاریلیا اور بالٹک کی ریاستوں سے لیکر شمالی قفقاز تک -- جرمنوں کی عافیت تنگ کر دی تھی - وہ دشمن کی محافظ فوجوں پر حملہ کرتے تھے، پل اڑا دیتے تھے، دشمن کی فوجوں اور سامان کی ٹرینیں تباہ کر دیتے تھے اور موٹر روڈوں پر کمین گاھوں سے چھپ کر حملے کرتے تھے -

اگست ۱۹۴۳ء میں وہ فوجی کارروائی پھیل گئی جس کو ''ریلوے کی لڑائی،، کا نام دیا گیا - چھاپہ ماروں نے بہت سے علاقوں میں (خصوصاً بیلوروس میں) بڑے پیمانے پر دشمن کی ٹرینیں اور ریلوے

لائنیں دھماکوں سے اڑانا شروع کیں۔ مختصر مدت میں ھی انھوں نے صرف بیلوروس میں دو لاکھ گیارہ ھزار سے زیادہ پٹریاں اڑا دیں۔

۱۹۴۳ء میں چھاپہ ماروں نے دشمن کی تقریباً ۹ ھزار ٹرینیں تباہ کیں۔ چھ ھزار انجن اور تقریباً چالیس ھزار ڈبے برباد کر دئے گئے۔ ساڑھے پانچ ھزار سڑکوں کے پل اور ۲۲ ھزار موٹر گاڑیاں بھی ختم کی گئیں۔ یہ بات آسانی سے تصور کی جاسکتی ھے کہ کتنی جانیں قربان کرکے یہ کارنامے کئے گئے ھونگے، کتنی سخت لڑائیوں اور کوششوں کی ضرورت پڑی ھوگی اور کتنے نقصانات ھوئے ھونگے۔

جون ۱۹۴۴ء میں بیلوروسی چھاپہ ماروں نے کئی بڑی بڑی ریلوے لائنوں کو توڑ دیا۔ چھاپہ ماروں کی تحریک کی اھمیت کا اظہار اس بات سے ھوتا ھے کہ ۱۹۴۳ء میں جرمن اعلی کمان کو چھاپہ ماروں کے خلاف فوج کے ۲۰ ڈویژن روانہ کرنے پڑے جو پولیس اور امدادی فوج کے علاوہ تھے۔

نازیوں کے خلاف مزاحمت کی ایک اور شکل شہروں، صنعتی بستیوں اور گاؤں میں خفیہ تحریکیں تھیں۔ تمام مقبوضہ شہروں اور علاقوں میں خفیہ فسطائیت دشمن تنظیمیں قائم کی گئیں جن کی سرگرمیاں کافی وسیع تھیں۔ اس خفیہ مزاحمتی تحریک کے ممبروں نے مقامی نازی عہدےداروں کے کام میں انتشار پیدا کیا جو غذائی سامان اور بیش بہا چیزیں ھمارے ملک سے لوٹ کر جرمنی بھیج رھے تھے۔ انھوں نے کارخانوں، سڑکوں اور ریلوے لائنوں وغیرہ پر توڑ پھوڑ کی تنظیم کی، چھاپہ ماروں کی مدد کی، سوویت شہریوں کو جرمنی منتقل کرنے کے کام میں رکاوٹ ڈالی، تخریبی سرگرمیوں میں حصہ لیا، سوویت پمفلٹ اور اخبار شائع اور تقسیم کئے اور جرمن فوجوں کی نقل و حرکت کے بارے میں اطلاعات جمع کیں۔

ابھی تک بعض خفیہ تنظیموں کے بارے میں لوگوں کو بہت کم علم ھے کیونکہ ان کے تمام ممبر ھٹلریوں کے ظلم و ستم کے شکار ھو گئے۔ خفیہ مزاحمت کی تاریخ جان نثارانہ بہادری کے کارناموں سے بھری ھوئی ھے۔ مشرقی یوکرین کے ایک چھوٹے کان کنی کے شہر کراسنودون میں ایک زوردار خفیہ تنظیم ''نوجوان گارڈ،، تھی۔ اس کے سربراہ نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبر کوشیوائی، تورکینیچ، تریتیاکیویچ، گروموا، زیمنوحوف، تیولینین اور شیوتسووا تھے۔ نازی

گیستاپو نے ان کو سخت اذیتیں پہنچاکر کان کے ایک گڈھے میں زندہ ڈال دیا تھا۔

شہر روونو میں جہاں یوکرین کا ریخ کمیسار ایریک کوخ رہتا تھا خفیہ مزاحمت کرنےوالوں نے جرمن جنرل فون ایلگین کو اغوا کرلیا جو یوکرین میں تعینات تعزیراتی فوج کا کمانڈر تھا۔ اس کارروائی کے ناظم نکولائی کوزنیتسوف تھے جنھوں نے یوکرین کے نازی چیف جج الفریڈ فونک اور کوخ کے نائب جنرل ہیرمان کنوٹ کا خاتمہ کیا تھا۔

ستمبر ۱۹۴۳ء کی ایک رات کو سازانیک نامی سوویت عورت نے بیلوروس میں ہٹلر کے هائی کمشنر ویلہم کوبے کی منسک کی جائے رہائش بم سے اڑا دی۔

سوویت علاقے میں نازی حملہآور ہر وقت اپنی جانوں کے خوف سے ہراساں رہتے تھے۔ ان کے دستوں، صدر مقاموں، ڈپو اور ہوائی اڈوں وغیرہ پر متواتر چھاپے مارے جاتے تھے۔ یہ کوئی حیرت کی بات نہیں کیونکہ لکھوکھا سوویت شہری نازی حملہآوروں کے خلاف مزاحمت کر رہے تھے۔ صرف بیلوروس میں چار لاکھ چالیس ہزار سے زیادہ مرد اور عورتوں نے چھاپہمار اور خفیہ تحریکوں میں حصہ لیا۔

دشمن کے عقب میں عام لوگوں کی وسیع اور بڑے پیمانےوالی فسطائیتدشمن جدوجہد کی رہنمائی کمیونسٹ تنظیمیں کر رہی تھیں۔ تمام مقبوضہ علاقوں اور شہروں میں خفیہ پارٹی کمیٹیاں اور ابتدائی پارٹی تنظیمیں بن گئی تھیں جو مزاحمت کی تنظیم میں سرگرمی سے حصہ لے رہی تھیں۔ جنگ کے ان برسوں میں مقبوضہ علاقوں کے ہزارہا مرد و عورت کمیونسٹ پارٹی کے ممبر بن گئے تھے۔

قبضہ گیروں کا سوویت یونین سے اخراج

۱۹۴۳ء کی گرمیوں میں مختصر عرصے کے لئے سوویت جرمن محاذ پر لڑائی ذرا دھیمی پڑی اور پھر گھمسان کی لڑائیاں ہونے لگیں۔

جرمن اعلی کمان نے فیصلہ کیا کہ گرمیوں میں پھر سے حملے کی کوشش کی جائے۔ جرمنی میں مکمل بھرتی کا حکم دے دیا گیا

جس کی وجہ سے نازیوں کو بیس لاکھ تازہ‌دم سپاہی مل گئے۔ اس دوران میں جرمن صنعت اپنی جنگی پیداوار بھی بڑھاتی رہی۔ نئے اور طاقتور ''ٹائگر،، اور ''پینتھیر،، نامی جرمن ٹینک اور ''فرڈینینڈ،، نامی موبائل توپیں میدان جنگ میں آنے لگیں۔ پھر بھی جرمنی کی حالت بین‌اقوامی میدان میں ابتر ہوتی جا رہی تھی۔ برطانوی اور امریکی افواج شمالی افریقہ میں، نومبر ۱۹۴۲ء میں اتر چکی تھیں اور اس کے بعد جولائی ۱۹۴۳ء میں سسلی بھی پہنچ گئی تھیں جس کی وجہ سے فسطائی بلاک کو بڑا دھکا لگا تھا۔ پھربھی ان فوجی کارروائیوں کے خلاف جرمن فوج کا بہت ھی معمولی حصہ بھیجا گیا۔ جرمن فوجی ڈویژن کی زیادہ تعداد پہلے کی طرح اب بھی سوویت جرمن محاذ پر تھی۔ یہاں جرمن کمان کے پاس ۲۳۲ ڈویژن تھے اور اس کو کامیابی کی امید تھی۔ ''سیتاڈیل،، نامی نازی فوجی حملے کا مقصد کورسک کے علاقے میں سوویت فوجوں کو گھیر کر ملک کے اندرونی علاقے میں بڑھنا تھا۔ اس خاص علاقے میں سوویت فوجیں ایک چھوٹی سی پٹی پر مرکوز تھیں جو جرمن محاذ کے اندر تک چلی گئی تھیں۔ اس کو ''کورسک کی محراب،، کا نام دیا گیا تھا۔

۵ جولائی ۱۹۴۳ء کو صبح سویرے جرمن فوجوں نے اپنا نیا حملہ شروع کیا۔ انھوں نے سوویت دفاع کو تیزی کے ساتھ توڑنے کے لئے اپنے سیکڑوں ٹینک لڑائی میں جھونک دئے لیکن ان کی توقع پوری نہیں ہوئی۔ وسطی محاذ کی سوویت فوجوں نے جنرل روکوسوفسکی کی کمان میں اور ورونیژ محاذ کی فوجوں نے جنرل واتوتین کی کمان میں زوردار مزاحمت کی اور ان دفاعی لائنوں کا کارآمد استعمال کیا جو پہلے سے تیار کرلی گئی تھیں۔ جرمن ڈویژن سخت نقصان اٹھاکر ایک ہفتے میں صرف ۳۰ — ۱۲ کلومیٹر آگے بڑھ سکے۔

۱۲ جولائی کو لڑائی اپنے عروج پر پہنچ گئی۔ اس دن کورسک سے جنوب میں واقع پروخوروفکا کے قریب ٹینکوں کی زبردست ٹکر ہوئی۔ دشمن کے بہترین ٹینک دستے ''توتین کوپف،،، ''ریخ،، اور ''آڈلف ہٹلر،، ایک پہاڑی گھاٹی کے پار آگے بڑھے۔ جنرل روتمیستروف کی ۵ویں گارڈ فوج کے سوویت ٹینک ان سے مقابلے کے لئے بھیجے گئے اور جلد ھی ۱۱۰۰ سے زیادہ ٹینکوں کے درمیان زندگی یا موت کی فیصلہ کن لڑائی شروع ہو گئی۔ ''حب‌وطنی کی عظیم جنگ کی

تاریخ،، میں جو چھہ جلدوں پر مشتمل ھے اس لڑائی کا نقشہ یوں کھینچا گیا ھے : ''میدان جنگ کثیر تعداد ٹینکوں سے بھرا ھوا تھا۔ فریقین کے لئے اس کی کوئی گنجائش اور وقت بھی نہیں رہ گیا تھا کہ وہ الگ ھو کر اپنے کو دوبارہ منظم کرلیں۔ تھوڑے فاصلے سے مارے ھوئے گولے ٹینکوں کے سامنے اور پہلو کے بکتربند حصوں میں گھس جاتے تھے اور اکثر ان کے اندر کا گولہ بارود دھماکے کے ساتھ پھٹ کر ٹینکوں کے اوپری حصوں کو ادھر ادھر دور تک اڑا دیتا تھا... جلد ھی سارا آسمان جلتے ھوئے ٹینکوں کے دھوئیں سے ڈھک گیا تھا اور سیاہ اور جلی ھوئی زمین پر جلتے ھوئے ٹینکوں کی مشعلیں نمایاں ھو گئی تھیں،،۔

جرمن فوج کورسک کی محراب میں روسی صفوں کو توڑنے میں ناکام رھی۔ اس دوران میں سوویت فوجوں نے دشمن کو دم لینے کا موقع نہ دیتے ھوئے خود حملہ کر دیا۔ جرمن فوجوں کو پسپا ھونا پڑا۔ اگست ۱۹۴۳ء کے دوران انھوں نے اوریل، بیلگورد اور خارکوف خالی کر دیا۔ یہ وہ جگہیں تھیں جہاں سے کورسک پر ان کا حملہ شروع ھوا تھا۔ کورسک محراب کی لڑائی کا انجام سوویت فوجوں کی زبردست فتح ھوا۔ سرکاری جرمن اعداد و شمار کے مطابق ۵۰ دن کے دوران نازی فوج کے پانچ لاکھ سے زیادہ آدمی مارے گئے یا زخمی اور لاپتہ ھو گئے۔ کورسک پر حملے میں لڑنے والے ۷۰ نازی ڈویژنوں میں سے تیس کا صفایا کر دیا گیا۔

اس وقت سے جنگ کے آخر تک مورچوں پر پیش‌قدمی سرخ فوج ھی کی رھی۔ اب اس نے تقریباً دو سو کلومیٹر لمبے محاذ پر زبردست حملہ شروع کر دیا۔

اگست اور ستمبر میں جنرل مالینوفسکی اور تولبوخین کی فوجوں نے دونباس کو آزاد کرا لیا جو ملک کا کوئلے اور دھات‌سازی کا ایک خاص مرکز تھا۔

دریائے دنیپر کی لڑائی کو بھی خاص اھمیت حاصل ھے۔ نازی اعلی کمان نے جو اب تاخیری لڑائی اور دفاعی مورچہ بندی کی پالیسی اختیار کر رھی تھی یہ سوچ رکھا تھا کہ دنیپر کی لائن پر پھر اپنے قدم جمالیگی۔ چنانچہ ھٹلری پروپیگنڈے میں دنیپر کی نازی دفاعی لائن کو ''عظیم مشرقی دیوار،، کہا جاتا تھا۔

بہرحال سوویت فوجیں لڑتی بھڑتی دریائے دنیپر تک پہنچ گئیں اور انھوں نے اس چوڑے اور تیز بہنےوالے دریا کو فوراً پار کرنے کی تیاری کی۔ رات کے اندھیرے میں اور دن کو دھوئیں کے پردے کے سہارے چھوٹے چھوٹے سوویت دستے اور پورے پورے بٹالین دریا کو پار کرنے لگے۔ جرمنوں نے دریائے دنیپر پر سارے جہاز اور موٹر کشتیاں پہلے ہی تباہ کر دی تھیں۔ اس لئے سوویت سپاہیوں نے دریا کے پار پہنچنے کا ہر ممکن ذریعہ استعمال کیا۔ اس میں ماہی گیری کی کشتیاں، لٹھوں، تختوں، خالی پیپوں، تباہ شدہ گھروں کے دروازوں وغیرہ کے بیڑے بنائے گئے۔ ان کے پیچھے انجنیروں کے دستے آگئے جنھوں نے ٹینکوں، توپخانوں اور موٹر گاڑیوں کو لےجانے کے لئے دریا پر پیپوں کے پل بنائے۔ یہ اچانک حملہ دنیپر پر ۷۰۰ کلومیٹر تک پھیلا ہوا تھا جس سے جرمن بدحواس ہو گئے۔ انھوں نے دریا پار کرنےوالے سوویت سپاہیوں پر شدید گولہ باری کی اور تمام سوویت دستوں پر سخت حملہ کیا لیکن کچھ بھی کارگر نہ ہوا۔

ستمبر اور اکتوبر ۱۹۴۳ء میں دریائے دنیپر کے دائیں کنارے پر سوویت فوج نے مضبوط مورچے قائم کرلئے اور مجتمع ہوکر اگلے حملے کی تیاری شروع کر دی۔ جنرل واتوتین نے یوکرین کی راجدھانی کیئف سے شمال میں اپنی فوجیں جمع کیں۔ ۳ نومبر ۱۹۴۳ء کی صبح کو حملہ شروع ہوا۔ اس لڑائی میں کرنل لودویگ سووبودا کی زیر کمان چیکوسلوواکیہ کا پہلا علحدہ بریگیڈ بھی کیئف کی لڑائی میں سوویت فوج کے شانہ بشانہ شریک تھا۔ کرنل سووبودا نے اپنے سپاہیوں سے اپیل کی ”کیئف کے لئے اس طرح لڑو جیسے تم پراگ یا براتیسلاوا کے لئے لڑتے“۔

دشمن نے زوردار مقابلہ کیا۔ سوویت کمان کی طرف سے جنرل ریبالکو کی تیسری گارڈ ٹینک فوج روانہ کی گئی۔ یہ فوج رات کو دشمن پر اپنے ٹینکوں سے حملہ کرکے اس کے دفاعی مورچوں میں گھس گئی۔ ۵ نومبر ۱۹۴۳ء کی شام کو سوویت فوج کیئف کے مضافات تک پہنچ گئی اور اسی رات کو شہر کے اندر سڑکوں پر لڑائی ہونے لگی۔ ۶ نومبر کو چار بجے صبح کے وقت لڑائی ٹھنڈی پڑگئی اور یوکرین کی راجدھانی ”روسی شہروں کی ماں“ بالآخر آزاد کرا لی گئی۔

۱۹۴۳ء میں سوویت فوجوں کو اور بھی بڑی بڑی کامیابیاں ہوئیں - اب تو یہ بات صاف ہو گئی تھی کہ لڑائی کا پانسہ پلٹ گیا ہے - اب روزافزوں تیزرفتاری سے حملہآوروں کو سوویت سرزمین سے پسپا کیا جا رہا تھا - سرخ فوج سیکڑوں کلومیٹر مغرب کی طرف بڑھ گئی تھی اور جرمنوں کے قبضے سے دو تہائی سوویت علاقہ چھین چکی تھی -

پسپا ہوتے ہوئے نازی ''خاکستر زمین،، کی پالیسی پر باقاعدگی کے ساتھ عمل کر رہے تھے - وہ فیکٹریوں، بجلی گھروں، تحقیقاتی مرکزوں، رہائشی مکانوں کو تباہ کر دیتے تھے اور پورے پورے گاؤں کو آگ لگا دیتے تھے - ان کے مخصوص تخریبی دستے تھے جن کا کام آتشگیرمادوں اور پٹرول سے عمارتوں اور مکانوں وغیرہ کو تباہ کرنا اور جلانا تھا تاکہ ان کی پسپائی کے راستے میں کچھ باقی نہ رہ جائے - جہاں تک ممکن ہو سکا ٹرینوں کے ذریعہ مشینیں، آلات اور سازوسامان، خام اشیا سب جرمنی پہنچائی جا رہی تھیں -

وسیع علاقے بالکل تباہ و برباد ہو گئے تھے - ان علاقوں کے باشندے جن کو قبضے کے زمانے میں طرح طرح کی مصیبتیں جھیلنی پڑی تھیں اب خاص طور سے آفتوں میں مبتلا تھے - لکھوکھا آدمی جھونپڑیوں میں اپنی زندگی گزار رہے تھے - شہروں میں بجلی اور پانی کی سپلائی مفقود تھی - سوویت حکومت نے آزادشدہ علاقوں کے لوگوں کو کافی مدد دی - اگست ۱۹۴۳ء میں ھی ''جرمن قبضے سے آزاد کرائے ہوئے علاقوں کی معاشی بحالی کے لئے فوری اقدامات،، کے بارے میں مخصوص فیصلہ کیا گیا - ان علاقوں کو غذائی اور صنعتی سامان کی فراہمی میں ترجیح دی گئی - کارخانوں، بجلی گھروں، کانوں، بھٹیوں اور مکانوں وغیرہ کی بحالی کا کام شروع کر دیا گیا اور دیہی علاقوں کو ٹریکٹر اور دوسری زرعی مشینیں اور مویشی وغیرہ مہیا کئے گئے - رفتہ رفتہ زندگی اور کام دونوں اپنے راستے پر لگ گئے حالانکہ یہ راستہ بہت ھی دشوارگذار تھا -

۱۹۴۳ء میں سوویت فوجوں کی کامیابیوں کی وجہ سے فسطائی بلاک کی کمزوری بڑھتی گئی - سوویت جرمن محاذ پر اٹلی کے بہترین ڈویژنوں کی شکست کی وجہ سے اٹلی میں مسولینی کی فسطائی ڈکٹیٹرشپ

متزلزل ہو گئی۔ اس سے برطانوی اور امریکی فوجوں کو پہلے مسلی میں اور پھر جزیرہ نما اٹلی میں (۱۹۴۳ء کی گرمیوں میں) اترنے میں آسانی ہوئی اور جلد ہی اٹلی کے شکست ماننے کا سبب بنی۔ پھر بھی جرمن فوجیں اٹلی کے بڑے حصے پر قابض ہوگئی تھیں اور اٹلی کے فسطائی دوستوں کی حمایت سے برطانوی امریکی پیش‌قدمی کی مزاحمت کر رہی تھیں۔

اس دوران میں ہٹلردشمن اتحاد نے اپنے کو مضبوط بنا لیا تھا اور برطانیہ، ریاستہائے متحدہ امریکہ اور سوویت یونین کے درمیان بمقابلہ پہلے کے مشترکہ فوجی اقدامات میں پائدار مطابقت پیدا ہو چکی تھی۔ اس کا اظہار خاص طور سے تہران کی سہ‌طاقتی کانفرنس سے ہوا۔ ایران کے دارالحکومت میں پہلی بار استالن، چرچل اور روزویلٹ کی کانفرنس ۲۸ نومبر سے یکم دسمبر ۱۹۴۳ء تک ہوئی۔ اگرچہ اس منزل پر بھی چرچل نے دوسرا محاذ کھولنے (فرانس میں برطانیہ اور امریکہ کی فوجیں اتارنے) کے بارے میں لیت و لعل کیا اور اس بات پر زور دیا کہ مشرقی بحرروم کے علاقے میں فوجی اقدامات کو وسیع کیا جائے۔ یہ اقدامات فوجی مورچہ بندی کے نقطۂ نظر سے اولیں اہمیت نہیں رکھتے تھے۔ سوویت وفد نے اس بات پر اصرار کیا کہ فرانس میں برطانوی اور امریکی فوجیں مئی ۱۹۴۴ء تک ضرور اتار دی جائیں کیونکہ یہ جنگ کے خاتمے کے لئے بہت اہم ہے۔ بہر حال اس بات پر تینوں ملک تہران کانفرنس میں راضی ہو گئے جیساکہ کانفرنس کے اعلان میں کہا گیا تھا۔

فسطائی بلاک پوری طرح ختم کرنے کے لئے جو مشترکہ منصوبہ بنایا گیا اس کے بارے میں سہ‌طاقتی اعلان میں کہا گیا تھا: ”جرمن فوجوں کو خشکی پر، ان کی آبدوز کشتیوں کو سمندر میں اور ان کے جنگی کارخانوں کو فضا میں برباد کرنے سے دنیا کی کوئی طاقت ہم کو نہیں روک سکتی۔ ہمارے حملے بےپناہ ہونگے اور ان میں اضافہ ہوتا رہیگا،،۔

۱۹۴۴ء کی ابتدا میں شہری لوگوں کی جانفشاں کوششوں کی وجہ سے نازیوں کے مقابلے میں سرخ فوج کے پاس زیادہ توپخانے، ٹینک اور ہوائی جہاز ہو گئے تھے۔ لیکن جرمن فوج اب بھی کافی طاقتور تھی۔ ۱۹۴۴ء کی گرمیوں تک جرمنی اپنی جنگی سامان کی پیداوار

تہران کانفرنس میں سوویت یونین، ریاستہائے متحدہ امریکہ اور برطانیہ کی حکومتوں کے سربراہ (۱۹۴۳ء)

بڑھاتا رہا۔ اس کے تقریباً پچاس لاکھ افسر اور سپاہی جو سوویت جرمن محاذ پر تھے اعلی درجے کے اسلحہ سے لیس تھے۔ جرمنی اور اس کے اتحادیوں کی خاص طاقت یعنی مجموعی فوجی طاقت کی ۷۰ فیصدی اب سوویت علاقے میں تھی۔ سوویت جرمن محاذ اب بھی جنگ کا خاص اور اہم‌ترین میدان تھا۔

۱۹۴۴ء کی ابتدا میں ھی سوویت فوجوں نے کئی بڑے حملے کئے۔ فتح کی منزل میں دشمن کی ان فوجوں کی شکست ایک اہم سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے جو لینن گراد کا محاصرہ ۱۹۴۱ء کی خزاں سے کئے ہوئے تھیں۔ جنوری ۱۹۴۳ء میں سوویت فوجیں بڑی جانفشانی کے بعد جھیل لادوگا کے جنوب میں ۹ — ۸ کلومیٹر چوڑی پٹی پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو گئیں۔ اس سے لینن گراد کی حالت بہتر ہو گئی لیکن محاصرہ نہیں ختم ہو سکا۔ نازی توپخانے نے شہر کے رہائشی اضلاع پر اپنی بمباری جاری رکھی۔ جنرل کیوخلیر کے تحت ''شمال،، نامی جرمن فوجی گروپ نے شہر کے مضافات میں طاقتور مورچے بنا دئے تھے جہاں بڑی تعداد میں مزاحمت کے مرکز تھے۔

20—1509

یہ مرکز لوہے، کنکریٹ اور پتھر کی مورچہ بندی سے مضبوط کر دئے گئے تھے۔ ریلوے کے پشتے، بند، نہریں اور پتھر کے مکانات، سبھی سخت مدافعت کے لئے استعمال ہو رہے تھے۔ جرمن اپنی اس دفاعی لائن کو ''شمالی دیوار،، اور ''حلقۂ آھن،، کہتے تھے۔

ان ساری تدابیر کے باوجود لینن گراد اور والخوف محاذوں کی فوجوں نے جنرل گوواروف اور جنرل میریتسکوف کی کمان میں ۱۴ جنوری ۱۹۴۴ء کو حملہ کرکے جرمنوں کی دفاعی لائن توڑ دی۔ لینن گراد کے محاصرے کو پوری طرح ختم کر دیا گیا اور ۹۰۰ دن کی سخت مصیبتوں اور صعوبتوں کے بعد شہر کو آزادی نصیب ہوئی۔

اسی دوران میں جنرل کونیف اور جنرل واتوتین کی فوجیں محاذ کے جنوبی حصے میں بڑی بہادری سے دشمن پر حملے کر رہی تھیں اور بالآخر کیئف کے جنوب میں کورسون۔ شیفچینکو کے قریب جرمن فوج کی بڑی طاقت کو گھیر کر اس کا صفایا کرنے میں کامیاب ہوئیں۔ دشمن کے ۷۰ ہزار سے زیادہ فوجی مارے گئے، زخمی ہوئے یا قیدی بنائے گئے۔ بہار کے زمانے میں پگھلتی ہوئی برف کی دشواری کے باوجود، جس کی وجہ سے سوویت فوجوں کو بہت سے چھوٹے بڑے دریاؤں کو پگھلتی برف کی حالت میں پار کرنا پڑا، وہ یوکرین اور سالداویا کے علاقے میں آگے بڑھتی رہیں۔ ۲۶ مارچ ۱۹۴۴ء کو سوویت ہراول دستوں کو انگور کی بیلوں سے ڈھکی ہوئی پہاڑیوں سے چوڑا دریا پروت نظر آیا۔ یہ دریا سوویت یونین کی سرحد کا تعین کرتا تھا۔

اپریل ۱۹۴۴ء میں کرائمیا میں توپوں کی گرج ہو رہی تھی۔ جنرل ایریمینکو اور جنرل تولبوخین کی کمان میں خشکی پر سوویت فوجیں، امیرالبحر اوکتیابرسکی کی کمان میں بحیرۂاسود کا سوویت فوجی بیڑہ اور امیر البحر گورشکوف کی کمان میں بحیرۂ آزوف کا فوجی بیڑہ جزیرہ نما کرائمیا کو آزاد کرانے کے لئے آگے بڑھے۔ چند ھی دنوں میں کرائمیا کے اھم علاقے آزاد کرا لئے گئے۔ اب دشمن کی طاقتوں نے سیواستوپول پر مورچہ لینے کی تیاری کی۔ سوویت فوجوں نے فیصلہ کن حملہ کی تیاری کرکے دھاوا بول دیا۔ ۷ مئی ۱۹۴۴ء کو ساپون پہاڑی پر سیواستوپول میں داخلے کے لئے گھمسان کی لڑائی

ہوئی۔ یہ پہاڑی جرمنی کا خاص دفاعی مرکز تھی جس میں خندقوں کی چھ قطاروں کا حلقہ تھا اور پھٹنےوالی سرنگوں اور خاردار تاروں کے جال کے کئی حلقوں سے اس کی مورچہ‌بندی کی گئی تھی۔ شدید گولہ باری کے باوجود سرخ فوج لال پرچم لہراتی ہوئی آگے بڑھتی رہی۔ اگر کوئی پرچم بردار کام آتا تو دوسرا سپاہی فوراً اس کی جگہ پرچم اٹھا لیتا۔ دن ختم ہوتے ہوتے یہ جھنڈے ساپون پہاڑی کی چوٹی پر لہرانے لگے اور ۹ مئی ۱۹۴۴ء کو سیواستوپول کا محاصرہ ٹوٹ گیا۔ اور اس کو پوری آزادی حاصل ہوگئی۔

سوویت افواج کی کامیابیوں نے یہ بات قطعی طور پر صاف کردی کہ نازی جرمنی کی مکمل پسپائی اب دور نہیں ھے اور سوویت یونین اس شکست کی اور یورپ کی دوسری قوموں کو نجات دلانے کی ضمانت خود اپنے وسائل کے ذریعہ کر سکتا ھے۔ اسی صورت میں برطانیہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے سیاسی اور فوجی رہنماؤں نے دوسرا محاذ کھولنے میں لیت و لعل بند کردی۔ ۶ جون ۱۹۴۴ء کو برطانوی اور امریکی افواج جنرل آئزن‌ہاور کی کمان میں نارمنڈی (شمالی فرانس) میں اتر گئیں اور خزاں تک انھوں نے فرانسیسی چھاپہ ماروں کی مدد سے نازی فوجوں کو فرانس سے اور اس کے بعد بلجیم، لکسمبرگ اور ھالینڈ کے کافی حصے سے نکال باھر کیا۔ اس وقت ان کے مقابلے میں ۹۰ جرمن ڈویژن تھے جبکہ سوویت محاذ پر جرمنی اور اس کے ماتحت ملکوں کے ۲۲۸ ڈویژن اور ۲۲ بریگیڈ تھے۔

۱۹۴۴ء کی گرمیوں میں سوویت دھاوے کی رفتار بہت بڑھ گئی۔ شمال مغرب میں ایک بڑے حملے کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوویت فوجوں نے مضبوط مینرھائم لائن کو توڑ دیا اور فن‌لینڈ کی فوجوں کو شکست دی۔ اس وقت فن‌لینڈ نے صلح چاھی اور اس محاذ پر ۴ ستمبر کو لڑائی ختم کر دی گئی۔

جنگ کی اس منزل میں بیلوروس میں جولائی اور اگست ۱۹۴۴ء کی فوجی کارروائی بھی کافی بڑی تھی۔ یہ سات سو کلومیٹر کی لمبائی میں پھیلی ہوئی تھی۔ جنرل بگرامیان، جنرل چیرنیاخوفسکی، جنرل زاخاروف اور جنرل روکوسوفسکی کی کمان میں سوویت فوجوں نے جرمنوں کی زبردست فوجی طاقت — ''سنٹر،، نامی فوجی گروپ کا خاتمہ کر دیا جو فیلڈ مارشل موڈیل کی کمان میں تھی۔ سوویت علاقے میں

منظم کی ہوئی پہلی پولستانی فوج نے بھی جو جنرل بیرلنگ کی کمان میں تھی اس فوجی کارروائی میں حصہ لیا۔ ان لڑائیوں میں دشمن کے پانچ لاکھ چالیس ہزار آدمی مارے گئے۔ اس وقت تک پورا بیلوروس اور لتھوانیا کا بڑا حصہ آزاد کرائے جا چکے تھے۔ اس فتح کے بعد سوویت فوجیں پولینڈ کے علاقے میں پہنچ گئیں۔

۱۹۴۴ء کی گرمیوں اور خزاں میں سوویت فوجوں نے تینوں بالٹک ریاستوں — استونیا، لتویا اور لتھوانیا کو آزاد کرا لیا اور اگست — ستمبر میں یاسی — کیشینیف کے علاقے میں فوجی کارروائی کو بھی بڑی اہمیت حاصل ہے۔ جنرل مالینوفسکی اور جنرل تولبوخین کی فوجوں نے یاسی — کیشینیف کے علاقے میں ۲۲ جرمن ڈویژنوں کو گھیر کر تباہ کر دیا۔ اس طرح مالداویا پوری طرح آزاد کرا لیا گیا اور رومانیہ کے اندر داخل ہونے کا راستہ مل گیا۔ ۲۳ اگست ۱۹۴۴ء کو فسطائی‌دشمن طاقتوں نے رومانیہ میں انتونیسکو کی فسطائی ڈکٹیٹرشپ کا خاتمہ کردیا اور رومانیہ کی نئی حکومت نے نازی جرمنی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

اسی وقت سوویت فوجیں رومانیہ سے گزر کر بلغاریہ میں داخل ہو گئیں۔ اس سے اس عوامی بغاوت کو خاص تقویت پہنچی جس کی تیاری گیورگی دیمیتروف کی رہنمائی میں بلغاریہ کے کمیونسٹوں نے کی تھی۔ بلغاریہ کے چھاپہ‌مار پہاڑوں سے اتر آئے اور انھوں نے شہروں اور دیہاتوں پر قبضہ جمانا شروع کیا۔ ۹ ستمبر ۱۹۴۴ء کو سوفیا کے ریڈیو نے اعلان کیا کہ بلغاریہ میں بغاوت کامیاب ہوئی اور ''محاذ وطن،، کی حکومت قائم کی گئی۔ اب بلغاریہ نے بھی نازی جرمنی کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔

یوگوسلاویا کی انقلابی حکومت کے ساتھ ایک سمجھوتے کے مطابق پیدل سپاھیوں کی سوویت رجمنٹیں ۲۳ ستمبر کو یوگوسلاویا کی فوجی طاقتوں سے وادیٔ ڈنیوب میں جا ملیں۔ تین سال سے زیادہ یوگوسلاویہ میں قومی آزادی کی تحریک کی طرف سے جرمن قبضہ‌گیر فوج کے خلاف لڑائی چل رہی تھی اور کمیونسٹ پارٹی کی قیادت میں محنت‌کشوں نے کافی کامیابی حاصل کی تھی۔ لیکن یوگوسلاویہ کے اہم مقاموں پر اب بھی جرمن فوجیں قابض تھیں اور ان کی مزاحمت کو ختم کرنے کے لئے سوویت فوج کی امداد کی ضرورت تھی۔

پہاڑوں پر لڑنے اور دو بڑے دریاؤں ڈنیوب اور موراوا کو پار کرنے کے بعد سوویت ڈویژن یوگوسلاویہ پہنچ گئے اور یوگوسلاویہ کی قومی آزادی کی فوج کے ساتھ لڑنے لگے جو یوسیپ بروز ٹیٹو کی کمان میں لڑ رہی تھی اور پھر ایک ساتھ بلگراد کی طرف پیش‌قدمی کی گئی۔ چنانچہ ۲۰ ستمبر کو یوگوسلاویہ کا دارالحکومت آزاد کرا لیا گیا۔

اس وقت پولینڈ میں بھی کافی ڈرامائی واقعات ہو رہے تھے۔ پولینڈ کے لوگ حملہ‌آور کے خلاف بہادری سے جدوجہد کر رہے تھے۔ پولینڈ کے مزدوروں نے اپنے مسلح دستے اور اقتدار کے خفیہ ادارے بنا لئے تھے۔ ۱۹۴۴ء کی گرمیوں میں مشرقی پولینڈ کی آزادی کے بعد پولینڈ کی مرکزی قومی اسمبلی نے قومی آزادی کی پولستانی کمیٹی بنا لی جس کی تشکیل بعد میں عارضی حکومت کی حیثیت سے کی گئی۔ اس کمیٹی میں مختلف ترقی‌پسند سیاسی پارٹیوں اور تنظیموں کے نمائندے تھے۔ یہ وہ خاص انتظامی ادارہ تھا جس کی جڑیں عوامی آزادی کی جدوجہد میں تھیں اور جو عوام سے گہرے روابط رکھتا تھا۔ پھربھی ایک اور پولستانی حکومت لندن میں قائم کی گئی تھی۔ یہ وطن کو چھوڑکر جانےوالی حکومت تھی۔ اس لندن کی حکومت نے پولینڈ میں اپنے مسلح اور خفیہ گروہ بنائے تھے جن کی رہنمائی رجعت پرست لوگوں کے ہاتھ میں تھی، وہ مسلح فسطائی‌دشمن بغاوت کو پھیلنے سے روکنا چاہتے تھے تاکہ اپنی قوت کو بچاکر بعد میں استعمال کر سکیں۔ رجعت پرست سیاستدانوں کے دماغ اس طرح کام کر رہے تھے کہ ''سوویت طاقتوں اور پولینڈ کے چھاپہ‌ماروں کا خون جرمنوں کے خلاف لڑائی میں بہہ جانے دو۔ جب وہ جرمنوں کو نکال دینگے تو ہم تازہ‌دم میدان میں کود پڑینگے اور اپنی اچھوتی طاقت کے ذریعہ حکومت پر قبضہ جما لینگے''۔

۱۹۴۴ء کی گرمیوں میں ان رجعت پرستوں نے یہ فیصلہ کیا کہ اب اقدام کا وقت آ گیا ہے۔ سوویت فوجیں پولینڈ میں داخل ہو چکی تھیں اور وارسا کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ یکم اگست ۱۹۴۴ء کو جنرل بور- کوماروفسکی نے لندن‌والی حکومت کی طرف سے وارسا میں بغاوت شروع کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ وارسا کے لوگوں نے جو اس بغاوت کی پس پردہ باتوں کو نہیں سمجھ سکے تھے دشمن کے خلاف

بہادرانہ جدوجہد شروع کردی۔ وہ دو مہینے تک لڑتے رہے لیکن دشمن کی اور ان کی کوئی برابری نہ تھی۔ ہٹلر کی خاص ہدایات کی بنا پر شہر کو فضائی بمباری اور توپوں کی گولہ باری کے ذریعہ بالکل تباہ و برباد کر دیا گیا اور باشندوں کو انتہائی ظالمانہ طور پر قتل کیا گیا۔ چنانچہ وارسا میں دو لاکھ پولستانی نازی مظالم کا شکار ہوگئے۔

اگرچہ جنرل بور۔ کوماروفسکی نے اپنے بغاوت کے منصوبوں کے بارے میں سوویت اعلی کمان سے کوئی صلاح و مشورہ نہیں کیا تھا، حتی کہ اس کو اپنے منصوبوں سے آگاہ بھی نہیں کیا تھا، پھر بھی سوویت فوجیوں نے پولستانی باغیوں کو ہر طرح سے مدد دینے کی کوشش کی۔ سوویت ہوائی جہازوں نے جرمن مورچوں پر بمباری کی اور باغیوں کے لئے اسلحہ، جنگی اور طبی ساز و سامان فراہم کیا۔ سوویت ڈویژن لڑتے بھڑتے آگے بڑھ رہے تھے لیکن فوجی صورت حال کافی پیچیدہ تھی۔ چالیس دنوں کے دوران حملے میں ذرا بھی کمی نہیں کی گئی تھی اور سوویت فوجیں ۵۰۰ سے ۷۰۰ کلومیٹر تک بڑھ آئی تھیں لیکن اب وہ لڑتے لڑتے تھک گئی تھیں۔ رسد اور توپخانہ دونوں پیچھے رہ گئے تھے۔ پیدل فوج کے پاس جنگی سامان کی کمی تھی، ٹینکوں کا پٹرول ختم کے قریب تھا اور ان کی فضائی طاقت کو ابھی یہ موقع نہیں مل رہا تھا کہ نئے ہوائی اڈوں تک آسکے۔ دوسری طرف جرمن اعلی کمان نے دریائے ویسچولا کے کنارے وارسا کے پھاٹکوں پر طاقتور دفاعی لائن بنالی اور اس علاقے میں تازہ فوج طلب کرکے کئی جوابی حملے کئے۔ اسی لئے سوویت فوجیں وارسا میں نہ داخل ہو سکیں۔ ان کو سخت نقصان اٹھانا پڑا۔ اگست اور ستمبر ۱۹۴۴ء کے پہلے نصف میں پولینڈ کے علاقے میں پہلے بیلوروسی محاذ کے ایک لاکھ ۶۶ ہزار آدمی اور پہلے یوکرینی محاذ کے صرف اگست میں ایک لاکھ ۲۲ ہزار آدمی کام آئے یا زخمی ہوئے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوویت فوجوں کو دفاعی طریقۂ جنگ اختیار کرنا پڑا۔ نیا حملہ کرنے کے لئے زبردست تیاری کی ضرورت پیش آئی۔

۱۹۴۴ء کا سال جو بڑی بڑی سوویت فتوحات کا سال تھا اب ختم ہو رہا تھا۔ سوویت یونین کا سارا علاقہ نازی حملہ‌آوروں سے آزاد کرا لیا گیا تھا۔ صرف لتویا کے مغرب میں آخری جرمن فوجی

جرمن قیدیوں کے دستے ماسکو کی سڑکوں پر (۱۹۴۴ء)

گروپ جو محصور تھا باقی رہ گیا تھا۔ اس کی پشت پر سمندر تھا اور وہ جنگ کے آخر تک لڑتا رہا۔

اپنے نجات دلانےوالے مشن کی تکمیل کرتے ہوئے سوویت فوجوں نے فسطائیوں کو مشرقی اور جنوب مشرقی یورپ کے متعدد ملکوں سے نکال باہر کیا تھا۔ فسطائی بلاک واقعی پاش پاش ہو گیا تھا۔

سوویت فوجوں نے بڑی قیمت ادا کرکے یہ فتوحات حاصل کی تھیں۔ دشمن نے زوردار مزاحمت کی اور نازی پروپیگنڈے نے جرمن سپاہیوں اور افسروں کو یہ یقین دلا دیا کہ اگر جرمنی کو شکست ہوئی تو سوویت مقبوضہ علاقے میں ظلم وستم کے انتقام میں ان کا ایک ایک آدمی ختم کر دیا جائیگا۔ اس دوران میں فسطائیوں نے اپنی صفوں میں ڈسپلن قائم رکھنے کے لئے ظلم وستم میں بےمثال زیادتی کر دی۔

سوویت فوجوں نے مکمل فتح، فسطائیت کے خاتمے اور ہٹلر کے ظلم سے یورپ کی قوموں کو نجات دلانے کا جو عزم کیا تھا وہ ان فسطائی فوجوں کی ظالمانہ حرکتوں کے مقابلے میں کافی نمایاں تھا۔

قسطنطنیہ کی بربادی اب صاف نظر آ رہی تھی۔ اسی وجہ سے سوویت سپاہیوں نے حملے کے آخری دنوں میں بھی اسی ہمت و مردانگی کا اظہار کیا جو وہ جنگ کی ابتدا میں دفاعی جنگوں میں دکھا چکے تھے۔ سوویت سپاہیوں نے متعدد بار ایسا کیا کہ دشمن کی کمین گاہوں میں پہنچ کر مشین گنوں کے دہانوں کو اپنے جسم سے ڈھک لیا (اسی طرح کا ایک پہلا کارنامہ سوویت سپاہی الکساندر ماتروسوف نے کیا)۔ بعض سپاہیوں نے دشمن کے ٹینک یا توپخانے کو اڑانے کے لئے اپنی جان دے دی۔ جنگ کی تاریخ فوج کے تمام شعبے کے نمائندوں (پیدل، سفرمینا، ٹینک کے عملے، ہواباز، توپچی اور ملاح) کے ناقابل فراموش اور جان فروشانہ ہمت کے کارناموں سے بھری پڑی ہے۔

جنگ کی آخری منزل

۱۹۴۵ء میں حملہ‌آوروں کے قدم بالکل اکھاڑ دئے گئے اور دوسری عالمی جنگ ختم ہو گئی۔ سوویت جرمن محاذ پر آخر تک گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ آخری لڑائیاں بھی اپنی پہلی والی لڑائیوں سے کم زبردست نہ تھیں اور ان میں بھی فریقین نے بڑا نقصان اٹھایا تھا۔

فیصلہ کن سوویت حملہ جنوری ۱۹۴۵ء کے دوسرے ہفتے کے دوران شروع ہوا۔ اس کو متعینہ وقت سے کچھ پہلے اس لئے شروع کر دیا گیا کہ مغربی محاذ پر برطانوی اور امریکی فوجوں کو آسانی ہو جائے جن کو دسمبر ۱۹۴۴ء کے دوسرے نصف حصے کے دوران جرمن فیلڈ مارشل موڈیل کے ۲۵ ڈویژنوں نے آرڈینس (بیلجیم) میں دبا رکھا تھا۔ چرچل نے ۶ جنوری ۱۹۴۵ء کو استالن کو مطلع کیا کہ ''مغرب میں سخت لڑائی ہو رہی ہے،، اور ان سے اتحادی کی حیثیت سے مدد مانگی تھی۔ استالن نے فوراً جواب دیا ''مغربی محاذ پر ہمارے اتحادیوں کی پوزیشن کو مدنظر رکھتے ہوئے اعلیٰ کمان کے ہیڈ کوارٹر نے فیصلہ کیا ہے کہ وہ جلد ہی تیاری مکمل کرکے جرمنوں کے خلاف وسیع پیمانے پر حملہ کریگا،،۔

یہ حملے بہت بڑے پیمانے پر کئے گئے۔ وہ ایک لمبے محاذ پر جو بحیرۂبالٹک سے کارپیتھیا تک ۱۲۰۰ کلومیٹر میں پھیلا ہوا

تھا کم و بیش بیک وقت شروع ہوئے ۔ سوویت جنرلوں ژوکوف، کونیف، روکوسوفسکی اور چیرنیاخوفسکی کی کمان میں سوویت فوجیں متواتر لڑتی ہوئی مغرب کی طرف تیزی سے بڑھیں اور ۱۷ جنوری ۱۹۴۵ء کو وارسا نازی پنجے سے آزاد کرا لیا گیا ۔

جنگ سے تباہ پولینڈ میں سوویت فوجوں کو فسطائیوں کے جرائم کے نئے ناقابل تردید ثبوت ملے ۔ جب وہ شہر اوسوینتسیم کے نظر بندی کیمپ میں داخل ہوئیں تو ان کو ناقابل یقین دہشت انگیز مناظر نظر آئے ۔ یہاں نازی ان گیس چیمبروں کو تباہ نہیں کر سکے تھے جن میں تقریباً دس ہزار آدمی روزانہ گیس سے گھونٹ کر مار دئے جاتے تھے ۔ وہ سرگھٹ جہاں لاشیں جلائی جاتی تھیں اور ایسے گودام تھے جن میں ہزارہا عورتوں کے بال اور نہ جانے کتنا سفوف تھا جو انسانی ہڈیوں کو پیس کر تیار کیا گیا تھا ۔ یہ سب جرمنی کو بھیجا جاتا تھا ۔ مئی ۱۹۴۰ء سے جنگ کے خاتمے تک نازیوں نے صرف اوسوینتسیم کے نظربندی کیمپ میں چالیس لاکھ آدمی ختم کئے تھے جن میں بہت سے سوویت شہری بھی تھے ۔

پولینڈ کو آزاد کرانے کے بعد سوویت فوجیں اس کی سرحد پار کرکے جرمنی کے مختلف حصوں ۔۔ مشرقی پروشیا، پومیرانی اور سیلیزی وغیرہ میں داخل ہو گئیں ۔ اسی وقت مالینوفسکی اور تولبوخین کی کمان میں سوویت فوجوں نے دشمن کے بڑے بڑے جتھوں کو ختم کرکے ہنگری کے دارالحکومت بوڈاپیسٹ کو آزاد کر لیا اور چیکوسلوواکیہ اور آسٹریا کی طرف بڑھ گئیں جہاں انھوں نے براتیسلاوا اور وی‌آنا کو آزاد کیا ۔

جرمن اعلی کمان نے اس حملے کو روکنے کے لئے جوابی حملے کئے اور مغربی محاذ سے نئے ڈویژن یہاں بھیجے ۔ چنانچہ جب برطانوی اور امریکی فوجوں نے مغرب میں ۱۹۴۵ء کی بہار کے دوران اپنا حملہ شروع کیا تو ان کو نازیوں کے صرف ۳۰ ایسے ڈویژنوں سے مقابلہ کرنا پڑا جن میں مقررہ تعداد سے کم سپاھی تھے اور یہ محاذ سوئٹزرلینڈ سے بحیرۂ شمال تک پھیلا ھوا تھا ۔ اتحادیوں نے لڑ کر دریائے رھائن کو پار کیا اور تیزی کے ساتھ جرمنی کے اندر گھسنے لگے ۔

اب اس منزل میں جنگ کی آخری لڑائیاں لڑی جارھی تھیں ۔ نازی جرمنی کے پیر بالکل اکھڑ چکے تھے اور اس کے دن گنے جا رہے

تھے۔ سوویت فوجیں جو اودیر اور نئیس دریاؤں تک پہنچ گئی تھیں آخری حملے یعنی برلن پر دھاوا بولنے کے لئے تیار تھیں جو اب صرف ساٹھ ستر کلومیٹر رہ گیا تھا۔

نازی لیڈر جن کی شکست اب مسلمہ ہو چکی تھی پاگلوں کی طرح مزاحمت کر رہے تھے۔ وہ جنگ کو طول دیکر جرمن لوگوں کو بھینٹ چڑھا رہے تھے۔ برلن میں جہاں بہت مضبوط مورچہ بندی کی گئی تھی اور جہاں ۳۷ میٹر کی گہرائی تک آہن بستہ کنکریٹ کے زمین‌دوز حجرے تھے، بدحواسی کے عالم میں اور خندقیں، مورچے، رکاوٹیں اور کمین گاہیں تیار کی جا رہی تھیں۔ رہائشی مکانوں کو گولہ‌باری وغیرہ کے لئے اسلحہ سے لیس کیا گیا تھا۔

جرمنی میں بوڑھے اور نوخیز لڑکوں کو بھی فوج میں بھرتی کر لیا گیا تھا۔ ہٹلر کا ایک آخری فوٹو اس کے اس حکم کی شرانگیز حقیقت کا پردہ چاک کرتا ہے کہ ''آخری آدمی تک اور آخری گولی تک مزاحمت کرنا چاہئے،،۔ فوٹو میں ہٹلر کو دکھایا گیا ہے اس کے گال دھنس گئے ہیں اور شانے جھک گئے ہیں، اس کے کوٹ کا کالر اوپر اٹھا ہوا ہے اور اس کی ٹوپی آنکھوں تک نیچے کھنچی ہوئی ہے۔ وہ چند نوخیز لڑکوں کے سامنے کھڑا ہے جو فوجی وردی پہنے ہیں۔ نازی ڈکٹیٹر نے اپنی موت میں التوا کے لئے ان لڑکوں کی جانیں بھینٹ چڑھانے کا منصوبہ بنایا تھا۔

۱۶ اپریل کی رات کو برلن کے مشرق میں جرمن مورچے پر متواتر گولہ باری ہونے لگی۔ اس گولہ باری کے بعد بہت سی برقی روشنیاں چمکیں اور ان کی چکا چوند کرنےوالی روشنی میں جو رات کی تاریکی کو چیر رہی تھیں سوویت ٹینکوں اور پیدل فوج نے آگے بڑھنا شروع کیا۔ یہ تھی برلن پر حملے کی ابتدا۔ مارشل ژوکوف کی فوج جرمن دارالحکومت کی طرف بڑھ رہی تھی۔ اس کا ایک حصہ شہر پر شمال سے چڑھائی کر رہا تھا۔ ایک ایک مورچے پر لڑنا پڑ رہا تھا اور ہر جگہ گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ مارشل کونیف کی فوج برلن پر جنوب سے چڑھائی کر رہی تھی۔ ۲۵ اپریل کو یہ حلقہ بند کرلیا گیا۔ پھر بھی نازی لیڈروں نے لڑائی روکنے کا حکم نہیں دیا۔ ان کو امید تھی کہ سوویت یونین اور مغربی طاقتوں کے درمیان اختلاف ان کو آخری سنٹ میں بچا لیگا۔

''فتح، ریشتاغ ہمارا ہے!،،

برلن کی لڑائی جو دس دن تک چلتی رہی بڑی تعداد میں اتلاف جان کا باعث ہوئی اور فوجی کثیر تعداد میں زخمی بھی ہوئے۔ بےشمار عمارتیں لڑائی کے دوران کھنڈر بن گئیں۔ برلن کے وسط میں لڑائی سب سے سخت ہوئی جہاں سوویت فوج نے جرمن حکومت کی خاص عمارتوں ریخ چانسلری پر جہاں ہٹلر چھپا ہوا تھا اور ریشتاغ پر دھاوا بولا تھا۔ یکم مئی کی رات کو سوویت سرجنٹ یکوروف اور سپاہی کانتاریا نے ریشتاغ پر سرخ جھنڈا، فتح کا جھنڈا لہرا دیا۔

اس سے چند گھنٹے پہلے نازی جرمنی کے فیوریر نے ریخ‌چانسلری کی کئی منزل کی زمین‌دوز پناہ‌گاہ میں خودکشی کر لی تھی۔ برلن کی محافظ فوج نے انتہائی ہراساں اور بدحواس ہوکر ہتیار ڈالنا شروع کر دئے۔ جرمن سپاہیوں کے جتھے خفیہ کمین‌گاہوں اور مکانوں کے کھنڈروں سے نکل‌کر سفید جھنڈے ہلاتے سڑکوں پر آگئے۔

یورپ میں جنگ کا آخری قدم چیکوسلوواکیہ کی راجدھانی پراگ کی آزادی تھی۔ اس وقت سوویت فوجوں نے زیادہ تر چیکوسلوواکیہ کو آزاد کرا لیا تھا لیکن کافی بڑی جرمن فوج جس کی تعداد تقریباً ۹ لاکھ تھی اب بھی چیکوسلوواکیہ کی سرزمین پر تھی۔ ۵ مئی کو

وہاں فسطائی دشمن بغاوت شروع ہوئی جس کے خلاف جرمن کمان نے تعزیری اقدامات کئے۔ سوویت ٹینک فوجوں کو فوراً پراگ کی مدد کا حکم دیا گیا۔ متواتر لڑائی کی وجہ سے ٹینک فوج بہت تھک گئی تھی اور بہت سے ٹینکوں کی مرمت کی بھی ضرورت تھی لیکن اپنے چیک بھائیوں کی مدد کے جوش نے ان تمام رکاوٹوں کی پرواہ نہ کی۔ جنرل ریبالکو اور جنرل لیلیوشینکو کی کمان میں سوویت ٹینک فوج بڑی تیزی کے ساتھ ڈریزڈین اور معدنی پہاڑوں کے چکردار راستے پر شمال کی طرف سے پراگ کی جانب بڑھی۔ ۸ مئی کی رات کو وہ پراگ میں داخل ہو گئی اور دوسرے دن صبح کو پراگ آزاد ہو گیا۔ چیکوسلوواکیہ کی سرزمین پر کارپیتھیا کے درۂ دوکلا میں، سلوواکیہ اور موراویا میں اور پراگ کے قریب لڑائیوں میں تقریباً ایک لاکھ چالیس ہزار سوویت سپاہی کام آئے۔

۸ مئی ۱۹۴۵ء کو برلن کے مضافات میں کارل ہورست کے مقام پر جرمنی کے غیر مشروط طور پر ہتیار ڈالنے کے سرکاری اعلان نے جنگ کا خاتمہ کردیا۔

اس اعلان پر دستخط کی تقریب ایک دو منزلہ مکان میں ہوئی جو جرمن فوجی انجنیروں کے ایک اسکول کا طعام خانہ تھا۔ اس تقریب میں سوویت اعلی کمان کی نمائندگی مارشل ژوکوف کررہے تھے اور اتحادی افواج کے نمائندے برطانوی چیف فضائیہ کے مارشل ٹیڈیر، امریکی فضائیہ کے کمانڈر جنرل اسپاٹز اور فرانسیسی فوج کے چیف آف اسٹاف دیلاتر دے تاسینی تھے۔

جرمنی کے افواج کے کمانڈر فیلڈ مارشل کیٹیل، امیرالبحر فریڈےبورگ اور کرنل‌جنرل اشٹومپف نے تمام بری، بحری اور فضائیہ کی جرمن فوجوں کے فوراً اور غیرمشروط طور سے ہتیار ڈالنے کے اعلان پر دستخط کر دئے۔

دوسرے دن سوویت یونین نے ”یوم فتح،، منایا۔ تمام شہروں اور دیہاتوں میں سوویت لوگوں نے سڑکوں پر آکر جنگ کے خاتمے کا جشن کیا۔ ۱۴۱۸ دن تک سوویت مرد اور عورتوں نے محاذ جنگ پر اور عقب میں طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کرکے لڑائی لڑی تھی اور کام کیا تھا۔ انہوں نے ناکامی اور شکستوں کے تلخ دنوں میں بھی ہمت نہیں ہاری تھی اور آئندہ ہونےوالی فتح کے لئے

ساری امکانی کوششیں کی تھیں - اس جدوجہد میں ۲ کروڑ سوویت لوگ کام آئے - شاید ھی سوویت یونین میں کوئی ایسا خاندان ھو جس کا کوئی عزیز قریب لڑائی میں نہ مارا گیا ھو - اس وجہ سے ھر شخص کو اس بات پر ناز تھا کہ یہ قربانیاں رائگاں نہیں گئیں اور جنگ میں قطعی فتح ھوئی -

اگرچہ یورپ میں فوجی کارروائی بند ھو چکی تھی لیکن دوسری عالمی جنگ ابھی ختم نہیں ھوئی تھی - بحر الکاھل کے علاقے میں جاپان سے چین، ریاستہائے متحدہ امریکہ، برطانیہ اور ان کے اتحادیوں کی لڑائی جاری تھی - اگرچہ جاپان کو ۱۹۴۵ء تک کئی سخت شکستیں ھو چکی تھیں پھر بھی اس کی بری طاقت کافی زبردست تھی - جاپانی لیڈر جنگ کو طوالت دیکر سمجھوتے والی صلح کرنا چاھتے تھے - ۱۹۴۵ء تک سوویت یونین نے جاپان کے خلاف لڑائی میں حصہ نہیں لیا تھا - لیکن سامراجی جاپان کئی برسوں سے سوویت یونین کے خلاف مخاصمانہ رویہ اختیار کئے ھوئے تھا - منچوریا پر قبضہ کرنے کے بعد جاپانیوں نے وھاں کافی بڑی فوج جمع کرلی اور مشرق بعید میں سوویت یونین کی سرحد پر فوجی اشتعال انگیزیاں شروع کر دیں - مشرق بعید میں جاپان نے بحرالکاھل میں سوویت یونین کی عملی طور پر ناکہ‌بندی کردی - یہ تمام باتیں اس واقعہ کو سمجھنے میں مدد دیتی ھیں کہ سوویت یونین نے کیوں جاپانی عسکریت کو ختم کرنا چاھا - ساتھ ھی سوویت یونین جلد از جلد دوسری عالمی جنگ کو ختم کرنا اور ھمہ گیر امن قائم کرنا چاھتا تھا تاکہ انسانیت کی مصیبتوں کا خاتمہ ھو جائے اور اس کے اتحادیوں کو مدد مل سکے جنھوں نے جرمن فسطائیت کے خلاف لڑائی میں اس کی مدد کی تھی -

اسی لئے دوسری سہ طاقتی کانفرنس کے دوران جو فروری ۱۹۴۵ء میں یالٹا میں ھوئی اور جس میں سوویت یونین، برطانیہ اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کی حکومتوں کے سربراہ استالن، چرچل اور روزویلٹ اپنے ملکوں کی نمائندگی کر رھے تھے سوویت یونین اس بات پر راضی ھو گیا کہ جرمنی کے ھتھیار ڈالنے کے دو تین مہینے بعد وہ بھی جاپان کے خلاف لڑائی میں شامل ھو جائے گا - تین لیڈروں کے درمیان جو سمجھوتہ ھوا اس کے مطابق جزیرۂ ساخالین کا جنوبی حصہ جو بیسویں

صدی کی ابتدا میں روس سے چھین لیا گیا تھا اور جزائر کوریل جو بحرالکاہل کی نکاس میں سوویت یونین کے لئے حائل تھے اس کو مل جائینگے۔

۸ اگست ۱۹۴۵ء کو سوویت یونین نے جاپان کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ اور اسی رات کو پندرہ لاکھ سے زیادہ سوویت فوجوں نے چار ہزار کلومیٹر کے لمبے محاذ پر حملہ شروع کر دیا۔ یہ اقدامات جنرل واسیلیفسکی کے زیر کمان کئے گئے اور ان کی فوجیں دشمن کے ایسے مورچوں کو توڑنے میں کامیاب ہوئیں جو کئی سال سے مضبوط بنائے جا رہے تھے۔ چند دنوں کے اندر سوویت سپاہیوں نے کوانتونگ فوج کی خاص طاقت کو توڑ دیا اور کئی بڑے دریاؤں، پہاڑی سلسلوں اور ریگستانوں کو پار کرکے سیکڑوں کلومیٹر تک بڑھ گئے۔ اس حملے کے دوران شمال مشرقی چین اور شمالی کوریا کے وسیع علاقے آزاد کرا لئے گئے۔

ان دنوں جبکہ لوگ دوسری عالمی جنگ کے خاتمے کے خیال سے خوش ہورہے تھے ایک ایسا واقعہ ہوا جس نے تاریخ انسانی کو بری طرح داغدار کردیا۔ ۶ اگست ۱۹۴۵ء کو دو امریکی بمبار ''بی۔ ۲۹'' جاپانی شہر ہیروشیما پر پرواز کرتے ہوئے آئے اور سوا آٹھ بجے صبح کو ان میں سے ایک نے پیراشوٹ کے ذریعہ ایک بم شہر پر گرایا جو چند منٹ میں پھٹ گیا اور اس سے چکاچوند روشنی پیدا ہوئی۔ پھر ایک گھنا چھتری‌نما بادل شہر کے اوپر بلند ہوا۔ ہیروشیما پر دنیا کا پہلا ایٹم بم پھینکا گیا تھا۔ تین دن بعد ۹ اگست ۱۹۴۵ء کو ایک اور ایٹم بم جاپان کے شہر ناگاسکی پر پھینکا گیا۔ ان بموں نے چار لاکھ ۴۷ ہزار شہریوں کو ختم اور اپاہج کر دیا۔ ایٹمی ہتھیاروں کے استعمال کی کوئی فوجی ضرورت نہ تھی۔ یہ شہری آبادی پر ناقابل معافی ظالمانہ کارروائی اور آئندہ امریکی پالیسی میں ایٹمی دھمکی کا پہلا قدم تھا۔

کوریا اور منچوریا میں سوویت فوج کے ہاتھوں شکست اٹھاکر اب جاپان کے لئے کوئی امید نہیں رہ گئی تھی۔ ۲ ستمبر ۱۹۴۵ء کو جاپان نے بھی خلیج ٹوکیو میں امریکی جنگی جہاز ''میسوری'' پر غیرمشروط طور سے ہتیار ڈالنے کے معاهدے پر دستخط کر دئیے۔

بالآخر دوسری عالمی جنگ جس نے پانچ کروڑ جانیں لی تھیں ختم ہو گئی۔

اس جنگ میں سوویت یونین نے فیصلہ کن رول ادا کیا تھا۔ اس نے نازی جرمنی کے خلاف لڑنے کا بڑا بوجھ برداشت کیا تھا اور اس سے جاں‌فشاں لڑائیاں لڑتے ہوئے بڑی بڑی نازی فوجوں کے پیر اکھاڑ دئے تھے۔ اس طرح سوویت یونین نے فسطائی غلامی کا وہ زبردست خطرہ دور کر دیا جو انسانیت پر محیط ہو گیا تھا۔ یہ جنگ ایسے حالات میں آئی تھی جو سوویت یونین کے لئے سازگار نہ تھے۔ یہ سوویت سماجی نظام کے لئے بہت ہی سخت آزمائش تھی۔ لیکن اس آزمائش نے سوویت سماجی اور سرکاری نظام اور سوشلسٹ معیشت کی قوت اور سوویت یونین کی قوموں کے درمیان اٹوٹ دوستی کا اظہار کیا۔

جنگ کے زمانے میں سوویت فوجیوں اور شہریوں نے جس بہادری اور جرأت کا اظہار کیا وہ سوشلسٹ وطن کے لئے ان کی محبت و ایثار کی صاف طور سے عکاسی کرتی تھیں۔ ستر لاکھ سے زیادہ سوویت افسروں اور سپاہیوں کو بہادری کے لئے تمغے اور آرڈر عطا کئے گئے۔

جنگ میں سوویت یونین نے نہ صرف عالمی سامراج کی انتہائی جارحانہ طاقتوں کو پسپا کیا تھا بلکہ بین‌الاقوامی میدان میں بھی اپنی پوزیشن پائدار بنا لی تھی۔ ظاہر ہے کہ جنگ کے لئے زبردست کوششوں کی ضرورت پڑی تھی اور ملک کو بےمثال قربانیاں کرنی پڑی تھیں۔ بربادی اور تباہی کی بھی کوئی حد نہ تھی۔ ان ساری باتوں نے ملک کی ترقی کو روک دیا تھا۔

تمام صعوبتوں اور نقصانات کے باوجود جنگ کے زمانے میں سوویت معاشرے کی بنیادیں اور بھی مضبوط ہو گئی تھیں۔ عوام کا سیاسی اور اخلاقی اتحاد پائدار ہوگیا، کمیونسٹ پارٹی کا رہنما رول اور بھی نمایاں ہوگیا تھا اور اس کے وقار و اختیار میں بھی اضافہ ہوا تھا۔ محاذ جنگ اور عقب دونوں جگہوں پر کمیونسٹ سب سے سخت فرائض اپنے سر لیتے تھے۔ کمیونسٹ پارٹی کے تیس لاکھ سے زیادہ ممبر جنگ اور مزاحمتی جدوجہد میں کام آئے۔ لیکن ماہ بماہ نئے ممبروں کا سیلاب زور پکڑتا گیا۔ محاذ پر صورت حال جتنی ہی جان‌لیوا ہوتی گئی اتنے ہی زیادہ ممبر پارٹی میں آتے گئے۔ پوری

لڑائی کے دوران پچاس لاکھ لوگ پارٹی کے امیدوار ممبر اور ۳۵ لاکھ پورے ممبر بنے۔

یہ درخواست کہ ''میں جنگ کے لئے جا رہا ہوں اور یہ درخواست کرتا ہوں کہ مجھے کمیونسٹ پارٹی کا ممبر بنا لیا جائے،، بڑی بڑی لڑائیوں سے پہلے ہزاروں افسر اور سپاھی دیتے تھے جو اس بات کا قطعی ثبوت فراہم کرتی تھیں کہ اس شدید جدوجہد کے برسوں میں رہنمائی کرنے والی پارٹی کو کتنا اعتماد و اختیار حاصل ہے۔

سوویت لوگوں کی اس جنگ میں فتح تاریخی اھمیت کا کارنامہ ہے اپنے وطن کی حفاظت کرکے، جو ایسا پہلا ملک تھا جہاں سوشلزم کا بول بالا تھا، سوویت لوگوں نے عالمی ترقی کے مرکز کو محفوظ اور پائدار بنا لیا تھا۔ اس بات سے کہ سوویت لوگوں نے فسطائیت کو پسپا کرنے اور محکوم قوموں کو آزادی دلانے میں فیصلہ کن رول ادا کیا تھا ساری دنیا کے تمام محنت کشوں کی جدوجہد آزادی کو بڑا سہارا اور ولولہ حاصل ہوا۔

دسواں باب

سوویت یونین میں سوشلزم کی مختتم فتح کی طرف پیش‌قدمی

(۱۹۴۶ — ۵۸ء)

بین‌اقوامی حالات میں بنیادی تبدیلیاں

دوسری عالمی جنگ کے بعد بین‌اقوامی میدان میں بنیادی تبدیلیاں ہوئیں ۔ ایک طرف امن، جمہوریت اور سوشلزم کو فروغ دینے‌والی طاقتیں عام طور پر بڑھیں اور مضبوط ہونے لگیں اور دوسری طرف سرمایہ‌دار طاقتیں کمزور ہوئیں ۔ نوآبادیاتی نظام کے زوال نے جو جنگ کے دوران شروع ہو چکا تھا سرمایہ‌دار دنیا پر ضرب کاری لگائی ۔

یورپ میں جرمنی اور اطالوی فسطائیت پر اور مشرق بعید میں جاپانی عسکریت پر فتح نے ساری دنیا میں جمہوری اور ترقی پسند طاقتوں کی مزید سرگرمی کے لئے وسیع امکانات پیدا کر دئے تھے ۔ پولینڈ، بلغاریہ، البانیہ، ہنگری، رومانیہ، چیکوسلوواکیہ اور یوگوسلاویا میں معاشی اور سیاسی تبدیلیاں ہوئی تھیں ان کی وجہ سے وہاں عوامی جمہوری حکومتیں قائم کرنا ممکن ہو گیا ۔ اکتوبر ۱۹۴۹ء میں جرمن جمہوری ریپبلک وجود میں آئی اور اس نئی ریاست نے ابتدا سے سوشلسٹ ترقی کے راستے پر چلنا شروع کیا ۔

کوریا اور ویت‌نام کے بڑے حصوں میں عوامی جمہوریت نے فروغ پایا اور وہاں کوریائی عوامی جمہوری ریپبلک اور ویت‌نامی جمہوری ریپبلک قائم کی گئیں ۔ چین میں انقلابی تحریک کی فتح نے اکتوبر ۱۹۴۹ء میں چینی عوامی ریپبلک کو جنم دیا ۔

ان عوامی جمہوریتوں کے وجود نے عالمی سوشلسٹ نظام کی تشکیل کے امکانات فراہم کئے ۔ نئی صورت حال نے امن کی تحریک اور ترقی اور جمہوریت کو فروغ دینے کے لئے سازگار حالات پیدا کئے ۔ سوویت یونین کے گرد سرمایہ‌دار طاقتوں کا محاصرہ اب قصۂ ماضی بن گیا ۔

بین اقوامی صورت حال میں تبدیلیاں جنگ کے بعد کے عالمی مسائل کو پرامن طریقوں سے حل کرنے کے بارے میں کافی مؤثر ثابت ہوئیں۔ یہ مسائل جنگ کے دوران اور اس کے بعد مختلف کانفرنسوں اور اسمبلیوں میں زیر بحث آئے۔

تین بڑی طاقتوں کے لیڈروں کی جو کانفرنس برلن کے قریب واقع شہر پوٹسڈام میں ۱۷ جولائی سے ۲ اگست ۱۹۴۵ء تک ہوئی وہ بڑی اہمیت کی حامل تھی۔ اس میں سوویت یونین کی طرف سے استالن، ریاستہائے متحدہ امریکہ کی طرف سے ٹرومین (جو پہلے نائب صدر تھے اور اب فرینکلن روزویلٹ کی موت کے بعد ان کی جگہ پر صدر ہو گئے تھے) اور برطانیہ سے پہلے چرچل اور پارلیمانی انتخابات کے بعد نئے وزیر اعظم برطانیہ ایٹلی نمائندگی کر رہے تھے۔

پوٹسڈام کانفرنس نے پانچ ملکوں (سوویت یونین، ریاستہائے متحدہ امریکہ، برطانیہ، فرانس اور چین) کے وزرأ خارجہ پر مشتمل ایک مستقل کونسل قائم کرنے کا فیصلہ کیا جس کا کام نازی جرمنی کے یورپی اتحادیوں سے صلح کے معاہدوں کے مسودے تیار کرنا، یورپ میں جنگ کے خاتمے کے نتیجے میں جو علاقائی سوالات پیدا ہو گئے تھے اور ابھی تک حل نہیں ہو سکے تھے ان کو طے کرنے کی تجاویز کرنا اور جرمنی کے حالات کو پرامن طریقے سے ٹھیک ٹھاک کرنے کے بھی راستے نکالنا تھا۔ کانفرنس نے جرمنی کے تعلق سے اتحادیوں کی عام پالیسی کے سیاسی اور معاشی اصولوں کی وضاحت کی۔ ان کی بنیاد جمہوریت پھیلانے اور عسکریت‌پرستی اور نازی‌ازم کو ختم کرنےوالے اقدامات پر تھی۔ تینوں طاقتیں اس نتیجہ پر پہنچیں کہ انھیں جرمنی کو معاشی اور سیاسی منصوبے کے لحاظ سے واحد ماننا چاہئے۔

پولینڈ کی مغربی سرحد کے بارے میں بھی فیصلہ کیا گیا۔ وہ علاقے جو پولینڈ کی جائز ملکیت تھے اور جن پر جرمن حملہ‌آوروں نے قبضہ کرلیا تھا پولینڈ کو واپس دئے گئے۔

پوٹسڈام کانفرنس کے فیصلوں کے مطابق ان ملکوں سے امن کے معاہدوں کے لئے ابتدائی کام شروع کر دیا گیا جنھوں نے جنگ میں جرمنی کا ساتھ دیا تھا۔ یہ تھے اٹلی، فن‌لینڈ، بلغاریہ، ہنگری اور رومانیہ۔ سوویت یونین نے اپنی تجاویز اس بات پر مبنی کیں کہ ہر

ملک کے اپنے اپنے تاریخی حالات اور خصوصیات کو مدنظر رکھنا چاهئیے اور ان ملکوں کی قوموں کو پرامن جمہوری ترقی کے راستے پر چلنے اور اپنی معیشتوں کو ترقی دینے کے مواقع ملنے چاهئیں۔ اس کے برعکس مغربی طاقتوں نے ان معاهدوں کے لئے ایسے شرائط پیش کئے جو بلغاریہ، هنگری، اٹلی، رومانیہ اور فن‌لینڈ کے اقتدار اعلی کو محدود کر دیتے اور مغربی طاقتوں کو ان ملکوں کے معاشی اور سیاسی امور میں مداخلت کا موقع دیتے۔ بہرحال مغربی طاقتوں کی یہ کوششیں کامیاب نہیں هوئیں اور گرما گرم بحث کے بعد فروری ۱۹۴۷ء میں ان معاهدوں پر دستخط هو گئے۔

ان معاهدوں پر دستخط حقیقی امن کے راستے میں ایک اهم سنگ میل کی حیثیت رکھتے تھے۔ یہ معاهدے بنیادی طور پر دستخط کرنےوالے فریقوں کے مفادات کے حق میں تھے اور امن کی استواری اور یورپ میں بین‌اقوامی تعاون کے لئے مفید تھے۔

بہرحال مجموعی طور پر وہ امن جس کا مدتوں سے انتظار تھا بین‌اقوامی کشیدگی میں حسب توقع کمی کا باعث نہیں هوا۔

جنوری ۱۹۴۶ء میں ادارۂ متحدہ اقوام کی جنرل اسمبلی کا پہلا اجلاس نیویارک میں هوا۔ یہ ادارہ امن کی حمایت اور استواری کی غرض سے ملکوں کے رضاکارانہ اتحاد کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ اس کے پہلے اجلاس میں هی سوویت یونین نے عام تخفیف اسلحہ کی تجویز پیش کی لیکن ریاستہائے متحدہ امریکہ اور برطانیہ نے اس کی مخالفت کی۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ نے یہ خیال کرتے هوئے کہ صرف اس کے پاس ایٹم بم هے اس کی اجارےداری قائم رکھنی چاهی۔ سوویت یونین نے ایٹمی اسلحہ کو ممنوع قرار دینے کا سوال بھی اٹھایا لیکن یہ بھی طے نہیں هوا۔ مغربی طاقتوں، خصوصاً ریاستہائے متحدہ امریکہ نے جنگ کے بعد فوراً سوویت یونین اور دوسرے سوشلسٹ ملکوں کے بارے میں اپنی پالیسی ''طاقت کی پوزیشن،، کے اصول پر مبنی کی۔ اس کا اظہار پوٹسڈام کانفرنس اور مفتوح قوموں سے امن کے معاهدے مرتب کرنے کے دوران بھی هوا تھا۔ یہ سوویت یونین اور دوسرے سوشلسٹ ملکوں کے خلاف مغربی طاقتوں کی ''سرد جنگ،، کی ابتدا تھی۔

مارچ ۱۹۴۶ء میں چرچل نے ریاستہائے متحدہ امریکہ کے صدر

ٹرومین کی موجودگی میں امریکی شہر فولٹون میں جو تقریر کی اس میں درحقیقت اسی سرد جنگ کا پورا پروگرام تھا۔

فولٹون کی اس تقریر کے بعد ریاستہائے متحدہ امریکہ نے دوسرے مغربی ممالک کے ساتھ ملکر سوشلسٹ کیمپ کے ممالک کے خلاف ایسے اقدامات کئے جن کا مقصد عوامی جمہوریت والے یورپی ملکوں میں سرمایہ‌دار نظام کو بحال کرنا، ان کو سوویت یونین کے ساتھ تعاون سے روکنا، مغربی یورپ کے ممالک اور خاص طور سے فرانس اور اٹلی میں ترقی‌پسند طاقتوں کی مزید ترقی اور پائداری میں خلل ڈالنا تھا۔

ستمبر ۱۹۴۷ء میں ریاستہائے متحدہ امریکہ اور لاطینی امریکہ کے ملکوں کے درمیان ایک جنگی معاهده هوا جو ساری دنیا پر سامراج کے تسلط کے اقدامات کے پورے سلسلے کی ایک کڑی تھا۔

مارچ ۱۹۴۸ء میں برطانوی مدیروں نے بروسلز میں ایک معاهده کیا جس کے مطابق برطانیہ، فرانس، ہالینڈ، بلجیم اور لکسمبرگ کے درمیان معاشی، سماجی، تہذیبی اور فوجی تعاون کا فیصلہ کیا گیا۔

۴ اپریل ۱۹۴۹ء کو بارہ ممالک (ریاستہائے متحدہ امریکہ، برطانیہ، فرانس، اٹلی، کناڈا، آئس‌لینڈ، ناروے، ڈنمارک، ہالینڈ، بلجیم، لکسمبرگ اور پرتگال) نے ایک شمالی اٹلانٹک فوجی تنظیم (نیٹو) قائم کرنے کا معاهده کیا۔ بعد میں اس میں ترکی، یونان اور جرمن فیڈرل ریپبلک بھی شامل ہو گئے۔ اس تنظیم کے قیام کا مقصد سوویت یونین اور دوسرے سوشلسٹ ممالک کے خلاف جارحانہ کارروائیاں تھیں۔ سوویت یونین اور دوسرے سوشلسٹ ممالک کے خلاف سرد جنگ کی پالیسی کی بنا پر تجارتی پابندیاں عائد کی گئیں اور سرمایہ‌دار اور سوشلسٹ ممالک کے درمیان کاروباری اور تہذیبی تعلقات ختم کرنے کی کوششیں کی گئیں۔

بہر حال سامراجیوں کی ساری ریشہ دوانیاں عالمی سوشلسٹ نظام کی یکجہتی کے عمل کو نہ روک سکیں۔ مختصر عرصے میں یورپ اور ایشیا کے ان ممالک نے جو سوشلسٹ تعمیر کے راستے پر گامزن ہوئے تھے سیاسی، معاشی اور تہذیبی لحاظ سے نمایاں کامیابیاں حاصل کیں۔

آینده بین اقوامی تعلقات کے بارے میں لکھتے ہوئے سائنسی

کمیونزم کے بانی کارل مارکس نے تقریباً ایک صدی پہلے یہ پیش بینی کی تھی : ''اس پرانے معاشرے کے مقابلے میں جو معاشی غربت اور سیاسی بےعقلی سے بھرپور ہے ایک نیا معاشرہ انگڑائیاں لے رہا ہے جس کا بین‌اقوامی اصول امن ہوگا کیونکہ ہر قوم پر صرف محنت کا راج ہوگا،، - دوسری عالمی جنگ کے آخر اور جنگ کے بعد کے اولین برسوں میں سوشلسٹ ممالک کے درمیان متعدد معاهدے اور سمجھوتے ہوئے جو باہمی طور پر مفید تھے - دسمبر ۱۹۴۳ء میں ھی سوویت یونین اور چیکوسلوواکیہ کے درمیان دوستی، باہمی امداد اور جنگ کے بعد تعاون کا معاہدہ ہو چکا تھا - اسی طرح کے معاهدے یوگوسلاویا اور پولینڈ سے بھی اپریل ۱۹۴۵ء میں ہوئے - ان معاهدوں کے مطابق سوویت یونین اور عوامی جمہوری ملکوں کے درمیان قریبی تعاون کا فیصلہ کیا گیا جس کی بنیاد ایک دوسرے کی خود مختاری اور اقتدار اعلی کے احترام اور اندرونی معاملات میں عدم مداخلت کے اصولوں پر تھی - فریقین نے یہ ذمےداری بھی لی کہ اگر جرمنی یا کسی اور ملک نے جو جرمنی کے ساتھ جارحانہ مقاصد سے ملا ہو کوئی جنگی اقدام کیا تو وہ ایک دوسرے کی مدد کرینگے -

بعد کو سوویت یونین نے دوسرے سوشلسٹ ملکوں سے بھی اسی طرح کے معاہدے کئے - چنانچہ البانیہ سے نومبر ۱۹۴۵ء میں، منگولیا سے فروری ۱۹۴۶ء میں، رومانیہ اور ہنگری سے فروری ۱۹۴۸ء میں، بلغاریہ سے مارچ ۱۹۴۸ء میں اور چین سے فروری ۱۹۵۰ء میں معاہدے کئے گئے - اس دوران میں دوسرے سوشلسٹ ممالک نے بھی ایک دوسرے کے ساتھ ایسے ھی معاهدے کئے مثلاً پولینڈ اور چیکوسلوواکیہ کے درمیان اور بلغاریہ اور رومانیہ کے درمیان وغیرہ -

ابتدا میں سوشلسٹ ریاستوں کے درمیان بین ریاستی تعلقات دو طرفہ بنیاد پر قائم کئے گئے - پھر بھی جنگ کے بعد کے ابتدائی برسوں میں ایسی مثالیں ملیں‌گی جن میں سوشلسٹ ممالک نے ملکر مشترکہ اقدامات کئے -

تجارتی شعبے میں بھی سوشلسٹ ممالک کے روابط کامیابی کے ساتھ بڑھ رہے تھے - سوشلسٹ ممالک کے درمیان معاشی تعاون میں اضافے کی وجہ سے جنوری ۱۹۴۹ء میں باہمی معاشی امداد کی کونسل بنائی گئی - اس کونسل کا کام سوشلسٹ ممالک کے درمیان باہمی

ٹکنیکی امداد کو ترقی دینا اور ان کے درمیان خام اشیا، غذائی سامان، مشینوں اور دوسرے صنعتی سازوسامان کی دو طرفہ یا کئی طرفہ سپلائی میں ضبط و نظم قائم کرنا تھا۔

پرولتاری بین‌اقوامیت کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے سوویت یونین نے سوشلسٹ ممالک کی باہمی معاشی امداد کی کونسل میں اہم دین پیش کی۔ یہاں صرف اتنا ذکر کرنا کافی ہوگا کہ سوویت یونین نے ۵۵–۱۹۵۰ء کے دوران پولینڈ اور چیکوسلوواکیہ کو ان کی مجموعی ضرورت کا ۶۳ اور ۴۷ فیصدی لوہا باالترتیب سپلائی کیا۔ سوویت یونین نے تمام سوشلسٹ ممالک کو نئے نئے صنعتی کارخانے بنانے میں مدد دی جس سے ان ممالک میں تیز رفتار معاشی ترقی ہوئی۔ مثلاً ۱۹۵۶ء میں پولینڈ کی صنعتی پیداوار جنگ سے پہلے کے مقابلے میں چار گنی سے زیادہ ہو گئی اور بلغاریہ، ہنگری، رومانیہ اور چیکوسلوواکیہ کی صنعتی پیداواروں میں بھی باالترتیب ۵، $۳\frac{۱}{۲}$، تقریباً ۳ اور ۲ گنے سے زیادہ اضافہ ہوا۔

سوشلسٹ کیمپ کے ملکوں کی کامیابیوں سے سامراجی خوفزدہ ہو گئے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے، ان کی ساری کوششوں کے باوجود امن کے حامیوں کی تحریک وسیع ہوتی جا رہی تھی۔ ساتھ ہی دنیا کے غلام ملکوں کے لوگوں کی قومی آزادی کی جدوجہد نوآبادیاتی نظام کے خلاف بڑے پیمانے پر پھیل رہی تھی۔ ٹھیک اسی دور میں یعنی پانچویں دہائی کے آخر اور چھٹی دہائی کی ابتدا میں، مغرب کے متعدد سیاسی اور فوجی سربراہوں نے سوویت یونین کے خلاف جنگ کی کھلم کھلا اپیلیں کیں۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ نے اپنے نیٹو کے ساتھیوں کے ساتھ ملکر سوشلسٹ ممالک کی سرحدوں کے گرد فوجی اڈوں کا پورا جال بچھا دیا اور مغربی جرمنی کو پھر سے مسلح طاقت بنانے پر زور دینے لگا۔

۱۹۵۰ء کی گرمیوں میں جنوبی کوریا کے رجعت پرستوں اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے سامراجی حلقوں نے کوریائی عوامی جمہوری رپبلک کے خلاف جنگ چھیڑ دی۔ امریکہ کے حکمراں حلقوں نے جو پالیسی اختیار کر رکھی تھی اس کے لحاظ سے یہ مقامی جنگ ایک ملک کے باہر وسیع علاقوں میں پھیل سکتی تھی۔ سوویت حکومت نے فوراً ایسی تجاویز پیش کیں جن کا مقصد جلد از جلد لڑائی

بند کرنا اور کوریا کے مسئلے کو پرامن طریقے سے حل کرنا تھا۔ بهرحال صلح کی گفتگو صرف ۱۹۵۱ء کی گرمیوں میں هی شروع هوئی اور امریکه اور جنوبی کوریا کے نمائندوں کے رویے کی وجه سے یه جنگ دو سال کے بعد ختم هو سکی۔

اس دوران میں مغربی طاقتیں یورپ میں مغربی جرمنی کو پهر سے مسلح کرنے کے لئے نئے اقدامات کر رهی تهیں۔ ۱۹۵۴ء کی خزاں میں ریاستهائے متحده امریکه، برطانیه، فرانس، جرمن فیڈرل ریپبلک، اٹلی، بلجیم، هالینڈ، لکسمبرگ اور کناڈا کی شرکت سے لندن میں نو طاقتوں کی کانفرنس هوئی جس کے شرکا نے سوویت یونین سے مشوره لئے بغیر یه یکطرفه فیصله کیا که مغربی جرمنی پانچ لاکھ فوج، ڈیڑھ هزار هوائی جهازوں پر مشتمل فضائی طاقت اور اپنا جهازی بیڑه رکھ سکتا هے۔ ۱۹۵۵ء کی بهار میں جرمن فیڈرل ریپبلک بهی شمالی اٹلانٹک فوجی تنظیم (نیٹو) میں شامل هو گئی۔

سوشلسٹ طاقتوں کو اپنی دفاعی صلاحیت مضبوط کرنے کے لئے جوابی اقدامات کرنے پڑے۔ چنانچه مئی ۱۹۵۵ء میں وارسا میں ایک کانفرنس هوئی جس میں سوویت یونین، پولینڈ، چیکوسلوواکیه، رومانیه، بلغاریه، جرمن جمهوری ریپبلک، هنگری اور البانیه کے نمائندے شریک هوئے۔ اس کانفرنس میں وارسا معاهدے پر دستخط هوئے جس کا مقصد سوشلسٹ ممالک کے لئے فوجی دفاعی ادارے کا قیام تها۔ اس معاهدے میں یه شرطیں رکهی گئی تهیں که دوسرے ملک بهی اس میں شامل هو سکتے هیں اور یورپی سلامتی کی اجتماعی سسٹم کے قائم هونے کے بعد یه اداره ختم کر دیا جائیگا۔ ان شرائط سے هی اس معاهدے کی دفاعی نوعیت کا ثبوت ملتا هے۔

۱۹۵۵ء میں سوویت یونین نے کئی ایسے اقدامات کئے جو بین‌اقوامی تعلقات کو بهتر بنانے میں بڑی اهمیت رکهتے تهے۔ ان میں سوویت فوجوں کی تعداد میں تخفیف، تخفیف اسلحه اور ایٹمی اور هائڈروجن اسلحه‌جات کی ممانعت کی تجاویز اور آسٹریا کے ساتھ سرکاری معاهده تهے۔ ۱۹۵۶ء کے واقعات سے پته چلا که مغربی ممالک بین‌اقوامی کشیدگی کم کرنے کی تمام تجاویز کا سخت مقابله کیوں کر رهے تهے۔

۲۶ جولائی ۱۹۵۶ء کو حکومت مصر نے نہر سویز کو قومی بنا لیا جو بالکل قانونی اقدام تھا۔ لیکن سرمایہ‌دار اجارے‌داریاں اس سے ناراض ہو گئیں اور برطانیہ، فرانس اور اسرائیل نے تو مصر پر حملہ بھی کر دیا۔

اسی زمانے میں ہنگری میں بین اقوامی اور قومی رجعت پرست طاقتوں نے تیاری کرکے انقلاب دشمن بغاوت کر دی۔ سازش کرنےوالوں نے ہنگری میں دہشت انگیزی کی آگ بھڑکا دی۔ لیکن یہ بات جلد ہی واضح ہو گئی کہ اس بار رجعت پرست طاقتوں کے تخمینے غلط تھے۔ ہنگری کے محنت‌کشوں نے سوویت یونین سے امداد طلب کی اس وقت سوویت یونین نے اپنا بین‌اقوامی فرض ادا کیا اور سوویت یونین اور ہنگری کی فوجوں اور محنت‌کشوں کے مسلح دستوں نے مل‌کر باغیوں کو کچل کر ملک میں پھر امن و چین قائم کیا۔

سوویت یونین نے مصریوں کو بھی کارگر امداد دی جس کی وجہ سے مصر کے خلاف حملہ ناکام رہا اور جلد ہی ختم ہو گیا۔

چھٹی دہائی کے آخر میں یہ بات واضح ہو گئی کہ سامراج کی ''طاقت کی پوزیشن،، کی پالیسی کامیاب نہیں ہو رہی ہے۔ سرد جنگ کی پالیسی کیوں ناکام رہی؟ مشرق قریب کے بارے میں رجعت پرستوں کے منصوبے کیوں خاک میں مل گئے؟ انقلاب دشمنوں کے خلاف ٹکراؤ میں ہنگری کے لوگ کیوں کامیاب ہوئے؟ ان سارے سوالوں کا جواب ایک ہی تھا یعنی جنگ کے بعد کی دنیا میں بنیادی تبدیلیاں ہوئی تھیں اور اب سرمایہ‌دار نظام نہیں بلکہ سوشلسٹ برادری انسانیت کی تقدیر کا فیصلہ کرنے میں زیادہ حتمی رول ادا کرنے لگی تھی۔

جنگ سے پرامن تعمیر کی طرف واپسی

فسطائیت کے خلاف سوویت لوگوں کی حب‌وطنی کی عظیم جنگ نے ملک کی زندگی کو دو ادوار میں تقسیم کر دیا۔ حالات اور واقعات کا ذکر اب اس طرح ہونے لگا کہ ''یہ جنگ سے پہلے کی بات ہے،، اور ''یہ جنگ کے بعد ہوا،،۔ حالانکہ اس یادگار وقت کو اب چوتھائی صدی سے زیادہ ہو چکے ہیں پھر بھی لوگ اس چوتھائی صدی کا

ذکر جنگ کے بعد کے دور کی طرح کرتے ھیں۔ اگر ھم ان برسوں کو تاریخی نقطۂنظر سے دیکھیں تاکہ ان سماجی، معاشی اور سیاسی عوامل کا تجزیہ ھو سکے جو حب‌وطنی کی عظیم جنگ کے زمانے سے سوویت زندگی کی خصوصیت رھے ھیں تو یہاں دو خاص مدارج نظر آتے ھیں۔ پہلے درجے میں ۵۸ — ۱۹۴۶ء کا زمانہ آتا ھے۔ یہ وہ وقت ھے جسمیں ملک جنگ سے پہلے کے اپنے معاشی معیار کو بحال کرکے بڑی حد تک اس سے آگے بڑھ گیا۔ عالمی سوشلسٹ نظام کی تشکیل اور سوویت یونین کی معاشی اور دفاعی طاقت کی استواری نے بین‌اقوامی طاقتی توازن کو سوشلزم کے حق میں بدل دیا، سوویت یونین میں سرمایہ‌دار نظام کی بحالی کے خلاف زبردست ضمانت دی اور سوویت یونین میں سوشلزم کی فتح کو قطعی بنا دیا۔

چھٹی دھائی کے آخر تک یہ بات واضح ھو گئی کہ ملک اپنی سماجی ترقی کی ایک نئی منزل میں داخل ھو رھا ھے۔ جنوری ۱۹۵۹ء میں سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۱ ویں کانگرس نے اسکو اپنی رپورٹ اور فیصلوں میں شامل کیا۔ اب ھم ان اھم واقعات کا جائزہ لیں‌گے جو اس مدت کے دوران سوویت لوگوں کی زندگی میں ھوئے اور ملک نے اس پرامن ترقی کے بارہ سال کے دوران جو راستہ طے کیا۔

۸ مئی ۱۹۴۵ء کی رات کو، کسی سرکاری اعلان سے پہلے، یہ متحیرکن خبر گھر گھر، ایک سے دوسرے شخص تک پھیل گئی ''ختم ھو گئی، جنگ ختم ھو گئی''۔ ھر شخص نے بڑے جوش کی حالت میں ریڈیو سنا اور بالآخر انھوں نے یہ الفاظ سنے جنکا ان کو مدتوں سے انتظار تھا: ''جرمنی نے ھتیار ڈال دئیے...''، اور چند لمحے بعد سارے ملک میں جوش و مسرت کا سیلاب پھوٹ پڑا۔ سب گھروں میں چراغاں کیا گیا اور لوگ باھر سڑکوں پر آ گئے۔ ماسکو کے لوگ لال چوک پر جمع ھوئے اور یہاں طلوع آفتاب تک رھے۔ ۹ مئی کو قومی تہوار کی حیثیت دی گئی اور اسکو اس طرح منایا گیا جسکی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ اس طرح کے مناظر نہ صرف دارالحکومت میں بلکہ ھر جگہ نظر آتے تھے۔ لینن گراد میں ھوائی جہازوں نے اشتہاروں کی بارش کی۔ کیئف، منسک اور دوسرے بےشمار بڑے چھوٹے شہروں اور دیہاتوں میں جلسے، جلوس، پریڈ اور عام خوشی کے مظاھرے ھوئے۔

۲۴ مئی ۱۹۴۵ء کو سوویت حکومت کی طرف سے سوویت افواج کی کمانداروں کے اعزاز میں کریملن میں ایک استقبالیہ ھوا اور ٹھیک ایک مہینے بعد ماسکو میں فتح پریڈ ھوئی۔ ۲۴ جون کو اتوار کے دن تمام محاذوں کے نمائندہ سپاھیوں نے لال چوک پر مارچ کی۔ سارے وقت شدید بارش ھوتی رھی لیکن کوئی بھی پلیٹ‌فارموں سے ٹس سے مس نہ ھوا۔ ماسکو کے ھزارھا لوگوں نے چوراھوں اور سڑکوں پر آکر فاتحوں کا خیرمقدم کیا۔

پریڈ کے بیچ میں اچانک آرکسٹرا بجنا بند ھو گیا اور انتہائی سنجیدہ فضا میں طبلوں کی گونج کے درمیان سوویت سپاھی دشمن کے وہ ۲۰۰ پرچم لائے جو لڑائی میں اس سے چھینے گئے تھے۔ سپاھی لینن کے مقبرے تک آئے اور ان پرچموں کو مقبرے کی سیڑھیوں پر ڈال دیا۔ اس دوران میں بارش کی وجہ سے سارے نازی سواستیکا کیچڑ میں لت پت ھو گئے جو اس وقت کے حالات میں بہت ھی موزوں بات تھی۔

شام کو لوگ پھر جشن منانے اپنے گھروں کے باھر سڑکوں پر آئے۔ ماسکو کی فتح پریڈ کی پیروی پوری قوم نے جشن منا کر کی۔ اب لوگ اسکے منتظر تھے کہ فاتح اپنے اپنے گھر آئیں‌گے۔

روزمرہ کی زندگی میں اب بھی جنگ کے اثرات نمایاں تھے۔ ھٹلری غولوں کے بچے کھچے لوگوں میں سے ابھی سب نے ھتیار نہیں ڈالے تھے۔ سوویت اطلاعاتی بیورو اب بھی کئی جنگی اعلانئے شایع کر رھا تھا۔ قومی غداروں کے گروہ بالٹک ریپبلکوں، مغربی یوکرین اور مغربی بیلوروس کے کچھ حصوں میں اب بھی سرگرمیاں دکھا رھے تھے۔ ابھی مصیبتوں اور بربادی کی یاد دلانےوالی لاکھوں چیزیں تھیں لیکن سارے خیالات پرامن محنت پر مرکوز کئے جا رھے تھے۔

اخباروں میں کارخانوں اور فارموں کے بارے میں زیادہ حالات نظر آنے لگے اور معیشت کی تیزرفتار بحالی کی اپیلیں ھر طرف گونجنے لگیں۔ اب نہ تو ھوائی حملوں کا خطرہ تھا اور نہ بلیک‌آؤٹ کی ضرورت۔ وہ تہہ خانے جو گیس اور ھوائی حملوں سے بچنے کیلئے استعمال کئے جاتے تھے کارخانوں اور دفتروں کو واپس دے دئے گئے۔ ٹینک‌شکن بلاک ختم کر دئے گئے اور ملبے کو صاف کر دیا گیا۔ ماسکو، لینن گراد، تولا اور بہت سے صنعتی مرکزوں میں

فسطائی جھنڈے سرنگوں ہیں

خندقیں بھر دی گئیں۔ ایک بار پھر زیادہ سے زیادہ لوگ پرامن محنت کے کاموں میں حصہ لینے لگے۔

۱۷ جولائی ۱۹۴۵ء کو ماسکو نے فوجی خدمات سے سبکدوش سپاھیوں کے پہلے دستوں کو خوش آمدید کہا۔ فوجیوں کی دسیوں بھری ہوئی ٹرینیں وطن واپس آ رہی تھیں اور ہر جگہ انکا ہیروؤں کی طرح بڑے خلوص سے استقبال ہو رہا تھا۔ پھر بھی شاید ھی کوئی ایسا خاندان ہو جسمیں خوشی کے ساتھ ان اعزا و اقربا کا غم نہ شامل ہو جو گھر نہ لوٹ سکے تھے اور اپنی جانیں وطن پر نثار کر دی تھیں۔

سوویت لوگوں نے بڑی قربانی دیکر حب‌وطنی کی عظیم جنگ میں فتح حاصل کی تھی۔ یکم جنوری ۱۹۴۰ء کو سوویت آبادی ۱۹ کروڑ ۴۱ لاکھ تھی اور ۱۹۴۵ء میں وہ ۱۷ کروڑ سے بھی کم ہو گئی تھی۔ جنگ سے پہلے والی آبادی ۱۹۵۵ء تک بحال ہو

سکی یعنی پورے دس سال بعد ۔ یوکرینی آبادی بارہ سال میں اور بیلوروسی آبادی ۱۸ سال میں بحال ہوئی ۔ پھر بھی ۱۹۵۹ء کی مردم‌شماری کے مطابق لینن گراد، نووارروسیئسک، اسمولینسک، کیرچ، ویتبسک، رژیف اور کریمینچوگ وغیرہ کی آبادی ۱۹۳۹ء کے مقابلے میں کم ھی تھی ۔

دو کروڑ سے زیادہ لوگ یا تو میدان جنگ میں کام آئے تھے یا فسطائی قبضے کے دوران مظالم کے شکار ھوئے تھے یا نظربندی کیمپوں میں موت کے گھاٹ اتار دئے گئے تھے ۔ بےشمار لوگ لڑائی میں اپاھج ھو گئے تھے ۔

۱۳ ستمبر ۱۹۴۵ء کو اخبار ''پراودا،، میں نازی حملہ‌آوروں کے مظالم کی تحقیقات سے متعلق غیرمعمولی ریاستی کمیشن کا اعلان شایع ھوا ۔ اس کمیشن نے جو معلومات جمع کی تھیں ان کے مطابق حملہ آوروں نے ۱۷۱۰ سوویت شہر اور صنعتی بستیاں اور ۷۰ ہزار سے زیادہ گاؤں تباہ و برباد کر دئے تھے، لوٹ لئے تھے اور جلا دئے تھے ۔ ۳۱۸۵۰ صنعتی کارخانے اور فیکٹریاں اور ۶۵ ہزار کلومیٹر ریلوے لائنیں کلی یا جزوی طور پر تباہ کر دی تھیں ۔ ۹۸ ہزار پنچائتی فارم، ۱۸۰۷۶ سرکاری فارم اور ۲۸۹۰ مشین اور ٹریکٹر اسٹیشن لوٹ کر تباہ کر دئے گئے تھے ۔ نازی جرائم کی فہرست نے اخبار کے کئی ورق لے لئے تھے ۔ انسانیت کی تاریخ میں کسی ایک ملک کو اتنی مصیبتیں اور زبردست نقصانات کبھی نہیں اٹھانا پڑے تھے ۔ جنگ سے پہلے کی قیمتوں کے مطابق سوویت یونین کے جنگی نقصانات کا تخمینہ تقریباً ۲۶ کھرب روبل تھا ۔ اس نقصان کا صحیح اندازہ لگانے کیلئے یہ بتانا کافی ھے کہ ۱۹۴۰ء میں ملک کی کل آمدنی صرف ایک کھرب ۸۰ ارب روبل تھی ۔ دوسرے الفاظ میں سوویت یونین کے نقصانات ریاست کی سالانہ آمدنی کے تقریباً ۱۵ گنے تھے ۔

وہ علاقے جو دشمن کے قبضے میں آ گئے تھے ملک کی ایک تہائی صنعتی پیداوار اور اسکی آدھے سے زیادہ زرعی پیداوار دیتے تھے ۔ اسی طرح دشمن کے قبضے نے ملک کی معیشت کو سخت نقصان پہنچایا تھا ۔ سمینٹ کی پیداوار اور تجارتی لکڑی کی برآمد ۱۹۲۸ء ۲۹ — کی سطح تک گر گئی تھی، ٹریکٹروں کی پیداوار، تیل کی حاصلات اور دیگ چدنی لوھے کی پیداوار بھی ۳۳ — ۱۹۳۰ء کی

سطح تک کم ہو گئی تھی اور کوئلے، فولاد اور آہنی دھات سازی گر کر ۳۷ — ۱۹۳۴ء کی سطح سے جا ملی تھی۔ دوسرے الفاظ میں جنگ نے سوویت معیشت کو دس سال پیچھے دھکیل دیا تھا۔ ہر شخص کو اب یہی دھن تھی کہ کس طرح جلد ازجلد سوویت معیشت کو بحال کیا جائے۔

مغربی ممالک کے بورژوا پریس کا کہنا تھا کہ امریکی قرضوں کے بغیر سوویت یونین دسیوں سال بعد ھی پنپ سکتا تھا۔ وہ یہ بالکل نہیں سمجھ رہے تھے کہ کن لوگوں کے بارے میں وہ یہ سب قیاس آرائیاں کر رہے ھیں۔ کمیونسٹ پارٹی کی رہنمائی میں اور بالکل اپنے وسائل سے دنیا کے پہلے سوشلسٹ ملک نے اپنی معاشی بحالی کے مسائل حیرت انگیز مختصر عرصے میں خود ھی حل کر لئے!

سوویت فوج کی سبکدوشی ۱۹۴۵ء کی گرمیوں سے ھی شروع ھو گئی تھی اور ستمبر ۱۹۴۵ء میں عسکریت پرست جاپان کی شکست کے بعد اسمیں اور تیزی ھوئی۔ چنانچہ یہ سال ختم ھوتے ھوتے تیس لاکھ سے زیادہ فوجی واپس آکر غیرفوجی کاموں میں لگ گئے۔ ۱۹۴۸ء کی ابتدا تک ۸۵ لاکھ سے زیادہ لوگ فوجی خدمات سے سبکدوش ھو چکے تھے۔ اس وقت تک سوویت فوج جسمیں مئی ۱۹۴۵ء تک ایک کروڑ ۱۳ لاکھ فوجی تھے اب اپنی جنگ سے پہلے والی تعداد کو پہنچ چکی تھی۔

اس بات کی خاص فکر کی گئی کہ سبکدوش سپاھیوں کو کام ملے۔ بہت سے تعلیمی‌وتربیتی کورس جاری کئے گئے تاکہ سابق سپاھی اور افسر غیر فوجی کاموں اور پیشوں کی تربیت حاصل کر سکیں یا اپنی غیرفوجی صلاحیتوں کو بہتر بنا سکیں۔

ساتھ ھی ایسے اقدامات بھی کئے گئے کہ ملک کی صنعت پھر سے پرامن ضروریات کے لئے کام کر سکے۔ مئی ۱۹۴۵ء میں ھی اسلحہ سازی میں تخفیف کے پیش‌نظر ریاستی دفاعی کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ صنعت کی تشکیل نو کی جائے۔ اسلحہ اور فوجی سامان بنانے والی کثیر تعداد فیکٹریوں اور کارخانوں کو پھر شہری ضرورت کا سامان بنانے کی ھدایت کی گئی۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ بھاری صنعتی کارخانوں میں روزمرہ کے استعمال کی چیزیں بنانے کے ورکشاپ قائم

کئے جائیں۔ چنانچہ ۱۹۴۵ء کی خزاں میں ھی شہری ضروریات کے سامان کی پیداوار اسلحہ سازی سے زیادہ ہو چکی تھی۔

قومی بجٹ میں بھی نمایاں تبدیلیاں نظر آتی تھیں۔۱۹۴۶ء میں دفاعی اخراجات کل بجٹ کا ۲۴ فیصدی تھے جو ۱۹۴۰ء یعنی جنگ سے پہلے والے آخری سال کے مقابلے میں کافی کم تھا۔

جنگ کے بعد کی صنعت، تحقیقات اور انتظامی ڈھانچے کی طرف کافی توجہ کی گئی تھی۔ اسی وجہ سے ۱۹۴۵ء کی گرمیوں میں استالن گراد کے کارخانے سے ۵۰۰ واں ٹریکٹر بن کر نکل چکا تھا، لینن گراد کے ''کراسنی اکتوبر،، کارخانے کی بلومنگ مل پھر کام کرنے لگی تھی، ایفریموف (تولا کا علاقہ) میں مصنوعی ربر تیار ہونے لگی تھی اور لووف سے بجلی کی بلب، کریوکووا (پولتاوا کا علاقہ) میں ریل کے ڈبے اور خارکوف میں گرائنڈنگ مشینیں وغیرہ بننے لگی تھیں۔

پرامن پیداوار کی طرف واپس آنا مشکل کام ثابت ہوا۔ معیشت کے سارے شعبوں میں صنعت کی مختلف شاخوں کے درمیان رابطہ ازسرنو قائم کرنا تھا، پیداوار میں تخصیص کاری اور تعاون کو پھر سے منظم کرنا اور سامان اور مشینری کی سپلائی کی ضمانت دینی تھی۔ اولین مقصد جنگ سے پہلے کے پیداواری نظام کو بحال کرنا تھا لیکن پہلے کی طرح نہیں بلکہ زیادہ اونچی سطح پر اور حاصل شدہ تجربے اور سائنس اور ٹکنیک کے جدید ترین کارناموں کو استعمال کر کے۔ اس بات نے حالات کو اور پیچیدہ بنا دیا تھا کہ موجودہ مشینری اور سازوسامان کا زیادہ تر حصہ یا تو گھس چکا تھا یا پھر قابل مرمت تھا۔ کافی حصہ تو بالکل بیکار ہو گیا تھا۔

تعمیراتی کارکنوں نے فوری بحالی کے کام میں بڑا رول ادا کیا۔ تعمیراتی سازوسامان کی کمی کیوجہ سے ان کا کام اور بھی مشکل ہو گیا تھا۔ ۱۹۴۵ء میں سمینٹ کی پیداوار گر کر ۱۹۲۸ء کی سطح کو پہنچ گئی تھی۔ اینٹوں کی صنعت اس سے بھی خراب حالت میں تھی اور شیشے کی پیداوار انقلاب سے پہلے کے مقابلے میں بھی کم ہو گئی تھی۔

مشینوں اور آلات وغیرہ کی سخت کمی تھی۔ اس شعبے میں ابھی بڑے پیمانے کی پیداوار منظم کرنی تھی۔ بلند کرین شاذ و نادر ھی دکھائی دیتے تھے۔ ۱۹۴۵ء میں صرف ۱۰ ایکسکیویٹر اور موٹر گاڑی

والے ۱۷ کرین جمع کئے جا سکے تھے - پلاسٹر لگانے اور رنگنے کے کام کا ذکر کیا کھدائی اور کنکریٹ ملانے کا کام تک زیادہ تر ہاتھوں سے ہوتا تھا -

کام کرنےوالوں کی سخت کمی تھی - جنگ سے پہلے کے مقابلے میں مزدوروں اور ملازموں کی تعداد میں پچاس لاکھ سے زیادہ کی کمی ہوئی تھی یعنی ۱۹۴۰ء میں انکی تعداد تین کروڑ ۳۹ لاکھ تھی جو ۱۹۴۵ء میں گھٹ کر دو کروڑ ۸۶ لاکھ رہ گئی - صنعت میں انکی تعداد ۱۴ فیصدی اور ٹرانسپورٹ میں ۹ فیصدی کم ہو گئی تھی - کسانوں کی آبادی میں ۱۵ فیصدی کمی ہوئی تھی اور زراعت کا زیادہ تر کام عورتیں، بوڑھے اور کم عمر لڑکے لڑکیاں کر رہے تھے -

صنعت میں کام کرنے والوں کی ہنرمندی کی سطح بھی نیچی ہو گئی تھی - ۱۹۴۵ء میں سندیافتہ انجنیروں اور ماہرین ٹکنیک کی تعداد بمقابلہ ۱۹۴۰ء کے ایک لاکھ ۲۶ ہزار کم تھی - صنعتی مزدوروں میں بھی نصف سے زیادہ عورتیں تھیں اور کم عمر کے لڑکے لڑکیاں بھی بڑی تعداد میں تھے -

جنگ کے بعد معیشت کی تنظیم نو میں یہ ساری باتیں سنگین رکاوٹ تھیں - ۱۹۴۶ء میں نہ صرف صنعتی پیداوار کم ہوئی تھی بلکہ محنت کی کارگذاری بھی کم ہو گئی تھی اور پیداوار کی لاگت بڑھ گئی تھی -

نئے مزدوروں کو زیادہ باہنر بنانے اور نئی مشینری اور ٹکنیک کے استعمال کے واسطے ان کو تربیت دینے کے لئے زیادہ وقت اور اخراجات اور انکا معیار زندگی بلند کرنے کی ضرورت تھی -

یہ بات قابل لحاظ ہے کہ دسمبر ۱۹۴۷ء تک جنگ کے زمانے کی طرح شہروں میں بہت سی استعمالی چیزوں اور غذائی سامان کا راشن مقرر تھا - حالانکہ اس سے صنعتی مزدوروں اور ملازموں کے خاندانوں کو ضروریات زندگی کی (جنگ سے قبل کی ریاستی قیمتوں پر) ضمانت تھی - پھر بھی یہ راشن کافی محدود تھا -

سارے ملک میں رہائشی مکانات کی سخت قلت محسوس کی جا رہی تھی - ۱۹۴۶ء کی ابتدا میں کوزنیتسک بیسن کے مزدور ہوسٹلوں میں رہتے تھے اور اپنے حجروں میں دو منزلہ تختوں پر سوتے تھے -

22*

درحقیقت فی کس رہائشی جگہ کا اوسط دو مربع میٹر سے زیادہ نہ تھا۔ یہی صورت ماگنیتوگورسک، نیژنی تاگیل اور بہت سے دوسرے شہروں میں تھی۔ جن علاقوں پر نازیوں کا قبضہ رہ چکا تھا وہاں لوگ اب بھی کھنڈروں اور گڈھوں میں رہتے تھے۔

سوویت لوگوں نے بڑے عزم و استقلال کے ساتھ جنگ کے بعد خراب حالی کا مقابلہ کیا۔ وہ ان مشکلات کے اسباب بخوبی جانتے تھے۔

اسی زمانے میں ایک برطانوی وفد ماسکو کے موٹرساز کارخانے کے حرفتی اسکول آیا۔ غیرملکی مہمانوں نے ایک درجے میں طلبا سے مندرجہ ذیل سوالات کئے:

''تمہارے فلیٹ میں گرم پانی کے نل ہیں؟

''تمہارے باپ کے پاس کتنے سوٹ ہیں؟

''کیا تمہارے فلیٹ میں گیس کا انتظام ہے؟''

اسکے بعد اسکول کے ڈائرکٹر نے ان لڑکوں سے کھڑے ہونے کے لئے کہا جن کے باپ جنگ میں کام آئے تھے۔ ایک لڑکے کے سوا سارا درجہ کھڑا ہوگیا۔ غیرملکیوں نے گھبرا کر اس لڑکے سے جو ابھی بیٹھا تھا سوال کیا:

''کیا تمہارے باپ نے جنگ میں حصہ نہیں لیا تھا؟''

''میرے باپ زندہ ہیں لیکن لڑائی میں ان کے دونوں پیر جاتے رہے۔''

اسکے بعد غیرملکیوں نے گھریلو سہولتوں کے بارے میں کوئی سوال نہیں کیا۔

سوویت لوگوں نے یہ خود ہی دیکھ لیا کہ پارٹی اور حکومت دونوں معیشت کو تیزی سے ترقی دینے، محنت کشوں کی خوش‌حالی میں اضافہ کرنے اور جنگ کی ساری باقیات کو مٹانے کیلئے فیصلہ کن اقدامات کر رہی ہیں۔ فسطائیت کی شکست کے بعد پہلے ہی سال سے ۸ گھنٹے کا کام کا دن بحال کر دیا گیا، لازمی محنتی بھرتی ختم کر دی گئی اور لازمی فاضل کام بھی بند ہو گیا، سالانہ اور ضمنی چھٹیاں بھی بحال ہو گئیں اور بچوں کے روٹی کے راشن میں اضافہ کیا گیا۔ ۱۹۴۳ء میں ہی حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ بڑے بڑے شہروں جیسے ہیرو شہر استالن گراد، روستوف بر دریائے دون، اسمولینسک اور اوریل وغیرہ کے کھنڈروں کو جلدازجلد بحال کر

کے ان کو نئی زندگی دی جائےگی۔ ۱۹۴۴ء میں دونباس کی تجدید اور لینن گراد کی تعمیر نو کے لئے فوری اقدامات کئے گئے۔ مختصر یہ کہ جنگی کارروائیاں ختم ہونے سے پہلے بحالی کے لئے بہت کچھ کیا جا چکا تھا۔

جنگ کے بعد معیشت کی بحالی اور توسیع کا جو پروگرام پارٹی نے پیش کیا اسکا سوویت لوگوں نے بڑے جوش وولولے کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ ۱۰ فروری ۱۹۴۶ء کو جنگ کے بعد سوویت یونین کی اعلی سوویت کے پہلے انتخابات ہوئے۔ اس موقع پر ۹ فروری ۱۹۴۶ء کو استالن نے رائے دھندگان کے سامنے تقریر کرتے ہوئے متذکرہ بالا پروگرام کی وضاحت کی۔

تین پنجسالہ منصوبوں کے طویل مدتی پروگرام کے مطابق سوویت لوگوں کو معیشت کی زبردست ترقی کے لئے کام کرنا تھا تاکہ جنگ سے قبل کے مقابلے میں صنعتی پیداوار کی سطح تین گنی زیادہ ہو سکے۔ اس پروگرام کی تکمیل کے لئے پہلے قدم چوتھے پنجسالہ منصوبے (۱۹۴۶ء — ۵۰) کے ذریعہ اٹھائے گئے۔

ان حالات میں جبکہ جنگ نے ملک کی معیشت کو دس سال پیچھے دھکیل دیا تھا یہ خیال کہ ایک پنجسالہ منصوبے کے دوران پھر ۱۹۴۰ء کی سطح تک پہنچ کر اس سے کافی آگے نکل جایا جائے، سوویت لوگوں کیلئے کافی ولولہ انگیز تھا۔ اسی لئے انھوں نے اعلی سوویت کے اس اجلاس سے کافی دلچسپی لی جو چوتھے پنجسالہ منصوبے کو منظور کرنےوالا تھا۔

سوویت یونین کی اعلی سوویت کا یہ اجلاس اسکی دوسری نشست میں پہلا تھا اور ۱۲ مارچ سے ۱۸ مارچ ۱۹۴۶ء تک ہوا۔ اسمیں اعلی سوویت کی مجلس صدارت اور اس کے صدر کا انتخاب ہوا۔ میخائیل کالینن کی شدید بیماری کیوجہ سے مجلس صدارت کے نئے صدر شویرنیک منتخب کئے گئے۔ اعلی سوویت نے ایک قانون کے ذریعہ عوامی کمیساروں کی سوویت کا نام بدل کر وزیروں کی سوویت کردیا۔ چنانچہ اس قانون کے مطابق کل یونین اور ساری رپبلکوں کی عوامی کمیساریتیں اب وزارتیں کہلانے لگیں۔ الستالن وزیروں کی سوویت کے صدر مقرر کئے گئے۔ نئے وزراء میں بائباکوف، وانیکوف، واخروشیف، ایفریموف، لوماکو، سالیشیف، پیرووخین، تیواسیان، اوستینوف اور سوویت معیشت

کے بہت سے دوسرے تجربہ‌کار ناظم تھے - انھوں نے سوشلسٹ صنعت‌کاری اور زراعت کی اجتماعیت کے برسوں میں معیشت کی رھنمائی کا تجربہ حاصل کیا تھا اور حب‌وطنی کی عظیم جنگ کی سنگین آزمائشوں سے تپ کر نکلے تھے - وہ خود تجربہ‌کار ماھر تھے اور انھوں نے اپنے کام میں معاشی اور سماجی تنظیموں کا سہارا لیا -

۱۸ مارچ ۱۹۴۶ء کو سوویت یونین کی اعلی سوویت نے ۱۹۴۶ء — ۵۰ کے لئے ملک کی عوامی معیشت کی بحالی اور ترقی کے چوتھے پنجسالہ منصوبے کی تصدیق کی جو منصوبہ بندی کمیٹی (گوسپلان) نے تیار کیا تھا اور جس کو حکومت منظور کر چکی تھی -

چوتھے پنجسالہ منصوبے کا ابتدائی دور بحالی کے کام میں صرف کیا گیا - ۱۹۴۶ء — ۵۰ کے دوران لگائے جانےوالے سرمائے میں سے تقریباً نصف جنگ سے تباہ علاقوں کی معیشت کی بحالی کے لئے دیا گیا -

سب سے زیادہ وسائل صنعتی مرکزوں کی بحالی اور ایندھن اور بجلی کے مرکزوں کی ترقی میں لگائے گئے - کوئلے اور تیل کی سخت کمی کیوجہ سے بجلی کی قوت پیدا کرنے میں رکاوٹیں پیش آرھی تھیں - صنعتوں اور آبادی کے لئے بجلی کی سپلائی کو بہت ھی کم کرنا پڑرھا تھا - متعدد شہروں اور مزدوروں کی بستیوں میں تو بجلی صرف چند گھنٹوں کے لئے دی جاتی تھی -

ایندھن کی قلت کو بھی جلد از جلد دور کرنے کے لئے فوری اقدامات کی ضرورت تھی - کوئلے کی صنعت کی طرف بھی خاص توجہ کی گئی جو جنگ سے پہلے کی طرح اب بھی سوویت دیس میں ایندھن کی سپلائی کا اھم‌ترین ذریعہ تھی - دونباس کی بحالی کو جو ملک میں کوئلے کی کانوں کا خاص مرکز تھا اولین فریضہ بنایا گیا - جیسے ھی جرمن اس علاقے سے نکالے گئے دونباس پھر اپنے کھنڈروں سے ابھرنے لگا - دسیوں کانوں کو پانی سے بھر دیا گیا تھا اور ان کی بحالی کے لئے چھ ارب مکعب میٹر پانی نکالنا پڑا - یہ پانی اتنا تھا کہ اگر کوئی ایسی نہر زمین کے گرد کھو دی جاتی جو پانچ میٹر چوڑی اور تین میٹر گھری ھوتی تو وہ بھی بھر جاتی - یہ واقعی ایک زبردست کارنامہ تھا - یہاں چوبیس گھنٹے کام ھوتا تھا اور اگرچہ ۱۹۴۵ء میں کام کا دن ۸ — ۶ گھنٹے کا ھوگیا تھا لیکن اس کی پروا نہ کرتے ھوئے

لوگ جانفشانی اور ولولے کے ساتھ کام کرتے رہے۔ اگرچہ عورتوں اور کم عمر لڑکوں کے لئے تہہ زمین کانوں میں کام کرنے کی قانونی طور پر ممانعت تھی لیکن مزدوروں کی کمی کیوجہ سے جنگ کے زمانے کی طرح اس کے بعد کے پہلے برسوں میں بھی نوجوان عورتیں کان کنوں کے بھاری ہتھوڑے لئے اور کان کنوں کے خود اور جوتے پہنے تہہ زمین کانوں میں اکثر دیکھی جاسکتی تھیں۔ لوگ جتنا بھی کام کر سکتے تھے یہ خیال کئے بغیر کرتے تھے کہ وہ کتنے گھنٹے کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ ہزاروں کان کنوں کو سوویت یونین کی اعلی سوویت کی طرف سے جاری کیا ہوا ''دونباس کی کوئلے کی کانوں کی بحالی کےلئے،، تمغہ عطا کیا گیا۔

دنیپر پن بجلی گھر کی بحالی کا کام بھی کافی مشکل تھا۔ اس بجلی گھر کو جو اس زمانے میں یورپ کا سب سے بڑا بجلی گھر تھا دشمن دھماکوں سے اڑانے میں کامیاب نہیں ہوا تھا اور سوویت سفرمینا کے لوگوں نے اس کے اندر سے سیکڑوں ٹن آتش گیر مسالہ نکالا۔ ہزاروں آدمی بجلی گھر کی بحالی کے لئے رضا کارانہ طور پر کام کرنے پہنچ گئے۔ وہاں بہت سے پرانے دوست پھر ملے جنھوں نے پہلے دنیپر پن بجلی گھر کا نقشہ تیار کرنے اور اس کی تعمیر میں حصہ لیا تھا۔

اس زبردست پن بجلی گھر کے پہلے ٹربائن نے ۴ مارچ ۱۹۴۷ء کو پھر کام کرنا شروع کیا اور تین سال بعد پن بجلی گھر پوری طرح کام کرنے لگا۔ ۱۹۵۰ء تک دنیپر پن بجلی گھر نہ صرف بحال ہوگیا بلکہ اس کو نئی مشینوں سے بہتر بنایا گیا۔ پہلے سے زیادہ طاقتور نو ٹربوجنریٹر جو لینن گراد میں بنائے گئے تھے اس پن بجلی گھر میں نصب کئے گئے۔

یہ بات توجہ کے قابل ہے کہ نازی جنرل شتیولپناگیل نے جس کی فوج کو سوویت سپاہیوں نے دریائے دنیپر کے کنارے ۱۹۴۳ء میں زبردست شکست دی تھی اپنی ہار کے لئے عذر پیش کرتے ہوئے ہٹلر سے کہا تھا ''جو کچھ ہم نے تباہ کیا ہے اس کی بحالی کے لئے روس کو ۲۰ سال کی ضرورت ہوگی،،۔

زبردست دھاتساز کارخانے اتنی تیزی کے ساتھ پھر چالو کئے گئے کہ انتہائی تجربے کار ماہر بھی انگشت بدنداں رہ گئے۔

ان کو معلوم تھا کہ قبضہ گیروں کو ان کارخانوں کو اپنے لئے استعمال کرنے میں کیسی مشکلات پیش آئی تھی۔ مثلاً دنیپرودزیرژینسک پر نازیوں کا ۶۲۹ دن قبضہ رہا لیکن وہ وہاں کے فولاد ڈھالنےوالے کارخانے کو کسی طرح بھی ٹھیک سے نہ چلا سکے اور سوویت مزدوروں اور انجنیروں نے نازیوں کا قبضہ ہٹنے کے بعد اس کو ۲۶ دن میں بحال کرکے چالو کر دیا۔

ایندھن اور بجلی کے مرکزوں، دھاتسازی کے کارخانوں، سڑکوں اور ریلوے لائنوں کی جلد از جلد بحالی نے ہمہ گیر معاشی ترقی میں تیزی پیدا کی اور وہ بھی صرف ان علاقوں میں نہیں جن پر حملہآوروں کا قبضہ رہ چکا تھا بلکہ سارے ملک میں ایسا ہوا۔ مزیدبرآں نئے نئے کارخانے، فیکٹریاں، کانیں اور تیل کے کنوئیں وغیرہ بھی بنائے گئے۔ بحالی اور نئی تعمیری اسکیمیں دونوں صنعتی توسیع کے اجزا میں سے تھیں۔ کوئی دشواری بھی اس تیز رفتار ترقی کو نہیں روک سکتی تھی۔

۱۹۴۶ء میں ملک کو ایسی شدید خشک سالی کا مقابلہ کرنا پڑا جس کی پچھلی نصف صدی میں کوئی مثال نہ تھی۔ یوکرین، کرائمیا، مالداویا اور والگا کے علاقے کے ہزارہا پنچائتی اور ریاستی فارموں پر اس کا اتنا برا اثر پڑا کہ ان کے لئے سرکاری کوٹے کا اناج دینا تو الگ رہا ان کو اپنی ضرورتوں کے لئے الٹے باہر سے اناج لینا پڑا۔ اس خشک سالی کیوجہ سے غذائی راشن کو ایک سال تک اور جاری رکھنا پڑا۔ خام اشیا کی کمی کیوجہ سے کپڑا، جوتے اور غذائی سامان بنانےوالی فیکٹریاں اور کارخانے اکثر رک جاتے تھے۔ پہلے کی طرح خشک سالی کیوجہ سے وباؤں کو پھیلنے اور مصیبت زدہ علاقوں سے لوگوں کے بھاگنے کو روکنے کے لئے مزید کوششوں اور رقموں کی ضرورت تھی۔ اس کے ریاستی بچت کی رقمیں خرچ کی گئیں۔ خشک سالی کے خلاف جدوجہد میں بھی سوویت لوگوں نے فتح حاصل کی۔

۱۹۴۸ء کی خزاں میں ایک اور بڑی مصیبت آئی۔ سوویت ترکمانیہ کی راجدھانی عشق‌آباد کو ایک زبردست زلزلے نے تباہ کر دیا۔ بہرحال دوسرے دن سے ہی دوسری سوویت ریپبلکوں سے طبی سازوسامان اور دوائیں لیکر ہوائی جہاز یہاں پہنچنے لگے۔ ہر طرف سے مدد آنے لگی۔ ہر سوویت ڈاکخانے میں یہ نوٹس نمایاں

نظر آنے لگی کہ ''عشق‌آباد بھیجے جانےوالے پارسلوں کو ترجیح دی جائےگی،،۔ یوکرین، بیلوروس، جارجیا اور ازبکستان کے پانیروں اور نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبروں نے عشق‌آباد کے بچوں اور لڑکوں کو کتابیں، کاپیاں اور طرح طرح کے عطئے بھیجے۔ لینن گراد اور سویردلوفسک کے مشین‌ساز کارخانوں نے قبل از وقت عشق‌آباد کے کارخانوں کے لئے مشینیں تیار کیں۔ مختلف ممالک کے جو صحافی یہاں زلزلے کی تباہ کاریاں دیکھنے آئے تھے ان کو ایک بار پھر اپنی آنکھوں سے یہ دیکھنے کا موقع ملا کہ سوویت یونین میں قوموں کے درمیان دوستی کا کیا مطلب ھے۔

سوویت کمیونسٹ پارٹی اور حکومت نے جس طرح لوگوں کی روزمرہ کی ضروریات کا لحاظ کیا اور جنگ کے بعد کے برسوں میں جو کامیابیاں حاصل کی گئیں ان سے سوویت لوگوں میں محنت کے اور بڑے کارنامے دکھانے کا حوصلہ پیدا ھوا، سوشلزم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے وہ مشترکہ طور پر زیادہ یقین اور اعتماد سے کام کرنے لگے۔ اس کا نمایاں ثبوت سوویت یونین کی اعلی سوویت اور یونین ریپبلکوں کی اعلی سوویتوں کے انتخابات کے وقت اور ریاستی قرضوں کے بانڈ بڑی تعداد میں خرید کر محنت کشوں نے دیا۔ اس کے ساتھ ھی حکومت کی خارجہ پالیسی اور روزمرہ کی ھزارھا بڑی چھوٹی ذمےداریوں کی متفقہ حمایت کی گئی۔

فیکٹریوں کو جلد از جلد چالو کرنے، خام اشیا اور دوسری چیزوں میں کفایت کرنے وغیرہ کے مقابلے سارے ملک میں پھیل گئے۔ لینن گراد کو بحال کرنےوالوں نے یہ نعرہ دیا: ''پنجسالہ منصوبے کو چار سال میں پورا کرو!،، اور یہ نعرہ پورے ملک میں گونج گیا۔

صنعتی پیداوار کی سطح ۱۹۴۸ء میں ھی جنگ سے پہلے والی حد سے آگے نکل گئی حالانکہ سوشلزم کے دشمنوں کا دعوی یہ تھا کہ بحالی کے کام میں کم از کم دس سال لگ جائیں‌گے اور وہ بھی امریکی قرضوں کے بغیر ممکن نہ ھوگی۔ یہاں یہ بتانا خالی ازدلچسپی نہ ھوگا کہ مغربی یورپ کی صنعتیں اس وقت تک جنگ سے قبل کی سطح تک نہیں پہنچی تھیں اگرچہ ان کو سوویت صنعت کے مقابلے میں جنگ نے کم نقصان پہنچایا تھا۔ علاوہ بریں، مغربی یورپ کو

امریکی بینک بڑی دریادلی سے قرضے دے رہے تھے جبکہ ریاستہائے متحدہ امریکہ کے صدر نے سوویت یونین کو قرض دینے کی ممانعت کر رکھی تھی۔ اپنے معاہدے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ریاستہائے متحدہ امریکہ کے محکمۂ تجارت نے سوویت یونین کو ٹکنیکی ساز و سامان دینا بند کر دیا اور بعد میں سوویت یونین سے کیکڑے اور کئی قسم کا سمور خریدنے کی بھی ممانعت کر دی۔

دوسری طرف سوویت حکومت نے اندرون ملک ساری مشکلات کے باوجود فرانس کو کافی مقدار میں اناج بھیجا۔ ۱۹۴۷ء میں سوویت لوگوں نے چیکوسلاواکیہ کی مدد بھی چھ لاکھ ٹن اناج سے کی۔ پراگ کے اخباروں نے اس بات پر زور دیا کہ یہ اناج اس وقت ایسے کم نرخ پر دیا گیا تھا جو اس وقت دنیا میں کہیں نہ تھا۔ سوویت یونین نے فسطائیت کے خلاف جدوجہد میں تباہ ہونےوالے دوسرے ملکوں کو بھی کافی مدد دی، خصوصاً چین کو بہت بڑی رقم قرض میں دی گئی جس کے شرائط بہت آسان تھے۔

یہاں یہ یاد دلانا ضروری ہے کہ سوویت لوگوں کو اپنی برباد معیشت دوبار بحال کرنی پڑی تھی۔ پہلی بار خانہ‌جنگی اور غیرملکی مداخلت کے بعد جو ۱۸ — ۱۹۱۴ء کی پہلی عالمی جنگ کے بعد ہوئی تھیں اور دوسری بار فسطائیت کو شکست دینے کے بعد۔ پانچویں دھائی میں یہ بحالی دگنی تیزی سے کی گئی تھی۔ اب بحالی کی مادی اور ٹکنیکی بنیاد اور خود مزدور طبقہ مختلف ہو گئے تھے۔ ۱۹۴۵ء میں صرف اورال اور مغربی سائبیریا ملک کو اس سے تقریباً دو گنا کوئلہ اور فولاد دے رہے تھے جتنا سارا روس ۱۹۱۳ء میں دیتا تھا اور دھات تراش خرادوں کی مصنوعات ان دونوں علاقوں میں زار کی پوری سلطنت کے مقابلے میں ساڑھے چار گنی زیادہ تھی۔

یہ کوئی راز کی بات نہیں کہ ھماری صدی کی تیسری دھائی کی ابتدا میں دھات‌ساز کارخانوں اور دونباس کی کانوں کی بحالی بہت ھی دشوار بات تھی اور والخوف کے بجلی گھر کی تعمیر انتہائی سست رفتاری سے ہوئی تھی۔ یہ ایسا زمانہ تھا جبکہ نہ صرف پہلے سوویت ٹریکٹر، موٹرگاڑیاں اور ریلوے انجن وجود میں آئے بلکہ ''سرخ ڈائرکٹر،، بھی۔ ان نئے سوویت ڈائرکٹروں کو یہ نام دیا گیا تھا۔ یہ نہ تو اپنے کام کی مہارت رکھتے تھے اور نہ عملی تجربہ۔

ان کے پاس مطالعہ کے لئے بھی وقت نہ تھا اور ان میں سے بہت کم ہی یونیورسٹی کے سندیافتہ تھے۔

لیکن دو دھائی برسوں کے بعد نقشہ بالکل بدل گیا۔ اس میں شک نہیں کہ مشکلات باقی رہیں لیکن اس دوران میں سوویت معیشت نے ان پر تیزی سے قابو پانے کے کافی امکانات حاصل کر لئے۔ اور خاص بات تو یہ تھی کہ کمیونسٹ پارٹی ان لوگوں کو پرامن کام کے اہم‌ترین شعبوں میں سربراہی کے لئے بھیج سکی جو سوشلسٹ صنعت کاری کے ابتدائی مدارج میں پروان چڑھے تھے۔ مثلاً نوجوان رائزیر ماگنیتوگورسک کے بہت سے مینجروں میں سے ایک تھے۔ وہ جنگ کے بعد دھات‌سازی اور کیمیاوی صنعت کے کارخانوں کی تعمیر کے وزیر ہو گئے۔ دیمشیتس اور کومزین بھی چوتھی دھائی میں اسی راستے سے گذرے تھے۔ ۱۹۴۵ء میں دیمشیتس کو زاپوروژئے کے زبردست کارخانوں کی بحالی کا کام سپرد ہوا جبکہ کومزین کو سیواستوپول کی بحالی کے لئے بھیجا گیا۔

۱۹۴۷ء میں نکولائی دیگائی کو ایک تعمیراتی وزارت کا وزیر مقرر کیا گیا۔ پہلے یہ نوجوان انجنیر معمولی مزدور کی حیثیت سے کام کرکے بڑے صنعتی ٹرسٹ کا مینجر بنا تھا۔ الکساندر زاسیاد کو ابھی جوان تھے جب ان کو وزیر بنایا گیا۔ وہ ایک مزدور کے خاندان میں ۱۹۱۰ء میں پیدا ہوئے تھے۔ بعد کو وہ فٹر کی حیثیت سے کام کر رہے تھے جب ان کے پارٹی یونٹ نے ان کو یونیورسٹی کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے بھیجا۔ وہ اپنے وطن دونباس انجنیر کی سند لیکر لوٹے اور جنگ کے بعد جلد ہی ان کو کوئلے کی صنعت کا وزیر مقرر کیا گیا۔

استاخانوف تحریک کے اگوا کاروں کے کارنامے بھی کچھ کم یادگار نہیں ہیں۔ یہ تحریک چوتھی دھائی کے وسط میں شروع ہوئی تھی۔ بنکر عورت ماریا وینوگرادوا نے صنعتی اکادمی کی تعلیم ختم کی اور فیکٹری کی نائب ڈائرکٹر ہو گئی۔ انجن ڈرائیور بوگدانوف انجنیر ہو گئے اور ماسکو ۔ کیئف ریلوے لائن کے نگراں مقرر ہوئے۔ کان کن الکسئی استاخانوف اور انجن ڈرائیور پیوتر کریوانوس کو بھی اچھی جگہیں ملیں۔ مزدور الکساندر بوسیگین نے اعلی تعلیم ختم کی تھی۔ انھوں نے ۱۹۳۵ء میں کریملن میں ایجادات اور اختراعات

کرنےوالوں کی کانفرنس میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا ''میں کم پڑھا لکھا ہوں... میں تعلیم سے زیادہ کسی اور چیز کی تمنا نہیں رکھتا۔ میں صرف لوہار نہیں رہنا چاہتا بلکہ یہ جاننا چاہتا ہوں کہ ہتھوڑے کیسے ڈھالے جاتے ہیں اور خود ان کو بنانا چاہتا ہوں۔''
پانچویں دھائی کے آخر تک وہ گورکی کے موٹر کے کارخانے میں اس ورکشاپ کے سربراہ تھے جہاں انہوں نے کبھی مزدور کی حیثیت سے امریکی لوہاروں کے عالمی ریکارڈ توڑے تھے۔

چوتھی دھائی کے آخر تک سارا صنعتی عملہ کافی تجربہ‌کار ہوچکا تھا۔ لوگوں کی سیاسی اور محنتی سرگرمیاں حیرت‌انگیز سطح تک بلند ہو گئی تھیں۔

بحالی کی پہلی مہم میں مزدور طبقے کو بےروزگاری اور انتشار پر قناعت کرنی تھی۔ اس وقت ذاتی طور پر اجرتی مزدوروں سے کام لینے کی اجازت تھی۔ بعض کارخانوں میں تو مالکوں اور مزدوروں کے درمیان جھگڑوں کی وجہ سے ہڑتال کی نوبت آجاتی تھی۔ اب بھی سوشلسٹ انقلابیوں اور مینشویکوں کی باقی تنظیموں کی سرگرمیاں قانونی تھیں۔ وسط ایشیا اور قزاخستان کے بعض علاقوں میں اب بھی جاگیردار اور اسیرلوگ تھے۔

۱۹۲۱ءمیں کمیونسٹ پارٹی کے صرف سات لاکھ سے کچھ زیادہ ممبر تھے اور نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبروں کی تعداد ابھی ڈھائی لاکھ تک نہیں پہنچی تھی۔ ووٹ دینے کا حق رکھنےوالے باشندوں میں سے صرف نصف اور کبھی اس سے بھی کم سوویتوں کے انتخابات میں حصہ لیتے تھے۔

پانچویں دھائی میں صورت‌حال بنیادی طور پر بدل گئی۔ اس دوران میں سوشلسٹ تعمیر پوری ہوچکی تھی۔ حب‌وطنی کی عظیم جنگ کے دوران سوویت مزدور طبقہ، سوویت معاشرے کا ہراول اور بھی مضبوط ہو گیا تھا اور سوشلسٹ وطن کے دفاع کی جنگ میں شدید نقصانات اٹھانے کے باوجود متحد ہوکر فولادی بن گیا تھا۔ اب کمیونسٹ پارٹی کے ساٹھ لاکھ ممبر ہو گئے تھے اور تقریباً ایک کروڑ نوخیز لڑکے لڑکیاں نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبر تھے۔ ۹۹ فیصدی سے زیادہ ووٹر تمام انتخابات میں باقاعدگی سے حصہ لینے لگے تھے۔

ان تمام باتوں نے کثیر تعداد لوگوں میں تخلیقی کوششوں کی ایک زبردست لہر پیدا کردی، حب وطنی اور خلوص کے ان جذبات کی وضاحت کی جو جنگ کے بعد کے برسوں میں سارے سوویت لوگوں میں پھیل گئے تھے اور ان میں یادگار کارنامے کرنے کی صلاحیت پیدا کررہے تھے۔

چوتھے پنجسالہ منصوبے کے دوران ۱۹۴۶ء — ۵۰ میں ۶۲۰۰ کارخانے اور فیکٹریاں یا تو بحال کی گئیں یا ازسرنو بنائی گئیں یعنی اوسطاً روزانہ تین بڑے صنعتی ادارے مکمل کئے گئے۔ صنعت میں مزدوروں اور ملازموں کی تعداد میں نبیس لاکھ سے زیادہ کا اضافہ ہوا۔ مزدور طبقے کی ساخت میں بھی نمایاں تبدیلیاں ہو گئی تھیں۔ بہت سے پرانے مزدور پنشن یافتہ ہو گئے تھے اور ان کی جگہ جنگ کے بعد سابق فوجیوں نے لے لی تھی۔ صنعت میں عورتوں اور نوخیز لڑکے لڑکیوں کی تعداد کم ہو گئی اور اب وہ کانوں وغیرہ میں کام کرتے اور انجن یا لاریاں چلاتے ہوئے کم دکھائی دیتے تھے۔ جو لوگ اپنے مہارت میں اضافہ کرنا چاہتے تھے ان کے لئے طرح طرح کے تعلیمی اور تربیتی کورسوں کی وسیع سہولتیں فراہم کی گئی تھیں۔ نئی مشینوں کے رواج نے ایسے مزدوروں کی تعداد میں اضافہ کیا جو نئے پیشوں کے ماہر تھے۔

پہلے کی طرح اب بھی قومی ریپبلکوں اور صوبوں کی صنعتی ترقی پر زیادہ توجہ کی جا رہی تھی۔ آرمینیا میں جھیل سیوان پر، جارجیا میں خرام اور سوخومی میں اور ازبکستان میں فرہاد نامی پہلے پن بجلی گھر بنائے گئے۔ ماورائے قفقاز اور وسط ایشیا نے اپنے دھاتساز مرکز قائم کئے۔

والگا اور اورال کے درمیان تیل برسانےوالے میناروں کا ایک جنگل سا پھیلتا چلا جا رہا تھا۔ تیل کی صنعت میں ''باکو ثانی،، کا رول آذربائجان کی راجدھانی باکو کی تیل کے مسلمہ مرکز کے رول سے کسی طرح کم نہیں رہا۔

انہیں برسوں میں پہلی گیس کی طویل پائپ لائنیں بچھائی گئیں جو ماسکو، لینن گراد، کیئف اور اندرون ملک کے دوسرے شہروں کو گیس پہنچانے لگیں۔
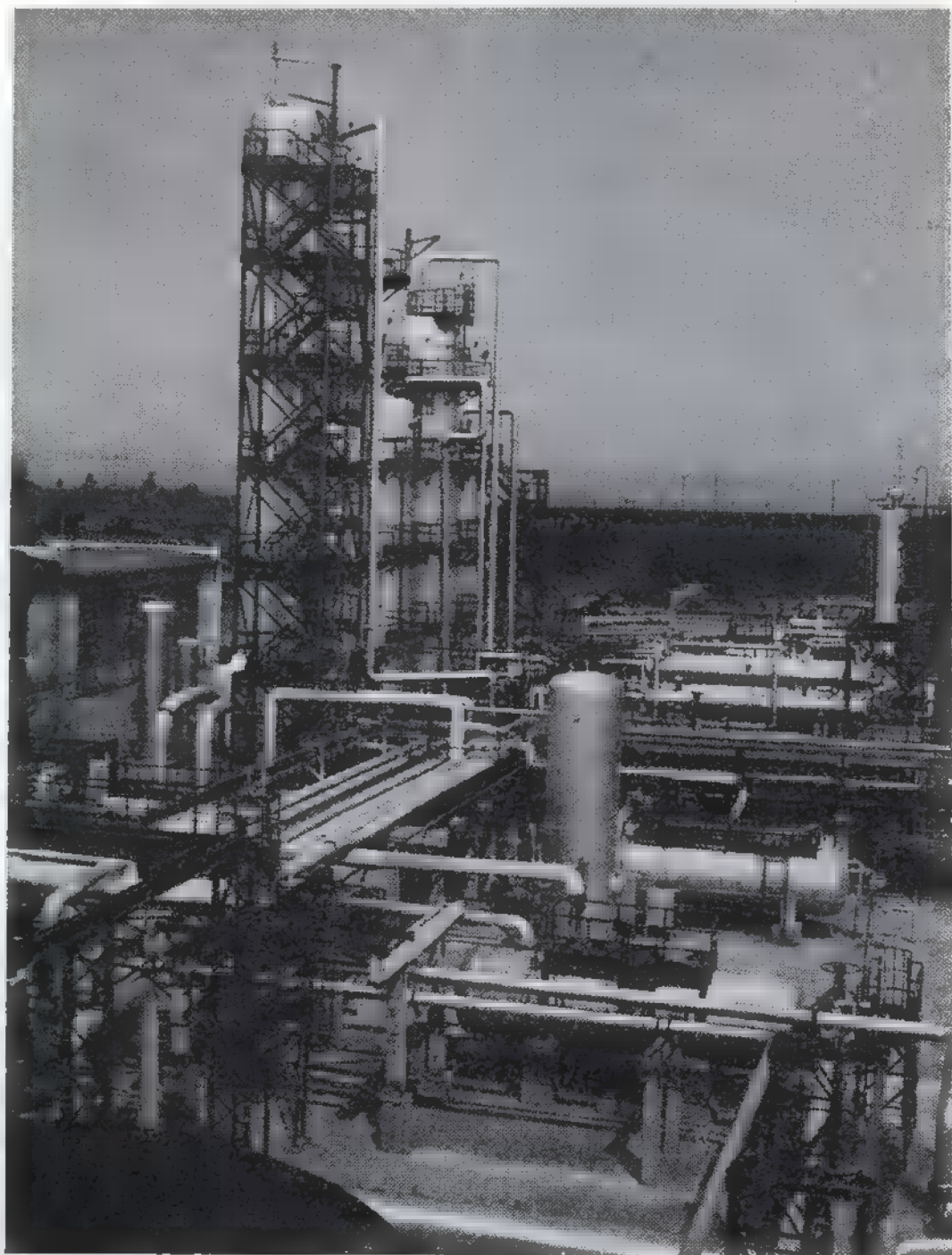
بشکیریا میں تیل صاف کرنے والا کارخانہ

یوکرین، بیلوروس اور مالداویا کے مغربی علاقوں، اور بالٹک ریاستوں میں جو ۱۹۴۰ء میں سوویت یونین میں شامل ہوئی تھیں سب سے زیادہ تیزرفتاری سے معاشی ترقی کی جا رہی تھی۔ سوویت یونین میں شامل ہونے سے پہلے یہاں چھوٹی صنعت اور دستکاری حاوی تھی اور بےروزگاری کا راج تھا۔ حتی کہ بالٹک ریاستوں میں جہاں پہلی عالمی جنگ تک صنعتی معیار روس کے بہت سے دوسرے حصوں کے مقابلے میں بلند تھا، بورژوازی اور جاگیرداروں کی پارٹی کی حکومت کے دوران صنعت زوال‌پذیر ہو گئی تھی اور صنعتی ترقی کی سطح گر گئی تھی۔

فسطائی قبضہ‌گیروں کو نکال باہر کرنے کے فوراً بعد نوخیز سوویت ریپبلکوں اور صوبوں میں اس سوشلسٹ تعمیرنو کی تجدید کی گئی جو حب‌وطنی کی عظیم جنگ کیوجہ سے ملتوی کرنی پڑی تھی۔ دوسری سوویت ریپبلکوں کی مدد سے یہاں کے لوگوں نے مختصر عرصے میں زرعی پسماندگی کو ختم کر دیا۔ اس کے لئے کافی کوشش اور مزید رقوم کی ضرورت تھی جو مجموعی طور پر سارے ملک نے پیش کیں۔ جنگ کے بعد والے پہلے پنجسالہ منصوبے کی انتہائی پیچیدہ صورت‌حال کے باوجود صرف بالٹک ریاستوں کی تیزرفتار معاشی ترقی و توسیع کے لئے اس سے کہیں زیادہ رقم پیش کی گئی جو ۱۹۱۸ء اور ۱۹۳۲ء کے درمیان پورے وسط ایشیا اور قزاخستان کی معاشی ترقی کے لئے دی گئی تھی۔ مثلاً ۱۹۴۶ء — ۵۰ میں استونیا کی صنعتی ترقی کے لئے اس سے زیادہ سرمایہ دیا گیا جو جنگ سے قبل کے پورے دور کے لئے سوویت آرمینیا کی صنعت میں لگایا گیا تھا۔ یوکرین کا پرانا شہر لووف ایک بڑا صنعتی مرکز بن گیا اور مغربی مالداویا کی معیشت میں بھی بڑی تبدیلی پیدا ہوئی۔

جنگ کے نقصانات کو دور کرنے میں سوویت حکومت نے اس بات کو بہت اہم گردانا کہ ملک کے تمام حصوں میں سوشلسٹ تعمیر کو ایک ہی سطح پر لایا جائے۔

چھٹی دہائی کی ابتدا میں معاشی ترقی کی امتیازی خصوصیت بہت بڑے بڑے پن بجلی گھروں کی تعمیر تھی۔ کاما، والگا، دون اور دنیپر کے دریاؤں پر پن بجلی گھروں کی تعمیر کو ترجیح دی گئی۔ حکومت نے والگا اور دون دریاؤں کو ملانے‌والی جہاز رانی کے قابل نہر اور

کوئیبیشیف اور استالن گراد میں بڑے بڑے پن بجلی گھر بنانے کے بارے میں مخصوص فیصلے کئے ۔ اب تعمیراتی کام کرنے والوں کو سوویت کارخانوں کی بنی ہوئی جدیدترین مشینیں — ٹپ اپ لاریاں جو ۲۵ ٹن تک سامان لے جاسکتی تھیں، بلڈوزر اور کھدائی کرنے والی مشینیں، طرح طرح کے کرین وغیرہ ملنے لگے ۔ اس زمانے کی ایک یادگار ایجاد چلتا پھرتا ایکسکیویٹر تھا جو سویردلوفسک کے ''اورال‌ساش،، کارخانے نے تیار کیا تھا ۔ یہ ایکسکیویٹر پانچ منزلہ عمارت کی بلندی رکھتا تھا اور اس کی سونڈ جو ۱۰۰ میٹر لمبی تھی روزانہ پندرہ ہزار مکعب میٹر زمین کھودتی اور ہٹاتی تھی ۔ یہی دیوپیکر مشینیں والگا — دون نہر کی تعمیر میں استعمال کی گئیں ۔ ماہرین معاشیات نے حساب لگایا کہ ایسا ایک ایکسکیویٹر جس پر ۱۷ مزدوروں کا جتھ کام کرتا ہے ایک سال میں اتنا کام کرتا ہے جتنا کام وہ ہاتھ سے ۵۰۰ سال میں کر سکتے تھے ۔

۱۹۵۲ء کی گرمیوں میں ۱۰۱ کلومیٹر لمبی والگا — دون نہر کھولی گئی ۔ اس کی وجہ سے پانچ سمندر (بحیرۂ سفید، بحربالٹک، بحیرۂآزوف، بحیرۂ اسود اور بحیرۂ کیسپین) ایک آبی ٹرانسپورٹ سسٹم میں متحد ہو گئے اور دون کے استیپی میدان سیراب ہوئے ۔

ملک کے وسطی علاقوں اور وسط ایشیا میں نہروں کی تعمیر اور کھیتوں کو بچانے والی ایک بڑی جنگل کی پٹی لگانے سے لوگوں کا خواب پورا ہوا جو وہ خشکسالی، استیپی کے ہواؤں اور زمین کی خرابی پر قابو پانے کے لئے صدیوں سے دیکھ رہے تھے ۔ یہ دیکھ کر کہ معیشت کی اس شاخ کی بحالی تخمینے کے لحاظ سے سست‌رفتاری سے ہورہی تھی، زراعت کو زیادہ تیزی سے ترقی دینے کی کوششیں کی گئی ۔ پنچائتی اور ریاستی فارموں کی ترقی کا کام دشوار تھا ۔ جنگ نے سوویت دیہاتوں کو سخت نقصان پہنچایا تھا ۔ جب مشہور عورت ٹریکٹر ڈرائیور انگیلینا جو جنگ کے دوران تخلئے کے سلسلے میں یوکرین سے چلی گئی تھیں وہاں واپس آئیں تو انھوں نے دیکھا کہ لوگ کھیت جوتنے کے لئے گائیں استعمال کر رہے تھے اور کھیت خندقوں اور گڈھوں سے کٹے پڑے تھے ۔ سوگیلوف علاقے کے ایک اور پنچائتی فارم میں سوویت یونین کے ہیرو اورلوفسکی فارم کے صدر کی حیثیت سے رضا کارانہ طور پر کام کرنے گئے ۔ وہاں نہ تو گھوڑے

تھے اور نہ گائیں اور بیج بھی نہ تھے ۔ فسطائی حملے سے پہلے یہ دونوں فارم مشالی اور مشینوں سے اچھی طرح لیس تھے اور پنچائتی کسانوں کے لئے بڑی آمدنی کا ذریعہ تھے ۔

جنگ کے زمانے میں جو علاقے دشمن کے قبضے میں تھے وہ جنگ سے پہلے ملک کی نصف زرعی پیداوار دیتے تھے ۔ فسطائی فوجوں نے ۹۸ ہزار پنچائتی فارم، ۱۸۰۷۶ ریاستی فارم اور ۲۸۹۰ مشین اور ٹریکٹر اسٹیشن لوٹ‌مار کر تباہ کر دئے تھے ۔ مویشیوں کی تعداد میں بھی بڑی کمی ہو گئی تھی ۔

صنعت جو ابھی پرامن طریقے سے کام کرنا شروع ھی کر رھی تھی اس قابل نہ تھی کہ وہ دیہاتوں کو تیزی کے ساتھ اتنی تعداد میں مشینیں، کھاد اور کیڑے مکوڑوں کو مارنےوالی اشیا دے سکے جن کی ضرورت تھی ۔ مثلاً ۱۹۴۵ء میں صرف ۳۰۰ اناج کی کمبائنیں بنائی گئیں جبکہ ۱۹۳۷ء میں یہ تعداد ۴۴ ہزار تھی اور ٹریکٹروں کی تعداد ۷۷۰۰ تھی جبکہ ۱۹۳۶ء میں وہ ایک لاکھ ۱۳ ہزار تھے ۔ چقندر، آلو، مکئی، سن اور کپاس اکٹھا کرنے کے لئے مشینیں بالکل نہیں بنائی جارھی تھیں ۔ موٹرگاڑیوں اور معدنی کھادوں کی مصنوعات دو تین گنی گھٹ گئی تھی ۔

اب یہ پیچیدہ سوال سامنے تھا کہ کس چیز سے ابتدا کی جائے؟ انگیلینا اور اورلوفسکی جیسے تجربہ‌کار رھنماؤں اور کمیونسٹوں نے اپنے فارموں کے لوگوں کو متحد کرنے سے ابتدا کی ۔ انھوں نے مشکلات کو چھپایا نہیں، فریضوں کی وضاحت کی، مستقبل کے منصوبے مرتب کئے اور پرایثار محنت کی مثال پیش کی ۔ پنچائتی کسانوں نے دیکھا کہ کیسے انگیلینا، ساری تھکن بھول کر، نوجوان ٹریکٹر ڈرائیوروں کو کھیت جوتنا سکھاتی ھیں اور راتوں کو ٹریکٹروں کی مرمت کرتی ھیں ۔ لوگ اورلوفسکی کی سرگرمیوں سے ولولہ حاصل کرتے تھے ۔ جنگ میں ان کا ایک ھاتھ جاتا رھا تھا لیکن انھوں نے یہ نہیں پسند کیا کہ وہ ماسکو میں پنشن‌یافتہ افسر کی زندگی بسر کریں ۔ اس طرح کے ناظموں کی تعداد کم نہ تھی ۔ ان کی پیروی ھزاروں لوگ کرنے لگے اور جلد ھی بہت سے فارم ترقی کی راہ پر لگ گئے ۔

بہرحال یہ صورت سب کہیں تو نہیں تھی ۔ ھزاروں فارم خود اپنے پیروں پر کھڑے ھوکر تیز ترقی کا راستہ نہیں اختیار کر

سکتے تھے۔ ریاست کے پاس بھی اس وقت ایسے ذرائع اور وسائل نہیں تھے کہ وہ فوراً سارے پنچائتی اور ریاستی فارموں کو بڑی مدد دے سکے۔ سب سے پہلے اس کی ضرورت تھی کہ صنعت، ذرائع پیداوار کی پیداوار کو ترقی دی جائے۔ چنانچہ ریاستی بجٹ سے زراعت کو اس کی ضرورت سے بہت کم مل رہا تھا۔ ۵۰ — ۱۹۴۶ء کے منصوبے کے مطابق زراعت پر ریاستی اخراجات تقریباً بیس ارب روبل یعنی صنعت کے مقابلے میں تقریباً ۸ گنے کم تھے۔ خود پنچائتی فارم اپنی معیشت میں ۳۸ ارب روبل کا سرمایہ لگا رہے تھے۔

تجربہ‌کار اور سندیافتہ زرعی عملوں کی کمی نمایاں تھی۔ ۱۹۴۶ء میں تقریباً نصف پنچائتی فارموں کے صدر، ٹیم لیڈر اور مویشیوں کے فارموں کے مینجر ایک سال سے بھی کم عرصے سے کام کرتے تھے۔ اوسط میں ۲۰ پنچائتی فارموں کے صدروں میں ایک نے دسواں درجہ پاس کیا تھا یا اعلیٰ تعلیم یافتہ تھا۔ زراعت کے زیادہ‌تر سربراہ چوتھے درجے سے زیادہ تعلیم یافتہ نہ تھے۔

۱۹۴۶ء کی خشک‌سالی نے سوویت زراعت کو سخت نقصان پہنچایا تھا۔ زراعت کی رہنمائی میں عملی طور سے بہت سی باتیں ناکام ثابت ہوئی تھیں۔ منصوبے مرکز سے مرتب کرکے بھیجے جاتے تھے جن میں اکثر کسی خاص علاقے کے مخصوص امکانات اور خاصیوں کی طرف کافی توجہ نہیں دی جاتی تھی۔ اکثر ایسا بھی ہوتا تھا کہ مالی ترغیب کے اصول کو غلط طور پر استعمال کیا جاتا تھا۔

حالات کو صحیح راستے پر لگانے کے لئے پارٹی اور حکومت نے فوری اقدامات کا وسیع پروگرام منظور کیا۔ انھوں نے اس بات پر زور دیا کہ فارموں کی مشینوں اور سامان کی سپلائی کو بہتر بنایا جائے اور ان کو تجربہ‌کار اور تربیت‌یافتہ عملے مہیا کئے جائیں۔ جلد ہی زراعتی مشینوں کی مصنوعات میں کافی اضافہ ہوا۔ جنگ سے قبل استالن‌گراد، خارکوف اور چیلیابنسک کے تین کارخانوں میں ٹریکٹر بنائے جاتے تھے لیکن اب ان کارخانوں میں اور اضافہ کیا گیا۔ ان میں لیپیتسک، ولادیمیر اور روبتسوفسک وغیرہ کے کارخانے بھی شامل تھے۔ ۱۹۵۰ء میں شہروں نے دیہاتوں کو جنگ سے پہلے کے برسوں کے مقابلے میں زیادہ مشینیں دیں۔ کھیتوں پر نئے ڈیزائنوں کے

ٹریکٹر اور مشینیں، چقندر، آلو، کپاس اور سن اکٹھا کرنےوالی کمبائنیں نظر آنے لگیں۔

سوویت یونین کی اعلی سوویت کی مجلس صدارت نے زراعت کے اگوا کاروں کے لئے انعامات و خطابات جاری کئے۔ بہترین کسانوں کو سوشلسٹ محنت کے ہیرو کا خطاب دیا جانے لگا۔

رفتہ رفتہ نئے اقدامات کے پھل ملنے لگے۔ بوائی کا رقبہ بڑھ گیا اور اناج، آلو اور صنعتی فصلوں میں اضافہ ہوا۔ اس کی وجہ سے یہ ممکن ہوا کہ ۱۰ دسمبر ۱۹۴۷ء کو راشننگ ختم ہو گئی یعنی جنگ کو یاد دلانےوالی ایک اور چیز قصۂ ماضی بن گئی۔

پانچویں دھائی کے آخر میں، اس واقعہ کے باوجود کہ ۱۹۴۰ء کے مقابلے میں زراعت میں کام کرنےوالوں کی تعداد کم تھی، پنچائتی فارم جنگ سے پہلے والی پیداواری سطح تک پہنچ گئے اور ریاستی فارم تو اس سے کچھ آگے بھی نکل گئے۔ اس وقت ریاستی فارموں کے مزدور کم سے کم وہ ماہانہ اجرت پا رہے تھے جس کی ریاست کی طرف سے گارنٹی تھی اور اگر کام منصوبے سے بڑھکر ہوتا تو مزید رقم بھی ملتی تھی۔ ریاستی فارم اچھی مشینری سے لیس ہو گئے اور محنت کی تنظیم کا معیار بھی پنچائتی فارموں کے مقابلے میں بلند ہو گیا۔

اس زمانے میں بالٹک کی ریپبلکوں اور یوکرین، بیلوروس اور مالداویا کے مغربی علاقوں کی زراعت میں بھی کافی تبدیلیاں ہوئیں۔ یہاں پانچویں دھائی کے دوسرے حصے میں دیہاتوں کی سوشلسٹ تعمیر دوبارہ شروع کی گئی جو فسطائی حملے کی وجہ سے بند ہو گئی تھی۔ یہاں نئے ریاستی اور پنچائتی فارموں کی مدد کے لئے سوویت ریاست نے بہت سی جدید مشینیں اور تعمیری سامان دیا، اس کے علاوہ انھیں قرضے اور بیج بھی مہیا کئے۔ مقامی نیشنلسٹوں اور امیر کسانوں، سابق پولیس‌والوں اور چھوٹے چھوٹے سرکاری افسروں نے اجتماعیت کی مخالفت کی۔ ایسی صورت حال پیدا ہو گئی جو ہمارے ملک میں پہلے پنجسالہ منصوبے کے حالات کی یاد دلاتی تھی۔ اس سلسلے میں جو تصادم ہوئے ان میں کافی تعداد میں کمیونسٹ پارٹی اور نوجوان کمیونسٹ لیگ کے کارکنوں اور پنچائتی کھیتی کے مقامی حامیوں کی جانیں گئیں۔ پھر بھی یہ نقصانات نئی زندگی کی تشکیل میں حائل نہ ہو سکے۔ اب پسماندہ انفرادی ملکیت والے کھیتوں کی

جگه بڑے بڑے اجتماعی (پنچائتی) فارموں نے لے لی۔ ابھرتی ہوئی سوشلسٹ زراعت کی روایات، پنچائتی فارموں میں زندگی کے نئے رنگ روپ اور مشرق کے پڑوسی علاقوں کے تجربے کے مقابلے میں طبقاتی دشمن اور صدیوں پرانی روایات نہ ٹھہر سکیں۔ ۱۹۵۰ء تک اجتماعی زراعت نے نئی رپبلکوں اور علاقوں میں پوری طرح قدم جما لئے۔ یہ سوشلسٹ زراعت کی زبردست فتح تھی جو ان مشکل برسوں میں حاصل کی گئی تھی جبکہ ہر ٹریکٹر، فصل کاٹنے والی کمبائن، اناج اور کپاس کا ہر کلوگرام بیش قیمت تھا۔

ان برسوں میں کپاس اگانے والوں نے بڑے کارنامے کئے۔ وسط ایشیائی رپبلکوں، قزاخستان اور آذربائجان کے سیکڑوں فارموں نے کپاس کی زبردست فصلیں پیدا کیں۔ ۱۹۵۰ء میں ریاست کے ہاتھ ۳۷ لاکھ ٹن سے زیادہ کپاس فروخت کی گئی یعنی منصوبے سے ساڑھے چھ لاکھ ٹن زیادہ۔ اس کی وجہ صرف یہی نہیں تھی کہ کپاس اگانےوالے علاقوں کو جنگ کے دوران اتنا نقصان نہیں پہنچا تھا جتنا مقبوضہ رپبلکوں اور علاقوں کو ہوا تھا بلکہ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ کپاس اگانےوالے کسانوں کی اجرت بمقابلہ اناج پیدا کرنے والے یا مویشی پالنے والے فارموں کے کسانوں سے زیادہ تھی۔ ساورائے قفقاز میں انگور اور دوسرے پھلوں کی باغبانی کرنےوالے پنچائتی کسانوں کی آمدنی کا اوسط بھی زیادہ تھا۔

اس زمانے میں ان فارموں کی حالت اچھی نہ تھی جن سے ریاست اناج، گوشت اور آلو خریدتی تھی کیونکہ ان چیزوں کی قیمتیں اکثر اس محنت سے مطابقت نہیں رکھتی تھیں جو ان پر لگائی جاتی تھی۔

اس ناھمواری کی وجہ سے پیداوار کے اضافے میں رکاوٹ پڑی۔ اور بہت سے پنچائتی کسان فارموں کا کام کرنے سے کترانے لگے اور اپنے مکانوں سے ملحق ذاتی قطعات پر کام کی طرف زیادہ توجہ کرنے لگے۔

جنگ کے بعد پیچیدہ اور اکثر متضاد حالات میں بھی کمیونسٹ پارٹی کی مقامی تنظیمیں، پبلک ادارے اور زراعت کے اگواکار ناظم زرعی پیداوار کو ترقی دینے، مالی اور اخلاقی ترغیبات کے درمیان صحیح توازن رکھنے اور جدید زرعی ٹکنیک رائج کرنے کے لئے انتھک کوششیں کرتے رہے۔ ۱۹۵۰ — ۵۳ء میں بہت سے پنچائتی فارموں

کو ملا کر بڑے بڑے فارم بنائے گئے۔ چنانچہ فارموں کی مجموعی تعداد دو لاکھ ۵۴ ہزار سے گھٹ کر ۹۳ ہزار رہ گئی۔ چھوٹے چھوٹے فارموں کو متحد کرنے سے زرعی مشینوں کو زیادہ کارآمد طریقے پر استعمال کیا جانے لگا اور انتظامی اخراجات کی بھی کفایت ہوئی۔ اس کے باوجود اس زمانے میں زرعی پیداوار میں اتنا زیادہ اضافہ نہ ہو سکا جس کی ساری معیشت کے لئے بے حد ضرورت تھی۔ بڑی کامیابیاں حاصل کی گئی تھیں لیکن اس سے کہیں زیادہ درکار تھیں۔ منصوبے کو نہیں پورا کیا جا سکا خصوصاً مویشیوں کی افزائش نسل میں۔ اجتماعی زراعت میں جو زبردست امکانات پنہاں تھے ان کو ابھی تک پوری طرح برسرکار نہیں لایا جا سکا تھا جس کا اثر صنعتی کاموں اور مجموعی طور پر پوری آبادی کے لئے مختلف قسم کے سامان اور غذائی اشیا کی سپلائی پر خراب پڑ رہا تھا۔

بہرحال اگر اس دور کو مجموعی طور پر لیا جائے تو محنت کش لوگوں کی مادی خوشحالی میں مسلسل اضافہ ہوا تھا۔ ہر سال عام استعمال کی چیزیں زیادہ سستی ہو رہی تھیں اور کام اور زندگی کے حالات متواتر بہتر ہوتے جاتے تھے۔ ہر سال صرف شہروں میں (دیہی علاقوں میں مکانوں کی تعمیر کے علاوہ) دو کروڑ مکعب میٹر سے زیادہ کے رقبے میں رہائشی تعمیرات کی گئی تھیں۔ صحت گاہوں، اسپتالوں، زچہ‌خانوں، کنڈرگارٹنوں اور نرسریوں کی تعداد میں بھی اضافہ ہو رہا تھا۔ ملیریا، تپ‌دق اور پولیو وغیرہ کے مریضوں کی تعداد کئی گنی کم ہو گئی۔ فی ہزار آبادی کے اوسط کے لحاظ سے سوویت یونین کی آبادی میں اضافے کی شرح بمقابلہ ریاستہائے متحدہ امریکہ، سویڈن، برطانیہ اور جرمن فیڈرل ریپبلک کے زیادہ تھی۔

۱۹۴۵ — ۴۶ء میں ہی جنگ سے قبل کے اسکولوں کی تعداد بحال کردی گئی اور اس کے بعد شہری اور دیہاتی اسکولوں میں لازمی سات سالہ تعلیم رائج کی گئی۔ دس سالہ اسکولی تعلیم کی تکمیل پر سرٹیفکٹ اور ممتاز طلبا کے طلائی تمغے جاری کئے گئے اور ان کو یونیورسٹی کے داخلے کے امتحان سے مستثنی کر دیا گیا۔

۱۹۵۰ء میں ملک کے اعلی تعلیمی اداروں کی تعداد ۸۸۰ تک پہنچ گئی جن میں ۱۲ لاکھ ۴۷ ہزار طلبا تعلیم حاصل کر رہے تھے یعنی جنگ سے پہلے کے مقابلے میں طلبا کی تعداد ڈیوڑھی ہو

گئی تھی - اس زمانے میں سوویت یونین کے تعلیمی اداروں نے بہت سے باجوہر طلبا پیدا کئے جن میں نوبل انعام یافتہ اکادمیشن باسوف، سائنس کے ڈاکٹر کونستانتین فیوکتیستوف جو بعد میں کائنات باز بنے اور مشہور فلم ڈائرکٹر چوخرائی کے نام لئے جا سکتے ھیں -

ملک کی تہذیبی زندگی بھی سال بسال دولت مند اور نوع بنوع ہوتی جا رہی تھی - الکساندر فادئیف، بوریس پولیوائی اور کازاکیوچ کی کتابوں کے زبردست ایڈیشن شائع ھو رہے تھے - ان کتابوں میں حب‌وطنی کی عظیم جنگ کے ھیروؤں کو سراھا گیا تھا - ادب، فلم، تھیٹر اور مصوری میں جنگی موضوعات غالب تھے - استادان فن یہ چاہتے تھے کہ فسطائیت کے خلاف جدوجہد کے واقعات کو زندہ جاوید اور آنےوالی نسلوں کے لئے ناقابل فراموش بنا دیں - اس وقت کے تمام سوویت تہذیبی کارکنوں نے اپنی تخلیقات میں امن کے کاز کی حمایت کی - اس زمانے کے سارے شاھکار خواہ وہ سیمونوف کی نظمیں ھوں یا ایفیموف اور ککرینیکسی (تین مصور) کے کارٹون ھوں، ووچیتیچ کے مجسمے ھوں، شوستاکووچ کی موسیقی ھو یا ایلیا ایرینبورگ کی تخلیقات سب کا اندرون ملک اور غیرممالک میں پرجوش خیرمقدم کیا گیا -

سوویت سائنس دانوں، موجدوں اور ڈیزائن‌سازوں نے بھی سوویت یونین کی دفاعی طاقت کے استحکام اور امن کی حفاظت کے لئے اپنی تخلیقات کو وقف کیا - ۱۹۴۶ء کی بہار میں پہلی بار سوویت یونین میں جٹ ھوائی جہازوں کی آزمائشیں ھوئیں اور ۱۸ اگست ۱۹۴۶ء کو یوم فضائیہ کے موقع پر مخصوص پریڈ کے دوران ھزارھا لوگوں نے ان کو دیکھا - غیر ملکی مبصرین نے یہ تسلیم کیا کہ یہ بات ان کے لئے حیرت انگیز اور غیر متوقع تھی - غیر ملکی سائنس‌دانوں کو بھی یہ یقین نہ تھا کہ سوویت یونین جلد ھی ایٹم بم کا راز پالیگا - بہرحال ۱۹۴۶ء میں ھی ایگور کورچاتوف کی نگرانی میں سوویت یونین اور یورپ کا پہلا ایٹمی ری‌ایکٹر کام کرنے لگا - ۱۹۴۹ء میں سوویت یونین کے پاس ایٹمی ھتیار بھی ھو گئے اور ۱۹۵۳ء میں اس نے اپنے ھائڈروجن بم کی بھی آزمائش کرلی - سوویت فوج کو جدیدترین اسلحہ سے لیس کرنے کے دوسرے اقدامات بھی کئے گئے - لیکن ان کا سارا مقصد ملک کی دفاعی صلاحیت کو پائدار بنانا تھا -

تاشقند کی ریاستی یونیورسٹی

۱۹۵۰ء میں حامیان امن نے مشہور اسٹاک ہوم اپیل شائع کی جس میں غیرمشروط طور پر ایٹمی اسلحہ کی ممانعت کا مطالبہ کیا گیا تھا۔ سوویت یونین کے ساڑھے گیارہ کروڑ لوگوں یعنی اس کے تمام بالغ باشندوں نے اس تاریخی دستاویز پر دستخط کئے۔ ۱۲ مارچ ۱۹۵۱ء کو سوویت یونین کی اعلی سوویت نے تحفظ امن کا قانون منظور کیا جو ملک کے محنت کشوں کی خواہشات و توقعات کی عکاسی کرتا تھا۔ اس قانون کے مطابق جنگی پروپیگنڈے کو انسانیت کے خلاف سنگین جرم قرار دیا گیا۔

اس طرح جنگ سے امن کی طرف آکر سوویت لوگوں نے سوشلسٹ تعمیر کا وہ کام نئے جوش کے ساتھ پھر سے شروع کیا جو فسطائی حملے کی وجہ سے بند ہو گیا تھا۔

اس طرح برباد معیشت کو بحال کیا گیا۔ چھٹی دھائی کی ابتدا تک جنگ سے قبل کی ترقی کی سطح سے کچھ پیش‌قدمی ہو چکی تھی۔ جس طرح کی کامیابی سوویتوں کے دیس نے فسطائی حملے کی باقیات کو دور کرکے مختصر عرصے میں حاصل کی تھی وہ صرف ایسی ھی قوم کے لئے ممکن تھی جو جسمانی اور ذھنی دونوں لحاظ سے مضبوط ھو۔

اس زمانے میں جو تجربات ھوئے ان کے تجزئے میں اگر کامیابیوں کے ساتھ ساتھ ان مشکلات کو نہ لیا جائے جو اس وقت پیش آئیں تو یہ تجزیہ یک‌رخا ھوگا۔ اگرچہ عام طور سے منصوبے سے بڑھکر پیداوار کی گئی تھی مثلاً دھات، کوئلے، تیل اور بجلی کی قوت حاصل کرنے میں، پھر بھی صنعت کی بعض شاخوں میں منصوبہ پورا نہیں ھو سکا تھا مثلاً ڈیزیل انجنوں، ریل کے ڈبوں، موٹروں، ٹکسٹائل ملوں کی مشینوں اور ساز و سامان اور ٹربائنوں کی پیداوار پچھڑی ھوئی تھی۔ زراعت میں مقررہ کام کا صرف ایک حصہ ھی پورا کیا گیا تھا یعنی پیداوار میں جنگ سے پہلے کی سطح تک پہنچا گیا تھا لیکن پروگرام کا دوسرا حصہ، یعنی ۱۹۴۰ء کی پیداوار پر ۲۷ فیصدی اضافہ کرنا، پورا نہیں ھو سکا تھا۔ اس سے ھلکی اور غذائی صنعتوں کے کام میں رکاوٹ پڑی، عوامی استعمال کی اشیا کی پیداوار کا منصوبہ پورا نہ ھو سکا اور تجارتی معاملات میں گڑبڑ ھوئی۔

خود منصوبوں میں بھی بعض خامیاں تھیں۔ ابتدا میں چھوٹی قوت والے بہت سے بجلی گھر بنانے پر زور دیا گیا۔ جدید کیمیا کے امکانات کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جا سکا خصوصاً پیداوار میں جس کا تعلق پلاسٹک، مصنوعی ریشے اور مصنوعی ربر وغیرہ بنانے یعنی ایسی اشیا کی مصنوعات سے تھا جن کو بعد میں لازمی اور ضروری قرار دیا گیا۔ تہہ زمین کوئلے کے gasification اور قدرتی ربر حاصل کرنے پر ضرورت سے زیادہ زور دیا گیا۔

منصوبہ بندی کی ان خامیوں کی وجہ سے سرمائے کی لاگت میں گڑبڑ اور غلطیاں ھوئیں۔ کئی بار ایسا ھوا کہ صنعت کی زیادہ ھونہار شاخوں پر ناکافی سرمایہ لگایا گیا اور پیداوار کی کم اھم شاخوں پر زیادہ رقمیں خرچ کر دی گئیں۔

سابق معاشی رهنماؤں میں سے بعض نے اس صورت حال کو بجا ثابت کرنے کی کوشش کی۔ مثلاً لازار کاگانووچ نے جو محکمہ ٹرانسپورٹ کے ذمےدار تھے بڑے پیمانے پر بجلی اور ڈیزیل کے انجنوں کے رواج کی مخالفت کی۔ حتی کہ انھوں نے ۱۹۵۴ء میں بھی یہی اعلان کیا ''میں دخانی انجنوں کا حامی ہوں، میں ان لوگوں کے خلاف ہوں جو خواب دیکھتے ھیں کہ ھمارے یہاں دخانی انجن نہیں رھینگے''۔

ایسے لوگ بھی تھے جنھوں نے پارٹی اور عوام سے حقائق کو چھپانا چاھا۔ مثلاً گیورگی مالینکوف نے جن کو سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی طرف سے زراعت کی رهنمائی کا کام سپرد کیا گیا تھا ۱۹۵۲ء میں سرکاری طور پر اعلان کر دیا کہ سوویت یونین میں اناج کا مسئلہ حل ھو گیا ھے جبکہ حقیقت میں اناج کی پیداوار ۱۹۴۰ء کے مقابلے میں کم تھی اور ملک کی ساری غذائی ضروریات پوری نہیں ھو رھی تھیں۔

اپنے وطن کے کارناموں کو حقیر اور کم کر کے دیکھنے کے خلاف بڑے پیمانے پر مہم چلائی گئی۔ بعض حالات میں بہت سے غیرملکی کارناموں کو بےجا طور پر اچھالا جا رھا تھا۔

آج یہ بات عجیب معلوم ھوتی ھے کہ اس زمانے میں سیبرنیٹکس جیسے علوم کے حصول کی همت‌افزائی نہیں کی جاتی تھی۔ توالد و تناسل کے علم کی بعض شاخوں میں عملی طور پر ساری تحقیقات بند کر دی گئی تھی۔ معاشیات میں ریاضی کے طریقے رائج کرنے کی طرف بھی زیادہ توجہ نہیں کی جارهی تھی۔ سوویت محققین نے ان شعبوں میں کام بہت عرصہ پہلے شروع کیا تھا اور کامیابیاں بھی حاصل کی تھیں لیکن جنگ کے بعد کے پہلے برسوں میں ان کی واجب حمایت نہیں کی گئی۔

ان تمام باتوں نے سوویت معیشت کی تیزرفتار ترقی میں رکاوٹ ڈالی اور اس کے توازن اور تناسب میں خرابی پیدا کی جس کو دور کرنے کے لئے مزید کوششوں کی ضرورت پڑی۔

ان تمام باتوں کی وجوہ کیا ھیں؟ اس میں شک نہیں کہ جنگ کے بعد معیشت کی بحالی سے وابستہ عملی مشکلات اور نئی عالمی جنگ کو روکنے اور امن کو برقرار رکھنے کی ضروریات بہت زیادہ تھیں۔

پھر جنگ کے زمانے میں اتلاف جان بھی کوئی معمولی نہیں ہوا تھا۔ ریاستی بجٹ تمام فرائض کو بیک وقت نہیں پورا کر سکتا تھا جن کی فوری تکمیل کی ضرورت مسلمہ تھی۔ صورت حال اس وجہ سے اور بھی پیچیدہ ہو گئی کہ ان عملی مشکلات کی وجہ سے سماجی زندگی کے معمولات میں بادھا پڑتا تھا جو سوشلسٹ جمہوریت کے بعض اصولوں کے انحراف سے وابستہ تھیں۔

سوویت لوگ اس کے عادی ہیں کہ سوشلسٹ تعمیر سے متعلق ساری باتوں کی وضاحت اور بحث پارٹی کی کانگرسوں، کانفرنسوں اور جلسوں میں ہو۔ اگرچہ کارخانوں، ضلعوں، علاقوں اور رپبلکوں میں پارٹی کی کانگرسیں اور کانفرنسیں باقاعدگی سے ہو رہی تھیں لیکن پورے ملک کے پیمانے پر عام طور سے مانے ہوئے قواعد و دستور کی خلاف‌ورزی ہو رہی تھی۔ کل‌یونین کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی ۱۸ ویں کانگرس ۱۹۳۷ء میں ہونی چاہئے تھی لیکن وہ ۱۹۳۹ء میں بلائی گئی اور اس کے بعد آئندہ کانگرس ۱۳ سال بعد ہوئی۔

جب اکتوبر ۱۹۵۲ء میں بالآخر پارٹی کی ۱۹ ویں کانگرس بلائی گئی تو لوگوں نے اس کی کارروائی پر بڑے شوق سے توجہ کی۔ کانگرس میں پچھلے عرصے کے نتائج اخذ کئے گئے اور پھر ۱۹۵۱—۵۵ء کے پنجسالہ منصوبے کے بارے میں ہدایات منظور کی گئیں۔ معیشت کی مزید ترقی، سوویت لوگوں کی خوشحالی اور تہذیبی معیار میں اضافے پر غور کیا گیا۔ اس کانگرس میں منظور کی ہوئی قراردادیں اور پورے ملک کی زندگی اس بات کا بین‌ثبوت تھیں کہ سوویت یونین مسلسل ناطبقاتی معاشرے کی طرف بڑھ رہا ہے۔

نئی معاشی پالیسی کے ابتدائی برسوں سے لیکر ۱۹۳۹ء تک کمیونسٹ پارٹی کے قواعد و ضوابط پارٹی کی ممبری کے سلسلے میں مزدوروں اور دوسرے محنت کشوں کے لئے مختلف تھے۔ ۱۹ ویں کانگرس تک پارٹی کی تعریف اس کے قواعد و ضوابط میں ”سوویت مزدور طبقے کے اگوا کار اور منظم دستے اور اس کی طبقاتی تنظیم کی اعلی شکل“ کی حیثیت سے کی گئی۔ لیکن ۱۸ ویں کانگرس میں ہی اس واقعہ کے پیش‌نظر کہ سوویت یونین میں سوشلزم کی شہری اور دیہی دونوں طرح کے علاقوں میں فتح ہوئی تھی اور ایسا معاشرہ

ظہور میں آیا تھا جو سماجی اور سیاسی لحاظ سے متحد تھا، پارٹی کی ممبری کے لئے ایک ہی قاعدہ رکھا گیا جس میں کسی فرد کی سماجی حیثیت اور پوزیشن کا خیال نہیں رہا۔ یہ اس تاریخی واقعہ کا اظہار تھا کہ نہ صرف محنت کشوں کے غیر پرولتاری حصے میں بنیادی سماجی اور معاشی تبدیلیاں ہوئی ہیں بلکہ ان کے شعور و نفسیات میں بھی کافی تغیر پیدا ہوا ہے۔ یہ سب سوشلزم کی فتح اور استواری کا براہ‌راست نتیجہ تھا۔

۱۹ ویں پارٹی کانگرس نے کل یونین کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کے نئے قواعد منظور کئے اور یہ فیصلہ کیا کہ پارٹی کا نام بدل کر سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی رکھا جائے کیونکہ کمیونسٹ اور بالشویک کے دونوں نام استعمال کرنا اب بیکار تھا جبکہ ملک میں مینشویک نہیں رہ گئے اور نہ تو مینشویزم کے لئے اب کوئی میدان تھا۔ جب سوشلسٹ تعمیر ہو رہی تھی اس وقت ملک میں ایسے طبقات اور سماجی پرت تھے جو مزدور طبقے کے نظریات کے خلاف تھے اور کچھ پرت ایسے بھی جو مزدور طبقے اور بورژوازی کے درمیان ڈانواں ڈول تھے۔ اس وقت کمیونسٹ پارٹی نے پرولتاریہ کی طبقاتی پوزیشن اختیار کرکے اس بات کی سخت جدوجہد کی تھی کہ پوری قوم کو مزدور طبقے کی پوزیشن کی طرف کھینچ لائے۔ یہ مہم جتنی ہی کامیاب ہوتی گئی کمیونسٹ پارٹی اتنی ہی پوری قوم کی پارٹی بن گئی۔

۱۹ ویں کانگرس کے بعد جلد ہی ۵ مارچ ۱۹۵۳ء کو استالن کا انتقال ہو گیا جس سے سوشلزم کے دشمنوں کو یہ امید ہوئی کہ پارٹی اور قوم کی صفوں میں نفاق پیدا ہو جائیگا اور سوویت کمیونسٹ پارٹی کی عام لائن پر عمل میں بھی گڑبڑ ہوگی۔ لیکن خود ان کی توقعات نے ہی اس بات کا انکشاف کیا کہ وہ سوشلسٹ معاشرے اور کمیونزم کی طرف اس کی پیش‌قدمی کی نوعیت کو بالکل نہیں سمجھتے۔

پارٹی نے ان فرائض سے نبٹنے کی صلاحیت کا مظاہرہ کیا جو پیچیدہ حالات میں اس کے سامنے آئے۔

پارٹی کی زندگی کے لیننی معمولات اور پارٹی اور حکومت کے تمام شعبوں میں اجتماعی رہبری کے لیننی اصولوں کو بحال کرنے اور فروغ دینے کی جدوجہد نے خاص طور پر اہمیت اختیار کر لی۔

۱۹۵۳ء کی گرمیوں میں پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے بیریا اور اس کے ساتھیوں کی مجرمانہ سرگرمیوں کو ختم کر دیا۔ ریاستی سلامتی کے اداروں کو طویل مدت تک کنٹرول کرتے ہوئے ان لوگوں نے یہ کوشش کی کہ یہ ادارے پارٹی اور ریاست کے کنٹرول سے مستثنی ہو جائیں اور خود ملک کی قیادت اپنے ہاتھ میں لینی چاہی۔

سوویت یونین کے محنت کشوں نے ان غیرذمے دار مہم بازوں کے خاتمے کے لئے فیصلہ کن اقدام کی اتفاق رائے سے حمایت کی۔

سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے سوشلسٹ جمہوریت کے اصولوں سے ساری گمراہیوں کو دور کرنے کے لئے فوری اقدامات کئے۔ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے عام اجلاس اب باقاعدگی سے ہونے لگے۔ صنعت، زراعت اور کلچر کی ترقی کے مسائل پر تبادلۂ خیال کے لئے کل یونین اور ریپبلکوں کے جلسے بھی اکثر منعقد کئے جانے لگے۔ ہر سطح پر سوویتوں کے کام میں نئی جان پڑ گئی اور ان کی سرگرمیوں میں اضافہ ہو گیا۔ یہی صورت ٹریڈ یونینوں اور نوجوان کمیونسٹ لیگ کی ہوئی۔

بے قصور سزا پانے والے لوگوں کے حقوق کو جلد ھی بحال کیا گیا۔ چیچین، اینگوش، کالمیک، بالکار اور کراچائے قومیتوں کا قومی خودانتظامی کا حق بحال کیا گیا جو پانچویں دھائی میں سلب کر لیا گیا تھا۔ بابیل، کولتسوف اور یاسینسکی جیسے مصنفوں اور واویلوف اور تولائیکوف جیسے سائنس دانوں اور دوسرے سائنسی اور تہذیبی کارکنوں کی تصانیف دوبارہ شائع ہونے لگیں جو مدتوں سے ممنوع تھیں۔ بدنام کن باتوں اور غیرقانونی زیادتیوں کا شکار رہنے کے بعد خانہ جنگی کے ہیروؤں توخاچیفسکی، بلوخیر اور یاکیر اور سرخ فوج کے دوسرے کمانڈروں کو دوبارہ خانہ‌جنگی کے ہیروؤں میں وہ مقام ملا جو ان کے شایان شان تھا۔ دوسری غلطیوں کی بھی تصحیح کی گئی۔

۱۹۵۷ء میں حکومت نے لینن انعام دوبارہ رائج کیا۔ پہلے اس انعام کی ابتدا ۱۹۲۵ء میں کی گئی تھی اور یہ سائنس اور ٹکنیک، آرٹ اور ادب کے نمایاں کارکنوں کو دیا جاتا تھا۔ ۱۹۳۹ء میں جاری کئے جانےوالے استالن انعام کا نام تبدیل کرکے ریاستی انعام رکھا گیا۔

استالن کے نام سے وابستہ غلطیوں کے بارے میں لوگوں کو بتانے کے لئے بڑی ہمت کی ضرورت تھی کیونکہ استالن نے تیس سال تک پارٹی اور حکومت کی سربراھی کی تھی اور لینن کے شاگرد اور ان کے مشن کو جاری رکھنےوالے کی حیثیت سے نام پیدا کیا تھا۔ وہ ہر طرح کی مخالفت کے سخت‌دشمن اور پارٹی کی عام لائن کے کٹر حامی خیال کئے جاتے تھے۔

اگر ان انکشافات سے عوام میں تلخی، رنج اور سخت بےچینی کے جذبات نہ پیدا ہوتے تو حیرت کی بات ہوتی۔ ایسا بھی ہوا کہ ان غلطیوں کو صحیح کرنے میں پچھلے زمانے کے حالات کا غلط اندازہ لگایا گیا تھا اور حاصل شدہ تجربات پر بےبنیاد نکتہ چینی کی گئی تھی۔

فروری ۱۹۵۶ء میں سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۰ ویں کانگرس ہوئی جس میں پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے سکریٹری اول نکیتا خروشچوف نے اپنی رپورٹ پیش کی۔ اس کانگرس نے پارٹی کی زندگی اور سوویت معاشرے کی ترقی میں ایک نئی منزل کی بنیاد رکھی۔ اس کانگرس میں ۷۲ لاکھ کمیونسٹوں کے نمائندوں نے جو تجاویز منظور کیں ان میں اس بات پر خاص طور سے زور دیا گیا تھا کہ ترقی کی موجودہ منزل کی خصوصیت یہ تھی کہ سوشلزم اب ایک ملک تک محدود نہیں رہا تھا اور عالمی نظام بن گیا تھا پارٹی نے آئندہ عالمی جنگ کو روکنے کے ٹھوس طریقوں پر زور دیا۔ سوشلزم کی طرف مختلف شکلوں میں عبور کا طریقہ جو مختلف ملک اختیار کر سکتے ھیں اور سوشلسٹ انقلاب کی طرف پرامن پیش‌قدمی کے لیننی اصولوں کو بھی کانگرس میں آگے بڑھایا گیا۔

سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۰ ویں کانگرس نے پچھلے پنجسالہ منصوبے کے دوران معاشی ترقی کا جائزہ لیا اور چھٹے پنجسالہ منصوبے (۱۹۵۶ء — ۶۰) کے خاص خاص نکات پر بحث کی۔ پارٹی کے فورم نے ان اقدامات کی تصدیق کی جو استالن کی شخصیت‌پرستی کو ختم کرنے کے لئے کئے گئے تھے۔ اسکے فوراً بعد پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے ایک خاص فیصلہ کیا جس میں اس کی وضاحت کی گئی کہ کن حالات میں اور کیوں شخصیت پرستی بڑھی تھی اور کن صورتوں میں ظاہر ہوئی تھی۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا کہ استالن کی کونسی سرگرمیاں کارآمد تھیں اور کونسی مضرت رساں۔

ان لوگوں نے جو ابھی تک سوشلسٹ جمہوریت اور ضابطے کے ساتھ مطابقت نہ رکھنےوالے پہلے طریقوں کے حامی تھے ۲۰ ویں کانگرس کے مرتب کئے ہوئے راستے کی مخالفت کی۔ ان میں ویاچیسلاف سولوتوف، لازار کاگانوویچ اور گیورگی مالینکوف جیسے نمایاں لوگ تھے جو برسوں تک پارٹی اور حکومت کے ممتاز عہدوں پر رہے تھے۔ بہرحال ان کو بہت کم حامی ملے اور ۱۹۵۷ء کی گرمیوں میں پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے ان کی لائن کی مذمت کی اور ان کو مرکزی کمیٹی کی ممبرشپ سے نکال دیا۔

سوویت عوام نے ان اقدامات کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھا جو پچھلی غلطیوں اور توڑ مروڑ کو صحیح کرنے اور آئندہ ان کے دھرائے جانے کے امکانات کو دور کرنے کے لئے کئے گئے۔ اس طرح ملک کی معاشی ترقی میں تیز رفتاری پیدا ہوئی، محنت کشوں کا معیار زندگی اونچا ہوا اور سائنس اور تہذیب نئی بلندیوں تک پہنچیں۔

معاشی ترقی اور اچھوتی زمینوں کا استعمال

ایک بار صدر کالینن سے یہ سوال کیا گیا ''سوویت حکومت کے لئے کون زیادہ اہم ہے، مزدور یا کسان؟،، انہوں نے جواب دیتے ہوئے پوچھا ''آدمی کے لئے کیا زیادہ اہم ہے، دایاں پیر یا بایاں؟ میں آپ سے کہتا ہوں کہ ہمارے انقلاب میں یہ کہنا کہ کون زیادہ اہم ہے مزدور یا کسان اسی طرح ہے جیسے انقلاب یا آدمی کا دایاں یا بایاں ھاتھ کاٹ دینا،،۔

یہ مثال صاف طور پر دکھاتی ہے کہ کمیونسٹ پارٹی اور سوویت ریاست کس حد تک مزدوروں اور کسانوں کے اتحاد کو اہمیت دیتی تھی۔ اسی وجہ سے پانچویں دھائی کے آخر اور چھٹی دھائی کی ابتدا میں کمیونسٹوں کو اس بات سے کافی تشویش ہوئی کہ زراعت پچھڑی ہوئی تھی اور جیسے ھی زراعت کی ترقی کے لئے حالات پیدا ہوئے فوراً اس کے لئے پروگرام بنایا گیا۔ ۱۹۵۳ء کی خزاں میں کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کا عام اجلاس ہوا جس میں زراعت کی صورت حال پر غور کیا گیا۔ اس وقت جو تجزیہ کیا گیا اس سے پتہ چلا کہ طویل مدت تک ریاست زراعت کی ترقی کے لئے اتنے زیادہ

وسائل نہیں سہیا کرسکی جتنے کہ بھاری اور ہلکی صنعتوں کے لئے کئے گئے تھے۔ ۱۹۲۹ء (جبکہ بڑے پیمانے پر اجتماعیت شروع کی گئی) اور ۱۹۵۲ء کے درمیان ریاست نے بھاری صنعت کے لئے تعمیرات اور سامان پر تین کھرب ۶۸ ارب روبل کی رقم خرچ کی۔ ایک کھرب ۹۳ ارب روبل ٹرانسپورٹ میں اور ۷۲ ارب روبل ہلکی صنعت میں لگائے گئے جبکہ زراعت میں صرف ۹۴ ارب روبل کا سرمایہ لگایا گیا جو صرف بھاری صنعت کے سرمائے سے تقریباً چار گنا کم تھا۔ اس مدت میں صنعتی پیداوار میں قیمت کے لحاظ سے ۱۶ گنے کا اضافہ ہوا جبکہ زرعی پیداوار میں کم و بیش کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ زراعت پر جنگ نے بھی خاص طور سے برا اثر ڈالا تھا اور انتظامی خرابیاں اور منصوبہ بندی کی غلطیاں اس میں اور اضافہ کرتی تھیں۔

ستمبر ۱۹۵۳ء میں مرکزی کمیٹی کے متذکرہ بالا عام اجلاس کے بعد زراعت کی تیز رفتار ترقی کے لئے پورے ملک میں جدوجہد شروع ہو گئی۔ دیہاتوں میں زبردست رقمیں اور اتنی تعداد میں مشینیں وغیرہ دی گئیں جس کی پہلے کوئی نظیر نہیں ملتی۔ منصوبہ بندی کا نظام بھی بدل دیا گیا۔ پہلے کے مقابلے میں پنچائتی اور ریاستی فارموں کو زیادہ حقوق ملے۔ ریاست نے زرعی پیداوار کی سرکاری قیمت خرید بڑھا دی۔ شہروں نے دیہاتوں کی تجربہ‌کار کارکنوں کے ذریعہ مدد کی۔ ۱۹۵۴ — ۵۸ء کے دوران پنچائتی فارموں میں پارٹی کے ممبروں میں تقریباً ڈھائی لاکھ کا اضافہ ہوا۔ اب ہر پنچائتی فارم میں پارٹی کی تنظیم ہو گئی جبکہ جنگ سے پہلے ۱۹۴۱ء میں آٹھ پنچائتی فارموں میں ایک تنظیم کا اوسط تھا۔

اسی مدت میں صنعت نے زراعت کو جدید ٹریکٹر اور نئی مشینیں بڑی تعداد میں فراہم کیں۔ ۱۹۵۸ء میں کھیتوں پر دس لاکھ سے زیادہ ٹریکٹر اور پانچ لاکھ سے زیادہ کمبائنیں کام کر رہی تھیں۔ ہر زرعی مزدور پر برقکار محنت کا اوسط ۱۹۴۰ء کے مقابلے میں تین گنا زیادہ ہو گیا تھا اور تقریباً نصف پنچائتی فارموں کو بجلی کی قوت سہیا کی جا چکی تھی۔

ان اقدامات نے ہمت افزا نتائج فراہم کئے۔ مثلاً ۱۹۵۷ء میں ایک پنچائتی فارم کی آمدنی کا اوسط ساڑھے بارہ لاکھ روبل ہو گیا جبکہ ۱۹۴۹ء میں یہ اوسط صرف ایک لاکھ گیارہ ہزار روبل تھا۔

زراعت سے کافی خام اشیا پا کر صنعتی اور غذائی سامان کی پیداوار بھی کافی بڑھی جس سے لوگوں کا معیار زندگی بہتر ہو گیا۔

۱۹۵۸ء کی بہار میں مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں کے بارے میں جو فیصلہ کیا گیا اس سے پنچائتی فارموں کی حالت اور بھی اچھی ہو گئی۔ چوتھی، حتی کہ پانچویں دھائی تک میں مشین اور ٹریکٹر اسٹیشن کاشتکاری کی ٹکنیکی ترقی کا مرکز تھے۔ انھوں نے بڑے پیمانے کی پنچائتی زراعت کی تنظیم میں نمایاں رول ادا کیا تھا۔ دیہاتوں میں سوشلسٹ تعلقات قائم اور استوار کرنے میں بھی انکا سیاسی رول بہت بڑا تھا۔ بہرحال چھٹی دھائی میں سوشلسٹ زراعت کی ترقی ایک نئی منزل تک پہنچ گئی تھی اور یہ بات صاف ہوتی جا رہی تھی کہ زرعی مشینیں فارموں کو دے دینی چاھئیں۔ شہروں اور دیہاتوں دونوں میں محنت کشوں نے اس معاملے کے بارے میں وسیع پیمانے پر بحث کی اور اس کے بعد مارچ ۱۹۵۸ء میں سوویت یونین کی اعلی سوویت کے اجلاس نے یہ فیصلہ کیا کہ مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں کی ازسرنو تنظیم کی جائے اور زرعی مشینیں براہ‌راست پنچائتی فارموں کے ھاتھ فروخت کی جائیں۔ اسی اعلی سوویت کے اجلاس میں خروشچوف کو وزراً کی سوویت کا صدر (وزیر اعظم) مقرر کیا گیا جبکہ وہ ستمبر ۱۹۵۳ء سے ھی سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے سکریٹری اول تھے۔ بہرحال تجربے نے دکھایا کہ اس طرح کے دو بڑے عہدے ایک ھی شخص کو دینا کارآمد اور مناسب نہیں ھے۔ اس نے غیرمعمولی طور پر اقتدار کی باگ ایک شخص کے ھاتھ میں دے دی جس کی وجہ سے اجتماعی قیادت کے اصول کی خلاف ورزی ہوئی اور مسائل کے حل میں شخصی رویہ زیادہ حاوی ہو گیا۔

۱۹۵۸ء کے دوسرے حصے میں سوویت یونین کی دیہی زندگی میں بڑی تبدیلیاں ہوئیں۔ اس وقت تک پنچائتی فارموں نے خود وہ زرعی مشینیں خرید لیں جو پہلے ان کو مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں سے ملتی تھیں اور ریاست کی ملکیت ہوتی تھیں۔ اس تبدیلی کی وجہ سے وہ دس لاکھ مستری اور انجنیر جو مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں کے عملے میں تھے اب پنچائتی فارموں کے مستقل ممبر بن گئے۔

اس دوران میں زرعی پیداوار کی سرکاری وصولیابی کا نظام بھی بدلا۔ اب ریاست پنچائتی فارموں سے براہ‌راست پیداوار خریدنے لگی۔

وسائل نہیں مہیا کرسکی جتنے کہ بھاری اور ہلکی صنعتوں کے لئے کئے گئے تھے۔ ۱۹۲۹ء (جبکہ بڑے پیمانے پر اجتماعیت شروع کی گئی) اور ۱۹۵۲ء کے درمیان ریاست نے بھاری صنعت کے لئے تعمیرات اور سامان پر تین کھرب ۶۸ ارب روبل کی رقم خرچ کی۔ ایک کھرب ۹۳ ارب روبل ٹرانسپورٹ میں اور ۷۲ ارب روبل ہلکی صنعت میں لگائے گئے جبکہ زراعت میں صرف ۹۴ ارب روبل کا سرمایہ لگایا گیا جو صرف بھاری صنعت کے سرمائے سے تقریباً چار گنا کم تھا۔ اس مدت میں صنعتی پیداوار میں قیمت کے لحاظ سے ۱۶ گنے کا اضافہ ہوا جبکہ زرعی پیداوار میں کم و بیش کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ زراعت پر جنگ نے بھی خاص طور سے برا اثر ڈالا تھا اور انتظامی خرابیاں اور منصوبہ بندی کی غلطیاں اس میں اور اضافہ کرتی تھیں۔

ستمبر ۱۹۵۳ء میں مرکزی کمیٹی کے متذکرہ بالا عام اجلاس کے بعد زراعت کی تیز رفتار ترقی کے لئے پورے ملک میں جدوجہد شروع ہو گئی۔ دیہاتوں میں زبردست رقمیں اور اتنی تعداد میں مشینیں وغیرہ دی گئیں جس کی پہلے کوئی نظیر نہیں ملتی۔ منصوبہ بندی کا نظام بھی بدل دیا گیا۔ پہلے کے مقابلے میں پنچائتی اور ریاستی فارموں کو زیادہ حقوق ملے۔ ریاست نے زرعی پیداوار کی سرکاری قیمت خرید بڑھا دی۔ شہروں نے دیہاتوں کی تجربہ‌کار کارکنوں کے ذریعہ مدد کی۔ ۱۹۵۴ء — ۵۸ کے دوران پنچائتی فارموں میں پارٹی کے ممبروں میں تقریباً ڈھائی لاکھ کا اضافہ ہوا۔ اب ہر پنچائتی فارم میں پارٹی کی تنظیم ہو گئی جبکہ جنگ سے پہلے ۱۹۴۱ء میں آٹھ پنچائتی فارموں میں ایک تنظیم کا اوسط تھا۔

اسی مدت میں صنعت نے زراعت کو جدید ٹریکٹر اور نئی مشینیں بڑی تعداد میں فراہم کیں۔ ۱۹۵۸ء میں کھیتوں پر دس لاکھ سے زیادہ ٹریکٹر اور پانچ لاکھ سے زیادہ کمبائنیں کام کر رہی تھیں۔ ہر زرعی مزدور پر برقکار محنت کا اوسط ۱۹۴۰ء کے مقابلے میں تین گنا زیادہ ہو گیا تھا اور تقریباً نصف پنچائتی فارموں کو بجلی کی قوت مہیا کی جا چکی تھی۔

ان اقدامات نے ہمت افزا نتائج فراہم کئے۔ مثلاً ۱۹۵۷ء میں ایک پنچائتی فارم کی آمدنی کا اوسط ساڑھے بارہ لاکھ روبل ہو گیا جبکہ ۱۹۴۹ء میں یہ اوسط صرف ایک لاکھ گیارہ ہزار روبل تھا۔

زراعت سے کافی خام اشیا پا کر صنعتی اور غذائی سامان کی پیداوار بھی کافی بڑھی جس سے لوگوں کا معیار زندگی بہتر ہو گیا۔

۱۹۵۸ء کی بہار میں مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں کے بارے میں جو فیصلہ کیا گیا اس سے پنچائتی فارموں کی حالت اور بھی اچھی ہو گئی۔ چوتھی، حتی کہ پانچویں دھائی تک میں مشین اور ٹریکٹر اسٹیشن کاشتکاری کی ٹکنیکی ترقی کا مرکز تھے۔ انھوں نے بڑے پیمانے کی پنچائتی زراعت کی تنظیم میں نمایاں رول ادا کیا تھا۔ دیہاتوں میں سوشلسٹ تعلقات قائم اور استوار کرنے میں بھی انکا سیاسی رول بہت بڑا تھا۔ بہرحال چھٹی دھائی میں سوشلسٹ زراعت کی ترقی ایک نئی منزل تک پہنچ گئی تھی اور یہ بات صاف ہوتی جا رہی تھی کہ زرعی مشینیں فارموں کو دے دینی چاہئیں۔ شہروں اور دیہاتوں دونوں میں محنت کشوں نے اس معاملے کے بارے میں وسیع پیمانے پر بحث کی اور اس کے بعد مارچ ۱۹۵۸ء میں سوویت یونین کی اعلی سوویت کے اجلاس نے یہ فیصلہ کیا کہ مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں کی ازسرنو تنظیم کی جائے اور زرعی مشینیں براہ‌راست پنچائتی فارموں کے ہاتھ فروخت کی جائیں۔ اسی اعلی سوویت کے اجلاس میں خروشچوف کو وزرأ کی سوویت کا صدر (وزیر اعظم) مقرر کیا گیا جبکہ وہ ستمبر ۱۹۵۳ء سے ھی سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے سکریٹری اول تھے۔ بہرحال تجربے نے دکھایا کہ اس طرح کے دو بڑے عہدے ایک ھی شخص کو دینا کارآمد اور مناسب نہیں ھے۔ اس نے غیرمعمولی طور پر اقتدار کی باگ ایک شخص کے ہاتھ میں دے دی جس کی وجہ سے اجتماعی قیادت کے اصول کی خلاف ورزی ہوئی اور مسائل کے حل میں شخصی رویہ زیادہ حاوی ہو گیا۔

۱۹۵۸ء کے دوسرے حصے میں سوویت یونین کی دیہی زندگی میں بڑی تبدیلیاں ہوئیں۔ اس وقت تک پنچائتی فارموں نے خود وہ زرعی مشینیں خرید لیں جو پہلے ان کو مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں سے ملتی تھیں اور ریاست کی ملکیت ہوتی تھیں۔ اس تبدیلی کی وجہ سے وہ دس لاکھ مستری اور انجنیر جو مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں کے عملے میں تھے اب پنچائتی فارموں کے مستقل ممبر بن گئے۔

اس دوران میں زرعی پیداوار کی سرکاری وصولیابی کا نظام بھی بدلا۔ اب ریاست پنچائتی فارموں سے براہ‌راست پیداوار خریدنے لگی۔

اسی زمانے میں ملک کے مشرقی علاقوں نے زراعت کی ترقی میں اہم رول ادا کیا اور وہاں اچھوتی زمینوں کے بہت ہی بڑے بڑے رقبے زیرکاشت لانے کی جدوجہد شروع کی گئی ۔

بات یہ تھی کہ مشرق میں خاص طور سے سائبیریا اور قزاخستان میں ایسا غیرآباد علاقہ پڑا تھا جس کو کسی نے ہاتھ نہیں لگایا تھا ۔ یہاں کے قدرتی حالات بہت مشکل تھے، آبادی دور دور تک نہ تھی، راستے بھی نہ تھے اور پانی کی قلت تھی ۔ اسی طرح کے وجوہ سے ان علاقوں کو کارآمد بنانے کے لئے سخت کوششوں کی ضرورت تھی اور صرف کثیر تعداد جدید مشینوں کے ذریعہ یہ کام کیا جا سکتا تھا ۔ چھٹی دھائی کے وسط میں ریاست کو یہ امکان حاصل ہوا کہ وہ ان فریضوں کی تکمیل کے لئے قدم بڑھا سکے ۔

مخصوص مہمیں سائبیریا اور قزاخستان کے وسیع خالی علاقے کی تحقیقات کے لئے بھیجی گئیں ۔ معاشیات اور زراعت کے ماہرین اور کمیونسٹ پارٹی کے کارکنوں نے سارے مجوزہ منصوبے پر تفصیلی بحث مباحثہ کیا ۔

۱۹۵۴ء کی ابتدا میں ہی یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ ان علاقوں میں اچھوتی زمینوں کے وسیع رقبوں کو زرخیز بنانے کا نتیجہ شاندار ہوگا جو سوویت معیشت کی مجموعی ترقی کے پیش نظر ضروری بھی تھا ۔ تین کروڑ پچیس لاکھ ایکڑ اچھوتی زمینوں کو زیرکاشت لانے کا منصوبہ بنایا گیا ۔ واقعی اتنے بڑے علاقے کو مختصر عرصے میں زیرکاشت لانے کے لئے بڑے کارنامے کی ضرورت تھی ۔ لیکن یہ کارنامہ کرکے دکھا دیا گیا ۔

اول تو کمیونسٹ پارٹی نے نوجوانوں سے اپیل کی لیکن اس کا جواب صرف نوجوانوں ہی کی طرف سے نہیں ملا ۔ ۱۹۵۴ — ۵۵ء میں اچھوتی زمینوں پر لاکھوں آدمی پہنچ گئے جن میں سے ساڑھے تین لاکھ نوجوان کمیونسٹ لیگ کی طرف سے آئے تھے ۔ وہاں تک پہنچنے کے لئے ان کا کرایہ ادا کیا گیا تھا اور اخراجات اور جائے رہائش کا بھی انتظام تھا ۔ اتنے وسیع رقبے کو کارآمد بنانے کا کام دشواریوں سے خالی نہ تھا ۔ آنےوالے لوگوں کی اتنی بڑی تعداد کے لئے رہنےسہنے کی جگہ بہت کم تھی، سڑکیں بہت سست رفتاری سے بن رہی تھیں اور پانی کی قلت کا بھی سامنا کرنا پڑتا تھا ۔ کھانے پینے کی سہولتیں، دکانیں، سینما، کلب

اور کتب خانے وغیرہ سبھی منظم کرنے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے قدرت خود انسان کے خلاف ہے۔ یہاں گرمیوں کا موسم ناقابل برداشت تھا اور جاڑا بھی بہت شدید تھا خصوصاً تیز ہواؤں کی وجہ سے۔

تمام مشکلات کا مقابلہ کرتے ہوئے حوصلہ مند لوگوں نے ان نئے علاقوں میں جان ڈالنی شروع کی۔ نوجوانوں کو جنھیں اپنے بزرگوں، مثلاً حیبین کے معدنی وسائل کو ترقی دینےوالوں، دریائے دنیپر پر بند تعمیر کرنےوالوں، ماگنیتوگورسک اور کمسومولسک بر آمور جیسے شہر بسانے والوں پر رشک آتا تھا، اب خود اس کا موقع ملا کہ وہ داستانی کارنامے کر سکیں۔ یہاں آنےوالے مرد اور عورتیں انقلابی رومانیت سے سرشار تھے۔ ان کا کام جرأت‌آمیز محنت کی مثال بن گیا۔ استیپی میدانوں میں یکےبعد دیگرے ریاستی فارم ابھرتے گئے کیونکہ اچھوتی زمینوں کی ترقی کے لئے ان کو سب سے زیادہ کارآمد تسلیم کیا گیا۔ اچھے مکانات پر مشتمل بستیاں پھیلنے لگیں اور جب فصل اکٹھا کرنے کا وقت آیا تو مقامی کام کرنے والوں کی مدد کےلئے ملک کے بڑے بڑے شہروں سے طلبا اور یوکرین اور کوبان سے مستری آ گئے۔ ۱۹۵۵ء میں پہلی بار سوویت نوجوانوں کے ساتھ دوسرے سوشلسٹ ملکوں کے نوجوانوں کے جتھے بھی اچھوتی زمینوں پر کام کرنے آ گئے۔ ان کےلئے یہ نئی سرزمین محنت کے کارناموں، دوستی اور اخوت کا میدان بن گئی۔

اچھوتی زمینوں کو زرخیز بنانے کے ابتدائی منصوبوں کو کئی گنا بڑھ چڑھ کر پورا کیا گیا۔ اس طرح نہ صرف ٹھوس کامیابیاں حاصل کی گئیں بلکہ بعض اہم مشکلات کا بھی مقابلہ کرنا پڑا۔ پتہ چلا کہ منصوبہ بنانےوالوں نے بہت سے تعجیلی فیصلے کئے تھے اور اتنے بڑے پیمانے کے کام کے لئے ان پر کافی احتیاط سے غور نہیں کیا گیا تھا۔ مقامی حالات کا گہرا مطالعہ نہیں کیا گیا تھا اور مویشیوں کی افزائش کی طرف بھی اس علاقے میں توجہ نہیں دی گئی تھی۔ اس کے علاوہ اسمیں موسمی کام اور محنت کو کافی دخل تھا۔ بہرحال یہ باتیں ان لوگوں کے کارنامے کو کم نہیں کر سکتی ہیں جو اچھوتی زمینوں کو نیا روپ دینے کےلئے یہاں آئے تھے۔

بڑی بات یہ ہوئی کہ یہاں کی زیرکاشت زمین نے اس زمانے میں اناج کی پیداوار میں بڑا اضافہ کیا جو زرعی پیداوار کی بنیاد ہے۔ ۱۹۵۶ء — ۱۹۵۸ء میں اچھوتی زمینوں نے ریاست کو ۵۰ فیصدی سے زیادہ اناج

دیا۔ ان زمینوں نے نہ صرف اناج کی دولت دی بلکہ یہاں ہزارہا نوجوان تجربات کی دولت سے بھی مالا مال ہوئے۔ ۱۹۵۷ء میں سوویت حکومت نے نوجوان کمیونسٹ لیگ کو اچھوتی زمینوں پر کارہائے نمایاں کرنے کے لئے آرڈر اف لینن عطا کیا۔ تیس ہزار سے زیادہ نوجوان مردوں اور عورتوں کو ان کی خدمات کے لئے آرڈر اور تمغے دئے گئے اور ۲۶۲ اشخاص کو سوشلسٹ محنت کے ہیرو کا خطاب عطا ہوا۔

۱۹۵۸ء میں سوویت یونین میں اناج کی پیداوار پچھلے چالیس سال میں سب سے زیادہ ہوئی۔ تقریباً ۱۳ کروڑ چالیس لاکھ ٹن اناج اکٹھا کیا گیا اور ریاست ۱۹۵۳ء کے مقابلے میں تقریباً دگنا اناج خرید سکی۔ گوشت اور دودھ کی مقدار بڑھ کر باترتیب ۷۷ لاکھ ٹن اور پانچ کروڑ ۸۷ لاکھ ٹن ہو گئی۔ ان کی مقدار ۱۹۵۳ء کے مقابلے میں کہیں زیادہ تھی۔ مجموعی طور پر اس پانچ سال کے دوران سوویت یونین کی زرعی پیداوار میں ۵۱ فیصدی اضافہ ہوا۔

یہ زبردست کامیابی تمام یونین ریپبلکوں میں زرعی خوشحالی اور تمام سوویت کسانوں کے معیار زندگی میں بلندی سے قطعی طور پر مربوط تھی۔ کسانوں کی فی کس آمدنی (جو پنچائتی کھیتوں اور اپنے ذاتی قطعہ پر کام سے ہوتی تھی) ۱۹۵۳ء کے مقابلے میں ڈیڑھ گنی اور ۱۹۴۰ء سے ۲ء۲ گنی زیادہ ہو گئی۔ پہلے پنچائتی کسانوں کو نقد اجرت سال کے آخر میں، سال کا حساب کتاب ہونے اور ریاست کی ساری واجبات پوری کرنے کے بعد دی جاتی تھی۔ ۱۹۵۶ء سے زرعی کام کرنےوالوں کو ان کی محنت کی اجرت ہر مہینے یا سہ‌ھی ملنے لگی۔ ان کی مجموعی کمائی کا حساب کتاب زرعی سال کے آخر میں ہونے لگا جس کا انحصار سال بھر کی پیداوار پر ہوتا ہے۔

بہر حال سبھی فیصلے صحیح نہیں ثابت ہوئے۔ بعض معاشی لحاظ سے نادرست تھے۔ چونکہ بڑی بڑی رقمیں اچھوتی زمینوں پر لگائی گئی تھیں اور ان کو مشینیں بھی بڑی تعداد میں دی گئی تھیں اس لئے ملک کے وسطی حصے پر جہاں پرانے زمانے سے کاشتکاری اور مویشی پالنے کا کام ہوتا آیا تھا کم توجہ کی گئی۔ اس کے باوجود کہ حکومت نے جانوروں اور پرندوں کے گوشت، دودھ، مکھن، ترکاریوں، اناج اور صنعتی فصلوں کی سرکاری قیمت خرید تقریباً تگنی کر دی تھی پھر بھی جانوروں سے حاصل کی ہوئی پیداوار کی لاگت واپس نہیں مل رہی تھی۔

بہرحال مجموعی طور پر زراعت کی ترقی مسلمہ تھی۔ فصلیں پہلے سے کہیں زیادہ اچھی ہونے لگی تھیں، مویشیوں کا چارہ کافی پیدا کیا جانے لگا تھا اور مویشیوں کی تعداد میں کافی اضافہ ہوا تھا۔ گوشت، دودھ اور مکھن بھی زیادہ حاصل ہونے لگا تھا۔

زراعت میں یہ ترقی اس تبدیلی کی آئینہ‌دار تھی جو ملک کی پوری زندگی میں ہوئی تھی۔ زراعت کی طرف خاص طور سے توجہ کرنے کے ساتھ صنعت کی طرف بھی توجہ کم نہیں کی گئی تھی۔ معیشت کی ان دونوں شاخوں میں کامیابیاں ایک دوسرے سے مطابقت رکھتی تھیں اور ملک کی عوامی معیشت کو مجموعی طور پر ترقی دینے میں مددگار ثابت ہوئیں۔

۱۹۵۵ء کی گرمیوں میں پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور حکومت نے تعمیراتی کارکنوں، صنعتی رہنماؤں اور اگواکار مزدوروں کی ایک کانفرنس طلب کی تاکہ اس تجربے کا جو ابھی تک حاصل کیا گیا تھا تفصیلی تجزیہ کیا جائے، مختلف خامیوں کا جائزہ لیا جائے اور پھر نئے امکانات کے مطابق پروگرام بنایا جائے۔ اس کانفرنس میں متعدد وزارتوں اور سرکاری محکموں کے کام کی خامیوں پر کڑی نکتہ چینی کی گئی، تیز رفتار ٹکنیکی ترقی کا راستہ اختیار کیا گیا اور کام کے سلسلے میں اختراعات و ایجادات کرنے والوں اور اس کو زیادہ معقول بنانےوالے سارے مزدوروں اور ملازموں کی حوصلہ افزائی کا فیصلہ کیا گیا۔ حکومت نے نئے قواعد کی تصدیق کی جو پیداوار میں جدید مشینوں وغیرہ کو رائج کرنے میں آسانیاں فراہم کرتے تھے۔ ٹریڈ یونین کی طرف سے اختراعات و ایجادات کرنےوالوں کی ایک کل یونین انجمن قائم کی گئی۔

اس دوران میں عوامی معیشت کے انتظام کے بہتر طریقوں کی تلاش جاری رہی۔ ۱۹۵۴ء کے آخر میں صنعتوں اور تعمیری کام کے انتظام کو بہتر بنانے، منصوبہ بندی کے کام میں تبدیلیاں کرنے، معاشی منصوبوں کی تیاری اور ان پر عمل میں پبلک کا رول اور زیادہ بڑھانے وغیرہ کے موضوعات پر اخبار ''پراودا،، نے سلسلےوار مضامین لکھے۔ یونین ریپبلکوں کے معاشی حقوق میں توسیع کرنے اور ان کو اس بات کا اختیار دینے سے مفید نتائج برآمد ہوئے کہ وہ صنعت کی متعدد شاخوں کا خودمختاری کے ساتھ انتظام کر سکیں۔ یہ اختیارات ۱۹۵۴ — ۵۶ء میں دئے گئے۔ بہرحال اس سے بھی زیادہ بنیادی اقدامات کی ضرورت تھی۔ ۱۹۵۷ء میں ملک میں دو لاکھ سے زیادہ ریاستی صنعتی ادارے اور

ایک لاکھ سے زیادہ تعمیری پروجکٹ تھے اور ۶۰ مرکزی وزارتوں کے لئے اس بڑے اور وسیع کام کی نگرانی مشکل ہو رہی تھی جو سارے ملک میں زوروں پر ہو رہا تھا۔ مقامی تنظیموں کی اگواکاری کے لئے حد سے زیادہ مرکزیت رکاوٹ بن رہی تھی۔

۱۹۵۷ء میں ملک بھر میں مجوزہ اصلاحات پر وسیع اور تفصیلی بحث ہوئی۔ زیربحث یہ بات تھی کہ آیا وزارتوں کو ختم کرکے عوامی معاشی سوویتیں (سوونارخوز) قائم کی جائیں۔ بعض کارکنوں نے یہ تجویز پیش کی کہ کچھ وزارتوں کو برقرار رکھا جائے۔ مثلاً اکادیمیشن وینتر کے خیال میں بجلی گھروں، زراعت اور رسل و رسائل کی وزارتوں کو برقرار رکھنا ضروری تھا۔ کچھ تجاویز یہ تھیں کہ پہلے تجربے کے طور پر کچھ عوامی معاشی سوویتیں (مثلاً ماسکو، لینن گراد اور سویردلوفسک میں) قائم کی جائیں اور پھر کوئی مختتم فیصلہ کیا جائے۔ بہرحال دوسرا نقطۂ نظر غالب رہا جو آگے چل کر غلط ثابت ہوا۔ مئی ۱۹۵۷ء میں سوویت یونین کی اعلیٰ سوویت نے یہ قانون منظور کیا جس کے مطابق صنعت اور تعمیرات کا کام علاقوں کی معاشی اور انتظامی بنیاد پر ہونے لگا۔ زیادہ‌تر وزارتیں ختم کر دی گئیں اور ان کے تحت جو صنعتی ادارے اور تعمیری جگہیں تھیں وہ عوامی معاشی سوویتوں کی نگرانی میں آ گئیں۔

علاقائی منصوبہ‌بندی، بڑی بڑی تعمیرات اور مالیاتی سوالوں میں صنعتی اداروں کے ڈائرکٹروں کے حقوق کی توسیع کی وجہ سے صنعت کا کام بہتر ہوگیا۔ محنت کی تنظیم اور اجرتوں کی ادائیگی کا سارا سسٹم بھی زیادہ اچھا ہوا۔

۱۹۵۴ء میں ٹریڈ یونینوں کی گیارھویں کانگرس اور نوجوان کمیونسٹ لیگ کی بارھویں کانگرس ہوئی۔ ان کانگرسوں نے بھی محنت کشوں کے زیادہ سے زیادہ وسیع پرتوں کو سماجی تنظیموں کی سرگرمیوں، محنت کی کارگذاری کو بڑھانے، مشینوں کو بہتر طریقے سے استعمال کرنے اور باشندوں کی تہذیبی اور مالی حالت کو بہتر بنانے کی جدوجہد میں لانے کی طرف توجہ کی۔

سوشلسٹ مقابلے کی مہم اور بھی وسیع پیمانے پر پھیل گئی۔ اخباروں میں روزانہ نئی نئی اختراعات و ایجادات کرنےوالوں کے نام اور اگواکار جتھوں کے کارنامے شائع ہونے لگے۔ سوویت لوگوں کی محنت

کے کارنامے ملک کی زندگی کا جز بن گئے تھے اور نئے ترقی‌پذیر علاقوں میں کام بڑی تیز رفتاری سے ہو رہا تھا۔ والگا، دنیپر اور کاما دریاؤں پر پن بجلی گھروں کی تعمیر کے بارے میں ریڈیو اور اخبار برابر اپنی رپورٹیں نکال رہے تھے۔ براتسک میں ایک زبردست پن‌بجلی گھر کی تعمیر کے منصوبے بنائے جا رہے تھے۔

براتسک کے علاقے کے بارے میں اس سے پہلے لوگوں کو بہت کم واقفیت تھی۔ بڑی سوویت انسائیکلوپیڈیا کے ۱۹۵۱ء کے ایڈیشن میں اس کے بارے میں یہ لکھا تھا: ''براتسک دریائے انگارا کے بائیں کنارے پر ایک گاؤں ھے جس کی بنیاد ۱۶۳۱ء میں براتسک قلعہ کے جیل کی حیثیت سے پڑی تھی''۔ اور ھماری صدی کی چھٹی دھائی میں براتسک سائبیریا کی تشکیل‌نو میں ایک زبردست ستون بن گیا۔ ماسکو سے چار ھزار کلومیٹر دور مشرق میں واقع اس بھولے بسرے گاؤں کے نام سے اب سبھی واقف ہو گئے ھیں۔ ۱۹۵۵ء میں یہاں دنیا کے سب سے بڑے پن بجلی گھر کی تعمیر کا کام شروع ھوا۔

اسی زمانے میں ملک کے شمالی مغربی حصے میں چیریپوویتس کے دھات ساز مرکز کی بنیاد پڑی۔ جنوبی اورال اور ساورائے قفقاز کے نئے دھات ساز کارخانوں نے کام شروع کیا اور یاقوتیہ میں دریائے لینا کے کنارے ماھرین ارضیات نے تیل کے زبردست ذخیرے دریافت کئے۔ یاقوتیہ میں ھی ھیرے کی ایسی بڑی کانوں میں کام ھونے لگا جن کے سامنے ٹرانسوال اور دریائے اورینج کی مشہور عالم ھیرے کی کانیں بھی مات ھیں۔

روزانہ صنعتی ترقی کی خوش‌خبریاں ملنے لگیں۔ یورپ کی سب سے بڑی استاوروپول — ماسکو گیس پائپ لائن چالو کی گئی اور دریائے والگا کے کنارے لینن نامی پن بجلی گھر کا افتتاح ھوا جو اس وقت دنیا کا سب سے طاقتور بجلی گھر تھا۔ سوویت یونین کے نقشے پر نئے نئے ساگر، نہریں، موٹر روڈ، ریلوے لائنیں اور فضائی سرویس نظر آنے لگیں۔

اس زمانے میں نئے قسم کے صنعتی مقابلہ کرنےوالوں نے نام پیدا کیا۔ ۱۹۵۶ء میں دونیتسک بیسن کے نکولائی مامائی نامی کان کن اور ان کے جتھے کے دوسرے مزدوروں نے یہ تجویز پیش کی کہ ھر کان کن کو روزانہ اپنے کوٹے سے ایک ٹن زیادہ کوئلہ پیدا کرنا چاھئے تاکہ مقررہ کوٹے سے اتنے ھی ٹن زیادہ کوئلہ حاصل کیا جا سکے جتنے

که کسی کان میں مزدور هوں۔ اس تجویز کو نه صرف دونیتسک بیسن کے کانکنوں نے بلکه مختلف پیشوں اور معیشت کی تمام شاخوں کے مزدوروں نے اپنایا اور زراعت و صنعت میں اپنے عام کوٹے سے بڑھ چڑھ کر پیداوار کی۔

اس طرح کا مقابله خوب ترقی کرتا گیا۔ کانکن کولچیک کے جتھے نے اس میں ایک اور تجویز کے ذریعه اضافه کیا یعنی هر فاضل ٹن کوئله اچھی کارگذاری کے ذریعه اس طرح حاصل کیا جائے که ریاست کی ایک روبل فی ٹن کی بچت هو۔ اس طرح اعلی درجے کے پیداواری طریقے اختیار کرکے پیداوار کو اونچا کیا گیا۔

ماماٹی، کولچیک اور ان کے ساتھیوں کی مہموں کا تعلق عوام کی تخلیقی سرگرمیوں میں زبردست اضافے اور محنت کشوں کی تہذیبی اور ٹکنیکی سطح میں بلندی سے تھا۔ اختراعات کرنےوالے هر طرف کام کے منصوبوں پر غور کرکے اجتماعی طور پر فیصلے کر رهے تھے که محنتی طاقتوں اور نوع بنوع سامان کو کس طرح بہترین طور پر استعمال کیا جائے۔ مزدوروں نے ان پیشوں میں بھی مہارت حاصل کرنی شروع کی جو ان کے پیشے سے قریبی تعلق رکھتے تھے اور صنعت کی اس شاخ کی معیشت کے بارے میں مطالعه کرنے لگے جس میں وہ کام کرتے تھے۔ یه اس بات کا ثبوت تھا که مزدور انتظام کے کام میں براہ‌راست حصه لے رهے تھے۔ ساتھ هی اس سے یه بھی ظاهر هوا که هر مزدور اپنے ملک کے وقار اور مستقبل کےلئے کتنی ذمےداری محسوس کرتا تھا۔ مندرجه ذیل اعداد و شمار صورت حال کی تصویر کشی بخوبی کرتے هیں:
جنگ سے پہلے کام کو بہتر اور آسان بنانےوالی اختراعات و ایجادت کی تجاویز پانچ لاکھ ۲۶ هزار اشخاص نے پیش کی تھیں، ۱۹۵۰ء میں پانچ لاکھ ۵۵ هزار اور ۱۹۵۸ء میں یعنی آٹھ سال کے دوران ان اشخاص کی تعداد تگنی سے زیادہ یعنی ۱۷ لاکھ ۲۵ هزار هو گئی۔ هر اختراع و ایجاد پر مالی انعام دیا جانے لگا اور ریاست نے کارخانوں کے منتظمین کو تاکید کی که ان ایجادوں کو نئی ٹکنیک کے منصوبے میں شامل کرکے رائج کیا جائے۔

۱۹۵۸ء میں سوویت یونین کی صنعتوں میں تقریباً دو کروڑ مزدور اور ملازم کام کر رهے تھے جبکه ۱۹۴۰ء میں ان کی تعداد ایک کروڑ دس لاکھ سے کم تھی۔ ان میں ۴۰ فیصدی سے زیاده کام کا دس ساله

تجربہ رکھتے تھے - یہ کام کرنےوالوں کی ہنرمند فوج تھی جس کو اعلی درجے کا حرفتی تجربہ حاصل تھا - یہ صنعت‌کاری کے ہیروؤں کی بہترین روایات، جنگ کے برسوں اور جنگ کے بعد بحالی کے اگواکار مزدوروں کے کارناموں کی وارث فوج تھی - سوویت صنعت کی کامیابیاں مزدور طبقے کی بلوغت اور پختگی کا بہترین ثبوت پیش کر رہی تھیں - ملک اپنے کارناموں پر بجا فخر کر سکتا تھا -

۱۹۵۴ء میں دنیا کے پہلے ایٹمی بجلی گھر نے برقی قوت دی - یہ ماسکو کے قریب اوبنینسک میں قائم کیا گیا تھا - چار سال بعد دوسرا ایٹمی بجلی گھر چالو ہو گیا جو پہلےوالے بجلی گھر سے کافی بڑا تھا - اس سے تھوڑا عرصہ پہلے دنیا کا پہلا ایٹمی برفشکن جہاز ''لینن،، بنایا گیا -

سوویت سائنس اور ٹکنیک کی ترقی نے اس زمانے میں سب سے بڑا کارنامہ کر دکھایا - ۴ اکتوبر ۱۹۵۷ء کو سوویت سرزمین سے دنیا کا پہلا تابع زمین سیارہ ''اسپوتنک،، چھوڑا گیا اور ۱۹۵۸ء میں جو تیسرا سوویت اسپوتنک چھوڑا گیا اس کا وزن ۱۳۲۷ کلوگرام (۱۰۳ ٹن) تھا جو واقعی ایک سائنسی تحقیقاتی تجربہ‌گاہ تھا -

ٹکنیکی ترقی کو فروغ دینے پنچائتی فارموں کے نظام کو مضبوط کرنے، اچھوتی زمینوں کو زرخیز بنانے اور سب سے اہم بات یعنی عوام میں تخلیقی سرگرمیوں کی زبردست لہر پیدا ہونے اور غلطیوں کو دور کرنے سے سوویت معیشت کی تیز رفتار ترقی مربوط تھی - ان سب باتوں نے سوویت معاشرے کی مادی اور ذہنی زندگی میں حیرت‌انگیز تبدیلیاں پیدا کیں -

غیرملکی لوگ جو پانچویں دھائی کے آخر اور چھٹی دھائی کی ابتدا میں سوویت یونین آچکے تھے جب ۱۹۵۸ء میں دوبارہ آئے تو یہاں کی تبدیلیوں کو دیکھ کر حیران رہ گئے -

جب ان کا ہوائی جہاز ماسکو کے قریب ونوکووا کے ہوائی اڈے پر اترا تو مہمانوں کو پہلی خاص بات جو نظر آئی وہ ''ایل - ۱۸،،، ''ان - ۱۰،، اور ''تو - ۱۱۴،، ہوائی جہازوں کی کثیر تعداد تھی - چند سال پہلے تو یہاں جٹ مسافر ہوائی جہاز بالکل تھے ھی نہیں -

دارالحکومت میں ان کو ایسی جگہوں پر سرسبز پارک، خوبصورت آرام‌دہ اور عالیشان مکانات نظر آئے جہاں ۱۹۵۰ء میں ویرانے یا چوبی

ماسکو کی لینن پہاڑیوں پر ماسکو کی ریاستی یونیورسٹی

بنگلے تھے۔ شہر کے ایک کنارے پر ٹریڈ یونینوں کی مرکزی کونسل کی پانچ منزلہ عمارت الگ تھلگ کھڑی تھی۔ اب اس کو بہت سی کثیر منزلہ عمارتوں کے درمیان پانا مشکل ہے اور شہر بھی اس جگہ سے کئی کلومیٹر آگے تک بس گیا ہے۔

اب مہمان ماسکو میں آگے بڑھتے ہیں۔ ان کو وہ بلندبالا عمارتیں نظر آتی ہیں جن کی بنیاد ۱۹۴۹ء میں ڈالی گئی تھی۔ پھر لوژنیکی کا لینن نامی اسٹیڈیم ہے جس میں ایک لاکھ سے زیادہ تماشائیوں کی گنجائش ہے۔ پانچویں دہائی کے آخر تک اس کی تعمیر کا منصوبہ تک نہیں بنا تھا۔ نئی نئی عالیشان عمارتیں ہمارے مہمانوں کی حیرت

میں اضافہ کرتی ہیں - شہر کی شکل ہی بدلی نظر آتی ہے۔ اب لوگ نوع بنوع اور رنگارنگ کپڑوں اور لباسوں میں نظر آتے ہیں - پانچویں دھائی کے آخر میں جنگ سے پہلے کے کپڑوں میں جو فیشن نظر آتے تھے اب وہ غائب ہو چکے ہیں اور فوجی وردیوں کے بجائے لوگ زیادہ‌تر شہری کپڑوں میں دکھائی دیتے ہیں -

ماسکو میں تو اتنی تبدیلیاں ہو گئی ہیں کہ ۱۹۵۸ء میں ماسکو آنے والے غیرملکی جو دس سال پہلے بھی یہاں آچکے ہیں اس کو پہچان بھی نہیں پاتے - یہی صورت ان کی کیئف، منسک، والگاگراد، نوواسیبیرسک، تاشقند اور عشق‌آباد میں بھی ہوئی - ہر جگہ ان کو نئے نئے رہائشی مکانات، اسپتال، تھیٹر، اسکول اور کلب نظر آئے - نوآباد شہروں مثلاً انگارسک، براتسک، والژسک، دوبنا اور ژیگولیوفسک میں تعمیراتی کرینوں کے پورے جنگل پھیلے تھے -

لینن گراد میں زمین‌دوز ریلوے لائن (میٹرو) بن چکی تھی - جبکہ پہلے صرف ماسکو میں ہی زمین‌دوز ریلوے لائن تھی، کیئف میں بھی ایسی ریلوے لائن کےلئے زمین‌دوز راستہ تیار کیا جانے لگا تھا - ۱۹۵۸ء میں ٹیلی‌ویژن کے ایریل ہر جگہ نظر آنے لگے تھے - اب ملک میں ۷۰ سے زیادہ ٹیلی‌ویژن کے مرکز تھے اگرچہ ۱۹۵۰ء میں ان کی تعداد دو تھی اور ٹیلی‌ویژن کے پروگرام ہفتے میں صرف دو شاموں کو ہوتے تھے - رنگارنگ پوسٹر تھیٹروں اور اسٹیڈیموں کو آنے کی دعوت دیتے تھے - غیر ملکی اوپیرا، آرکسٹرا اور تھیٹر کی منڈلیوں کے دوروں میں اضافہ ہو رہا تھا اور کھیل کود کے بین‌اقوامی مقابلے بھی اکثر ہمارے ملک میں ہونے لگے تھے - جدید ادب، مستقبل کے انسان، سیبرنیٹکس اور معاشیات میں ریاضی کے طریقوں کے رواج وغیرہ جیسے اہم مسائل پر پریس اور کثیر تعداد کلبوں میں گرما گرم بحثیں ہونے لگی تھیں -

اب کریملن کی سیر کےلئے کوئی پابندی نہیں رہی تھی - جب مہمانوں نے یہ سوال کیا کہ آیا وہ لڑکوں یا لڑکیوں کے ثانوی اسکولوں میں جا سکتے ہیں تو انہیں بتایا گیا کہ ۱۹۵۴ء سے اسکولوں میں مخلوط تعلیم ہونے لگی ہے۔

اس زمانے کا خاص نشان اسپوتنک تھا - اس یادگار دن سے جب انقلاب کی چالیسویں سالگرہ سے پہلے دنیا کا پہلا اسپوتنک چھوڑا گیا یہ لفظ ساری دنیا کے لوگوں کی زبانوں میں داخل ہو گیا - چاہے جہاں

ک ۔ ا ۔ تسیالکوفسکی

سے سیاح آتے اور ان کی دلچسپیاں خواہ کچھ بھی ہوتیں لیکن سبھی پہلے سوویت اسپوتنک کا ماڈل دیکھنے کی خواہش کرتے ۔ ماسکو کی فلک نما عمارت میں بےحد مجمع رہنے لگا ۔ ماسکو کی عوامی کارناموں کی نمائش کو بھی لوگ کثرت سے جانے لگے ۔ یہ بات مسلمہ تھی کہ فضائے کائنات میں پرواز کے لئے پہلے قدم تو زمین پر ھی اٹھائے گئے تھے ۔ اسپوتنک کی پرواز نے سوشلزم کی صنعتی طاقت کا ٹھوس ثبوت پیش کیا تھا۔

حتی کہ امریکہ کے نمایاں سیاسی کارکن چسٹر باؤلس کو یہ کہنا پڑا ”... پہلے سوویت اسپوتنک کی پرواز سے قبل کسی کو بھی امریکہ کی صنعتی، فوجی اور سائنسی برتری میں شک نہ تھا ۔ اچانک اسپوتنک کا ظہور ہوا جو زمین کے گرد چکر لگا رہا تھا اور لکھو کھا لوگوں نے اپنے آپ سے یہ سوال کیا : کہیں یہ تو نہیں ہورہا ہے کہ آخرکار کمیونزم کی فتح ہو ؟“

لیکن کیا واقعی اسپوتنک کا ظہور ایسا غیرمتوقع تھا؟

سوویت اقتدار کی ابتدا میں ہی لینن نے ان زبردست فریضوں کا ذکر کرتے ہوئے جو کمیونسٹ پارٹی اور عوام کے سامنے تھے نیکراسوف کی نظم کا حوالہ دیا تھا جس میں شاعر نے وطن کےلئے درد و تکلیف کا اظہار کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی شاعر کو وطن کی پنہاں قوتوں پر بھی یقین ہے - ۱۹ ویں صدی میں شاعر نے ''مادر وطن روس،، کو ''غریب اور لاچار،، اور ساتھ ہی ''طاقتور اور دولت‌مند،، ہی کہا تھا - لینن نے بالشویکوں کے آہنی عزم کا اظہار کرتے ہوئے یہ اعلان کیا تھا ''اس کے لئے چاہے جو کچھ بھی کرنا پڑے کیا جائیگا کہ روس غریب اور لاچار نہ رہے، کہ وہ واقعی طاقتور اور دولت‌مند ہو جائے،،-

سوویت عوام کے زبردست تخلیقی کام اور سوشلسٹ تعمیر کی وجہ سے ہمارے ملک میں غربت، پسماندگی اور بےچارگی کا خاتمہ کر دیا گیا - چھٹی دھائی کے آخر میں جب سوویت یونین نے عظیم اکتوبر انقلاب کی چالیسویں سالگرہ منائی اس وقت یہ نتائج خاص طور سے سامنے آئے -

۱۹۵۸ء میں فولاد کی پیداوار پانچ کروڑ پچاس لاکھ ٹن، تیل کی پیداوار گیارہ کروڑ تیس لاکھ ٹن اور برقی قوت کی پیداوار دو کھرب ۳۳ ارب کلوواٹ گھنٹے تک پہنچ گئی - دوسرے الفاظ میں ۱۹۵۸ء کے ہر مہینے میں اس سے زیادہ فولاد اور تیل حاصل کیا گیا جتنا کہ ۱۹۱۳ء کے پورے سال میں پیدا کیا گیا تھا - ۱۹۵۸ء میں تین دن میں اتنی برقی قوت پیدا کی گئی جتنی کہ پہلی عالمی جنگ سے پہلے زار کے زمانے میں پورے سال میں حاصل کی جاتی تھی -

دنیا کے کسی بھی ملک نے اتنی تیز رفتاری سے ترقی نہیں کی تھی - لینن نے کہا تھا کہ انقلاب کے ہرمہینے کو عام ''پرامن،، یعنی غیرانقلابی ترقی کے کئی برسوں کے برابر شمار کیا جا سکتا ہے - سوویت یونین کی سرگرمیوں نے یہ دکھایا کہ یہ نتیجہ بجا طور پر اخذ کیا گیا تھا اور نہ صرف سماجی زندگی میں بنیادی تبدیلیوں کےلئے بلکہ معیشت کےلئے بھی - اکتوبر ۱۹۱۷ء میں جس انقلاب کی ابتدا کی گئی تھی وہ اب بھی جاری تھا -

سوویت لوگوں نے چالیس سال کی سوشلسٹ تعمیر کے دوران جو زبردست چھلانگ لگائی تھی اس کو بورژوا پریس بھی تسلیم کرنے پر مجبور ہوا - چنانچہ اکتوبر ۱۹۵۷ء میں برطانوی اخبار ''ٹائمس،، نے

لکھا ''جب سرما محل پر دھاوا بولا گیا اور سوویتوں کی کل یونین کانگرس منعقد کی گئی تا کہ فتح کا اعلان کرے اس وقت روسی کیلنڈر کے مطابق اکتوبر کی ۲۵ تاریخ تھی۔ اس وقت روس مغربی کیلنڈر کے مطابق صرف ۱۳ دن پیچھے تھا لیکن صنعتی ترقی کے لحاظ سے وہ مغرب سے سو سال پیچھے اور اپنی سیاسی اور سماجی ڈھانچے کے لحاظ سے کم از کم ۱۵۰ برس پیچھے تھا۔ آج کل سوویت یونین اور اس کے اتحادی ۷ نومبر کو عظیم اکتوبر انقلاب کی ۴۰ ویں سالگرہ منانے کی تیاری کرتے ہوئے اپنے کارناموں کا جائزہ لے رہے ہیں اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ان کے پاس بہت کچھ فخر کرنے کے لئے ہے۔''

یہ ''ٹائمس'' نے اس وقت لکھا تھا جب دنیا کا پہلا اسپوتنک چھوڑا جا چکا تھا حالانکہ اس سے پہلے بےشمار موقعوں پر بورژوا پریس نے بھی پیش گوئی کی تھی کہ بالشویکوں کی تباہی لابدی ہے۔

سوویت اقتدار کے پہلے چالیس سال تاریخ انسانی میں ایسے جرأت‌آمیز کارناموں کے راستے کی حیثیت رکھتے ہیں جو سرما محل پر دھاوے سے لیکر فضائے کائنات پر دھاوے تک طے کیا گیا ہے۔ اپنے قیام کی پانچویں دھائی میں داخل ہوکر سوویت یونین نے نئے دور کا آغاز کیا۔ سوویت یونین کی اعلی سوویت کے جوبلی اجلاس کے موقع پر تمام سوشلسٹ ممالک کی پارٹیوں اور حکومتوں کے وفد، ۶۴ برادرانہ کمیونسٹ اور مزدور پارٹیوں کے نمائندے، ٹریڈ یونینوں، نوجوانوں اور عورتوں کی تنظیموں کے ممتاز کارکن سوویت دارالحکومت ماسکو آئے۔ اس اجلاس نے اس معاشرتی، معاشی اور تہذیبی تشکیل نو کے نتائج اخذ کرکے پیش کئے جس کی تکمیل چالیس سال کے دوران کی گئی تھی۔ تاریخ کے لئے جس کا ایک ایک قدم صدیوں کا ہوتا ہے چالیس سال کا عرصہ چھوٹے ذرے کے مانند ہے اور پھر انھیں چالیس برسوں میں سے ۱۸ سال ملک نے جنگوں اور ان کی باقیات کو دور کرنے میں گذارے۔ اس نے سوویت قوموں کے کارنامے کو اور روشن کر دیا۔ وہ زبردست چھلانگ لگا کر اتنے مختصر عرصے میں صنعت اور پنچائتی زراعت کی خوشحالی اور طاقت کی منزل تک پہنچ گئی تھیں۔

گیارھواں باب

سوویت یونین میں کمیونزم کی وسیع تعمیر

(۱۹۵۹ — ۷۰ء)

بین اقوامی میدان میں ترقی اور سوشلزم کی طاقتوں کی مزید استواری

سوویت یونین وسیع پیمانے پر کمیونزم کی تعمیر کے دور میں ایسے حالات میں داخل ہوا جب عالمی سوشلسٹ نظام اور زیادہ مضبوط ہو چکا تھا۔ ۱۹۵۹ء میں کیوبا میں سامراج مخالف عوامی انقلاب کی فتح بڑی اہم بات تھی۔ دنیا کے مغربی نصف کرے میں یہ پہلی ریاست تھی جس نے سوشلسٹ ترقی کے راستے پر قدم رکھا تھا۔

عالمی سوشلسٹ نظام کی معاشی اور سیاسی ترقی جاری تھی۔ سوشلسٹ ممالک کے تجربے نے دکھایا کہ سوشلسٹ نظام کی ترقی کا بنیادی ڈھنگ یہ ہے: عوامی معیشت کی متناسب ترقی، عوام کی تخلیقی پیش قدمی میں اضافہ، محنت کی بین‌قومی سوشلسٹ تقسیم کو متواتر بہتر بنانا، سوشلسٹ دولت مشترکہ کے تمام ملکوں کے تجربے کا مطالعہ، ہر ملک کے ٹھوس حالات اور قومی خصوصیات کو خاص طور سے نظر میں رکھنا، تعاون اور برادرانہ باھمی امداد کو استوار کرنا۔

سوشلسٹ ملکوں کے درمیان معاشی تعلقات کے انتہائی اہم عناصر تھے پیداوار میں تعاون، عوامی معیشت کے منصوبوں میں تال میل، ہر ملک کے مفاد کو پیش نظر رکھتے ہوئے تخصیص کاری اور پیداوار میں ایک دوسرے کی امداد۔ ادارۂ متحدہ اقوام کے ۱۹۶۷ء کے اعداد وشمار کے مطابق باھمی امدادی معاشی کونسل کے ممبر سوشلسٹ ملکوں نے اپنی پیداوار اور باھمی تبادلے کے ذریعہ اپنی ضرورت کی ۹۵ فیصدی مشینیں اور سازوسامان خود ھی تیار کیا تھا۔ متذکرہ بالا کونسل کے ممبر سوشلسٹ ملکوں میں مشین‌سازی کی صنعت میں دو ہزار

سے زیادہ مشینوں اور آلات اور دو ہزار سے زیادہ کیمیائی اشیا کی پیداوار میں تخصیص‌کاری سے کام لیا گیا تھا یعنی ممبر ملکوں کے درمیان ان کی تیاری کا کام باقاعدہ تقسیم ہو گیا تھا۔ دوسرے شعبوں میں بھی کامیابی سے تخصیص‌کاری کی جا رہی ہے۔ اس سے سوشلسٹ ملکوں کی معیشت کی تیزرفتار ترقی کےلئے امکانات پیدا ہوئے ہیں۔ ادارۂ متحدہ اقوام کے کارکنوں کے حساب کے مطابق ۱۹۵۶ — ۶۶ء کے دوران سوویت یونین اور دوسرے سوشلسٹ ملکوں کی قومی آمدنی میں سالانہ اضافے کا اوسط بمقابلہ ترقی یافتہ سرمایہ‌دار ملکوں کے تقریباً ۱۰۸ گنا زیادہ تھا۔ صنعتی پیداوار میں اضافے کی یہ شرح ۱۰۸ گنی، زراعت میں ۲۰۳ گنی، تعمیرات میں ۲۰۱ گنی تھی۔

سوشلسٹ ممالک کی معاشی طاقت میں اضافہ یورپی اور عالمی امن دونوں کو استوار کرنے کی معتبر ضمانت تھا۔ ساتویں دھائی کی ابتدا میں بین‌اقوامی حالات الجھ جانے کی وجہ سے اسکی اہمیت اور بھی زیادہ ہو گئی تھی۔ بین‌اقوامی قوانین پس‌پشت ڈالتے ہوئے مئی ۱۹۶۰ء میں ریاستہائے متحدہ امریکہ نے سوویت یونین کی سرزمین پر ایک جاسوس ہوائی جہاز پرواز کرنے کیلئے بھیجا۔ اپریل ۱۹۶۱ء میں ریاستہائے متحدہ امریکہ نے کیوبا کی ریپبلک پر حملہ کرنے کی کوشش کی جو بہرحال کامیاب نہ ہو سکی۔ ۱۹۶۲ء کی بہار میں ریاستہائے متحدہ امریکہ نے فضا میں ایٹمی بموں کے تجربے پھر شروع کر دئے اور اسی سال خزاں میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کے رجعت پرست حلقوں نے کیوبا کی جنگی جہازوں سے ناکہ بندی کرکے اس پر حملہ کرنے کے منصوبے بنائے۔ لیکن سوویت یونین کی اٹل اور باشعور پالیسی کیوجہ سے اس تصادم کو پرامن طریقے سے ختم کر دیا گیا۔ بین اقوامی کشیدگی کو کم کرنے کی کوششوں میں ذرا بھی توقف نہ کرتے ہوئے جنوری ۱۹۶۰ء میں سوویت یونین نے یکطرفہ طور پر اپنی فوجی طاقت کو گھٹا دیا اور مغربی ممالک سے اپیل کی کہ وہ اس مثال کی پیروی کریں۔

ریاستہائے متحدہ امریکہ، جرمن فیڈرل ریپبلک اور ان کے اتحادیوں نے اس اپیل کا جواب یورپ کے کشیدہ حالات میں مزید شدت کے ذریعہ دیا۔ مغربی برلن کے علاقے میں تخریبی کارروائیاں منظم کی جانے لگیں اور سوویت یونین کے خلاف جنگ شروع کرنے کی کھلی دھمکی دی گئی۔ اس وجہ سے سوویت یونین مجبور ہوا کہ وہ ۱۹۶۱ء کی فوجی تخفیف

کو روک دے اور اپنے دفاعی اخراجات میں اضافہ کرے۔ ۱۹۶۳ء میں وارسا معاهدے کے سوشلسٹ ملکوں نے مغربی طاقتوں کے سامنے یه تجویز رکھی که معاهدۂ وارسا اور شمالی اٹلانٹک معاهدے (نیٹو) کے ممبر ملکوں کے درمیان ایک دوسرے پر حمله نه کرنے کا معاهده هو جائے لیکن اسکو منظور نہیں کیا گیا۔

نوآبادیاتی نظام کو جلدازجلد ختم کرنے کی غرض سے سوویت حکومت نے ۲۳ ستمبر ۱۹۶۰ء کو ادارۂ متحده اقوام کی جنرل اسمبلی کے ۱۵ ویں اجلاس میں ''نوآبادیاتی ملکوں اور قوموں کو خودمختاری دینے کا اعلان،، پیش کیا۔ اس اعلان کے بنیادی نکات اس تجویز میں شامل کر لئے گئے جو اس مسئلے پر ۴۳ افروشیائی ممالک نے ادارۂ متحده اقوام میں پیش کی اور جنرل اسمبلی نے اسکو منظور کر لیا۔

سوویت یونین نے اسی پر اکتفا نہیں کی که وه ادارۂ متحده اقوام میں تجاویز پیش کرتا رهے۔ اس نے ان قوموں اور ملکوں کی براه‌راست مدد بھی کی جو اپنی قومی آزادی اور حقوق کے لئے جدوجہد کر رهے تھے۔ سوویت یونین نے انڈونیشیا کے لوگوں کی حمایت کی جب وه مغربی ایریان کو ملک میں ملانے کیلئے جدوجہد کر رهے تھے۔ جب هندستان نے پرتگالی نوآبادیوں گوآ، ڈمن اور ڈیو کو آزاد کرنے کیلئے جائز اقدام کئے تو سوویت یونین نے ان اقدام کی وکالت کی۔ کانگو کی سخت جدوجہد کے دوران همیشه وهاں کے عوام کی حمایت و مدد کی گئی۔ چنانچه کانگو رپبلک کے پہلے وزیر اعظم پاتریس لوممبا نے ۱۹۶۰ء میں کہا ''بڑی طاقتوں میں سوویت یونین هی ایسا واحد ملک هے جس نے ابتدا سے کانگو کے عوام کی جدوجہد کی حمایت کی هے۔ میں کانگو کے لوگوں کی طرف سے سوویت عوام کا شکریه ادا کرنا چاهتا هوں اس بروقت اور اهم اخلاقی مدد کیلئے جو سوویت یونین نے کانگو کی نوخیز رپبلک کو سامراجیوں اور نوآبادکاروں کے خلاف جدوجہد میں دی هے۔،،

ساتویں دهائی میں سوویت یونین نے ویت‌نام میں امریکی جارحیت کو بند کرنے کیلئے جو کوششیں کی هیں وه اسکی خارجه پالیسی میں اهم مقام رکھتی هیں۔ ۱۹۶۴ء میں ریاستہائے متحده امریکه نے بڑی تعداد میں اپنی فوجیں ویت‌نام بھیجیں اور ویت‌نامی جمہوری رپبلک کے شہروں اور دیہاتوں پر بم برسا کر اپنی جارحیت میں مزید اضافه کیا۔ بهرحال امریکی سامراجیوں کی یه وحشیانه حرکتیں جیالے اور بہادر

ویت‌نامیوں کے عزم و ہمت کو پست نہ کر سکیں۔ ویت نام میں امریکہ کی جارحانہ کارروائیوں پر دنیا کے سارے ترقی پسند لوگوں نے احتجاج کیا اور اس ''گندی جنگ،، کی مخالفت خود امریکہ میں زور پکڑنے لگی۔ سوویت یونین نے اپنے ویت‌نامی بھائیوں کو غیرملکی حملہ‌آوروں کے خلاف منصفانہ جدوجہد میں ہمیشہ مدد دی۔ اور بہادر ویت‌نامی عوام نے سوویت یونین، دوسرے سوشلسٹ ملکوں اور دنیا کے تمام ایماندار لوگوں کا سہارا لیکر اپنی زبردست ہمت‌وبہادری کی بدولت جنوری ۱۹۷۳ء میں جنگ ختم کرنے اور امن بحال کرنے کےلئے سمجھوتہ کرنے میں کامیابی حاصل کی۔

پیچیدہ بین اقوامی مسائل کو حل کرنے میں حقیقت پسندانہ رویہ سوویت حکومت کی خارجہ پالیسی کی خصوصیت ہے۔ اسکا ایک نمایاں ثبوت ۱۹۶۳ء کا وہ معاہدہ ہے جس پر ماسکو میں دستخط ہوئے۔ یہ معاہدہ فضا، کائنات کی وسعتوں اور پانی میں نیوکلیائی تجربات کی ممانعت کے بارے میں ہے۔ ابتدا میں اس پر سوویت یونین، ریاستہائے متحدہ امریکہ اور برطانیہ نے دستخط کئے تھے۔ لیکن جلد ھی ۱۰۰ سے زیادہ ممالک اسمیں شامل ھو گئے۔ سوویت مدبرین نے اب یہ کوشش شروع کی کہ اس طرح کی تہہ‌زمین آزمائشوں کی بھی ممانعت ھو جائے۔

ساتویں دھائی کے دوسرے نصف میں سوویت ریاست اپنی خارجہ پالیسی کو ایسے حالات میں پھیلا رھی تھی جبکہ انتہائی رجعت‌پرست سامراجی حلقے تاریخ کو پیچھے دھکیلنے کیلئے کوشاں تھے۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ ویت‌نام میں اپنی جنگی سرگرمیاں بڑھا رھا تھا اور انکو سارے ھندچین میں پھیلا رھا تھا۔ گھانا (۱۹۶۶ء) اور یونان (۱۹۶۷ء) میں رجعت پرستوں نے حکومت پر زبردستی قبضہ جما لیا تھا۔ ۱۹۶۷ء میں اسرائیل نے عرب ملکوں پر اچانک حملہ کر دیا۔ سوویت یونین نے فوراً ھی ادارۂ متحدہ اقوام کی جنرل اسمبلی کا ھنگامی اجلاس بلانے کا مطالبہ کیا۔ لیکن ریاستہائے متحدہ امریکہ اور اسکے فوجی بلاک کے ساتھیوں نے اسمبلی میں سوویت یونین کی یہ تجویز منظور نہ ھونے دی کہ اسرائیلی فوجیں فوراً اور غیرمشروط طور پر مقبوضہ علاقوں سے ھٹائی جائیں اور نقصانات کا معاوضہ ادا کیا جائے۔ بہرحال سوویت ریاست اور دنیا کی ترقی‌پسند طاقتوں کی مزید کوششوں سے ادارۂ متحدہ اقوام کی سلامتی کونسل نے یہ تجویز منظور کی کہ اسرائیلی فوجیں مقبوضہ عرب علاقوں

سے ھٹائی جائیں۔ لیکن اسرائیل نے ریاستہائے متحدہ امریکہ کی شہ پر عالمی رائے عامہ کی غالب اکثریت کو ٹھکرا دیا۔

۱۹۶۸ء کی گرمیوں میں چیکوسلاواکیہ میں سوشلسٹ دشمن طاقتیں زور پکڑ گئیں جنکی حمایت سامراجی رجعت پرست علانیہ کر رہے تھے۔ اس طرح سوشلزم کے کاز کو زبردست خطرہ پیدا ہو گیا۔ اس سے کافی پہلے معاہدۂ وارسا کے ممبر سوشلسٹ ملکوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ ھر ممبر ملک میں مشترکہ طور سے سوشلزم کی حفاظت کریں گے۔ اب فیصلہ کن اقدام کا وقت تھا۔ اگست ۱۹۶۸ء میں بلغاریہ، ھنگری، جرمن جمہوری ریپبلک، پولینڈ اور سوویت یونین کی فوجیں چیکوسلاواکیہ میں داخل ہو گئیں۔ اس طرح انقلاب دشمن اندرونی طاقتوں اور بین اقوامی سامراج کی طاقتوں کو روک دیا گیا جو چیکوسلاواکیہ میں سوشلسٹ نظام کا تختہ الٹنے اور سوشلسٹ دولت مشترکہ کو کمزور کرنے پر تلی تھیں۔

جون ۱۹۶۹ء میں ماسکو میں کمیونسٹ اور مزدور پارٹیوں کا ایک عالمی اجتماع ھوا جسمیں ۷۵ کمیونسٹ اور مزدور پارٹیوں کے وفدوں نے حصہ لیا۔ سامراج کے خلاف جدوجہد، موجودہ دور کا خاص مسئلہ اس اجتماع کی بحث کا مرکز تھا۔ اس اجتماع میں تبادلۂ خیال نے مارکسی لیننی تھیوری کو مزید تازگی بخشی، مزدور طبقے کی جدوجہد آزادی کی موجودہ منزل میں اھم عوامل کی وضاحت کی اور پرولتاری بین‌اقوامیت کے اصولوں کی بنیاد پر بین اقوامی کمیونسٹ تحریک کے اتحاد پر روشنی ڈالی۔ اس اجتماع نے سامراج کے خلاف تمام انقلابی طاقتوں کی مشترکہ جدوجہد میں سوویت کمیونسٹ پارٹی اور سوویت یونین کی اگواکاری کی طرف خاص طور سے توجہ دلائی۔ اس نے موقع پرستانہ اور قوم پرستانہ رجحانات پر ضرب‌کاری لگائی جو عالمی کمیونسٹ تحریک میں سر اٹھا رہے تھے۔ چینی لیڈروں کی منافقانہ سرگرمیوں کے مضرت‌رساں اثر پر خاص طور سے زور دیا گیا۔ اجتماع نے یہ صاف طور سے دکھایا کہ مختلف دشواریوں کے باوجود کمیونسٹ تحریک موجودہ دنیا میں بہت ھی جاندار سیاسی طاقت اور تمام سامراج دشمن طاقتور کی مجاھد ھراول ھے۔

سوویت یونین کے کمیونسٹوں نے اتفاق رائے سے اس اجتماع کے فیصلوں کی تائید کی۔ تمام سوویت لوگوں نے اپنے اس یقین کی ایک بار

پھر تصدیق کی که عالمی سوشلسٹ نظام، بین اقوامی مزدور طبقه اور تمام انقلابی طاقتیں انسانیت کی ترقی کا راسته بنا رہے ھیں۔

سات ساله منصوبے کی ابتدا

سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۱ ویں کانگرس جنوری ۱۹۵۹ء میں ماسکو میں ہوئی۔ اسی کانگرس میں پہلی بار سوویت یونین میں سوشلزم کی قطعی اور مکمل کامیابی کے نتائج کا اعلان کیا گیا۔ پچھلے چالیس سال کے دوران سوویت لوگوں نے سرمایه‌دارانه تعلقات ختم کرکے سماجی پیداوار کے نظام کی نئے سرے سے تشکیل کی تھی۔ وہ پوری منزل طے کرکے سوشلزم تک پہنچے تھے۔ چھٹی دھائی کے آخر تک سوشلزم کی تعمیر پوری ہو چکی تھی اور ترقی‌یافته سوشلسٹ معاشرہ قائم کیا جا چکا تھا۔ دوسرے سوشلسٹ ممالک کے ابھرنے سے سرمایه‌داروں کا محاصرہ ٹوٹ چکا تھا۔ اب سوویت دیس کی زندگی میں ایسی منزل آئی جسمیں کوئی ایسی داخلی یا خارجی طاقت نہیں رہ گئی جو اس کو سرمایه‌دار ماضی کی طرف واپس دھکیل سکے۔ یه سچ ھے که سامراجی کیمپ اب بھی موجود تھا اور اس بات کا امکان نہیں ختم ہوا تھا که بورژوا دنیا کے حکمران کوئی خطرناک اقدام نه کریں گے۔ پھر بھی اب سوویت یونین میں سرمایه‌داری کا اقتدار اور نجی ملکیت کا قیام ممکن نہیں ھے۔ سوویت یونین میں سوشلزم پوری طرح دائم و قائم ہو چکا ھے۔

جنوری ۱۹۵۹ء میں ۲۱ ویں کانگرس سے کچھ پہلے سوویت یونین میں بیس سال کے بعد مردم‌شماری ہوئی۔ پچھلی مردم‌شماری ۱۹۳۹ء میں ہوئی تھی۔ اس مردم‌شماری کے دوران جو معلومات حاصل کی گئیں ان کے ذریعه یه ممکن ہوا که اس دوران میں آبادی کی تشکیل میں جو تبدیلیاں ہوئی تھیں انکی نوعیت کو سمجھا جائے اور صورت حال کو سامنے رکھ کر ملک کے محنتی وسائل کا تجزیه کیا جائے۔ پچھلی مردم‌شماری کے بعد ابتک بیس سال میں ملک کی آبادی ۱۷ کروڑ چھه لاکھ سے بڑھکر بیس کروڑ ۸۸ لاکھ تک پہنچ چکی تھی۔

اس اضافے میں نصف سے زیادہ لتویا، لتھوانیا، استونیا، بیلوروس اور یوکرین کے مغربی حصوں کا تھا جو جنگ سے کچھ عرصه پہلے ھی سوویت یونین میں شامل ہوئے تھے۔ درحقیقت آبادی میں اس سے بھی

کہیں زیادہ اضافہ ہوتا اگر جنگ میں اتنا زبردست جانی اور مالی نقصان نہ ہوتا۔

۱۹۵۹ء میں ۴۸ فیصدی آبادی شہروں میں تھی۔ ملک کے مشرقی حصے میں آبادی خاص طور سے بڑھی تھی۔ پورے ملک کی آبادی میں مجموعی طور سے ۹۰۰ فیصدی اضافہ ہوا تھا لیکن اورال میں یہ اضافہ ۳۲ فیصدی، مشرقی سائبیریا میں ۳۴ فیصدی، مغربی سائبیریا میں ۲۴ فیصدی، وسط ایشیا اور قزاخستان میں ۳۸ فیصدی اور مشرق بعید میں ۷۰ فیصدی تھا۔

پچھلی مردم‌شماری کی طرح ۱۹۵۹ء کی مردم‌شماری نے بھی یہ بتایا کہ سوویت یونین میں بےروزگاری ختم ہو چکی ہے۔ ہر فرد کو حقیقی طور پر کام کرنے کا حق حاصل تھا اور مردم‌شماری نے آبادی کی محنتی سرگرمیوں کے اعلی معیار کی تصدیق کی۔ کام کرنے کے عمروالے ۱۰۰ باشندوں میں سے ۸۳ مادی اور ذہنی اقدار کی تخلیق میں حصہ لے رہے تھے۔

اس مردم‌شماری نے ایک اور قابل ذکر بات کا انکشاف کیا۔ ملک کا تعلیمی معیار کافی بلند ہو گیا تھا۔ تقریباً پانچ کروڑ نوے لاکھ لوگ اعلی، ثانوی یا نیم‌ثانوی (یعنی ساتویں درجے سے کم نہیں) تعلیم‌یافتہ تھے۔ مزدوروں میں ان کی تعداد ۳۲ فیصدی تک پہنچ گئی تھی۔

۱۹۵۹ء کی آبادی میں تین چوتھائی ایسے لوگ تھے جو ۱۹۱۷ء کے انقلاب کے بعد پیدا ہوئے تھے۔ اسکا مطلب یہ تھا کہ زیادہ‌تر محنت کشوں نے اپنی باشعور زندگی سوویت نظام کے تحت گذاری اور بنائی تھی۔ اس ۱۹۵۹ء میں سوویت کمیونسٹ پارٹی کے ممبروں کی تعداد ۹۰ لاکھ تک پہنچ گئی۔ تقریباً دو کروڑ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں نوجوان کمیونسٹ لیگ کے ممبر تھے۔ اور چھہ کروڑ لوگ سوویت ٹریڈیونینوں میں شامل تھے۔

ولادیمیر ایلیچ لینن نے اپنے زمانے میں کہا تھا کہ سوویت یونین کافی بڑے قدرتی ذخیروں، انسانی طاقت کے خزانوں اور عوام کی زبردست تخلیقی صلاحیتوں کا مالک ہے۔ انہیں عناصر کو پیش نظر رکھتے ہوئے انھوں نے ان اہم امکانات اور طاقتوں کا تصور کیا تھا جو سوشلزم میں پنہاں تھیں۔ چالیس سال کے دوران سوشلسٹ تعمیر کی

کامیابیوں نے سوویت لوگوں کی مادی اور ذہنی طاقتوں میں زبردست اضافہ کیا اور مستقبل میں مزید ترقی کی شاہراہیں کھول دیں۔ ۱۹۵۹ء میں عالمی صنعتی پیداوار میں سوویت یونین کا پانچواں حصہ تھا جبکہ یہ حصہ ۱۹۱۳ء میں صرف تین فیصدی اور ۱۹۳۷ء میں تقریباً ۱۰ فیصدی تھا۔

سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۱ ویں کانگرس نے ملک کی اندرونی حالت اور بین‌اقوامی صورت حال کا جائزہ لیکر یہ اعلان کیا کہ سوویت یونین ترقی کے ایک نئے دور میں یعنی وسیع پیمانے پر کمیونزم کی تعمیر کے دور میں داخل ہو رہا ہے۔ کمیونزم کی مادی اور ٹکنیکی بنیاد قائم کرنے اور سوویت زندگی کے تمام شعبوں میں کمیونسٹ اصولوں کو پائدار بنانے کی جد و جہد کے اہم فریضے سامنے رکھے گئے۔

تاریخی ترقی کی اس نئی منزل پر سوویت لوگوں کے سامنے جو زبردست تخلیقی فریضے تھے انکا تقاضہ تھا کہ ایک طویل مدتی منصوبہ مرتب کیا جائے جو وسیع پیمانے پر کمیونزم کی تعمیر سے تعلق رکھنے والی معاشی ترقی کے فیصلہ کن رجحانات اور مقاصد کا تعین کرے۔ اس راستے میں پہلا قدم ۱۹۵۹ — ۶۵ء کا سات سالہ منصوبہ تھا جس کی تیاری ۱۹۵۷ء میں شروع کر دی گئی تھی۔ اس وقت معاشی انتظام کے ڈھانچے میں جو تبدیلیاں ہوئی تھیں ان میں انفرادی طور پر یونین ریپبلکوں اور معاشی انتظامی علاقوں کی منصوبہ بندی کی طرف زیادہ توجہ کی گئی تھی۔ پہلے منصوبے میں متعدد معدنی ذخیروں کی اہم دریافتوں کو نہیں شامل کیا گیا تھا جو منصوبہ مرتب ہونے کے بعد مشرق میں ہوئی تھیں اور نہ تو اسمیں رہائشی مکانوں کی تعمیر میں توسیع اور کیمیائی صنعت کی تیز رفتار ترقی وغیرہ کے پروگرام کے لئے گنجائش رکھی گئی تھی جو ۱۹۵۷ — ۵۸ء میں منظور کیا گیا تھا۔ اس لئے یہ خیال کیا گیا کہ چھٹے پنجسالہ منصوبے کے خاتمے کا انتظار کئے بغیر ۱۹۵۹ — ۶۵ء کے لئے ساتسالہ منصوبہ تیار کر لیا جائے۔ چنانچہ چھٹے پنجسالہ منصوبے کی باقی مدت اور مزید پانچ سال کیلئے منصوبہ تیار کیا گیا۔

سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۱ ویں کانگرس نے منصوبے کے بارے میں ان تمام بحث مباحثوں کو پیش نظر رکھ کر جو پورے ملک میں وسیع پیمانے پر ہوئے تھے اور پریس میں شایع ہوتے رہے تھے نیا سات

ساله منصوبه مرتب کیا جسکی تصدیق اتفاق رائے سے کی گئی۔ اپنے بلند نشانوں کے لحاظ سے یہ نیا منصوبہ خود سوویت یونین کے لئے غیر معمولی تھا۔ آئندہ سات سال میں معاشی ترقی کے لئے اتنی بڑی بڑی رقمیں لگانے کا فیصلہ کیا گیا جو سوویت اقتدار کے قیام سے ابتک لگائی گئی تھیں۔ بجلی گھروں کی تعمیر ، تیل اور گیس کی حاصلات، کیمیائی صنعت کی ترقی اور معیشت کی تمام شاخوں کی بجلی کاری پر اس منصوبے میں خاص زور دیا گیا۔ زراعت کو کافی ترقی دینے کا پروگرام بنایا گیا۔ کام کے ہفتے میں اختصار، اجرتوں میں اضافہ، بڑے پیمانے پر رھائشی مکانوں کی تعمیر اور بہت سے ایسے دوسرے اقدامات کرنیکا منصوبہ تھا جو سوویت لوگوں کی مادی اور ذھنی ضروریات کو زیادہ سے زیادہ پورا کر سکیں۔

سات سالہ منصوبے کے ولولہ انگیز مقاصد اور پارٹی کے مقرر کئے ہوئے نئے فرائض نے سوویت لوگوں میں ایک نیا جوش و خروش پیدا کر دیا۔ کانگرس شروع ہونے سے پہلے ہزاروں اداروں نے اپنی کارگذاری بڑھانے کی ذمےداری لے لی۔

کانگرس سے پہلے عام طور پر لوگوں میں ولولہ اور جوش پیدا ہو گیا تھا جو پہلے کے مقابلے میں امتیازی خصوصیات رکھتا تھا۔ اس سے ظاہر ہوتا تھا کہ اب سوشلسٹ مقابلہ زیادہ بلند سطح تک پہنچ گیا ھے۔ مثلاً جب ۱۹۳۵ء میں استاخانوف تحریک شروع ہوئی تھی تو اس تحریک کے بانیوں کو ریکارڈ قائم کرنے کیلئے چھ گھنٹے میں ۱۰۲ ٹن کوئلہ کاٹ کر نکالنا پڑا تھا ۔ بیس سال بعد ''دونباس۔ ۲،، نامی کمبائن کے ذریعہ اتنا کوئلہ ایک گھنٹے سے کچھ کم ھی میں حاصل کرنا ممکن ہو گیا تھا۔

۱۹۳۵ء میں انجن ڈرائیور کریوانوس نے مال گاڑی کی رفتار ۳۲ — ۳۴ کلومیٹر فی گھنٹہ تک بڑھا دی تھی جبکہ عام رفتار ۲۴ کلومیٹر فی گھنٹہ تھی۔ اس وقت کے لئے یہ بھی ریکارڈ تھا۔ ۱۹۵۹ء تک مال گاڑیوں کی رفتار کا اوسط ۴۰ کلومیٹر فی گھنٹہ تک پہنچ چکا تھا۔

۱۹۳۵ میں ''پراودا واستوکا،، اخبار میں ایک مضمون دونوں ھاتھوں سے کپاس چننے کے تجرباتی طریقے کے بارے میں شایع ہوا تھا۔ ۲۵ سال بعد تورسونوئی آخونووا نے (جو ازبکستان کی پہلی فصل جمع کرنےوالی کمبائن ڈرائیور تھیں) لکھا ''آج ہم نے بھی دونوں ھاتھوں سے فصل

اکٹھا کی لیکن ہمارے ہاتھ ایک فرماں بردار مشین کے چکر پر تھے - مثلاً صرف میری مشین اوسط درجے کی مہارت رکھنے والے تقریباً ۱۰۰ کپاس جمع کرنے والوں کی جگہ کام کر رہی تھی - ،،

عوامی معیشت کی تمام شاخوں میں اسی طرح کی نمایاں تبدیلیاں ہوئی تھیں - چوتھی دھائی کے ریکارڈ جو عام ہو گئے تھے ۱۹۵۹ء میں کافی پیچھے چھوڑ دئے گئے - صرف مشینوں میں ھی تبدیلی نہیں ہوئی تھی بلکہ لوگوں کی پختگی اور مہارت میں بڑا اضافہ ہوا تھا - چوتھی دھائی کے اگواکار کارکن عام طور پر ابتدائی یعنی چوتھے درجے تک تعلیم پائے ہوئے تھے اور چھٹی دھائی کے آخر تک سوشلسٹ مقابلوں کے اگواکار مزدور وہ لوگ تھے جنھوں نے دس سالہ تعلیم حاصل کی تھی یا سات سالہ عام تعلیم حاصل کرکے ٹکنیکی اسکول میں چار سال کا کورس پورا کر چکے تھے - ۱۹۳۹ء کی مردم شماری کے مطابق فی ہزار مزدوروں میں سے اوسطاً ۸۲ مزدور کم سے کم ساتویں درجے تک تعلیم پائے ہوئے تھے اور جنوری ۱۹۵۹ء میں ان کی فی ہزار تعداد ۳۸۶ ہوئی - اور ٹرنروں، انجن ڈرائیوروں اور دھات کاٹنے والی مشینوں کے آپریٹروں میں ان کی تعداد باترتیب ۶۶۷، ۶۰۲ اور ۶۸۳ فی ہزار تھی -

صرف یہی نہیں کہ محنت کشوں کا تعلیمی اور ٹکنیکی معیار بلند ہوا تھا بلکہ اس مدت میں ان کے سیاسی شعور میں بڑی پختگی پیدا ہو گئی تھی اور وہ بڑے شوق سے ملک کے پیداواری کاموں اور سماجی سرگرمیوں میں حصہ لینے لگے تھے - ان حالات میں، سات سالہ منصوبوں کے تخمینوں پر بحث‌مباحثہ کرتے ہوئے ماسکو کے سورتیرووا‌چنایا ریلوے ڈپو نے یہ تجویز پیش کی کہ سوشلسٹ مقابلے کا دائرہ وسیع کر دیا جائے - مقررہ نشانوں سے بڑھ چڑھ کر کام پورا کرنے کی روایتی ذمے داری کے ساتھ ساتھ انھوں نے یہ ذمے داری بھی لی کہ وہ باقاعدہ اپنا تعلیمی معیار بلند کرینگے اور اپنی زندگی میں مثالی رویہ اختیار کرینگے - ان کے خیال کے مطابق بہترین ٹیموں کو اپنے درمیان مقابلہ کرنا چاھئے اور وہ ٹیمیں جو مندرجہ‌بالا تینوں ذمے‌داریوں کو بہترین طور پر پورا کریں ان کو کمیونسٹ محنت کی ٹیم کا خطاب ملنا چاھئے -

اخبار ''کمسومول‌سکایا پراودا،، نے نوجوان مزدوروں کی اس تجویز کی حمایت کی - پریس، ریڈیو، کمیونسٹ پارٹی، ٹریڈ یونین اور نوجوان کمیونسٹ لیگ کے یونٹوں کے تنظیمی کام نے بھی اس نئے سوشلسٹ

مقابلے کی مہم کو آگے بڑھانے میں مدد دی۔ ماسکو کے ریلوے مزدوروں کی پیروی کرتے ہوئے ہزارہا مزدور ٹیموں، بریگیڈوں، ورکشاپوں، کارخانوں، فیکٹریوں اور تعمیر جگہوں نے یہ نئی ذمےداریاں اپنے سر لیں۔ نئے سوشلسٹ مقابلے کی اس مہم نے منصوبوں کو بڑھ چڑھ کر پورا کرنے کی کوششوں میں بےمثال اضافہ کیا اور محنت کشوں کو یہ ھمت دلائی کہ وہ کثیر تعداد میں شبانہ اسکولوں میں جائیں، مراسلتی کورسوں والے انسٹی‌ٹیوٹوں اور ٹکنیکی اسکولوں کے کورسوں میں شریک ھوں اور حرفتی اسکولوں میں تربیت حاصل کریں۔ بہت سے شہروں اور گاؤں میں عوامی تہذیبی یونیورسٹیاں قائم کی گئیں جہاں محنت کشوں کےلئے باقاعدگی کے ساتھ سائنس اور ٹکنیک، ادب اور آرٹ کے نوع بنوع مسائل پر لکچر سننے کے امکانات فراھم کئے گئے۔ مقامی پبلک کمیٹیاں بنائی گئیں جن کا مقصد رھائشی مکانوں کے صحنوں میں اور سڑکوں کے کنارے شجرکاری اور پھول پتیوں کی جھاڑیاں وغیرہ لگانے، بچوں کے کھیل کود کے میدان بنانے اور عام ضبط و نظم کی نگرانی کے مقابلوں کی سربراھی تھی۔

ویشنی ولوچو ک کی بنکر والینتینا گاگانووا کی وطن دوست پیش قدمی نے بڑی مقبولیت حاصل کی۔ وہ رضاکارانہ طور پر ایک اگواکار ٹیم کو چھوڑ کر پچھڑی ھوئی ٹیم میں کام کرنے لگیں۔ انھوں نے اپنا بہترین تجربہ ان پسماندہ ساتھیوں کو دیکر ان کو ٹکنیکی مہارت سے لیس کیا اور ان کی ٹیم کو ٹکسٹائل کارخانے کی بہترین ٹیموں میں جگہ دلائی۔ پہلے تو گاگانووا کی اجرت میں کمی ھوئی لیکن وہ اس سے ھراساں نہیں ھوئیں۔ گاگانووا کے اس ایثار کام سے بہت سے اگواکاروں کو حوصلہ ملا اور ان کی پیروی میں سارے ملک میں ایک تحریک شروع ھو گئی۔

کمیونسٹ محنت کی ٹیم یا کمیونسٹ محنت کے اگواکار کا خطاب حاصل کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ وہ صرف ایسے ھی ٹیموں یا مزدوروں کو دیا جاتا تھا جو واقعی اس کے مستحق ھوتے تھے۔ کمیونسٹ محنت کے مقابلے میں حصہ لینےوالوں کی تعداد ساری سوویت ریپبلکوں میں تیزی سے بڑھی۔ ۱۹۶۱ء کے آخر میں اس نئے قسم کے مقابلے میں شہروں اور دیہاتوں کے دو کروڑ محنت کش شریک ھوئے۔ انھوں نے اپنی محنت سے سوویت معیشت کی ترقی میں بہت بڑی دین پیش کی۔ ان

لوگوں کے سارے کاموں اور خواہشوں سے سوویت معاشرے کی ترقی کی نئی منزل کی عکاسی ہوتی تھی۔

عوام کے حاصل کئے ہوئے تجربے اور سماجی ترقی کے قوانین کے تجزئے کی بنیاد پر کمیونسٹ پارٹی نے یہ فیصلہ کیا کہ کمیونزم کی مادی اور ٹکنیکی بنیاد کی تعمیر کے لئے ایک طویل مدتی منصوبہ بنانا ممکن اور ضروری ہے۔ سوویت لوگ جو بڑے ایثار سے کمیونزم کی تعمیر میں مصروف تھے یہ جاننے کا حق رکھتے تھے کہ کس طرح اور کس مدت میں ان کا یہ عزیز مقصد پورا ہوگا اور اس راہ میں کونسے نگاہ میں آنےوالے اہم سنگ میل ہیں۔ سوویت کمیونسٹ پارٹی کے نئے اور تیسرے پروگرام نے اس کا امکان فراہم کیا۔ ۱۹۶۱ء میں سارے ملک میں اس پر بحث مباحثہ ہوا اور پھر اس کو سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۲ ویں کانگرس میں منظور کیا گیا۔

سوویت کمیونسٹ پارٹی کا نیا پروگرام

کمیونسٹ پارٹی کے تیسرے پروگرام کی اہمیت کو اچھی طرح سمجھنے کےلئے پچھلے دو پروگراموں کا مختصر طور سے ذکر کرنا ضروری ہے۔

جولائی — اگست ۱۹۰۳ء میں روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی دوسری کانگرس ہوئی تھی جس میں ۲۶ تنظیموں کے ۴۳ مندوبین نے پارٹی کے پہلے پروگرام کے مسودے پر بحث کی تھی۔ یہ پروگرام اس زمانے کی مغربی یورپی سوشل ڈیموکریٹک پارٹیوں کے پروگراموں سے بہت کم مشابہت رکھتا تھا۔ وہ بورژوا جمہوری اور سوشلسٹ انقلابوں کی فتح کی جدوجہد میں ایک اچھا آلہ تھا اور اس وقت کا ایسا واحد پروگرام بھی جس میں پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کا خیال باقاعدگی سے پیش کیا گیا تھا۔ موقع پرستوں سے زوروں کی ٹکر میں ''بالشویک،، لفظ نے جنم لیا۔ ابتدا میں اس کے معنی بہت ہی سیدھے سادے تھے۔ یہ ان لوگوں کو نام دیا گیا تھا جو اکثریت میں تھے اور جنھوں نے لینن کی قیادت میں لیننی پروگرام کی منظوری کےلئے رائے دی تھی۔ یہ لفظ بھی ''سارا اقتدار سوویتوں کو!،، کے نعرے کی طرح دنیا کےلئے انجانا تھا۔ کسی کو بھی یہ پتہ نہ تھا کہ روس میں انقلابیوں اور مارکس

وادیوں کا یہ چھوٹا سا گروپ بڑھکر جلد ھی ایک طاقتور تنظیم کی شکل اختیار کرےگا جو لکھو کھا لوگوں کی قیادت کریگی اور ملک میں وہ مشعل روشن کریگی جو ساری انسانی تاریخ کو درخشاں کر دیگی۔
مارچ ۱۹۱۹ء میں روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) نے دوسرا پروگرام منظور کیا کیونکہ پہلا پروگرام پورا کیا جا چکا تھا۔ اس وقت کمیونسٹ پارٹی برسراقتدار تھی۔ وہ انقلاب کی حفاظت اور سوشلزم کی تعمیر میں لوگوں کی رھنمائی کر رھی تھی۔ کانگرس کے ۴۰۳ مندوبین نے جو تین لاکھ ۱۳ ھزار کمیونسٹوں کے نمائندے تھے اس نئے پروگرام پر بحث‌مباحثہ کرکے سرمایہ‌داری سے سوشلزم تک سارے عبوری دور کےلئے فریضے مقرر کئے۔ کانگرس کے بعد مندوبین ملک کے مختلف حصوں کو واپس گئے جو اس وقت ایک محصور قلعہ کی طرح تھا۔ نئے پروگرام کی تکمیل کےلئے سب سے پہلے سوویت اقتدار کو قائم رکھنے کی لڑائی لڑنی تھی۔
اکتوبر ۱۹۶۱ء میں سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۲ ویں کانگرس ھوئی۔ کریملن کے کانگرس محل میں جو حال ھی میں بنا تھا تقریباً ایک کروڑ کمیونسٹوں کے ۴۸۱۳ مندوبین جمع ھوئے۔
اس کانگرس نے سوویت یونین میں کمیونزم کی تعمیر کا پروگرام منظور کیا۔ اس کا مسودہ کانگرس کے انعقاد سے ڈھائی مہینے پہلے شائع کر دیا گیا تھا تاکہ اس پر پارٹی اور عوام میں وسیع پیمانے پر بحث کی جا سکے۔ پروگرام کے مسودے پر بحث‌مباحثے اور تبادلۂ خیال کرنےوالے جلسوں میں ۹۰ لاکھ سے زیادہ لوگوں نے حصہ لیا۔ سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور مقامی شاخوں کو تین لاکھ خط ملے جن میں نوع بنوع تجاویز پیش کی گئی تھیں۔ اس پروگرام کی تیاری سائنسی کمیونزم میں اھم نظریاتی اور عملی دین کی حیثیت رکھتی ھے۔ کارل مارکس اور فریڈرک اینگلس نے کمیونسٹ معاشرے کے بنیادی پہلوؤں اور اس کی ترقی کے دو دوروں کی وضاحت کی تھی۔ بعد میں لینن نے ایک دور سے دوسرے دور تک، سوشلزم سے کمیونزم تک بنیادی ارتقا کے قوانین پیش کئے۔ انھوں نے لکھا ''سرمایہ‌داری سے انسانیت براہ راست صرف سوشلزم تک پہنچ سکتی ھے یعنی ذرائع پیداوار کی عام ملکیت اور ھر فرد کے کام کے مطابق استعمالی سامان کی تقسیم۔ ھماری پارٹی آئندہ پر بھی نظر رکھتی ھے یعنی سوشلزم کو ترقی کرکے

ناگزیر طور پر رفتہ رفتہ کمیونزم تک پہنچنا ہے جس کے پرچم پر لکھا ہے ''ہر ایک سے اس کی صلاحیت کے مطابق اور ہر ایک کو اس کی ضرورت کے مطابق،،۔

لینن نے اس بات پر زور دیا کہ کمیونزم معاشرے کی ایک اعلی شکل ہے جو اسی وقت ترقی کر سکتی ہے جبکہ سوشلزم پوری طرح پائدار ہو جائے۔ انہوں نے بتایا کہ ''سوشلزم اور کمیونزم کے درمیان سائنسی لحاظ سے صرف یہ فرق ہے کہ اول الذکر سرمایہ‌داری سے ابھرنے‌والے نئے معاشرے کی پہلی منزل ہے اور مؤخرالذکر اس کی زیادہ اعلی اور اگلی منزل،،۔ سوویت تجربے نے اس کی تصدیق کی ہے کہ ایک منزل سے دوسری منزل میں عبور ایک تاریخی عمل ہے جو متواتر ہو رہا ہے۔ عظیم اکتوبر انقلاب کے بعد چالیس سال کے دوران سوویت یونین میں ترقی یافتہ سوشلسٹ معاشرے کی تشکیل کی گئی۔ ان برسوں کے دوران سوشلزم کی تعمیر کرتے ہوئے سوویت لوگوں نے مستقبل کے کمیونسٹ معاشرے کے لئے عناصر بھی پیدا کئے اور تیاری کر کے رفتہ رفتہ کمیونزم کی طرف عبور کی ابتدا کر دی۔

چھٹی اور ساتویں دھائی کے ڈانڈوں پر پہنچکر سوویت لوگوں نے کمیونزم کی براہ‌راست تعمیر کےلئے اپنی تخلیقی کوششیں مرکوز کر دیں۔

سوویت کمیونسٹ پارٹی کے تیسرے پروگرام نے کمیونسٹ معاشرے کی تعمیر کےلئے ٹھوس راستوں اور مدارج کا تعین کیا۔ اس کی تعمیر کے دوران تین ایسے تاریخی فریضوں کی تکمیل کرنی ہوگی جو آپس میں مربوط ہیں۔ یہ فریضے ہیں: کمیونزم کی مادی اور ٹکنیکی بنیاد کا قیام، کمیونسٹ معاشرتی تعلقات کی ترقی اور نئے انسان کی تربیت۔ سب سے پہلے کمیونزم کی مادی اور ٹکنیکی بنیاد قائم کرنا ضروری ہے جو تمام باشندوں کےلئے پرافراط مادی اور ذہنی خوشحالی کی ضمانت دیتی ہے۔ اس طرح کی بنیاد کے قیام کا مطلب ہے ملک کی مکمل بجلی‌کاری اور اس کی بنیاد پر عوامی معیشت کی ساری شاخوں میں سماجی پیداوار کی تنظیم کو بہتر بنانا۔ آگے بڑھ کر اس کے لئے پیداواری کاموں کی ہمہ‌گیر مشین‌کاری اور مزید خودکاری، کیمیائی اشیا کا وسیع پیمانے پر استعمال، نئی قسم کی توانائیوں (powers) اور مادوں کی ہمہ‌پہلو ترقی، قدرتی، مادی اور محنتی وسائل کا ہمہ‌رخی اور معقول استعمال، سائنس

اور پیداوار میں قریبی رابطہ پیدا کرنا، تیز رفتار سائنسی اور ٹکنیکی ترقی اور محنت کی کارگذاری میں کافی اضافہ۔

اس فریضے کی تکمیل (جو ان پیداواری طاقتوں کی وجہ سے ممکن ھے جن کو پہلے فروغ دیا جا چکا ھے) سوویت یونین کو معاشی لحاظ سے دنیا کا سب سے طاقتور ملک بنا دیگی۔ ان مقررہ مقاصد کو جس حدتک زندگی میں رائج کیا جائیگا اسی حد تک شہروں اور دیہاتوں کے محنت کشوں کی خوشحالی بڑھےگی۔ یہ کس طرح سے ہوگا؟ سب سے پہلے محنت کشوں کی انفرادی اجرتوں میں باقاعدہ اضافہ ہوگا، اس کے ساتھ ھی اشیا کی قیمتیں گھٹتی جائینگی اور آبادی پر محصول نہ رهینگے۔ سماجی ضروریات کے فنڈ زیادہ سے زیادہ اہم رول ادا کرنے لگینگے۔ ان میں اضافے کی شرح تنخواھوں میں اضافے کی شرح سے زیادہ ھو جائےگی۔ سماجی ضروریات کے فنڈوں سے بچوں کو کنڈرگارٹنوں اور اسکولی بورڈنگ ھاؤسوں میں بالکل مفت رکھا جائیگا، رہائشی فلیٹوں کا کرایہ ختم ھو جائیگا، عوامی خدمات مثلاً ٹرانسپورٹ وغیرہ بھی مفت ھوجائینگی۔ ھر خاندان کو اچھی رہائشی جگہ دی جائیگی۔ کام کا ھفتہ اور کام کا دن دنیا میں سب سے مختصر ھو جائیگا۔ یہ تمام باتیں کلچر میں اضافہ کرینگی، انسان کی صلاحیتوں کی ترقی اور زندگی کے سارے شعبوں میں اس کی تخلیقی شرکت کے ھمہ پہلو حالات پیدا کریں‌گی۔

پیداواری طاقتوں میں اضافے اور معاشی ڈھانچے میں تبدیلیوں کی بنیاد پر کمیونسٹ معاشرے کے تعلقات مضبوط ھونگے۔ ان کی تشکیل میں معاشرے کی طبقاتی تقسیم کا خاتمہ ھوگا شہر اور دیہات کے درمیان اور ذھنی اور جسمانی محنت میں وہ فرق دور ھوگا جو اس وقت موجود ھے۔ ان پیچیدہ عوامل کی جڑیں ۱۹۱۷ء تک پھیلی سلینگی جب پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ نے پہلے قدم اٹھائے، جب ذرائع پیداوار کی ملکیت کو ختم کرنے کے ابتدائی اقدامات کئے گئے۔ لینن نے اس کی وضاحت کی: ''طبقات کے خاتمے کا مطلب ھے تمام شہریوں کو سارے معاشرے کے ذرائع پیداوار کے تعلق سے مساوی پوزیشن میں لانا''۔ سوویت یونین میں ۱۹۱۷ء کے بعد جو ریاستی، پنچائتی اور کوآپریٹیو ملکیت کی شکلیں پیدا ھوئیں وہ بیک وقت ترقی کرکے آگے چل کر متحد ھو جائینگی اور سارے عوام کی کمیونسٹ ملکیت بن جائینگی۔ یہ ھے مزدور طبقے اور کسانوں کے درمیان فرق کو دور کرنے کی اقتصادی بنیاد۔

اس کے ساتھ ھی شہروں اور دیہاتوں کے درمیان معاشرتی اور معاشی، تہذیبی اور رھن سہن کے فرق بھی غائب ھو جائینگے۔ زرعی محنت بھی بالآخر صنعتی محنت کی ایک قسم ھو جائےگی۔ جسمانی محنت کے کام کرنےوالے اپنی تہذیبی اور ٹکنیکی سطح کے لحاظ سے ذھنی محنت کرنےوالوں کی سطح تک پہنچ جائینگے۔ اس وقت مزدوروں، پنچائتی کسانوں اور دانش‌وروں کے درمیان تعاون کی جگہ ایک ناطبقاتی کمیونسٹ معاشرے کے محنت کشوں کا تعاون لےلیگا۔

مختلف قوموں کے درمیان تعلقات میں ترقی کی ایک نئی منزل آرھی ھے۔ قومی مسئلے کے بارے میں سوشلزم نے دو رجحانات کی ابتدا کی ھے جو باھمی طور پر مربوط ھیں۔ یہ رجحانات ھیں ھر قوم کی ھمہ‌پہلو ترقی اور قوموں کے درمیان زیادہ سے زیادہ قربت اور ایک پر دوسرے کا اثر۔ ملک کے معاشی امکانات میں اضافہ اور سماجی فرق کا خاتمہ یونین رپبلکوں اور صوبوں کے درمیان مادی اور ذھنی دولتوں کے تبادلے میں تیزی پیدا کر رھے ھیں۔

سوویت یونین کی قومیں تہذیبی پہلو سے بھی ایک دوسرے سے قریب‌تر ھوتی جا رھی ھیں اور اپنی سوشلسٹ اور انٹرنیشنلسٹ نوعیت کے لحاظ سے متحد ھو رھی ھیں۔ قومی فرقوں کو دور کرنا، خصوصاً زبانوں کے لحاظ سے، طبقاتی فرق کے مقابلے میں زیادہ طویل عمل ھے۔ لیکن یہ ایک معروضی تاریخی عمل ھے جو ترقی‌پسند نوعیت کا حامل ھے اور جب کمیونزم ساری دنیا میں مکمل فتح حاصل کرلیگا تو قومیں اور قومی فرق غائب ھو جائینگے۔

سوویت کمیونسٹ پارٹی کے پروگرام میں پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی ریاست سے سارے عوام کی سوشلسٹ ریاست میں اور پھر اس ریاست کے خود انتظامی کمیونسٹ معاشرے میں تبدیل ھونے کے بارے میں جو نظریہ پیش کیا گیا ھے وہ عالمی تاریخی اھمیت رکھتا ھے۔ سوویت کمیونسٹ پارٹی کے پروگرام میں کہا گیا ھے: ”سوشلزم یعنی کمیونزم کے پہلے مرحلے کی کامیابی کی مکمل اور مستحکم ضمانت دیکر اور معاشرے کو کمیونزم کی وسیع تعمیر کے راستے پر لاکر پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ نے اپنا تاریخی مشن پورا کر دیا ھے اور اندرونی ترقی کے نقطۂ نظر سے اب وہ سوویت یونین میں ضروری نہیں رھی ھے۔ جو ریاست پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کی حیثیت سے ظہور میں آئی تھی وہ اب موجودہ دور میں

پہنچکر نئی اور سارے عوام کی ریاست میں بدل گئی ہے ،، سارے عوام کی ریاست سارے سوویت عوام کی مرضی کی نمائندگی کرتے ہوئے سوویت معاشرے کی سماجی وحدت کا اظہار کریگی لیکن مزدور طبقے کے رہنما رول کو برقرار رکھیگی۔ یہ ریاست کمیونزم کی مکمل فتح تک برقرار رہیگی اور اس کی فتح کی ضمانت‌دار ہوگی۔

پروگرام میں سوویتوں کی سرگرمیوں، سماجی تنظیموں کے حقوق اور دائرہ عمل میں توسیع، سوشلسٹ جمہوریت کو بہتر بنانے کی امکانی کوششوں کو خاص اہمیت دی گئی ہے۔ ریاست کے انتظام معاشی اور تہذیبی ترقی کی نگرانی، ریاستی مشینری کے کام اور اس کی سرگرمیوں پر عوامی کنٹرول میں شرکت کےلئے ملک کے تمام باشندوں کو ترغیب دینے کی غرض سے کمیونسٹ پارٹی کے پروگرام نے اسی طرح کے طریقے پیش کئے ہیں ۔ وہ وقت آئیگا جب تمام محنت کش معاشرے کی زندگی اور کام میں حصہ لینے لگینگے اور اس طرح جو اعلی درجے کا جمہوری معاشرہ پیدا ہوگا وہ مکمل کمیونسٹ خود انتظامی کی بنیاد رکھےگا۔

کمیونسٹ تعمیر کا اہم‌ترین کام نئے انسان کی تشکیل ہے۔ پارٹی نے اس کو اپنا مقصد بنایا ہے کہ فرد کی ہمہ پہلو ترقی کی ضمانت دی جا سکے جو روحانی دولت، اخلاقی‌پاکیزگی اور جسمانی صحت پر مشتمل ہو ۔ یہ ایک بڑا اور روزمرہ کا فریضہ ہے جس کا مقصد تمام محنت‌کشوں کو کمیونزم کے لئے اعلی نظریاتی خلوص کی، محنت اور سماجی معیشت کی طرف کمیونسٹ رویے کی تربیت دینا ہے ۔ اس نئے انسان کی تربیت و تشکیل جو ناطبقاتی معاشرے کا سرگرم بانی ہوگا یہ فریضہ پیش کرتی ہے کہ تمام سوویت لوگوں میں مارکسی لیننی عالمی نقطۂ نگاہ، اپنے ملک کی زندگی اور مستقبل میں عالمی ارتقاء کے بارے میں گہری سوجھ بوجھ پیدا کی جائے ۔ سوویت کمیونسٹ پارٹی کے پروگرام میں کمیونزم کے معماروں کا اخلاقی ضابطہ بھی شامل ہے جس کے اخلاقی اصولوں کی جڑیں سوویت عوام کے تجربے، ساری محنت‌کش انسانیت کے عمل میں ہیں ۔ یہ اصول مزدور طبقے کے انقلابی اخلاق، ذاتی اور سماجی مفادات کے اتحاد پر مشتمل ہیں اور ان کا بنیادی اصول ہے :
''ہر ایک سب کےلئے اور سب ہر ایک کےلئے،،۔

سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۲ ویں کانگرس نے ساری انسانیت کی ترقی کے موجودہ دور اور اس کے کمیونسٹ مستقبل کا جائزہ لیتے ہوئے

جنگ اور امن کے مسئلے کو واضح طور پر پیش کیا۔ کون اس سے انکار کر سکتا ہے کہ یہ موجودہ دور کا سب سے دھکتا ہوا مسئلہ ہے۔ ہمارے کرۂ ارض پر عالمی نیوکلیائی جنگ کا خطرہ مسلط ہے جس کی آگ میں پورے پورے ملک اور قومیں خاکستر بن سکتی ہیں۔ اسی لئے پارٹی کانگرس نے اس بات پر زور دیا کہ محنت کشوں کا سب سے بڑا فریضہ یہی ہے کہ وہ بروقت سامراجیوں کو روکیں اور ان کو ایسی جنگ چھیڑنے سے باز رکھیں جس میں تباہ کن نیوکلیائی ہتیار استعمال ہونگے۔

سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۲ ویں کانگرس نے اس بات پر یقین کا اظہار کیا کہ کرۂ ارض پر سوشلزم کی مکمل فتح سے پہلے اور اس دور میں بھی جبکہ دنیا کے ایک حصے میں سرمایہ‌دار نظام رائج ہے اس بات کے حقیقی امکانات ہیں کہ عالمی جنگ کو دنیا کی زندگی سے دور کیا جا سکے۔ جب تک سامراج برقرار ہے اس وقت تک جارحانہ جنگوں کے لئے زمین موجود ہے۔ لیکن اس وقت بین‌اقوامی صورت حال کی خصوصیت یہ ہے کہ ساری دنیا میں سوشلزم، جمہوریت اور امن کی طاقتوں میں اضافہ ہو رہا ہے۔ اب عالمی ارتقاء کی خاص سمت کا تعین سامراج سے نہیں بلکہ سوشلزم سے ہوتا ہے۔

پارٹی نے ایک بار پھر اس پر زور دیا کہ سوویت یونین میں کمیونزم کی تعمیر کو وہ سوویت لوگوں کا بین‌اقوامی فریضہ سمجھتی ہے جو سارے عالمی سوشلسٹ نظام کے مفادات، بین‌اقوامی پرولتاریہ اور ساری انسانیت کے مفادات کی نمائندگی کرتا ہے۔

سات سالہ منصوبے کی تکمیل

سوویت لوگوں نے کمیونسٹ پارٹی کی ۲۲ ویں کانگرس کے منظور شدہ پروگرام کو سارے عوام کے پروگرام کی طرح قبول کیا۔ انھوں نے اور زور شور سے سات‌سالہ منصوبے کی تکمیل کا کام شروع کر دیا جس کو وہ کمیونزم کی تعمیر کی جدوجہد خیال کرتے تھے۔

ماگنیتوگورسک کے مزدوروں نے ۱۹۶۲ء میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کے بہترین دھات‌ساز کارخانوں سے بڑھکر اپنی محنت کی کارگذاری پیش کی۔ دونیتسک کے کانکنوں نے ایک مہینے میں ۸۰ ہزار ٹن سے زیادہ

کوئلہ نکالکر عالمی ریکارڈ قائم کیا۔ اسی ۱۹۶۲ء کے سال میں تاتاریہ کے اگواکار تیل نکالنے والوں نے ۱۹۶۵ء کے مقررہ نشانوں سے بھی زیادہ تیل نکالا۔

جنگ سے پہلے کے پنجسالہ منصوبوں کے دوران پورا ملک پہلی سوشلسٹ صنعتوں کا جوش‌وخروش کے ساتھ خیرمقدم کرتا تھا۔ ساتویں دھائی میں بڑے بڑے کارخانوں اور بجلی گھروں کا چالو ہونا ایک عام بات ہوگئی اور اس طرح کی خبریں اخباروں کےلئے معمولی ہو گئیں۔ اب کمیونسٹ تعمیر کے ایسے بڑے بڑے بجلی گھروں کے بارے میں جو سائبیریا میں زیرتعمیر تھے، والگا کے کنارے سے پولینڈ، چیکوسلاواکیہ، جرمن جمہوری ریپبلک اور ھنگری تک پھیلی ہوئی دروژبا (دوستی) ناسی تیل کی پائپ لائن وغیرہ کے بارے میں اخباروں میں خاص مضامین نظر آنے لگے۔ ساتویں دھائی میں ایک کئی ہزار کلومیٹر لمبی گیس کی پائپ‌لائن بخارا سے اورال تک لائی گئی اور ماسکو سے جھیل بائکال تک ساری ریلوے لائن کی بجلی کاری کی گئی۔ براتسک کے پن‌بجلی گھر کے تمام ٹربائین صرف تین سال کے اندر نصب کئے گئے۔ ۱۹۶۴ء میں یہ دنیا کا سب سے بڑا پن بجلی گھر چالو کیا گیا۔

سوویت یونین کے نقشے پر نئے نئے شہر ابھرتے گئے۔ ان میں ایک دیونوگورسک تھا۔ سات سالہ منصوبے کی ابتدا میں اس شہر کا نشان تک نہ تھا۔ جب یہاں کے نوجوان معماروں میں سے ایک کا خاندان آیا جو اس شہر کی تاریخ میں پہلا خاندان تھا تو اس کو کمسومول کمیٹی کی عمارت میں ٹھہرایا گیا تھا۔ لیکن ۱۹۶۳ء کی ابتدا میں اس شہر میں ایک ہزار سے زیادہ شادیاں ہوئیں اور ۱۸۰۰ ایسے بچوں کی پیدائش کی رجسٹری کی گئی جو دیونوگورسک کے اصلی شہری تھے۔ ۲۵ مارچ ۱۹۶۳ء کو ماسکو میں ایک تار موصول ہوا: ”کراسنویارسک کے وقت کے مطابق شام کو ساڑھے پانچ بجے دریائے ینی‌سئی پر بند مکمل ہو گیا... اب ینی‌سئی کمیونزم کےلئے کام کریگا!“ جلد ھی پن‌بجلی گھر کو لیس کرنے کا کام شروع ھوگیا جو اپنی قوت کے لحاظ سے براتسک کے پن بجلی گھر سے بھی بڑا ھوگا۔

سات سالہ منصوبے کے آخر میں مجموعی نتائج اطمینان بخش تھے۔ کیمیائی صنعت تیزی سے ترقی کر رہی تھی اور اب گیس اور تیل ملک کی توانائی کے توازن میں فیصلہ کن رول ادا کرنے لگے تھے۔ ریلوے
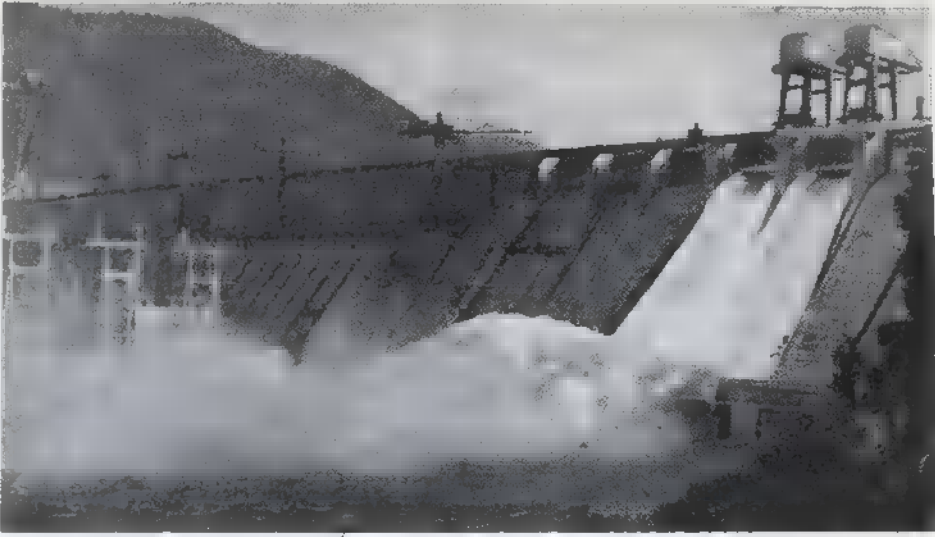
سائبیریا میں زبردست پن بجلی گھر کی تعمیر

لائنوں پر سارا خاص کام برقی اور ڈیزیل انجن کر رہے تھے۔ رہائشی مکانوں کی تعمیر بھی تیزی سے ہو رہی تھی اور اس کی کافی توسیع کی گئی تھی۔ آہن بستہ کنکریٹ کے بڑے بڑے ڈھلے ڈھلائے حصے مکانوں میں لگائے جانے لگے تھے۔ ۱۹۶۱ء میں پہلی بار شہری آبادی دیہاتوں کی آبادی سے زیادہ ہوئی۔

اس صنعتی ترقی کے پیش‌نظر ۱۹۶۱ء میں یہ کوشش کی گئی کہ منصوبے کے مخصوص نشانوں پر نظرثانی کرکے ان کو بلند کیا جائے لیکن منصوبہ بنانےوالوں کے تجربے نے ان کو مجبور کیا کہ وہ دوسرے مسائل کی طرف توجہ دیں۔ مثلاً سرمائے کی لاگت میں گڑبڑ، صنعت کے شانہ بشانہ چلنے میں زراعت کی ناکامی، ذرائع پیداوار کی پیداوار اور استعمالی سامان کی پیداوار کے درمیان عدم‌توازن اور محنت کی کارگذاری میں سست رفتار اضافہ کی وجہ کیا ہے۔

سوویت کمیونسٹ پارٹی کے پروگرام نے یہ مطالبہ کیا کہ معاشی کاموں میں اور تیزی پیدا کی جائے اور منصوبوں کو سائنسی بنیادوں پر بنانے کی طرف زیادہ توجہ دی جائے۔ پیداواری کارکردگی کو بڑھانے، منصوبہ بندی اور قیمتیں مقرر کرنے کے سسٹم کو بہتر بنانے کی ضرورت کے بارے میں پریس میں بہت سے مضامین لکھے گئے۔ سائنس‌دانوں، منتظموں اور پارٹی کارکنوں نے مختلف کارخانوں اور تعمیری جگہوں،

ریاستی محکموں اور معاشی کونسلوں کے کاموں کی خامیوں کے بارے میں لکھا ۔ معاشی انتظام کا جو نظام ۱۹۵۷ء میں اختیار کیا گیا تھا اس کی خامیاں خود سامنے آتی گئیں ۔ ابتدا میں معاشی کونسلوں نے اپنے اپنے علاقوں میں تخلیقی پیش‌قدمی کے فروغ کے لئے بہت کچھ کیا تھا لیکن اس کے ساتھ ھی انھوں نے مقامی رجحانات کو بھی ابھارا ۔ الگ الگ شعبوں کے انتظام کو ترک کرنے سے معیشت کی نگرانی میں پیچیدگیاں پیدا ھوگئیں اور ایسے بہت سے ادارے وجود میں آئے جو شاخ کی ترقی کےلئے براہ‌راست جواب‌دہ نہ تھے ۔

عوامی معیشت کے انتظام میں بہت سی تبدیلیاں ٹھیک نہیں ثابت ھوئیں ۔ نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ صنعت اور زراعت کے کاموں کو بڑے پیمانے پر بہتر بنانے کے لئے انتظامی مشینری کی تنظیم نو ضروری ھو گئی ۔ معاشی کونسلوں کو متحد کیا گیا اور نئے محکموں کا نظام قائم کیا گیا لیکن اس کا اثر توقع کے مطابق نہ ھوا ۔ صنعت میں صورت حال ایسی ھو گئی ۔ پیداوار اور بڑی تعمیرات کی نگرانی ایک طرح کے اداروں کے کنٹرول میں تھی تو ان کے لئے سپلائی کا کام دوسرے اداروں کے تحت تھا اور نئی مشینوں کو استعمال کرنے اور رائج کرنے کا کام تیسرے اداروں کےلئے ۔ درحقیقت کوئی ایسا مرکز نہ تھا جہاں صنعت کی ھر شاخ کی ہمہ‌پہلو ترقی کے مسائل کا تفصیل سے تجزیہ اور فیصلہ کیا جاسکتا ۔ اس کا نتیجہ یہ ھوا کہ بہت سے فیصلوں کے باوجود ٹکنیکی ترقی سست رفتار وھی اور سائنسی تحقیقات کا پروگرام اور ٹکنیکی ایجادوں کو رائج کرنے کا کام پوری طرح نہ ھو سکا ۔ نئی مشینوں کی مصنوعات خاص طور سے پچھڑی ھوئی تھی اور خودکاری اور مشین‌کاری کا کام بھی سست چل رھا تھا ۔

اگرچہ مجموعی طور پر سات سالہ منصوبہ پورا کرلیا گیا لیکن مختلف شاخوں میں پسماندگی پائی گئی ۔ زراعت میں ۱۹۵۳ — ۵۸ء کی کامیابیوں کے بعد بعض سربراھوں نے اطمینان سے کام کرنے کا رویہ اختیار کیا ۔ سات سالہ منصوبہ بناتے وقت یہ خیال کیا گیا تھا کہ مشین اور ٹریکٹر اسٹیشنوں کی نئی تنظیم اور پنچائتی فارموں کے ھاتھ مشینیں بیچنے سے ان مشینوں کا استعمال پہلے سے بہتر ھونے لگیگا ۔ اس لئے زرعی مشینوں کی مصنوعات میں کمی کر دی گئی ۔

سات سالہ منصوبے کے پہلے برسوں میں ھی حساب کی ان غلطیوں کو دور کرنے کےلئے اقدامات کئے گئے - ۱۹۶۲ء میں حکومت نے جانوروں سے حاصل کی ہوئی پیداوار کی بعض چیزوں کی قیمتیں بڑھا دیں - ساتھ ھی ساتھ آبادی کےلئے گوشت اور مکھن کی قیمتیں زیادہ ھو گئیں - ٹریکٹروں، کمبائنوں اور معدنی کھادوں کی پیداوار میں توسیع کےلئے مزید وسائل تلاش کئے گئے -

اس وقت زراعت کی رھنمائی کی تنظیم نو سے بڑی توقعات وابستہ کی گئیں لیکن کوئی ٹھوس ترقی نہ ھو سکی بلکہ اس کے برعکس یہ ھوا کہ زرعی کاموں سے کافی بڑی طاقتیں روگرداں ھو گئیں -

۱۹۶۳ء میں خراب موسم کی وجہ سے پنچائتی اور ریاستی فارموں کو کافی نقصان ھوا - شدید موسم سرما اوز اس کے بعد خشک موسم گرما کی وجہ سے فصلوں میں بڑی کمی ھوئی اور بیرون ملک سے اناج خریدنا پڑا - ظاھر ھے کہ موسمی تلون کی پیش بینی پہلے سے ممکن نہ تھی - لیکن اس نے ایک بار پھر یہ ثابت کیا کہ ملک کی زراعت کو ایسے اعلی معیار تک پہنچنے کی ضرورت ھے جو موسم کے تلون سے بالاتر ھو اور ملک کےلئے اناج کے فاضل ذخیرے کی ضمانت کر سکے - ۱۹۵۰ء ۵۹ — کے درمیان زرعی پیداوار میں سالانہ ۷ء۶ فیصدی کا اضافہ ھوا تھا لیکن سات سالہ منصوبے کے پہلے پانچ سال میں تو زراعت ۲ فیصدی تک بھی نہ بڑھ سکی اور فصلوں کی پیداوار میں بھی بہت تھوڑا اضافہ ھوا - زندگی نے بڑے اعتماد کے ساتھ یہ ثابت کیا کہ زرعی اور صنعتی پیداوار دونوں کے بارے میں قیمتوں کی صحیح پالیسی اختیار کرنا اور معاشی ترقی کے تمام مجوزہ اقدامات کا سختی سے سائنسی جائزہ لینا کتنا اھم اور ضروری تھا - اس سے ھر گمراھی کمیونسٹ تعمیر کی ساری ترقی کو لازمی طور پر روکنے والی تھی -

۱۹۶۲ — ۶۳ء میں اس کا ٹھوس ثبوت اس سے ملا کہ پارٹی، سوویت، ٹریڈ یونین اور کمسومول تنظیموں کو دو شعبوں میں تقسیم کردیا گیا، ایک زراعت کےلئے اور دوسرا صنعت کے واسطے - اس نئی تنظیم کے حامیوں کا خیال تھا کہ اس کے نتیجے میں مرکز اور مقامی جگھوں میں عوامی معیشت کی سربراھی زیادہ بامہارت، ٹھوس اور بامقصد بن جائےگی - لیکن اس کا الٹا ھوا - صنعت اور زراعت کے درمیان بعض تفریقیں پیدا ھو گئیں جنھوں نے شہروں اور دیہاتوں کے درمیان،

مزدور طبقے اور کسانوں کے درمیان اشتراکی عمل اور تعاون کو مضبوط نہیں کیا۔

صاف ظاہر ہے کہ ان باتوں سے ترقی کی صورت نہیں پیدا ہوئی۔ یہ کمیونسٹ پارٹی کی اس عام لائن کے خلاف تھیں جس کا اعلان پارٹی کی ۲۰ ویں، ۲۱ ویں اور ۲۲ ویں کانگرسوں میں کیا گیا تھا اور سوویت لوگوں کی کوششوں اور محنت میں رکاوٹیں ڈال رہی تھیں۔ سوویت معاشی انتظام اور عوام کی تخلیقی سرگرمیوں کی تنظیم کےلئے کمیونسٹ پارٹی کا نیا پروگرام مختلف رویے کا طالب تھا۔ اسی لئے ملک نے سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے اکتوبر ۱۹۶۴ء کے عام اجلاس کے فیصلے کا خیرمقدم بااتفاق رائے اور گہرے اطمینان کے ساتھ کیا۔ اس اجلاس نے پارٹی میں لیننی معیاروں اور پارٹی کی قیادت میں لیننی اصولوں پر سختی سے عمل کرنے اور انہیں فروغ دینے کے لئے پارٹی کے اٹل عزم کا اظہار کیا۔ پارٹی نے عوامی معیشت کی رہنمائی میں خودرائی کی مذمت کی اور اس سلسلے میں جو غلطیاں ہوئی تھیں ان کو ٹھیک کرنے کی ضرورت کو تسلیم کیا۔ مرکزی کمیٹی کے اس عام اجلاس نے نکیتا خروشچوف کو سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے سکریٹری اول کے عہدے سے برطرف کر دیا۔ انہوں نے وزیر اعظم کے عہدے سے بھی استعفا دے دیا۔ اب لیوند بریژنیف کو سوویت کمیونسٹ پارٹی کا سکریٹری اول منتخب کیا گیا اور اعلی سوویت کی مجلس صدارت نے سوویت وزارتی کونسل کے صدر (وزیر اعظم) کی حیثیت سے الکسئی کوسیگن کو منتخب کیا۔

لیوند بریژنیف اسی سال ۵۸ سال کی عمر کو پہنچے تھے۔ وہ مزدور خاندان میں پیدا ہوئے اور پلے بڑھے۔ انہوں نے پہلے اصلاح آراضی کے ٹکنیکی اسکول کی تعلیم ختم کی۔ پھر دھات سازی کے انسٹی ٹیوٹ سے گریجویٹ کیا۔ ۱۹۳۱ء میں وہ کمیونسٹ پارٹی کے ممبر بنے۔ انہوں نے زراعت میں کام کیا اور پھر ایک کارخانے میں انجنیر رہے۔ دنیپروپتروفسک میں پارٹی تنظیم کے سربراہ ہوئے اور دوسری عالمی جنگ کے دوران محاذ جنگ پر پارٹی کا کام کرتے رہے۔ ۱۹۵۲ء میں وہ سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے سکریٹری چنے گئے۔

الکسئی کوسیگن ۱۹۰۴ء میں پیدا ہوئے۔ یہ بھی مزدور خاندان سے ہیں اور ۱۹۲۷ء سے کمیونسٹ پارٹی کے ممبر ہیں۔ انہوں نے اعلی

تعلیم حاصل کی اور ٹکسٹائل فیکٹری میں مستری کی حیثیت سے کام شروع کرکے وہ ورکشاپ کے سربراہ، کارخانے کے ڈائرکٹر اور پھر ٹکسٹائل صنعت کے عوامی کمیسار کے عہدے تک پہنچے۔ بعد کو وہ منصوبہ بندی کمیشن اور وزارت مالیات کے سربراہ ہوئے اور سوویت وزارتی کونسل کے نائب صدر (نائب وزیر اعظم) کی حیثیت سے کام کیا۔ لیونڈ بریژنیف اور الکسئی کوسیگن کو کئی بار سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کا ممبر اور سوویت یونین کی اعلی سوویت کا نائب چنا جا چکا ہے۔ ملک نے ان کو اعلی اعزاز اور انعامات عطا کئے ہیں اور یہ دونوں سوشلسٹ محنت کے ہیرو ہیں۔

اکتوبر ۱۹۶۴ء میں پارٹی نے جو فیصلے کئے تھے وہ جلد ہی ملک کی زندگی کے تمام پہلوؤں پر اثرانداز ہوئے۔ ۱۹۶۴ء میں پارٹی تنظیموں کی جو غلط تقسیم صنعت اور زراعت کے شعبوں میں کی گئی اس کو ختم کر دیا گیا۔ پارٹی تنظیموں کے اتحاد کی بحالی نے ان کی بھرپور سرگرمیوں کا امکان پیدا کردیا۔ یہی فیصلہ کمسومول کی تنظیم نے بھی کیا۔ ۱۹۶۵ء کی بہار میں محنت کشوں کے نمائندوں کی مقامی سوویتوں کے الکشن ہوئے۔ پھر متحدہ سوویتیں چنی گئیں۔ صنعت اور زراعت میں ان کی تقسیم ختم کر دی گئی۔ ان سے متعلق سرگرم کار لوگوں کی تعداد بڑھکر دو کروڑ تیس لاکھ اشخاص تک پہنچ گئی جبکہ ۱۹۶۱ء میں یہ تعداد دو کروڑ تھی۔ محنت کشوں کو ملک کی روزمرہ کی زندگی، ریاستی اداروں کے کاموں اور معیشت کی تمام شاخوں میں زیادہ سے زیادہ حصہ لینے کی ترغیب دینے کی غرض سے پارٹی اور حکومت نے پارٹی اور ریاستی کنٹرول کے اداروں کی تنظیم نو کی جو ۱۹۶۲ء میں مرکز اور مقامی جگہوں میں مستقل کمیٹیوں کی حیثیت سے قائم کئے گئے تھے۔ اب یہ کمیٹیاں عوامی کنٹرول کے اداروں میں تبدیل کر دی گئیں۔ ان کا یہ نام بہت ہی واضح اور مکمل طور پر ان کی سرگرمیوں کی نوعیت بتاتا تھا جن کا مقصد ریاست کے انتظامی امور میں زیادہ سے زیادہ لوگوں کو لانا اور اس بات پر باقاعدہ کنٹرول رکھنا تھا کہ ملک میں جو فیصلے کئے گئے ہیں ان پر کس طرح عمل ہورہا ہے۔

عوام کی باشعور تخلیقی صلاحیتوں اور شہروں اور دیہاتوں کے محنت کشوں کی بڑھتی ہوئی سرگرمیوں کا سہارا لیکر سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور سوویت حکومت نے ملک کے معاشی حالات

کو ترقی دینے، عوامی معیشت اور منصوبہ‌بندی کے انتظامی سسٹم کو بہتر بنانے اور پیداوار میں اضافہ کرنے کے بنیادی مسائل پر اپنی ساری توجہ مرکوز کر دی۔ اس طرح ۱۹۶۵ء میں ہی یہ ممکن ہوگیا کہ محنت کی موجود اور محفوظ طاقتوں کی مناسب طور پر تقسیم کی جائے، صنعت اور زراعت کی ترقی کو تیز رفتار بنایا جائے اور سوویت لوگوں کے معیار زندگی کو بلند کیا جائے۔

سوویت معیشت کی تنظیم میں سوشلزم کے معاشی قوانین کے بھرپور استعمال کی کوششوں کو سرمایہ‌دار ممالک میں توڑ مروڑ کر پیش کیا گیا۔ بورژوا پریس نے ہمیشہ سوویت یونین کے واقعات پر خاص توجہ دی۔ ناطبقاتی معاشرے کی تعمیر کے بارے میں اس سے یہ توقع لاحاصل تھی کہ وہ کوئی سنجیدہ اور غیرجذباتی رپورٹ دے سکےگا۔ چنانچہ ۱۹۶۵ء میں اسی پریس نے لکھا کہ ''سوویت یونین واقعی انتہائی سنسنی خیز تنظیم‌نو کی چوکھٹ پر کھڑا ہے''۔ اس طرح بہت سے بورژوا اخباروں اور رسالوں نے اپنے قارئین کو گومگو حالت میں ڈال دیا۔ اگر سرمایہ‌دار پریس سچ مچ سوویت زندگی کی عکاسی کرنا چاہتا تو وہ سوویت پریس، ریڈیو اور ٹیلی‌ویژن کے مواد کو آسانی سے استعمال کر سکتا تھا۔

کئی سال تک سوویت سائنس‌دانوں اور عملی تجربہ رکھنےوالوں نے منصوبہ‌بندی، قیمت‌بندی اور عوامی معیشت کے انتظام کے سارے نظاموں کو بہتر بنانے کے ٹھوس راستوں کے متعلق بحث‌مباحثہ کیا۔ پبلک نے منصوبہ بندی میں تنگ شعبہ‌جاتی رویے اور بےلوچ منصوبہ‌بندی کی قطعی مخالفت کی۔ ٹکنیکی ترقی کےلئے انتہائی سازگار حالات پیدا کرنے، ہر نئی ایجاد کی طرف ریاست کے پرخلوص رویے کا چرچا ہونے لگا۔

سائنسی امور اور مجموعی طور پر ساری معاشی ترقی میں نااہل منتظمین کے ٹانگ اڑانے کے خلاف سخت نکتہ‌چینی کی گئی۔

اکتوبر ۱۹۶۴ء کے مرکزی کمیٹی کے عام اجلاس کے بعد خاص طور سے زوردار سائنسی بحث‌مباحثے ہونے لگے جن سے پارٹی کو ملک کے معاشی انتظام کو نیا موڑ دینے اور سوویت ریاست کی معاشی پالیسی کے اصولوں کے تعین کا بہترین موقع ملا جو موجودہ زمانے کی فضا کے مطابق تھے۔

دسمبر ۱۹۶۴ء میں سوویت یونین کی اعلی سوویت نے آئندہ سال کے منصوبے اور بجٹ پر غور کیا۔ نائبین نے یقین کے ساتھ معاشی کونسلوں

کے سسٹم کی خرابیوں اور زرعی پالیسی کی غلطیوں کا ذکر کیا۔ اعلی سوویت کے اجلاس نے اپنے فیصلوں میں ان کی نکتہ‌چینی کا لحاظ کیا۔

مارچ ۱۹۶۵ء میں کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے عام اجلاس نے زراعت کی مزید ترقی کے ناقابل التوا اقدامات کے بارے میں بحث مباحثہ کرکے پنچائتی اور ریاستی فارموں کی پیداوار میں تیز رفتار اضافے کا ایک وسیع پروگرام مرتب کیا۔ یہ فیصلہ کیا گیا کہ دیہاتوں کو ضروری مشینیں زیادہ تعداد میں دی جائیں‌گی اور کئی سال آگے کے لئے (یعنی ۱۹۷۰ء تک کےلئے) زرعی سامان کی تیاری کے بارے میں ٹھوس منصوبے مرتب کئے جائیں‌گے۔

نئے اقدامات کے مفید اثرات ۱۹۶۵ء میں سامنے آنے لگے۔ حتی کہ اس سال کی خشکی بھی زرعی پیداوار کے مجموعی اضافے کو نہ روک سکی۔ اتنا اضافہ پہلے کبھی نہیں ہوا تھا۔ اس کے نتیجے میں پنچائتی فارموں کی مجموعی آمدنی اور پنچائتی کسانوں کی کمائی ۱۶ فیصدی بڑھ گئی۔

صنعت میں بھی بنیادی تبدیلیاں کی گئیں۔ اب یہ سوال طے کرنا تھا کہ موجودہ حالات میں کن اشاریوں کی بنیاد پر ریاستی منصوبہ‌بندی اور کارخانوں پر کنٹرول کا کام کیا جائے۔ کس طرح یہ کیا جائے کہ ایک کارخانے کو خام سامان، ایندھن اور نیم تیار چیزوں کی قلت نہ ہو اور دوسرے کےلئے ان کی غیرضروری افراط بھی نہ ہو جائے؟ ایسا کیوں ہوتا ہے کہ کارخانوں میں کبھی وہ چیزیں بنائی جاتی ہیں جن کی مانگ نہیں ہوتی؟ کس طرح ہر کام کرنے والے اور ہر کارخانے کے مفادات کو سارے ملک کے مفاد سے مربوط و منسلک کر دیا جائے؟ اس طرح کے دسیوں سوالوں پر سائنس‌دانوں، تجربےکار منتظموں، پارٹی اور ٹریڈ یونین کے کارکنوں وغیرہ نے بحث مباحثہ کیا۔ ان میں سے بعض لوگوں کا خیال تھا کہ سوویت معیشت اب منصوبہ‌بندی اور حساب کتاب کے پرانے طریقوں کے لئے بہت آگے بڑھ چکی ہے اور نئی ٹکنیک کی ضرورت ہے۔ اس وقت یہ بات ممکن ہوگی کہ پہلے کی طرح مرکز میں ہر کارخانے کےلئے تفصیلی منصوبہ اور کام کی شرائط مرتب کی جائیں‌گی۔

دوسرے لوگوں کا خیال تھا کہ اس طرح کی انتظامی ترتیب جو زیادہ ابتدائی مدارج میں ناگزیر تھی اب کمیونزم کی مادی اور ٹکنیکی بنیاد کی تعمیر کے زیادہ پیچیدہ فرائض کےلئے متضاد ہے۔ موجودہ صورت حال میں جبکہ اشیائے تجارت اور پیسے کے تعلقات قائم ہیں اور ملک کی

معیشت ترقی کے بہت ہی اعلی معیار تک پہنچ چکی ہے مرکزی منصوبہ بندی کا تعلق صرف عام (ظاہر ہے کہ بہت ہی فیصلہ کن) رجحانات اور اشاریوں سے ہونا چاہئے۔ مرکز سے ہزارھا قسم کی اشیا کو تقسیم نہ کرنا چاہئے۔ کارخانوں کو انفرادی طور پر زیادہ خودمختاری ملنا چاہئے، ان کی ذمےداری میں اضافہ کرنا چاہئے اور اشیا کی پیداوار میں کوالٹی، مقدار اور ورائٹی کے تعلق سے نفع‌بخش کام میں ان کی دلچسپی بڑھانی چاہئے۔

کس کی بات ٹھیک تھی؟ جوابوں کی تلاش میں حکومت نے متعدد کارخانوں میں ۶۵ - ۱۹۶۴ء کے دوران منصوبہ‌بندی اور معاشی ترغیبات کے نئے طریقے رائج کئے۔ پچھلے زمانے میں ان کارخانوں اور فیکٹریوں کی کارگذاریوں کا تخمینہ ان کی مجموعی پیداوار سے لگایا جاتا تھا یعنی تیار کئے ہوئے سامان کی مجموعی قیمت پر سب سے پہلے توجہ کی جاتی تھی۔ اب ان کی جگہ نئے اشاریوں نے لی — اب فروخت اور نفع کے منصوبے کو بھی پورا کرنا تھا۔ اس طرح ماسکو اور گورکی کی سلائی کی فرموں کو یہ حق دیا گیا کہ دوکانوں کے براہ‌راست آرڈر کے مطابق لباس تیار کریں۔ فیکٹریوں اور دوکانوں کے کام کرنےوالے اسکا تعین کرنے لگے کہ کس فیشن اور رنگ کے لباس سئے جائیں اور کس تعداد میں اور کب فروخت کئے جائیں۔ یہ تجربہ صحیح ثابت ہوا اور فیکٹریوں کا نفع بڑھ گیا۔ بونس کا سسٹم بھی رائج کیا گیا جس کی وجہ سے مزدوروں اور ملازموں کی ماہانہ تنخواہ میں ۵۰ — ۴۰ فیصدی اضافہ ہوا۔ اسی طرح کے نتائج ماسکو اور لینن گراد کی موٹر ٹرانسپورٹ سروسوں اور یوکرین کی کانوں میں بھی برآمد ہوئے۔ ہر جگہ مشینوں کی بیکاری ختم ہو گئی اور منصوبے کے مقررہ نفع سے کہیں زیادہ نفع ہونے لگا۔ اجرتوں میں کافی اضافہ ہوا اور اس کے علاوہ کارخانوں کی اپنی درخواست پر نفع کا ایک حصہ پیداوار کو بہتر بنانے اور سماجی اور تہذیبی خدمات پر لگایا جانے لگا۔

ان تجربوں، منصوبہ‌بندی اور عوامی معیشت کی رہنمائی کو بہتر بنانے کی پارٹی کی کوششوں نے ہی ۱۹۶۵ء کے موسم گرما میں بورژوا پریس میں سنسنی پھیلا دی تھی۔

لیکن سوویت لوگوں کےلئے یہ اقدامات نہ تو کوئی راز تھے اور نہ سنسنی‌خیز بات۔ سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے

پرسکون اور بااعتماد اقدامات اور سوویت حکومت کی روزمرہ کی کارروائیوں میں لوگوں نے ناطبقاتی سماج کی جلد از جلد تعمیر کےلئے سوشلسٹ نظام کی ساری برتر صلاحیتوں کو استعمال کرنے کا پائدار عزم پایا۔ چنانچہ ستمبر ۱۹۶۵ء میں جب نئی معاشی اصلاحات کا اعلان کیا گیا تو ملک ان کے لئے پوری طرح تیار تھا۔ عملی تجربے نے خود یہ راہ بتائی کہ معاشی کونسلوں کو ختم کر دیا جائے اور معیشت کی الگ الگ شاخوں کےلئے وزارتیں قائم کی جائیں جو اپنی اپنی شاخوں کے حدود کے اندر رہ کر متعلقہ اور معینہ ٹکنیکی پالیسی چلائیں۔ جن لوگوں کو یہ خیال تھا کہ یہ انتظام کی اس شکل کی طرف واپسی ہے جو ۱۹۵۷ء تک رائج تھا تو وہ غلطی پر تھے۔ انہوں نے ان فیصلوں کو بنیادی طور پر نہیں سمجھا تھا جو ستمبر ۱۹۶۵ء میں سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے عام اجلاس نے منظور کئے تھے۔

۱۹۶۵ء کی خزاں میں جن معاشی اصلاحات کی ابتدا کی گئی ان کا تقاضہ یہ تھا کہ شاخوں اور علاقوں کے معاشی انتظام کے اصولوں، عوامی معیشت کی ہمہ گیر ترقی کے بین شاخی فریضوں اور سوویت یونین کے سارے علاقوں کی معاشی ترقی کے فریضوں میں باہمی مطابقت اور تال میل ہو۔ لیکن یہ صرف تصویر کا ایک رخ ہے۔ منصوبہ‌بندی کے طریقوں میں تبدیلی، کارخانوں کی پیش‌قدمی اور معاشی ترغیبات میں اضافہ اصلاحات کا ایک اہم حصہ تھے۔

نئے سسٹم نے کارخانوں کا نفع بڑھانے کے لئے بھی زیادہ سہولتیں پیدا کیں۔ اصلاحات سے پہلے بھی محنت کی کارگذاری بڑھانے، صنعتوں کے نقصان کے بغیر چلنے، نفع اور سماجی فنڈوں (عام استعمال کی اشیا اور مختلف سہولتوں کے فنڈوں) میں اضافے کےلئے جدوجہد کی گئی تھی۔ لیکن حساب کتاب کسی طرح پورا نہیں بیٹھتا تھا۔ مالی ترغیبات نہ تو اس طرح استعمال کی گئی تھیں جس طرح محنت کے مطابق تقسیم کے سوشلسٹ اصول کا تقاضہ تھا اور نہ اس طرح جیسا کہ سوویت معیشت میں ان کا امکان تھا۔ یہاں صرف ایک مثال پیش کی جاتی ہے۔ ۱۹۵۹ — ۶۳ء کے دوران صنعت میں ہر کام کرنےوالے پر ۴۴ فیصدی نفع بڑھ گیا لیکن کارخانے کے فنڈوں میں کل ۱۰ فیصدی اضافہ اور بونسوں اور ترغیب کے طور پر دوسری دی جانےوالی رقموں کی ادائیگی میں صرف ۲ فیصدی اضافہ

ہوا۔ اسی وجہ سے صنعتی ترقی کی شرح جو ۱۹۵۹ء میں ۱۱ء۳ فیصدی تھی گرکر ۱۹۶۴ء میں ۳ء۷ فیصدی رہ گئی۔ صنعت میں محنت کی کارگذاری بھی منصوبے کے مطابق نہیں بڑھی۔ ۱۹۶۱ — ۶۵ء میں محنت کی کارگذاری اوسطاً ۴ء۶ فیصدی بڑھی تھی جبکہ اس سے پچھلے پانچ سال کے دوران یہ اضافہ ۵ء۶ فیصدی تھا۔

اب صنعت کے سامنے یہ فریضہ تھا کہ وہ پیداواری فنڈوں اور سرمائے کو زیادہ کارگر طریقے سے استعمال کرے اور اعلی درجے کا سامان بنائے۔ یہ معاشی انتظام کی جمہوری بنیاد کی توسیع کے بغیر ممکن نہ تھا۔ نئی معاشی اصلاحات نے پیداوار کی رہنمائی میں محنت کشوں کے لئے کافی بڑا رول ادا کرنے کے وسیع امکانات مہیا کئے۔

صنعتی کارکنوں اور عملوں کو معاشی تعلیم دینے اور ماہرین معاشیات کی تیاری کو اولین اہمیت دی گئی۔ ۱۹۶۵ء کی ابتدا میں اعلی تعلیم یافتہ معاشی ماہروں کی تعداد گریجویٹوں میں صرف ۶ فیصدی تھی یعنی جنگ سے قبل ۱۹۴۰ء کے سال سے بھی کم۔ حکومت نے اعلی تعلیمی اداروں کے سامنے یہ فریضہ رکھا کہ وہ تمام کارخانوں میں اعلی سندیافتہ ماہرین معاشیات کے عملوں کو مضبوط بنائیں۔

معاشی اصلاحات کو رائج کرنے میں جو کئی سال کا کام تھا کمیونسٹ پارٹی نے بڑا تجربہ اور زبردست طاقت حاصل کرلی تھی۔ ۱۹۶۵ء میں صنعت میں بیس لاکھ سے زیادہ ماہرین تھے جو اعلی اور خاص ثانوی تعلیم‌یافتہ تھے۔ صنعت میں چالیس لاکھ سے زیادہ کمیونسٹ کام کر رہے تھے۔ ۱۹۲۸ء میں جب سوشلسٹ صنعت‌کاری کی ابتدا تھی، اس وقت ۱۰۰ مزدوروں پر چار انجنیروں اور مستریوں کا اوسط تھا اور ان میں صرف ایک اعلی تعلیم یافتہ ہوتا تھا۔ ساتویں دہائی کے وسط میں ۱۰۰ مزدوروں پر ۱۴ انجنیر اور مستری ہو گئے جن میں سے ۸ اعلی تعلیم یافتہ ہوتے تھے۔

۱۹۶۵ء میں صرف صنعت میں دو کروڑ بیس لاکھ مزدور تھے یعنی سات سالہ منصوبے سے پہلے، ۱۹۵۹ء کے مقابلے میں پچاس لاکھ زیادہ۔ اس مدت میں پرانے باہنر مزدور جو ہماری صدی کی ابتدا میں پیدا ہوئے تھے کافی تعداد میں پنشن پا چکے تھے۔ ان کی جگہ ان نوجوانوں نے لی جو دوسری عالمی جنگ کے بعد پروان چڑھے تھے۔ انہیں‌پیداوار کے بارے میں کوئی بڑا تجربہ نہ تھا لیکن ان میں سے زیادہ‌تر نے اچھی

اسکولی تعلیم حاصل کی تھی اور اپنی سماجی زندگی میں کافی تیز تھے۔ مثلاً مشین‌ساز صنعت کے مزدوروں میں، جن کی عمر ۲۸ سال تک تھی نصف نے دس سالہ اسکولی تعلیم حاصل کی تھی، ۷۰ فیصدی کمسومول کے ممبر اور ۱۰ فیصدی کمیونسٹ پارٹی کے ممبر تھے۔ ان کی غالب اکثریت صنعت میں تین سال سے پانچ سال تک کا تجربہ رکھتی تھی۔ یہ مزدور طبقے کا بیش بہا خزانہ تھے۔

عوامی معیشت کے انتظام کا جو نظام ۱۹۶۵ء میں مرتب کیا گیا تھا اور جس کا مقصد تمام شہری اور دیہی کام کرنےوالوں کےلئے معاشی ترغیب فراہم کرنا تھا اس نے کارخانوں میں اعلی درجے کی پیداوار اور نفع بڑھانے کے لئے نہ صرف کارخانوں کے سربراھوں کی جدوجہد بلکہ کثیر تعداد محنت کشوں کی کوششوں میں بھی اضافہ کیا۔ سات سالہ منصوبے کے آخری سال نے دکھایا کہ یہ اقدامات بروقت تھے۔ ۱۹۶۵ء میں عوامی معیشت کے مجموعی اشارئے ۶۴—۱۹۶۳ء کے مقابلے میں کہیں زیادہ اونچے تھے۔

۶۵—۱۹۶۴ء کے موڑ پر ماسکو کے اگواکار کارخانوں نے یہ ذمہ‌داری لی کہ ھر طرح کی تیار شدہ چیزیں نفع دینگی۔ جلد ھی ماسکو اور لینن گراد کے اگواکار کارخانوں نے سائنس‌دانوں کے ساتھ ملکر یہ طے کیا کہ تین چار سال کی مدت کے اندر ان کی بنائی ھوئی خاص خاص چیزیں اونچے بین‌اقوامی معیاروں تک پہنچ جائینگی۔ یہ کوئی اتفاق کی بات نہ تھی کہ ان اھم تجاویز کے محرک انفرادی طور پر موجد یا مزدوروں کی ٹیمیں نہ تھیں بلکہ پورے پورے کارخانے، حتی کہ کارخانوں کے گروپ تک تھے۔ ان کی تجاویز جو اجتماعی طور پر سوچی اور مرتب کی گئی تھیں وسیع نوعیت رکھتی تھیں کیونکہ ان میں وہ سب کچھ شامل کر لیا گیا تھا جو کچھ بھی اگواکار مزدور ٹیموں اور ورکشاپوں میں بہترین تھا۔ اگواکار کارخانوں کی مزدور ٹیموں نے غور کرکے اپنے پیداواری منصوبوں کو بہتر بنایا اور اپنے کارخانے کے پروگرام پر ان تنظیمی اور ٹکنیکی اقدامات کے مطابق عمل کیا جو پروگرام کو کامیاب بنانے کےلئے مرتب کئے گئے تھے۔ انتظامی ادارے نے اپنی طرف سے مقابلہ کرنےوالوں کو نہ صرف عام تعاون یا اخلاقی حمایت کی گارنٹی دی بلکہ مشینوں، خام سامان اور دوسری چیزوں کی بروقت سپلائی کی بھی ضمانت دی۔

۱۹٦٥ء میں تیس لاکھ مزدوروں اور انتظامی عملوں کے لوگوں نے اعلی قسم کے مقابلے یعنی کمیونسٹ محنت کی تحریک میں حصہ لیا۔ سارے عوام کی اس تخلیقی سرگرمی نے معاشی انتظام کے نئے طریقے کے ساتھ ملکر سوویت معیشت کی ترقی کو تیز کر دیا۔ صنعتی پیداوار میں اضافے کی شرح ۸٦ فیصدی بڑھی جو ۱۹٦۴ء کے مقابلے میں کافی زیادہ تھی۔ ۱۹٦٥ء میں خشک‌سالی کے باوجود پنچائتی اور ریاستی فارموں کی مجموعی پیداوار اتنی زیادہ تھی کہ ملک کی تاریخ میں اس سے پہلے اتنی پیداوار کا کوئی ریکارڈ نہ تھا۔ مویشیوں کی پرورش میں خاص طور سے کامیابی حاصل کی گئی تھی۔

۱۹٦٥ء کی گرمیوں میں ھی اخباروں، ریڈیو اور ٹیلی‌ویژن کے ذریعہ یہ اعلان ہونے لگے کہ سات سالہ منصوبے کے مقررہ نشانے وقت سے پہلے پورے کر لئے گئے تھے۔ سب سے پہلے یہ کارنامہ لینن گراد کے برقی مشین‌سازوں، دنیپروپیتروفسک صوبے کے دھات‌سازوں اور تاتار اور بشکیریا کے تیل نکالنے‌والوں نے کر دکھایا۔ اس زمانے میں سوویت دیس نے حب‌وطنی کی عظیم جنگ میں ہٹلری جرمنی پر اپنی فتح کی بیسویں سالگرہ بڑی دھوم دھام سے منائی۔ ماسکو، لینن گراد، کیئف، والگا گراد، سیواستوپول اور اودیسا کے ہیرو شہروں اور بریست کے ہیرو قلعے کو ملک کے اعلی‌ترین انعام آرڈر آف لینن اور طلائی ستارے عطا کئے گئے۔ پانیروں اور کمسومول کے ممبروں کے بے‌شمار جتھے زبردست لڑائیوں اور مقابلوں کی جگہوں کو دیکھنے جانے لگے اور بہت سے دیہاتوں اور شہروں میں نئے میوزیم کھولے گئے اور یادگاریں قائم کی گئیں۔ ہر جگہ ان لوگوں کو خراج عقیدت پیش کیا گیا جو ۱۹۴۱ — ۴٥ء کے دوران فسطائی غاصبوں کے خلاف اپنے سوویت وطن کی آزادی اور خود مختاری کےلئے لڑے تھے۔ ان یادگاروں سے لوگوں نے نئے نئے کارنامے کرنے کا حوصلہ پایا۔ پرامن محنت اور معاشی منصوبوں کی تکمیل میں سوویت لوگوں نے اپنے ملک کی مزید خوش‌حالی، اس کی دفاعی طاقت کی مضبوطی اور ساری دنیا میں امن کی ضمانت دیکھی۔

اگست ۱۹٦٥ء میں ھی ماسکو کے محنت کشوں نے مجموعی صنعتی پیداوار کا سات سالہ منصوبہ وقت سے پہلے پورا کر لیا۔ اس کے بعد اسی طرح کے نتائج لینن گراد اور سویردلوفسک کے مزدوروں اور ملازموں نے بھی پیش کئے۔ پھر ملک کے دوسرے بہت سے علاقوں کا نمبر

آیا ۔ ساری یونین اور خودانتظامی ریپبلکوں کی صنعتی شاخوں نے سات سالہ منصوبہ کامیابی سے تمام کیا ۔ اس طرح نوع بنوع دشواریوں اور سوویت یونین کی دفاعی طاقت کو زیادہ مضبوط بنانے کےلئے مزید اخراجات کے باوجود (خصوصاً کیوبا کے بحران اور ویت‌نام میں ریاستہائے متحدہ امریکہ کی جارحیت کی وجہ سے) سوویت معیشت نے زبردست پیش‌قدمی کی۔

یکم جنوری ۱۹۶۶ء کا دن سوویت محنت کشوں کےلئے دو اہم خبریں لایا ۔ پہلی خبر تو یہ تھی کہ اس دن سے شکر ، مٹھائی، سوتی کپڑے، بنی ہوئی چیزوں اور دوسرے سامان کی خوردہ فروشی کی قیمتیں دیہاتوں میں کم کردی گئیں اور ان کو شہروں کی سطح کے برابر کر دیا گیا ۔ اس بات کی اہمیت خاص طور سے واضح ہو جاتی ہے اگر یہ پیش‌نظر رکھا جائے کہ اس زمانے میں ملک کی تقریباً آدھی آبادی دیہاتوں میں تھی ۔ دوسری خبر کا تعلق سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے اس فیصلے سے تھا جس میں اس نے متعدد کارخانوں کی تجویز کی حمایت کی تھی ۔ یہ تجویز خام اشیا اور مادوں کے باکفایت استعمال کے مقابلے کے لئے پیش کی گئی تھی ۔

سوویت لوگ جو ایسے منصوبہ بند معیشت کے ماحول میں پلے بڑھے تھے جہاں ذرائع پیداوار معاشرے کی ملکیت تھے ان مظاہر کے باہمی روابط کو بخوبی سمجھتے تھے ۔ وہ جانتے تھے کہ دھات کی بچت کرنا اور ایندھن اور خام سامان کو کفایت سے خرچ کرنا عوامی معیشت کی مزید ترقی کے لئے بنیاد فراہم کرتے ہیں اور عام خوش حالی میں اضافے کا باعث بنتے ہیں ۔ اسی جذبے کے ساتھ شہروں اور دیہاتوں کے محنت کشوں نے اپنے نئے پنجسالہ منصوبے (۱۹۶۶ — ۷۰ء) پر بحث شروع کی۔ آئندہ کے لئے تخمینے مرتب کرنے میں ان تجربات اور نتائج کے تجزئے نے بڑی مدد دی جو پچھلے سات سالہ منصوبے کے دوران حاصل کئے گئے تھے اور سوویت کمیونسٹ پارٹی کی آئندہ کانگرس میں بھی یہی مسائل بحث مباحثہ کا مرکز بنے رہے۔

سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۳ویں کانگرس ۲۹ مارچ ۱۹۶۶ء کو ماسکو میں کریملن کے کانگرس محل میں شروع ہوئی ۔ اس کے مندوبین تقریباً ایک کروڑ ۲۰ لاکھ کمیونسٹوں کی نمائندگی کر رہے تھے ۔

سوویت یونین کے تمام علاقوں سے تقریباً پانچ ہزار مندوبین اس کانگرس میں شرکت کےلئے ماسکو آئے تھے ۔ یہ پارٹی کے مایۂ‌ناز ممبر

اور ملک کے بہترین لوگ تھے جو سوویت یونین کے دارالحکومت اس لئے آئے تھے کہ وہ ملکر ان فریضوں پر غور کریں جو درپیش تھے اور سوویت یونین کی کمیونسٹ پارٹی اور سارے سوویت معاشرے کی سیاسی اور معاشی زندگی کے فیصلہ کن رجحانات کا تعین کریں۔ سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی طرف سے لیونڈ بریژنیف نے خاص رپورٹ پیش کی اور ۱۹۶۶ — ۷۰ء کی معاشی ترقی کے پنجسالہ منصوبے کی ہدایات کے بارے میں مسودے کا اعلان الکسیئی کوسیگین نے کیا۔

مندوبین نے اتفاق رائے سے مرکزی کمیٹی کی سرگرمیوں کی تصدیق کی۔ ساری پارٹی کی رائے کا اظہار کرتے ہوئے انھوں نے ان فیصلوں کی اھمیت پر زور دیا جو اکتوبر ۱۹۶۴ء میں مرکزی کمیٹی کے عام اجلاس نے کئے تھے۔ انھوں نے سوویت معاشرے میں کمیونسٹ پارٹی کے بڑھتے ہوئے سیاسی اور انتظامی رول پر خاص طور سے زور دیا۔ رھنمائی کے اسٹائل اور طریقوں میں داخلیت کی غلطیوں کے خلاف جو اقدامات کئے گئے تھے ان کی باتفاق رائے تصدیق کی گئی۔ کانگرس نے سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے ۱۹۶۵ء کے اجلاسوں کے فیصلوں کی پوری طرح تصدیق کی جن میں اصولی طور پر ان غلطیوں کو فاش کیا گیا تھا جو سوشلسٹ معیشت کی ترقی کو روکتی تھیں اور عوامی معیشت کے انتظام کے لئے نیا رویہ مرتب کیا گیا تھا۔

کانگرس کی ساری کارروائی، جس کا اجلاس ۲۹ مارچ سے ۸ اپریل ۱۹۶۶ء تک ھوا، کاروباری اور اصولی فضا میں ھوئی۔ مندوبین نے پچھلے سات سالہ منصوبے کے مجموعی معاشی کارناموں کو کافی سراھا۔ ۱۹۵۹ — ۶۵ء کے دوران عوامی معیشت کے بنیادی فنڈ میں ۱۰۹ گنے کا اضافہ ھوا تھا اور صنعت کا فنڈ دگنا ھوگیا تھا۔ صنعتی پیداوار میں ۸۴ فیصدی اضافہ ھوا تھا جبکہ منصوبہ ۸۰ فیصدی اضافے کا تھا۔ اگرچہ پنچائتی اور ریاستی فارموں کی پیداوار کچھ پچھڑی ھوئی تھی لیکن مجموعی کامیابی شاندار تھی۔ درحقیقت جو معاشی اور دفاعی صلاحیتیں سوویت یونین ۱۹۵۹ء میں رکھتا تھا وہ چالیس سال میں پیدا کی گئی تھیں اور اگر جنگ کے برسوں کو نکال دیا جائے تب بھی یہ ۳۲ سال کی جانفشاں محنت کا نتیجہ تھیں۔ لیکن ۱۹۵۹ — ۶۵ء کے سات برسوں کے دوران سوویت یونین کے محنت کشوں نے کمیونسٹ پارٹی کی قیادت میں پہلے کی تخلیقات کو دگنا کردیا تھا۔ جو کچھ پہلے

۳۲ سال میں کیا گیا تھا اس کو سات سال میں کیا گیا۔ کمیونزم کی تعمیر کی نئی منزل میں سوویت معیشت کی ترقی اتنی تیزرفتار ہو گئی۔

اسی دور میں معیشت میں مقداری اضافوں کے علاوہ جو صفاتی ترقی ہوئی تھی وہ اور بھی مؤثر تھی۔ مثلاً اب ملک کے ایندھن کے توازن میں تیل اور گیس فیصلہ کن عناصر بن گئے تھے۔ گیس کی صنعت اب اس سے دگنی آمدنی دے رہی تھی جتنا کہ اس کے پورے سات سالہ منصوبے کے دوران خرچ کیا گیا تھا۔ ڈیزیل اور برقی انجن اب ملک کی ۸۰ فیصدی ریلوے لائنوں پر استعمال ہونے لگے تھے جبکہ ۱۹۵۹ء میں وہ ان کا استعمال صرف ۲۶۰۴ فیصدی ریلوے لائنوں پر تھا۔ مصنوعی مادوں سے تیار کی ہوئی چیزوں کی پیداوار بےمثال تیزی سے بڑھ رہی تھی اور ساتویں دھائی کے وسط تک ریڈیائی مشین سازی اور الکٹرونکس مشین‌سازی کی صنعت پر حاوی ہو چکی تھیں۔ صنعت کی تین سب سے زیادہ فائدہ‌مند شاخوں یعنی برقی اور حرارتی قوت کی پیداوار اور کیمیائی اور مشین‌ساز صنعتوں نے ۱۹۶۵ء میں مجموعی صنعتی پیداوار کی ۳۵ فیصدی دی تھی جبکہ ۱۹۵۸ء میں یہ ۲۷ فیصدی تھی۔ سائنسی اور ٹکنیکی ترقی میں، جس کا نشان سوویت یونین کی فضائے کائنات میں تاریخی کامیابیاں تھیں، سوویت زندگی کے ہر شعبے کے کارنامے شامل تھے۔

جسمانی محنت کو کم کرنے، خودکار اور مقررہ پروگرام کے مطابق کام کرنے والی مشینوں اور خرادوں، نئے جٹ مسافر ہوائی جہازوں اور تیز رفتار بحری جہازوں کے رائج کرنے کے بارے میں سیکڑوں چھوٹے بڑے اعداد و شمار پیش کئے جاسکتے ہیں۔

سات سالہ منصوبے کی ابتدا تک سوویت تجارتی بیڑا جہازوں کے مجموعی وزن کے لحاظ سے دنیا میں بارھویں نمبر پر تھا۔ اور اب بھی دوسری عالمی جنگ کے اثرات اس پر باقی تھے جس میں تقریباً آدھے جہاز تباہ ہو گئے تھے۔ لیکن ۱۹۶۵ء میں سوویت تجارتی بیڑا چھٹے نمبر پر آ گیا۔ اوسطاً ہر ۱۰ جہازوں میں ۸ ساتویں دھائی میں ھی بنائے گئے تھے۔ سوویت یونین کا جھنڈا لہرانےوالے جدید جہاز دنیا کے ۹۸ ملکوں کے بندرگاھوں میں دکھائی دینے لگے۔

اسی زمانے میں رھائشی اور صنعتی عمارتوں کی تعمیر بھی بےمثال تیز رفتاری سے کی گئی۔ گورکی، نوواسیبیرسک، تاشقند، باکو اور خارکوف جن کی آبادی سات سالہ منصوبے کی ابتدا تک دس لاکھ سے زیادہ

ماسکو میں سوشلسٹ ممالک کی باہمی معاشی امدادی کونسل کی عمارت

ہو چکی تھی اب ماسکو، لینن گراد اور کیئف جیسے بہت بڑے انتظامی اور صنعتی شہروں کے ہم‌پلہ ہو گئے تھے۔ سوویت یونین کے نقشے پر اب ۱۷۸ شہر اور ابھر آئے تھے۔ ان میں سے بیلوروس میں سولیگورسک، لتھوانیا میں نیرینگا، روستوف کے صوبے میں تسیملیانسک اور قزاخستان میں شاختینسک خاص طور سے مشہور ہوئے۔ پھر اورائی، ژیلیزنو گورسک — ایلیمسکی اور نوواچیبو کسارسک ایسے شہر ہیں جن کے نام بھی پہلے نہیں سنے گئے تھے۔ انگارسک، براتسک اور دیونو گورسک کے نوخیز شہروں کے بارے میں لوگ بہت کم جانتے تھے لیکن اب یہ سوویت سائبیریا کے مشہور مرکز ہیں۔ ان سے بھی زیادہ نوخیز تین مندرجہ ذیل شہر ہیں جن کا مستقبل کافی بڑا ہے۔ یہ ہیں تیومین کے علاقے کا تیل کے بڑے ذخیرے رکھنےوالا مرکز اورائی، خام لوہے کے زبردست ذخیروں کا حامل ژیلیزنو گورسک — ایلیمسکی جو مشرقی سائبیریا کے تائیگا میں چھوٹے دریا کورشونیخا پر واقع ہے اور چوواشیا میں، جو پہلے زراعتی علاقہ تھا نوواچیبو کسارسک شہر اب کیمیائی صنعت کا بڑا مرکز بن گیا ہے۔

جیسا کہ پہلے کہا جاچکا ہے کہ سات سالہ منصوبے کے سبھی نشانے تو نہ پورے ہو سکے لیکن خاص خاص فریضے پورے کرلئے گئے۔ سات سالہ منصوبے کو کمیونزم کی مادی اور ٹکنیکی بنیاد قائم کرنے میں پہلا قدم تصور کیا گیا تھا اور اس کو مجموعی طور پر پایۂ تکمیل تک پہنچایا گیا۔ ملک کی معاشی اور دفاعی صلاحیتوں میں اضافہ ہوا اور محنت کشوں کا معیار زندگی مسلسل بڑھتا رہا۔

سات سالہ منصوبے کے دوران کام کا ہفتہ مختصر ہوگیا اور کارخانوں اور دفتروں میں چھہ اور سات گھنٹے کام کا دن رائج کیا گیا جبکہ صنعت میں ماہانہ اجرت کا اوسط ۷۸ سے ۹۰ روبل تک بڑھا۔ اس کے ساتھ ہی سماجی فنڈوں سے بونسوں اور دوسرے الاؤنسوں کی ادائیگی بڑھی۔ ان اضافوں کو لیکر ماہانہ تنخواہ کا اوسط ۱۰۴ سے ۱۲۸ روبل تک ہو گیا۔ ۱۹۶۰ء سے سوویت حکومت نے پنچائتی کسانوں کےلئے بھی پنشن جاری کردی۔ تمام سوویت شہریوں کو پنشن کا حق حاصل ہے۔ عورتوں کو ۵۵ سال کی عمر سے اور مردوں کو ساٹھ سال کی عمر سے۔ متعدد پیشوں کےلئے پنشن کی عمر اس سے بھی کم ہے۔ ۱۹۶۵ء میں ریاست کی طرف سے تین کروڑ بیس لاکھ اشخاص کو پنشن دی جا

رهی تهی - ۱۹۵۸ء کے مقابلے میں یہ تعداد ایک کروڑ بیس لاکھ زیادہ تھی -

انھیں برسوں میں شہروں اور دیہاتوں میں ایک کروڑ ۷۰ لاکھ فلیٹ اور نجی گھر بنائے گئے اور ملک کے رھائشی مکانوں میں چالیس فیصدی اضافہ ھوا - زندگی کی سہولتیں بھی کافی بڑھ گئیں - مثلاً ماسکو میں ھر ۱۰۰ باشندوں میں ۳۷ کے پاس غسل‌خانوں والے فلیٹ تھے اور ۸۸ مرکزی حرارت کا سسٹم اور ۹۰ پانی کے نل رکھتے تھے -

ان حاصلات کو سراھتے ھوئے سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۳ ویں کانگرس کے مندوبین نے ان خامیوں پر بھی تشویش کا اظہار کیا جو معاشی ترقی کے دوران سامنے آئی تھیں - نئے پنجسالہ منصوبے پر بحث مباحثے کے دوران حاصل شدہ تجربے سے تمام ضروری فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گئی - منصوبے پر سارا کام، اس کے مسودے میں مختلف ترمیمیں اور اضافے لینن کے اس دانش‌ورانہ ھدایت کے مطابق کئے گئے — ”کانگرس میں معاشی ترقی کے ایسے عملی تجربے کو لانا چاھئے جس پر اچھی طرح غور کیا گیا ھو اور جس کو پارٹی کے تمام ممبروں کی مشترکہ محنت اور مشترکہ کوششوں سے مرتب کیا گیا ھو۔“

جو کچھ حاصل کیا جا چکا تھا اس کا سہارا لیتے ھوئے کمیونسٹ پارٹی نے سوویت لوگوں سے اپیل کی کہ وہ ۷۰—۱۹۶۶ء کے دوران ناطبقاتی سماج کی طرف ایک قدم اور بڑھائیں - سوویت کمیونسٹ پارٹی کے ۲۳ ویں کانگرس نے بتایا کہ نئے پنجسالہ منصوبے کا خاص معاشی فریضہ سائنسی اور ٹکنیکی کارناموں کے ھمہ گیر استعمال، ساری سماجی پیداوار کی صنعتی ترقی اور اس کی کارکردگی کو بڑھانے کی بنیاد پر صنعت میں کافی اضافے کی ضمانت دینا، زراعت کی ترقی کی رفتار کو تیز کرنا اور پائیدار بنانا اور ان باتوں کی بدولت سوویت لوگوں کا معیار زندگی بلند کرنا اور ان کے مادی اور تہذیبی تقاضوں کو زیادہ سے زیادہ مطمئن کرنا ھے۔

عام استعمال کی چیزوں کی مصنوعات کو بڑھانے اور بڑی حد تک بھاری اور ھلکی صنعتوں کے درمیان افزائش کے شرح کے فرق کو کم کرنے اور پبلک خدمات کی طرف زیادہ توجہ دینے کی غرض سے وسائل کی از سر نو تقسیم کی گئی - عوامی معیشت میں تین کھرب دس ارب روبل کا سرمایہ لگایا گیا جو پچھلے پنجسالہ منصوبے کے مقابلے میں ڈیوڑھا

تھا۔ صنعتی پیداوار میں ڈیڑھ گنے کا اور زراعت میں سوا گنے کا اضافہ کرنا تھا۔ پنچائتی اور ریاستی فارموں کے پیداواری فنڈ د گنے کر دئے گئے تھے۔ یہاں صنعت کے مقابلے میں زیادہ تیزی سے محنت کی کارگذاری بڑھانی تھی۔ یہ توقع تھی کہ اس طرح شہروں اور دیہاتوں کے درمیان رہن سہن اور کام کے حالات میں بنیادی فرق ختم کرنے کے عمل میں تیزی پیدا ہوگی اور دیہی باشندوں اور شہر کے لوگوں کے درمیان مادی اور تہذیبی معیار زندگی کے فرق جلد از جلد دور ہو سکیں گے۔

سوویت کمیونسٹ پارٹی نے یہ مقصد سامنے رکھا کہ ۱۹۷۰ء تک قومی آمدنی میں ۴۱ — ۳۸ فیصدی تک اضافہ کیا جائے اور فی کس ۳۰ فیصدی آمدنی بڑھائی جائے۔ کم سے کم تنخواہ ساٹھ روبل رکھی گئی اور کام کا ہفتہ گھٹا کر پانچ دن کا کر دیا گیا۔ تعلیم عامہ، صحت‌عامہ، عوامی سہولتوں اور خدمات، دوکانوں اور رہائشی مکانوں وغیرہ میں بہتری اور اضافے کےلئے ہمہ‌پہلو اقدامات کرنے کا پروگرام بھی مرتب کیا گیا۔

مختصر یہ ھے کہ ۱۹۶۶ — ۷۰ء کے پنجسالہ منصوبے میں جو بھی فریضے رکھے گئے تھے خواہ ان کا تعلق صنعت سے تھا یا زراعت سے، ٹرانسپورٹ یا تعمیرات سے، سائنس یا غیرملکی معاشی تعلقات سے، صنعت کے وسائل کے سوالوں یا سائبیریا اور مشرق بعید میں معدنی دولتوں کی دریافت سے۔ ان سب میں جو سب سے بڑا مقصد مدنظر رکھا گیا تھا وہ سوویتوں کی دیس کی خوشحالی کےلئے جدوجہد ھی تھا۔

عالمی اخبارات نے سوویت یونین کی معاشی ترقی کے آٹھویں پنجسالہ منصوبے سے بڑی دلچسپی لی۔ دوستوں نے اس کا خیرمقدم کیا۔ اور دشمنوں نے؟ سوویت لوگ کمیونزم کے مخالفوں کے حملوں کے عادی ہو چکے تھے۔ نہ جانے کتنی جھوٹی باتیں ۱۹۱۷ء کے بعد بالشویکوں کے خلاف، پرولتاریہ کی ڈکٹیٹرشپ کے خلاف، پھر پنجسالہ منصوبوں، پنچائتی فارموں اور ”آھنی پردے،، کے خلاف کہی جا چکی تھیں۔ اس بار بھی لعنتوں کی بوچھار کم نہیں رھی۔ لیکن ایک بات نئی تھی۔ یعنی اس منصوبے کے بارے میں ”حقیقت‌پسندانہ،، اور ”کاروباری،، وغیرہ کے تعریفی الفاظ زیادہ‌تر استعمال کئے گئے تھے اور اس طرح کے جملے بھی جیسے ”غورو فکر کے ساتھ تیار کیا ھوا،،۔ ریاستہائے متحدہ

امریکہ میں لکھا گیا: ''نیا منصوبہ مغرب کو کسی دلجمعی کا موقع نہیں دیتا''۔ ایک برطانوی اخبار نے لکھا: ''نیا پنجسالہ منصوبہ عالمی کمیونسٹ تحریک کےلئے اور ان ملکوں کےلئے مثال قائم کرتا ہے جنھوں نے حال ہی میں خودمختاری حاصل کی ہے''۔

ظاہر ہے کہ سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۳ ویں کانگرس نے اس منصوبے کی بین‌اقوامی اہمیت کو بالکل مختلف نقطۂ نظر سے دیکھا۔ اس نے اپنی قرارداد میں کہا ''ہدایات میں جو فریضے پیش کئے گئے ہیں ان کی تکمیل عالمی امن اور سلامتی کی پائیداری میں ایک وزنی دین ہوگی اور بین‌اقوامی تعلقات میں مختلف سماجی نظاموں‌والی ریاستوں کے درمیان پرامن بقائے باہم کے لیننی اصول کو استوار کریگی۔'' آگے چلکر کانگرس کی قرارداد میں کہا گیا ہے ''پنجسالہ منصوبے کی تکمیل اس بات کا تازہ ثبوت فراہم کریگی کہ سوویت لوگوں نے برادرانہ سوشلسٹ ملکوں، بین‌اقوامی پرولتاریہ، عالمی تحریک آزادی کے تعلق سے اپنا بین‌اقوامی فریضہ ادا کیا۔''

۲۳ ویں پارٹی کانگرس نے پارٹی کے اتحاد، اعلی مجاہدانہ اسپرٹ اور عوام کے ساتھ اس کے گہرے اور اٹوٹ رشتے کا مظاہرہ کیا۔ کمیونسٹ کے نام کو زیادہ بلند کرنے، پارٹی تنظیموں کی اگواکاری میں مزید ضمانت اور اپنی تنظیم اور ساری پارٹی کےلئے ہر ایک کی ذمہ‌داری زیادہ بڑھانے کےلئے کانگرس نے سوویت کمیونسٹ پارٹی کے قواعد و ضوابط میں کچھ تبدیلیاں کیں۔ سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی مجلس صدارت کا نام بدلنے کا بھی فیصلہ کیا گیا۔ اب اس کو مرکزی کمیٹی کے پولیت‌بیورو کا نام دیا گیا جیسا کہ ۱۹۵۲ء میں ہونےوالی ۱۹ ویں کانگرس سے پہلے تک تھا۔ سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی میں سکریٹری اول کی جگہ جنرل سکریٹری کا عہدہ بھی دو بارہ بحال کیا گیا۔

کانگرس نے پارٹی کی جو مرکزی کمیٹی منتخب کی اس نے پولیت‌بیورو کے ممبروں اور اس کے امیدوار ممبروں کا انتخاب کیا۔ پولیت‌بیورو میں گیارہ اشخاص چنے گئے۔ یہ تھے: بریژنیف، وورونوف، کیریلینکو، کوسیگن، مازوروف، پیلشے، پود گورنی، پولیانسکی، سوسلوف، شیلیپین اور شیلیست۔ مرکزی کمیٹی کے جنرل سکریٹری لیونِد بریژنیف منتخب ہوئے۔

یہ کہنا بجا ہوگا کہ کانگرس کے کام میں سارے سوویت لوگوں نے حصہ لیا۔ کارخانوں اور فیکٹریوں، پنچائتی اور ریاستی فارموں، کانوں اور تیل کے کنوؤں اور دوسرے مختلف اداروں نے اس روایت کے مطابق جو قائم کی گئی تھی اپنے اوپر کام کی زیادہ ذمہ‌داریاں لیں اور کانگرس کے اعزاز میں بڑھ چڑھکر کام کیا اور کمیونسٹ محنت کی تحریک میں آگے بڑھکر شریک ہوئے۔ کانگرس کے فیصلوں نے لوگوں کے دل جوش اور ولولے سے بھر دئے۔ ۱۹۶۶ء میں کل یونین لیننی نوجوان کمیونسٹ لیگ (کمسومول) کی ۱۵ ویں کانگرس ماسکو میں ہوئی۔ کمسومول کے دو کروڑ ۳۰ لاکھ ممبروں کے نمائندے کریملن میں جمع ہوئے۔ ان کے‌لئے غور و فکر اور بحث مباحثے کا کافی مواد تھا۔ پچھلی کانگرس کے بعد جو چار سال گزرے ہوئی تھی کمسومول کے پندرہ لاکھ ممبر کمیونسٹ پارٹی کی صفوں میں آچکے تھے۔ اضلاعی کمسومول کمیٹیوں نے پانچ لاکھ نوجوان مرد اور عورتوں کو اولین اہمیت کی تعمیری جگہوں پر کام کے لئے بھیجا تھا۔ ان نوجوانوں نے ریلوے لائنیں، بجلی گھر، کیمیائی کارخانے، کلب اور اسپتال بنانے میں مدد دی، شمال بعید، سائبیریا اور مشرق بعید میں قدرتی خزانوں کی کھوج اور دریافت میں بڑی ہمت کا مظاہرہ کیا۔ کمیونسٹ تعمیرات میں سرگرمی سے حصہ لینے کے‌لئے براتسک، وولژسکی، کریوائی‌روگ، نوریلسک، ژدانوف اور رودنی شہروں کی کمسومول تنظیموں کو ۱۹۶۶ء میں محنت کے لال جھنڈے کا آرڈر دیا گیا۔

اپنی کانگرس میں نمائندگی کے‌لئے کمسومول کے ممبروں نے بہترین مندوبین کا انتخاب کیا۔ ان میں سے ایک نکولائی گورباچیف بھی تھے۔ انھوں نے اباکن۔ تائشت ریلوے بنانے میں حصہ لیا تھا جہاں وہ کالوگا کی ضلع کمسومول کمیٹی کی طرف سے بھیجے گئے تھے۔ انھیں بہت سے پیشوں کا تجربہ تھا۔ وہ بے ہنر مزدور، سڑکیں بنانے‌والے، آرہ کش اور کنکریٹ بچھانے‌والے کے کام کر چکے تھے۔ اگواکار مزدور کی حیثیت سے ان کو شہر میں فلیٹ پیش کیا گیا اور ساتھ ھی مستقل ملازمت بھی۔ ہر ایک اس بات پر متفق تھا کہ ان کی سخت محنت نے انھیں ان سہولتوں کا مستحق بنا دیا ھے۔ لیکن خود گورباچیف نے اس سے اتفاق نہیں کیا اور وہ تائیگا چلے گئے تاکہ اوست ایلیم پن بجلی گھر کو جانے‌والی ریلوے لائن کی تعمیر میں حصہ لیں۔

اسی کانگرس کے ایک اور مندوب ویاچیسلاف کاراسیف تھے۔ ۱۹۶۲ء میں جب ان کی عمر صرف ۲۴ سال تھی ان کو ریازان کے قریب ایک پسماندہ پنچائتی فارم کا سربراہ بنا دیا گیا۔ یہ فارم بیجوں، زرعی مشینوں اور چارے کی قلت میں مبتلا تھا۔ بہر حال کمسومول کے اس نوجوان ممبر نے اس میں جان ڈالی اور فارم کو اچھی طرح منظم کیا۔ جلد ھی صورت‌حال بہتر ہو گئی اور روزانہ اجرت کی شرح بھی بڑھی۔ نوجوان صدر کو صبح سے رات تک کام کرنا پڑتا۔ ان کو دم لینے کی فرصت نہ ملتی۔ لیکن ۱۹۶۵ء میں انھیں شاعری کے اس مقابلے میں اول انعام ملا جو اخبار ''کمسومولسکایا پراودا،، نے منظم کیا تھا۔

نوواسیبیرسک سے طبیعیات اور ریاضی کی سائنسوں کے ڈاکٹر اور نوجوان سائنس‌دانوں کی کل یونین سوویت کے صدر یوری ژوراولیف، ریگا سے ملک کے تسلیم‌شدہ بہترین باورچی اسیلیا بیلکوویچ، تبلیسی سے ''شطرنج کی ملکہ،، نونا گاپریندا شویلی جن کو عورت شطرنج بازوں میں عالمی چمپین کا خطاب ملا تھا، اس کانگرس کے ڈیلیگیٹوں میں سے تھے۔

اس کانگرس میں مختلف مزاج، طرح طرح کی دلچسپیوں، معلومات، قومیتوں اور زندگی کے تجربوں کے حامل چار ہزار مندوبین شریک ہوئے۔ لیکن ان کو متحد کرنےوالی بات ان کو مختلف بنانےوالی باتوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر تھی۔ وہ کمیونسٹ پارٹی کی مجاھد ریزرو فوج تھے۔ اسی لئے ان کی کانگرس نے جن اھم مسائل پر بحث کی ان میں نوجوانوں کی کمیونسٹ تربیت کا پلہ بھاری تھا۔ انھوں نے اس کے بارے میں بحث کی کہ محنت اور تعلیم و تربیت کے نتائج کو کس طرح زیادہ کارگر بنایا جائے، نوجوان کمیونسٹ لیگ کے رول کو معاشی اور تہذیبی تعمیر اور ملک کی سیاسی زندگی میں کیسے بڑھایا جائے۔ کانگرس نے سوویت کمیونسٹ پارٹی کے قواعد وضوابط میں نئی دفعہ کا خیرمقدم کیا جس کے مطابق ۲۳ سال کے نوجوان لوگوں کو صرف کمسومول کی سفارش پر پارٹی کا ممبر بنایا جا سکتا تھا۔ اس کا مطلب یہ تھا کہ پارٹی کے ممبر بننے کی شرائط زیادہ سخت ہو گئی تھیں اور اس طرح کمیونسٹ پارٹی کے سرچشمے کی حیثیت سے کمسومول کا رول بلند ہو گیا تھا۔

یہاں اس بات پر زور دینے کی ضرورت ہے کہ ۱۹۶۶ء میں ۲۶ سال تک عمروالے لوگ ملک کی آبادی میں تقریباً نصف تھے۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ ۱۹۴۰ء سے پہلے نہیں پیدا ہوئے تھے اور اس نسل کو

حب‌وطنی کی عظیم جنگ کے بارے میں صرف کتابوں، فلموں اور بزرگوں کی کہانیوں کے ذریعہ معلومات تھیں ۔ ان کو راشن کارڈوں سے سابقہ نہیں پڑا تھا ۔ ایک الگ ملک میں سوشلزم کی تعمیر کی مشکلات اور خصوصیات ان کے لئے تاریخی باتیں تھیں ۔

بہرحال یہی وہ نسل تھی جسے مستقبل قریب میں صنعت اور زراعت کی سربراھی، سائنسی اداروں کی رہنمائی اور ملک کی قیادت کرنی تھی ۔ ان لوگوں کے شانوں پر زبردست ذمہ‌داری ھے جو اس نسل کو تعلیم و تربیت دیتے ھیں اور اس کو کمیونسٹ معاشرے کے معمار کی حیثیت سے ڈھالتے ھیں ۔ یہی وجہ تھی کہ پہلے سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۳ ویں کانگرس میں اور پھر کمسومول کی ۱۵ ویں کانگرس میں نظریاتی مسائل کی طرف خاص توجہ کی گئی ۔ ایک اور بات جس نے محنت کشوں کی دلچسپی سیاسی کاموں میں بڑھا دی عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی ۵۰ ویں سالگرہ کی قربت تھی ۔ یہ بات قدرتی تھی کہ نصف صدی کے تجربات کے خزانے سے فائدہ اٹھا کر نئے معاشرے کے قیام کے بنیادی قوانین کو سمجھا جائے، کمیونزم کے تمام کھلے اور چھپے دشمنوں پر، ھر طرح کے ترمیم پرستوں اور اذعانیت‌پسندوں پر کاری ضرب لگائی جائے جو طرح طرح سے سوویت تجربے کے مفہوم اور اھمیت کو توڑ مروڑ کر پیش کر رھے تھے ۔

کمیونسٹ پارٹی، نوجوان کمیونسٹ لیگ اور ٹریڈیونینوں نے آنےوالے تہوار کی شاندار تیاری میں محنت کشوں کی رھنمائی کی، اور یہ بات بلامبالغہ کہی جا سکتی ھے کہ پورے ملک نے اس جوبلی کی تیاری میں حصہ لیا ۔

۱۹۶۶ء کی گرمیوں میں سوویت یونین کی اعلی سوویت کے انتخابات ھوئے ۔ پھر منتخب‌شدہ ممبروں نے اعلی سوویت کی مجلس صدارت کا انتخاب کیا اور نکولائی پودگورنی کو مجلس صدارت کا صدر چنا گیا ۔ انتخابی مہم کی تنظیم میں کمیونسٹ پارٹی نے سوشلسٹ جمہوریت کی مزید ترقی اور ریاستی اور سماجی تنظیموں کی سرگرمیوں کو بہتر بنانے کی ضرورت کے بارے میں ۲۳ ویں کانگرس کی ھدایات کو اپنا رھنما بنایا ۔ تجربے نے یہ دکھایا کہ محنت کشوں کے نمائندوں کے سوویتوں میں ھی جو ریاستی اقتدار کی ترجمان اور بڑی بڑی پبلک تنظیمیں تھیں سوشلسٹ جمہوریت عملی جامہ پہنتی ھے ۔ پارٹی کی

رهنمائی میں سوویتیں کثیر تعداد عوام کو متحد کرتی ہیں اور ملک کی معاشی اور تہذیبی زندگی کی منصوبہ‌بند تنظیم کو بہتر بناتی ہیں۔ ۱۹۳۶ء کے آئین کی منظوری کے بعد سے سوویتوں کے تقریباً ایک کروڑ ۸۰ لاکھ ممبروں نے جنہیں عوام نے منتخب کیا تھا ریاستی انتظام کے لیننی اسکول میں تربیت حاصل کی تھی۔ یہ اعداد و شمار ہی اس بورژوا پروپیگنڈا کی بکواس کو سمجھنے کے لئے کافی ہیں جو یہ کہتا ہے کہ سوویت یونین میں تو مٹھی‌بھر چنیدہ لوگوں کی حکومت ہے۔

روسی فیڈریشن کی اعلی سوویت کی ایک ممبر میسوئیوا نے ۱۹۶۶ء میں نوجوانوں کے ایک وفد کے ساتھ ریاستہائے متحدہ امریکہ کا دورہ کیا۔ انہوں نے اپنے وفد اور امریکی سینیٹروں کے درمیان ایک ملاقات اور اس تاثر کا ذکر کیا جو ان کے یہ بتانے سے امریکی سینیٹروں پر ہوا کہ وہ ماسکو کے قریب ایک ریاستی فارم میں گوالن ہیں۔ ''مجھے ابھی تک یاد ہے کہ ان کے چہرے اتر گئے۔ اور یہ بات سمجھ میں بھی آتی ہے کیونکہ ان کی کانگرس میں تو گوالنیں ممبر نہیں ہیں''۔ پھر میسوئیوا سے ایک فارم میں یہ دکھانے کی درخواست کی گئی کہ روس میں گائیں کیسے دوھی جاتی ہیں۔ ان کی یہ آزمائش بہت کامیاب رہی۔ آخر میں اس ۲۰ سالہ ممبر نے کہا ''ساتھیو، میں نے آپ سے یہ واقعہ کیوں بیان کیا؟ امریکہ میں جو واقعہ میرے ساتھ پیش آیا وہ اتفاقی نہ تھا۔ سرمایہ‌دارانہ اور بورژوا پروپیگنڈا معاملے کو اس طرح پیش کرنا چاہتا ہے کہ ہمارے ملک میں معمولی آدمی کو صرف بے ہنر مزدور کی حیثیت سے کام کرنے کا حق ہے اور سارا انتظام کمیونسٹوں کے ہاتھ میں ہے۔ وہ سوویت لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں — حکمراں طبقہ یعنی پارٹی اور حکم پورا کرنےوالے عوام۔ اور یہ دیکھئے، میں جس ریاستی فارم میں کام کرتی ہوں وہاں پانچواں مزدور کمیونسٹ ہے۔ ہم خود حکمراں طبقہ ہیں''۔

۱۹۶۶ء میں ملک کی ساری سوویتوں کے بیس لاکھ ممبر تھے اور ان کے گرد سرگرم کارکنوں کے کثیر تعداد گروپ تھے جن کی تعداد دو کروڑ تیس لاکھ سے زیادہ تھی یعنی ہر ساتواں ووٹر سوویتوں سے متعلق کسی نہ کسی پبلک کمیشن میں مستقل کام کر رہا تھا۔

آٹھویں پنجسالہ منصوبے کے دوران یہ فریضہ سامنے رکھا گیا کہ ملک کی روزمرہ کی زندگی میں محنت کشوں کی نمائندہ سوویتوں کا رول بڑھا دیا جائے۔ چنانچہ یہ فیصلہ کیا گیا کہ سوویت یونین کی وزارتی کونسل کی رپورٹوں پر سوویت یونین کی اعلی سوویت کے اجلاسوں میں غور کیا جائے اور یہی طریقہ یونین رپبلکوں اور خود انتظامی رپبلکوں میں بھی اختیار کیا جائے۔ مقامی سوویتوں کے اجلاسوں کی اہمیت بھی بڑھا دی گئی، ان کی زیرنگرانی اور زیادہ مسائل آ گئے۔ ان کا کام یہ جانچ کرنا ہوگیا کہ آیا منصوبہ‌بندی، مالیات، آراضی، مقامی صنعتی اداروں، آبادی کے رہن سہن اور سماجی اور تہذیبی خدمات وغیرہ کے بارے میں جو فیصلے کئے گئے ہیں ان پر عمل ہو رہا یا نہیں۔

جب ۱۹۶۷ء میں، جو سوویت اقتدار کا پچاسواں سال تھا، معاشی ترقی کا منصوبہ اور ریاستی بجٹ منظور کیا جانےوالا تھا اس وقت ممبروں اور عمال میں عوامی ذمہ‌داری کا جذبہ اور بھی بڑھ گیا۔ اجلاس کی ابتدا سے چند ہفتے پہلے، جو دسمبر ۱۹۶۶ء میں ہونےوالا تھا ان ممبران کو جو سوویت یونین کی اعلی سوویت کے مستقل کمیشنوں کے ممبر تھے اپنے اپنے کاموں سے چھٹی دی گئی اور انھوں نے ماسکو آکر سارے متعلقہ معاملات کی تفصیلی بحث میں حصہ لیا۔ اس کے بعد کمیشنوں کے سامنے منصوبہ‌بندی کمیٹی کے صدر بائباکوف اور وزیر مالیات گاربوزوف نے اپنی رپورٹیں پیش کیں۔ اب کریملن محل کے ہال اور گیلریاں ممبران کے لئے کام کے دفتر بن گئے۔ بحث مباحثے ہوئے، محکموں کے سربراہوں، سائنس دانوں، کارخانوں کے کارکنوں اور خاص طور سے مدعو مشیروں، مختلف پروجکٹوں اور ایجادوں کے خالقوں سے تبادلۂ خیال اور مشورہ کیا گیا۔ ہر بات اور ہر طرح کے اعداد و شمار پر بخوبی غور کرکے مختتم تجاویز مرتب کی گئیں۔ ابتدا میں یہ خیال تھا کہ ۱۹۶۸ء میں وسط ایشیا سے ملک کے مرکز تک گیس کی پائپ لائن بنائی جائے لیکن بحث کے آخر میں یہ طے کیا گیا کہ یہ کام ۱۹۶۷ء کے آخر تک ہونا چاہئے۔ ساتھ ہی متعدد سائنسی تحقیقاتی مرکزوں کے لئے مزید رقمیں دی گئیں اور دوسرے اہم اقدامات کئے گئے۔

ان کارخانوں کے کام کے نتائج میں خاص طور سے دلچسپی لی گئی جنھوں نے منصوبہ‌بندی کا نیا سسٹم اختیار کیا تھا۔ ۱۹۶۶ء کی ابتدا میں اس طرح کے کارخانوں اور فیکٹریوں کی تعداد صرف ۴۳ تھی۔ یہ پہلے بھی نفع بخش کارخانے تھے اور ان کی پیداوار بھی اعلی درجے کی تھی۔ ۱۹۶۶ء کے آخر تک یہ اصلاحات ۷۰۴ کارخانوں میں پھیل گئیں جن میں بیس لاکھ سے زیادہ مزدور اور ملازمین کام کررہے تھے۔ ان کے نتائج بہت ہی ہمت افزا تھے۔ ساری صنعت نے سال بھر کا منصوبہ بڑھچڑھ کر پورا کر لیا اور پیداوار میں ۸ء۶ فیصدی اضافہ ہوا۔ جو کارخانے منصوبہ‌بندی کے نئے سسٹم کے مطابق کام کرنے لگے تھے انہوں نے اپنی پیداوار ۱۰ء۲ فیصدی بڑھائی۔ اسی کے مطابق ان کے بونس فنڈ بڑھے اور رہائشی مکانوں، آرام گھروں اور کنڈرگاٹنوں کی تعمیر کے لئے بھی زیادہ رقمیں دی گئیں۔ اس میں کوئی شک نہیں رہا کہ معاشی اصلاحات کی ابتدا اچھی تھی۔ اب یہ فیصلہ کیا گیا کہ صنعت کی پوری پوری شاخوں میں ان کو رائج کیا جائے۔ بالآخر منصوبے اور بجٹ کے تمام حصوں پر غور کرکے سفارشات کی گئیں۔ کمیشنوں نے اپنے فیصلے کئے۔ پھر دسمبر ۱۹۶۶ء میں سارے ملک کو اس کا موقع دیا گیا کہ وہ سوویت یونین کی اعلی سوویت کی کارروائیوں، منصوبہ بندی کمیٹی، وزارت مالیات اور مستقل کمیشنوں کی رپورٹوں کا پوری طرح مطالعہ کرسکے۔ ان کا سارا مواد اور بحث‌مباحثے کی اطلاعات پہلے تو فوراً اخباروں اور کتابچوں میں چھاپی گئیں اور پھر ان کو ایک کتاب کی شکل میں شائع کیا گیا۔ جو فیصلے کئے گئے ان کی حقیقت پسندی سبھی پر واضح ہو گئی۔ ہر سوویت باشندے نے یہ بخوبی سمجھ لیا کہ ۱۹۶۷ء سوشلزم کی ساری حاصلات پر ایک سیرحاصل نظر ڈالنے کا سالِ ہوگا اور اکتوبر انقلاب کی پچاس سالہ جوبلی کو محنت کے نمایاں کارناموں کے ساتھ منایا جائیگا۔ سوویت یونین کی تاریخ میں ۱۹۶۷ء اسی حیثیت سے داخل ہوا۔

پچاس سالہ جوبلی

جنوری ۱۹۶۷ء میں سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے ''عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی پچاسویں سالگرہ کی تیاری کے بارے

میں،، فیصلہ کیا - پارٹی نے ایک بار پھر سارے سوویت لوگوں سے اپیل کی کہ اس دن کو سوویت دیس کی تمام قوموں کے تہوار اور کمیونسٹ نظریات کی فتح کے تہوار کی حیثیت سے منائیں - اس اپیل کو لبیک کہتے ہوئے پچاسویں سالگرہ کے اعزاز میں ایک نیا سوشلسٹ مقابلہ شروع کیا گیا جس میں سوویت لوگوں نے ایک مخصوص محنتی جوش و ولولے اور اعلی درجے کے سیاسی شعور کا مظاہرہ کیا اور معاشی ترقی کے فریضوں اور تربیتی کام کو آپس میں مربوط کرنے کی کوششیں وسیع پیمانے پر کی گئیں -

اس وقت سارے ملک کی نگاهیں صنعت کے پرانے کارکنوں اور پارٹی کے ممبروں پر لگی تھیں - ان ساڑھے تین لاکھ کمیونسٹوں میں سے جنھوں نے انقلاب میں حصہ لیا تھا اس کی جوبلی کے وقت چھہ ہزار زندہ تھے - ملک کے تمام کارخانوں، دفتروں اور اسکولوں میں پرانے بالشویکوں کو جلسوں میں مدعو کیا گیا - لوگ سرما محل پر دھاوے، سفید گارڈوں اور غیرملکی حملہآوروں کی پسپائی کے بارے میں ان کی باتیں سننا چاهتے تھے جنھوں نے براہ‌راست لینن کی سربراهی میں کام کیا تھا -

اس جوبلی کی تیاری کے سلسلے میں صنعت‌کاری اور اجتماعیت کے دور کے اگوا کار مزدوروں اور حب‌وطنی کی عظیم‌جنگ کے سورماؤں کو هر جگہ خراج عقیدت پیش کیا گیا - یہ آن نسلوں کے لئے معقول اور مناسب بات تھی جو انقلابی روایتوں میں پلی بڑھی تھیں - اسی موقع پر ماسکو میں کریملن کی دیوار کے زیرسایہ گمنام سپاهی کا مقبرہ بنایا گیا اور ۸ مئی ۱۹۶۷ء کو لینن گراد کے مریخی میدان میں واقع اکتوبر کے هیروؤں کے مقبرے سے شعلہ لیکر یہاں ایک شعلہ روشن کیا گیا جو اس سبگ مرمر کی لوح کے قریب همیشہ جلتا رهیگا جس پر لکھا ھے ’’تیرا نام تو نا معلوم ھے لیکن تیرے کارنامے لافانی ھیں،، - اب ماسکو آنےوالے تمام لوگوں کے لئے یہ ایک مقدس جگہ بن گئی ھے جہاں وہ ملک پر جان نثار کرنےوالوں کو خراج عقیدت پیش کرنے آتے ھیں -

انقلاب اور سوشلسٹ تعمیر کی تاریخ سے لوگوں کی بڑھتی ہوئی دلچسپی کے پیش نظر کمسومول نے لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے انقلاب کی جگہوں، خانہ جنگی، حب وطنی کی عظیم جنگ کے دوران لڑائیوں کی

عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب کی ۵۰ ویں سالگرہ کے اعزاز میں لال چوک پر مظاہرہ

مشہور جگہوں اور ان بڑے بڑے صنعتی کارخانوں کے لئے دورے منظم کرنا شروع کر دئے جو تیسری دہائی کے آخر اور چوتھی دہائی کی صنعت کاری کے دور میں قائم کئے گئے تھے۔ ان میں بیس لاکھ اشخاص سے زیادہ نے حصہ لیا۔

اس دور میں سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ممبری کے لئے درخواستوں کی کثیر تعداد محنت کش لوگوں کے سیاسی شعور اور پختگی کا بین ثبوت تھی۔ سخت انفرادی چناؤ کے بعد ۱۹۶۷ء میں ۶۶۸۶۹۷ لوگوں کو کمیونسٹ پارٹی کے اسیدوار ممبر کی حیثیت سے لیا گیا۔ یہ تعداد پچھلے سال سے ایک لاکھ ۵۸ ہزار زیادہ تھی۔ اس میں آدھے سے زیادہ مزدور اور ۱۴ فیصدی کسان تھے۔ باقی اسیدوار ممبروں میں اکثریت انجنیروں، زراعت اور ٹکنیک کے ماہروں، ٹیچروں، ڈاکٹروں اور دوسرے پیشوں کے لوگوں کی تھی۔ اس وقت تقریباً تین چوتھائی کمیونسٹ مادی پیداوار کی مختلف شاخوں میں کام کر رہے تھے۔

ڈیڑھ کروڑ کمیونسٹوں کی قیادت میں ساری قوم پچاس سالہ جوبلی کی زبردست تقریب کی تیاری میں مصروف تھی۔ انقلابی دور کی ابتدا ھی میں لینن نے کہا تھا ''آج کے دن جبکہ ھم انقلاب کی سالگرہ منا رھے ھیں ھمیں اس راستے پر نظر ڈالنا چاھئے جو انقلاب نے طے کیا ھے۔ ھمیں اپنے انقلاب کی ابتدا غیرمعمولی مشکل حالات میں کرنی پڑی جن سے آئندہ دنیا کے کسی مزدوروں کے انقلاب کو سابقہ نہیں پڑیگا۔ اسی لئے یہ خاص طور سے اھم ھے کہ اس پورے راستے پر روشنی ڈالی جائے جو ھم طے کرکے آئے ھیں اور یہ دیکھیں کہ اس دوران میں کیا کچھ حاصل کیا گیا ھے،،۔ سوویت لوگوں نے اپنے لیڈر کے اس مشورے کو اچھی طرح سمجھا اور یاد رکھا۔ اپنے ہر ھر قدم پر لوگوں نے پچاس سالہ ترقی کے نتائج اخذ کئے۔

ستمبر ۱۹۶۷ء میں براتسک پن بجلی گھر چالو ھوا۔ ریاستی کمیشن نے اس کو ''بہت عمدہ،، قرار دیا اور اس کی قوت صنعتی کاموں میں استعمال ھونے لگی۔ اس وقت انگارا کا پن بجلی گھر دنیا میں سب سے بڑا تھا۔ اس کی قوت چالیس لاکھ کلوواٹ سے بھی زیادہ تھی جس کی تاریخ میں کوئی مثال نہیں تھی۔ اس انوکھے اور زبردست پن بجلی گھر کی تعمیر جس تیزرفتاری سے ھوئی تھی وہ بھی بےنظیر تھی۔ بہرحال تاریخ ایک ایسے انسان کو جانتی ھے جس نے سوویت اقتدار کے لئے انتہائی دشوار برسوں میں، خانہ‌جنگی، غیرملکی مداخلت، بھکمری اور تباھی کے حالات میں بڑے اعتماد کے ساتھ کہا تھا کہ بالشویک سارے روس میں برقی قوت پھیلا دینگے۔ ۱۹۲۰ء میں مشہور برطانوی مصنف ایچ۔جی۔ویلس نے لینن سے ملاقات کے بعد لکھا تھا:

''میں روس کے تاریک علاقے میں اس طرح کی کسی بات کا تصور نہیں کر سکتا۔ لیکن کریملن کا پستہ‌قد انسان ایسا کر سکتا ھے۔ وہ پرانی ریلوے لائنوں کی جگہ نئے برقی ذرائع نقل و حمل دیکھتا ھے، سارے ملک میں نئی نئی سڑکیں پھیلتے دیکھتا ھے، نئی اور زیادہ خوشحال کمیونسٹ صنعت‌کاری کو پھر ابھرتے دیکھتا ھے،،۔

بہرحال تجربے نے ان پیش‌گوئیوں کو بالکل صحیح ثابت کیا جو سوویت اقتدار کے دوران بجلی کاری کی کامیابیوں کے بارے میں لینن نے کی تھی۔ جب ۱۹۴۰ء میں بالٹک کی ریاستیں سوویت یونین

میں شامل ہوئیں اس وقت لتھوانیا میں بجلی کی پیداوار کا فی کس اوسط بورژوا ڈنمارک سے ۲۰ گنا کم تھا جس کی آبادی تقریباً لتھوانیا کے برابر تھی اور معاشی نظام بھی یکساں تھا۔ لتھوانیا کے سابق حکمرانوں کا خیال تھا کہ بجلی کی پیداوار میں ڈنمارک کے ۱۹۳۹ء کے معیار تک پہنچنے کے لئے ان کی ریاست کو کم سے کم نصف صدی کی ضرورت ہوگی اور اس کے لئے تو دسیوں سال درکار ہونگے کہ لتھوانیا کے دیہاتوں میں بجلی پھیلے۔ لیکن عملی طور پر سب کچھ مختلف طریقے سے ہوا۔ ساتویں دہائی کے وسط میں ہی لتھوانیا بجلی کی قوت میں ڈنمارک سے کہیں آگے نکل چکا تھا اور زراعت کی پوری طرح بجلی کاری ہو چکی تھی۔ یہاں بھی یہ بات قابل غور ہے کہ یہ درحقیقت سوشلزم کے تحت ہی ممکن ہوا تھا۔

یہ سوچنا دلچسپی سے خالی نہیں ہے کہ اگر ویلس نے ۱۹۶۷ء میں آکر سوویت یونین کو دیکھا ہوتا تو وہ کیا کہتے؟ سوویت یونین میں اکتوبر انقلاب سے پہلے کے مقابلے میں تقریباً ۳۰۰ گنی زیادہ بجلی کی قوت پیدا کی جا رہی تھی۔ یہ قوت برطانیہ، فرانس، مغربی جرمنی اور اٹلی جیسے صنعتی لحاظ سے ترقی یافتہ ممالک کی مجموعی قوت سے بھی زیادہ تھی۔

۱۹۶۷ء کے جوبلی سال میں دھات سازوں نے بھی اہم اور بڑی کامیابی حاصل کی۔ انھوں نے دس کروڑ ٹن سالانہ فولاد بنانا شروع کر دیا۔ یہ مقدار اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کافی اہم ہے کہ ۱۹۱۷ء میں جنگ سے تباہ ملک کی صنعت نے تقریباً چار لاکھ ٹن بجلی کی قوت پیدا کی تھی۔ اس کے حصول کے لئے بڑی کوششیں اور وسائل لگانے پڑے تھے۔ دونباس کی کانیں بحال کی گئیں، ماگنیتوگورسک، کوزنیتسک، کمسومولسک بردریائے آمور، الکٹروستال، کریوائی روگ اور چیریپویتس کے شہر اور کارخانے قائم کئے گئے، دھات‌سازوں کی پوری نسل کو تربیت دیکر کام کا ماہر بنایا گیا۔ سوویت یونین نے فولاد کو متواتر انڈیلنے کے طریقے، قدرتی گیس کو انجن بھٹیوں میں استعمال کرنے اور ۹۰۰ ٹن کی کھلے منہ کی انجن بھٹی استعمال کرنے میں پہل کی۔ اگر اکتوبر انقلاب کے بعد سوویت یونین میں دھات سازی کی ترقی اسی رفتار سے ہوتی جیسے کہ ریاستہائے

مرغبانی کا ریاستی فارم

متحدہ امریکہ میں ہوئی ہے تو ۱۹۶۷ء میں سوویت یونین کی پیداوار اس سے چھہ گنی کم ہوتی جتنی کہ واقعی تھی۔

گیس کی صنعت میں بھی بڑی کامیابی حاصل کی گئی تھی۔ سوویت مزدور اپنے قول کے پکے ثابت ہوئے اور انھوں نے ۱۹۶۷ء کی خزاں میں ھی وسط ایشیا سے لیکر سوویت یونین کے مرکز تک گیس کی پائپ لائن تیار کردی۔ ترکمانیہ اور ازبکستان سے یہ نیلا ایندھن تقریباً تین ہزار کلومیٹر کا راستہ طے کرکے سوویت یونین کے یورپی حصے میں آنے لگا۔ پائپ لائن کے بڑے حصے کو بےآب ریگستانوں، ریت کے ٹیلوں، پہاڑی پلیٹوؤں اور طرح طرح کی دشوار گذار جگھوں

میں بنانا پڑا تھا۔ اس کی تعمیر میں جدید مشینری کا بڑا رول تھا۔ کم از کم ۹۹ فیصدی کام مشینوں سے کیا گیا تھا اور کام کرنےوالے بھی اعلی مہارت رکھتے تھے اور جوش و ولولے نے اس میں چارچاند لگا دئیے۔ گیس کی صنعت سوویت یونین میں بہت ہی نوخیز ہے، اس لئے ۱۹۱۷ء سے اس کی کامیابیوں کا مقابلہ ممکن نہیں۔ اس کی ابتدا حب‌وطنی کی عظیم جنگ کے دوران ہوئی تھی۔ ۱۹۴۲ء میں فیصلہ کیا گیا کہ بوغوروسلان کے قریب سے جنگی صنعتوں کے لئے کوئبیشیف کے علاقے تک گیس لائی جائے۔ اس کے لئے نہ صرف تجربے اور مہارت کی ضرورت تھی بلکہ سامان بھی چاہئے تھا۔ اس وقت اس کے لئے تیل کی اس پائپ لائن کے پائپ استعمال کرنے پڑے جو باکو اور باتومی کے درمیان بچھائی گئی تھی لیکن بیکار پڑی تھی اور کچھ پائپ آسبیستوس اور سیمنٹ سے تیار کئے گئے۔ پہلی سوویت گیس کی پائپ لائن کو ”۱۶۰ کلومیٹر کے کارنامے،، کا نام دیا گیا اور ۲۰ سال بعد ۱۹۶۷ء میں ملک کو ایک کھرب ۸۶ ارب مکعب میٹر گیس ملی، سوویت یونین کے یورپی حصے، وسط ایشیا اور اورال کے علاقوں کو گیس منتقل کرنے کے لئے متحدہ سسٹم منظم کرلیا گیا۔ اس انتہائی سستے ایندھن کی نہ صرف کارخانوں کو بلکہ لکھوکھا لوگوں کے فلیٹوں کے لئے بھی سپلائی ہونے لگی۔

جوبلی کے سال میں سوویت دیہاتوں نے بھی اچھے نتائج پیش کئے۔ اب پنچائتی اور ریاستی فارموں کو بالکل ٹھیک معلوم تھا کہ ہر سال ان کو کتنی پیداوار ریاست کے ہاتھ فروخت کرنی ہے، اب یہ طرفین کے لئے ذمےداری کی بات ہو گئی تھی کیونکہ ریاست نے اپنی طرف سے اس بات کی ضمانت دی کہ وہ مقررہ منصوبے سے زیادہ پیداوار نہیں لیگی۔ فارموں کو ریاست کی طرف سے مالی سہولتیں حاصل ہوئیں۔ ریاست نے مویشیوں، گیہوں، رئی، باجرے اور سورج مکھی کے بیجوں وغیرہ کی قیمت خرید بڑھا دی اور پنچائتی فارموں سے محصول لینے کے سسٹم کو بھی بہتر بنایا گیا۔ آٹھویں پنجسالہ منصوبے کی ابتدا سے ریاستی اور پنچائتی فارم کم قیمتوں پر ٹریکٹر، موٹر، زرعی مشینیں اور ان کے فاضل پرزے خریدنے لگے۔ عام طور پر ان کو یہ چیزیں کارخانے کی قیمتوں پر ہی ملنے لگیں۔ ریاستی اور پنچائتی فارموں کے لئے بجلی کی قوت کا کرایہ بھی کم ہو گیا۔ اصلاح آراضی

اور بہتر فصلیں پیدا کرنے کا کام وسیع پیمانے پر شروع کیا گیا۔
یہ تو سبھی جانتے ہیں کہ سوویت یونین بہت ہی وسیع علاقے کا مالک ہے۔ لیکن شاید یہ بات کم لوگوں کو معلوم ہے کہ یہاں فی کس آبادی کے لحاظ سے زیر کاشت زمین کا اوسط صرف تقریباً ڈھائی ایکڑ ہے۔ مزید برآں، اناج کے پیداوار کے بڑے بڑے علاقے — جنوبی یوکرین، دریائے والگا کا علاقہ، روسی فیڈریشن اور قزاخستان کی نئی اچھوتی زمینوں کے علاقے خشک سالی کے منطقے میں واقع ہیں اور خراب موسم کی وجہ سے متعدد بار لاکھوں ٹن اناج کا نقصان ہو چکا ہے۔ ساتویں دہائی کے دوسرے حصے تک صرف بیس فیصدی زیرکاشت آراض کی آبپاشی کا انتظام ہو سکا تھا۔ ظاہر ہے کہ ان حالات میں دیہاتوں نے سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور سوویت حکومت کے اس فیصلے کا خیرمقدم کیا کہ خشکسالی اور ہوا اور پانی سے زمین کے کٹاؤ کے خلاف جدوجہد اور کھیتوں کے بچاؤ کے واسطے جنگلوں کی پٹیاں لگانے کے لئے مزید رقمیں ا ر مشینیں دی جائینگی۔ پنچائتی فارموں کی ترقی کی ایک نئی منزل یہ گارنٹی تھی کہ پنچائتی کسانوں کو بھی محنت کا معاوضہ ریاستی فارموں کے مزدوروں کے برابر دیا جائیگا۔ اس کی شروعات ۱۹۶۶ء کی گرمیوں میں ہوئی اور ۱۹۶۷ء کی ابتدا میں پنچائتی کسانوں کی اکثریت کو گارنٹی کیا ہوا محنت کا معاوضہ ملنے لگا۔ پنچائتی کسانوں کو اس کے علاوہ نقد یا جنس کی صورت میں مزید معاوضہ یا انعامات ملنے لگے۔ یہ پنچائتی فارم کی پوری فصل کے کام کے نتائج کے مطابق ملتے ہیں۔ مزید معاوضوں اور انعامات کا انحصار ہر ایک کام کرنےوالے کی محنت کی کوالٹی اور مقدار پر اور پورے فارم کی سالانہ آمدنی پر بھی ہوتا ہے۔

زراعت کی ترقی کے پروگرام کی تکمیل میں مالی ترغیب کو ایک اہم عنصر مانا گیا۔ لاریاں، ٹریکٹر، کمبائنیں اور کھاد وغیرہ کی سپلائی میں بھی اضافہ ہوا۔ ۱۹۶۶ءمیں پنچائتی اور ریاستی فارموں میں کام کرنے والے عملوں کے لئے اپنی مہارت کو بہتر بنانے کا سسٹم سارے ملک میں رائج کیا گیا۔ زرعی کالجوں میں ایسے خاص شعبے اور کورس منظم کئے گئے جہاں ریاستی فارموں کے ڈائرکٹر، پنچائتی فارموں کے صدر، کام کرنےوالی ٹیموں کے لیڈر، زراعت، مویشیوں اور معاشیات کے ماہر

وغیرہ چند مہینوں میں اپنی مہارت میں اضافہ کر سکتے تھے۔ ان تمام باتوں نے محنت کشوں کی مدد کی اور انہوں نے اچھے موسم سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ۱۷ کروڑ دس لاکھ ٹن اناج کی فصل اکٹھا کی جو اس وقت تک ریکارڈ فصل تھی۔ ۱۹۶۷ء میں گردآلود آندھیوں، خراب موسم اور خشکسالی کی وجہ سے اس کارنامے کو دھرایا نہ جا سکا لیکن مجموعی طور پر زرعی ترقی جاری رہی۔ پچھلے سال کے مقابلے میں صنعتی فصلوں، ترکاریوں اور پھلوں کی پیداوار میں اضافہ ھوا۔ اناج، کپاس، چقندر اور بہت سی دوسری زرعی چیزوں کی خریداری کے لئے ریاستی منصوبہ بڑھ چڑھکر پورا کیا گیا۔ ڈیری فارموں کی پیداوار میں بھی اضافہ ھوا۔

محنت کشوں کی مالی خوش حالی اس بات کا واضح ثبوت تھی کہ معیشت نے مستقل اور باقاعدہ ترقی کی ہے۔ ۱۹۶۷ء کی خزاں میں ہفتے میں پانچ دن کام اور دو دن کی چھٹی عام طور پر رائج ھو چکی تھی اور کم سے کم تنخواہ ۶۰ روبل ماہانہ ھو گئی تھی۔ مزدور اور ملازموں
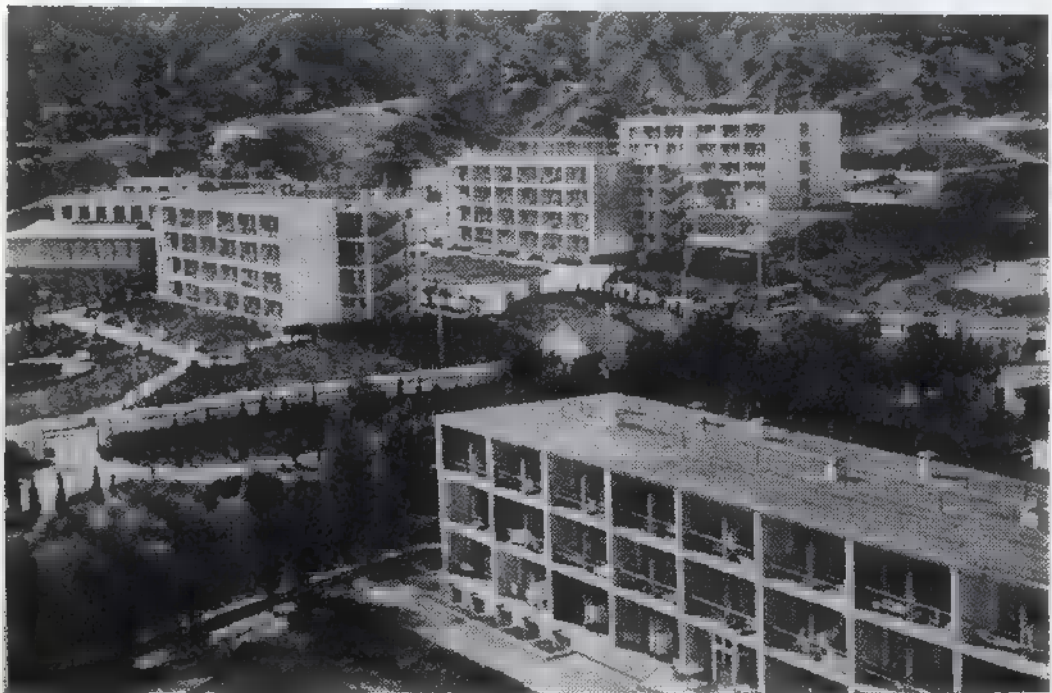
کرائمیا میں سمندر کے مشرقی ساحل پر ''لووف کے ریلوے مین'' نامی قیام گاہ

کے لئے کم از کم سالانہ چھٹیاں پندرہ دن مقرر کی گئیں۔ شمال بعید اور مشرق بعید کے سخت حالات میں کام کرنے والوں کی تنخواہیں زیادہ کردی گئیں۔ پنچائتی کسانوں کی پنشن پانے کی عمر میں بھی پانچ سال کی تخفیف کی گئی۔ اس طرح ان کی پنشن پانے کی عمر بھی شہری مزدوروں کی عمر کے برابر ہو گئی۔ مضرصحت پیشوں میں کام کرنےوالوں اور بعض قسم کے پنشن پانےوالوں اور کام سے معذور لوگوں کو نئی سہولتیں دی گئیں۔

سوویت باشندوں کی اصلی آمدنی تخمینے سے زیادہ تیزرفتاری سے بڑھی۔ پنچائتی کسانوں اور مزدوروں اور ملازموں کی اجرتوں کے درمیان فرق کم ہونے لگا۔ یہ اضافہ زیادہ تر نقد آمدنی کی بنا پر ہوا۔ زمانے کی ہمت افزا علامت یہ تھی کہ کسان آمدنی میں پنچائتی فارم کی معیشت اور ریاستی تنظیموں دونوں کے ذریعہ اضافہ ہورہا تھا۔ ۱۹۶۲ء میں کسان کو اپنے نجی قطعۂ آراضی سے اوسطاً چالیس فیصدی آمدنی ہوتی تھی لیکن ۱۹۶۷ء میں اس کا حصہ خاندانی بجٹ میں ۱۰ فیصدی بھی نہیں رہا۔ ۹۰ فیصدی سے زیادہ آمدنی کسان کو پنچائتی فارم کے کام اور ریاست سے ہونے لگی۔

اس میں شک نہیں کہ پچھلے پچاس سال کے دوران دوسرے ممالک میں بھی زندگی کافی تبدیل ہوئی تھی۔ اور یہ کوئی راز کی بات نہیں ہے کہ بعض شعبوں میں سوویت یونین اب بھی کچھ بورژوا ممالک سے پیچھے تھا۔ لیکن ان میں سے ایک ملک نے بھی نہ تو اتنی تیزی سے ترقی کی تھی اور نہ اس کی کامیابیاں اتنی ہمہ گیر تھیں جتنی سوویت یونین کی جن پر سوویت لوگ بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔ کام اور آرام کا حق، بےروزگاری کا خاتمہ، ثانوی اور اعلی تعلیم مفت، طبی خدمات مفت، معقول پنشن، فلیٹوں کا کرایہ انتہائی کم اور رہائشی مکانوں کی تعمیر بہت بڑے پیمانے پر (آبادی کے فی ہزار کے حساب سے) - یہ سب اس روس میں تھا جس پر پہلے بورژوازی [illegible] حکمراں تھے اور محنت کشوں کی دسترس ان باتوں تک نہ تھی۔ اور یہ سب اکتوبر ۱۹۱۷ء کی عظیم فتح کی وجہ سے ہی ممکن ہوا جس نے سوشلسٹ دور کی ابتدا کی۔

ان دنوں جب سوویتوں کا دیس اپنی پچاس سالہ جوبلی منانے کی تیاری کر رہا تھا، دنیا میں ایسے لوگ بھی تھے جو سوویت یونین
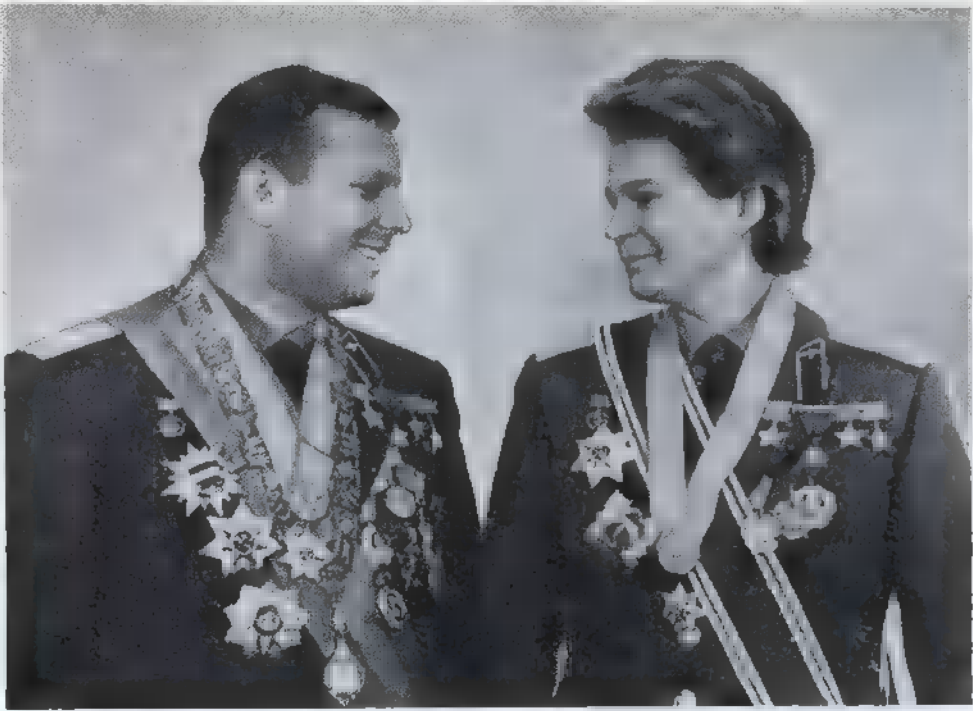
پہلی کائناتی پرواز کرنےوالا انسان، سوویت شہری یوری گاگارین
اور پہلی کائنات‌باز عورت والین‌تینا تیریشکووا ۔

کے کارناموں پر خاک ڈالنا چاہتے تھے، سوویت یونین کی معاشی، سائنسی اور تہذیبی ترقی کو جھٹلانے کی کوشش کر رہے تھے۔ بہرحال واقعات پر پردہ ڈالنا ہماری بیسویں صدی میں ممکن نہیں ہے۔ ایسی حکومتیں بھی ہیں جو سوویت لوگوں کے اپنے یہاں آنے پر پابندیاں عائد کرتی ہیں اور اپنے ملک کے باشندوں کو بھی سوویت یونین آنے سے روکتی ہیں، سوویت کتابیں اور فلمیں خریدنے اور تہذیبی روابط قائم کرنے کی مخالفت کرتی ہیں۔ بہرحال ریڈیو اور ٹیلی‌ویژن جیسے عام اطلاعات کے ذرائع ہیں۔ دنیا کے لاکھوں لوگوں نے سوویت اسپوتنک کی پرواز کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور شاید ہی دنیا میں کوئی ایسی جگہ ہو جہاں لوگ فضائے کائنات میں پہلی بار پرواز کرنےوالے یوری گاگارین اور ان کے ساتھیوں کے نام سے واقف نہ ہوں۔ یہ تاریخی پرواز ۱۲ اپریل ۱۹۶۱ء کو ہوئی جب طاقتور جہاز بردار راکٹ قزاخستان ریپبلک کے علاقے سے کائناتی جہاز کو لیکر اڑا اور کافی بلندی پر لےجاکر اس کو زمین کے گردوالے مدار پر

قائم کیا۔ کرۂ ارض کے گرد چکر لگاکر یہ جہاز دریائے والگا کے علاقے میں ساراتوف کے قریب واپس اترا۔ یہ پہلی کائناتی پرواز ۱۰۸ منٹ کے لئے تھی اور کائناتی جہاز کی رفتار ۲۸ ہزار کلومیٹر فی گھنٹہ تھی۔

انسان جب پہلی بار فضائی غبارے میں بلند ہوا، اس کے ڈیڑھ سو سال بعد پہلا ہوائی جہاز بنایا گیا تھا۔ اس کے ۵۰ سال بعد لوگوں کو یہ پتہ چلا کہ تابع زمین مصنوعی سیارہ (اسپوتنک) کیا ہوتا ہے۔ پھر سوویت لوگوں نے فضائے کائنات میں پرواز کے لئے پہلا قدم اٹھانے میں صرف ساڑھے تین سال لگائے اور دنیا کا پہلا کائنات باز سوویت یونین کا باشندہ اور سوویت کمیونسٹ پارٹی کا ممبر یوری گاگارین ہوا۔ ابھی اس پرواز کو چار ہی مہینے گزرے تھے کہ ۶ اگست ۱۹۶۱ء کو سوویت کائناتی جہاز ''واستوک — ۲،، ایک اور سوویت کائنات باز گیرمان تیتوف کو لیکر بلند ہوا۔ یہ پرواز ۲۴ گھنٹے سے زیادہ کی تھی۔ (فروری ۱۹۶۲ء میں پہلے امریکی کائناتی جہاز کی پرواز ہوئی۔) اس کے بعد فضائے کائنات میں دو سوویت جہازوں نے پرواز کی اور سوویت کائنات بازوں آندریان نکولائف اور پاویل پوپوویچ کے نام دنیا بھر میں مشہور ہو گئے۔ جون ۱۹۶۳ء میں دنیا کی پہلی عورت کائنات باز والینتینا تیریشکووا اور کائنات‌باز والیری بیکوفسکی نے یہ حیرت انگیز کام جاری رکھا۔ عالمی اخبارات نے ''وسخود،، نامی سوویت کائناتی جہاز کو معجزنما کہا کیونکہ اس کو کائنات باز خود چلا سکتا تھا۔ اس کا عملہ کائنات باز ولادیمیر کوماروف، انجنیر کونستانتین فیوکتیستوف اور ڈاکٹر بوریس ایگوروف پر مشتمل تھا۔ ان کی تحقیقات سے ہی یہ ممکن ہوا کہ مارچ ۱۹۶۵ء میں کائناتی جہاز سے باہر نکل کر انسان نے فضائے کائنات میں پہلی بار قدم رکھے۔ یہ بےمثال کارنامہ سوویت شہریوں اور کائنات بازوں الکسئی لیونوف اور ولادیمیر بیلیائف نے انجام دیا۔ ولادیمیر بیلیائف کائناتی جہاز کو چلا رہے تھے۔

یورپی ٹیلی‌ویژن اور بین‌اقوامی ٹیلی‌ویژن سسٹموں کے ذریعہ بہت سے ملکوں کے لکھوکھا لوگ کرۂ ارض کی وہ پہلی ٹیلی‌ویژن تصویریں دیکھ سکے جو سوویت کائناتی جہاز سے بھیجی گئی تھیں۔

ماسکو میں اوستانکینو کا ٹیلی‌ویژن مینار

فضائے کائنات کی فتح کے سلسلے میں جو خود کار کائناتی اسٹیشن چاند، زهره اور مریخ کی طرف روانہ کئے گئے وہ بھی بڑی اهمیت رکھتے هیں۔ فضائے کائنات کی کھوج میں سوویت سائنس‌دانوں نے هی خودکار آلات اور خودکار جہازوں کو عام طور پر رائج کیا۔ اسی طرح ۱۹۶۰ء کی گرمیوں میں چاند کے اس رخ کے فوٹو حاصل کئے گئے جو زمین سے دکھائی نہیں دیتا۔ ۳ فروری ۱۹۶۶ء کو سوویت کائناتی اسٹیشن پہلی بار چاند کی سطح پر آهستگی سے اترا جس نے زمین کو چاند کی سطح کے ٹیلی‌ویژن فوٹو بھیجے۔ اس کے بعد چاند پر اترنےوالے امریکی کائنات بازوں نے یوری گاگارین اور ان کے دوسرے ساتھیوں کی عظیم پیش‌قدمی اور اس کی سائنسی اور عملی اهمیت پر باربار زور دیا۔

کائناتی تحقیقات میں ان زبردست کارناموں نے یہ بات صاف طور پر دکھائی کہ سوویت سائنس اور کلچر کس بلندی تک پہنچ چکے هیں، سوویت معاشی طاقت کتنی زبردست بن چکی هے اور اس نے ساری دنیا کی تہذیب کو کیا دیا هے۔

ستاروں کو جانےوالی یہ سڑک اسکولوں، یونیورسٹیوں کے لکچر هالوں، ملک کے سائنسی اداروں اور مرکزوں، لائبریریوں، میوزیموں، تجربہ گاهوں اور کانوں سے شروع هوئی تھی۔

ساتویں دهائی میں اخبار ''ماسکوفسکایا پراودا'' نے اپنے ایک شمارے میں اسکول نمبر ۱ (ماسکو ریازان ریلوے) کے تیس لڑکوں کا فوٹو شائع کیا۔ یہ فوٹو ۱۹۵۳ء میں اس وقت لیا گیا تھا جب وہ اسکول سے فارغ هوکر جارهے تھے۔ ان میں سے ایک سوویت یونین کے پانچویں کائنات باز بیکوفسکی بھی تھے۔ ان میں سے ۱۷ لڑکے انجنیر هو گئے تھے اور پانچ سوویت فوج میں افسر تھے۔ ایک ماهر ارضیات هو گیا اور دوسرا یونیورسٹی سے گریجوئٹ کرنے کے بعد سائنس کے کینڈیڈیٹ کی ڈگری حاصل کرنے کے لئے کوشاں تھا۔

سوویت نظام تعلیم نے سبھی کے لئے یہ راستہ کھول رکھا هے۔ اب اس پر کسی کو تعجب نہیں هوتا کہ پچھلے زمانے کے پسماندہ ترکمانیہ میں هر ۱۰ هزار باشندوں پر ۱۱۵ طلبا کا اوسط هے جبکہ اس کے پڑوسی ملک ایران میں یہ اوسط صرف ۱۰ هے۔ ایک زمانہ وہ بھی تھا جب فرانسیسی صحافیوں نے لکھا تھا کہ وسط ایشیا

فضائے کائنات پر دھاوا بولنے والوں کے اعزاز میں یادگار ستون

میں لوگ گھاس کا گٹھا لیکر موٹرکار کو چارہ دینے آئے۔ لیکن ساتویں دھائی میں، مثال کے طور پر تاجکستان نہ صرف اپنے ہم سرحد ممالک سے بلکہ فرانس اور برطانیہ جیسے ترقی‌یافتہ ممالک سے بھی تعلیم میں آگے نکل چکا تھا۔ انھیں برسوں میں سوویت یونین کتابوں کی اشاعت میں دنیا بھر سے سبقت لے گیا۔ یہی صورت ان کتابوں کی تعداد کی بھی تھی جو غیر ملکی زبانوں سے ترجمہ کی گئی تھیں۔ کتب خانوں میں کتابوں کے ذخیروں اور میوزیموں اور کتب‌خانوں میں آنے والے لوگوں کی تعداد میں بھی سوویت یونین ساری دنیا سے آگے تھا۔ ۱۹۶۵ء میں ۸۸۸۳ کتابیں ترجمہ کی گئیں اور ادارۂ متحدہ اقوام کے اعداد و شمار کے مطابق یہ تعداد ریاستہائے متحدہ امریکہ کے مقابلے میں چوگنی تھی۔

کلچر اب واقعی سارے عوام کی دسترس میں تھا۔ انقلاب سے پہلے تک روس کے زیادہ تر محنت کش پوشکن اور تیوتچیف کی ادبی تخلیقات، گلینکا اور چائکوفسکی کی دلکش موسیقی سے محروم تھے، اور سوویت دور حکومت میں صرف یہی نہیں کہ وہ ان کے شاہکاروں سے لطف اندوز ہو سکیں بلکہ عوام کے درمیان اس نئی روایت نے جنم لیا کہ پسکوف کے قریب میخائلوفسکوئے گاؤں میں جہاں کبھی پوشکن رہتے تھے ہر سال عظیم اور محبوب شاعر کی سالگرہ منائی جانے لگی جس میں پوشکن کی تخلیقات پیش کی جاتی ہیں۔ اس میں مقامی ممتاز لوگ، مشہور صاحبان علم، ایکٹر اور دوسری یونین پبلکوں کے مہمان حصہ لیتے ہیں۔ بریانسک کے قریب شاعر تیوتچیف کے گاؤں میں بھی اس طرح کی تقریب ہوتی ہے۔ سمولینسک میں گلینکا کے اعزاز میں، کلین میں چائکوفسکی کے اعزاز میں اور کیئف میں تاراس شیفچینکو کے اعزاز میں جشن منائے جاتے ہیں جن میں غیرملکی مہمان بھی بڑی تعداد میں حصے لیتے ہیں۔

سوویت کلچر کی ممتاز ہستیاں بھی ۱۰۰ سے زیادہ ممالک کے دورے پر جاتی ہیں۔ غیرملکوں میں سوویت آرٹ سے بےحد دلچسپی لی جاتی ہے۔ اگر سوویت وزارت کلچر ان تمام دعوتوں کو جو مثال کے طور پر بیلے منڈلیوں کے لئے دی جاتی ہیں قبول کرے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ملک کے ۷۰ فیصدی بیلے تھیٹر عارضی طور پر بند ہو جائیں۔ صرف پیشہ‌ور منڈلیوں کو ہی نہیں بلکہ سوویت

ماسکو میں بالشوئی تھیٹر کے اسٹیج پر چائکوفسکی کا بیلے
''راج ھنسوں کی جھیل،،

یونین کی شوقیہ منڈلیوں کو بھی غیر ممالک میں بہت پسند کیا جاتا ھے اور یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ھے کیونکہ آرٹ کی شوقیہ سرگرمیاں واقعی کثیر تعداد لوگوں میں بڑے پیمانے پر پھیل گئی ھیں اور ان کا معیار بھی کافی بلند ھے۔ ۱۹۶۸ء میں ایک کروڑ ۲۰ لاکھ سے زیادہ لوگ شوقیہ آرٹ گروپوں کے ممبر تھے۔ ایسے گروپ سارے ملک میں پھیلے ھوئے ھیں اور کثیر تعداد شہروں اور دیہاتوں میں ان کی سرگرمیاں جاری ھیں۔ ایک لاکھ ۳۲ ھزار ایسے مرکز ھیں جہاں یہ لوگ اپنے فن کا مظاھرہ کرتے ھیں۔

آج یہ یقین کرنا مشکل ھے کہ انقلاب سے پہلے روس میں سائنسی تحقیقات کرنےوالوں کی تعداد صرف گیارہ ھزار تھی۔ ۱۹۴۰ء میں یہ تعداد تقریباً دس گنی بڑھ گئی اور ۱۹۶۷ء میں سائنسی کارکنوں کی تعداد سات لاکھ ۷۰ ھزار یعنی کل دنیا کے سائنسی کارکنوں کی ایک چوتھائی تھی۔ علم کی کوئی ایسی شاخ نہیں ھے جہاں سوویت عالموں نے نمایاں کامیابیاں نہ حاصل کی ھوں۔ تام،
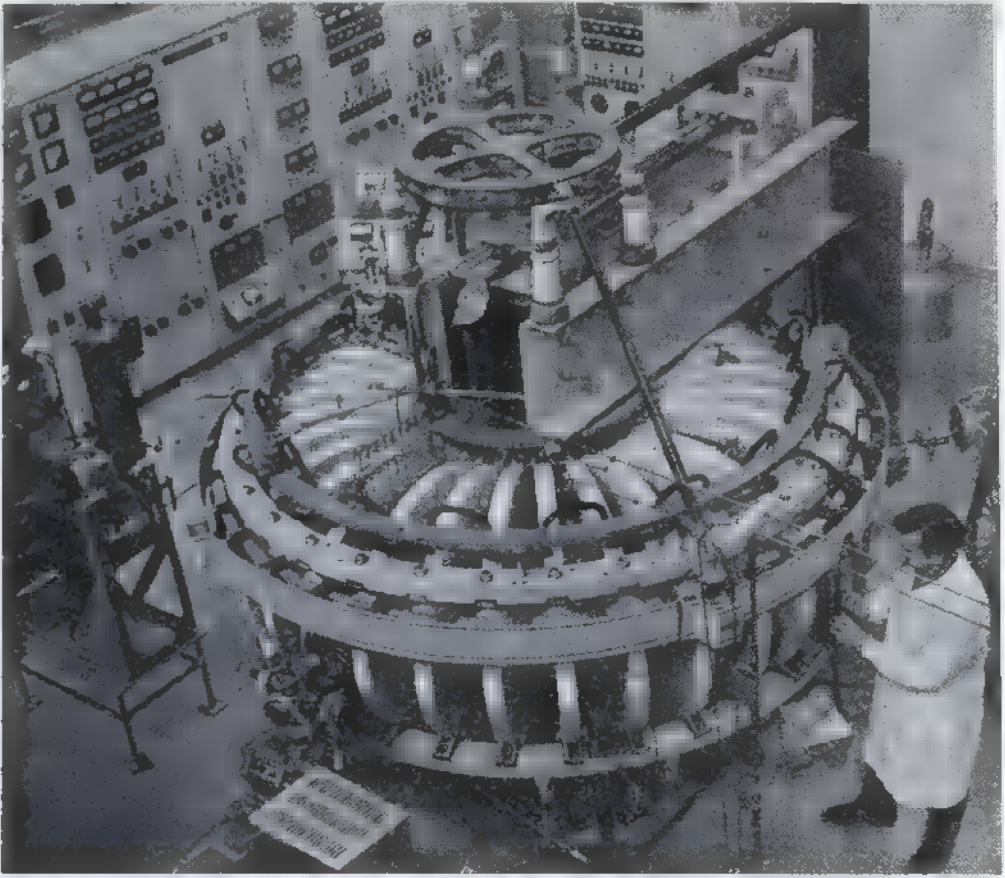
سائنسی تحقیقاتی انسٹی‌ٹیوٹ میں

لانداؤ، فرانک، چیرینکوف، باسوف اور پروخوروف کو طبیعیات کے لئے اور سیمینوف کو کیمیائی سائنس کے لئے بین‌اقوامی نوبل انعام مل چکے ہیں۔

سائنسی دریافتوں اور ترقی یافتہ سماجی نظام کا تال میل جو امکانات انسان کے لئے فراہم کرتا ہے اس کی نمایاں مثال سوویت طب کے کارنامے اور پورے ملک میں صحت کے خدمات کا وسیع جال ہے۔ تیسری دہائی کی ابتدا میں ہزارہا لوگ ملیریا کا شکار ہو جاتے تھے۔ حتی کہ ۱۹۵۲ء میں اس کے ایک لاکھ ۸۰ ہزار کیس ہوئے۔ لیکن بالآخر ساتویں دہائی میں ملیریا کو بھی چیچک، ہیضہ، طاعون اور ٹائفس ایسی بیماریوں کی فہرست میں شامل کر لیا گیا جن سے سوویت لوگ نجات پا چکے تھے۔

پولیو کے ٹیکے سوویت یونین سے بہت سے ملکوں کو بھیجے گئے تاکہ لوگوں کو اس مہلک بیماری سے بچایا جا سکے۔ اب یہ بیماری سوویت یونین میں بہت ھی کم ھے۔ سوویت ریاست نے سوویت سائنس‌دانوں کو منظم کرکے اس کے لئے موثر ٹیکہ تیار کرایا جو ۸ کروڑ سے زیادہ سوویت شہریوں کے لگایا گیا۔

۱۸۹۷ء میں روس میں عمر کا اوسط ۳۲ سال تھا جو ۱۹۳۹ء میں ۴۷ سال تک پہنچ گیا اور ۱۹۶۷ء میں وہ ۷۰ سال کی حد پار کر گیا۔ اس دوران میں سوویت یونین میں اموات کی تعداد جنگ سے پہلے کے مقابلے میں ڈھائی گنی گر گئی اور دنیا میں سب سے کم ہو گئی۔

یہ واقعات ہر شخص کے لئے اتنے نمایاں ھیں کہ ان سے انکار کرنا مشکل ھے۔ تعلیم عامہ، عملوں کی تربیت اور سائنس اور کلچر کی ان کامیابیوں کے بارے میں کون شک کر سکتا ھے؟

سائنس اور کلچر کی ترقی کی راہ بہت ھی دشوار گذار تھی۔ نئے اقدامات کرنے اور تخمینے لگانے میں غلطیاں ناگزیر ھوتی ھیں اور ان سے نقصان بھی پہنچتا ھے۔ کائناتی جہاز کے نئے سسٹموں کی آزمائش میں کائنات باز کماروف کی جان گئی۔ ھوائی جہاز پر تربیتی پرواز کے دوران حادثے میں یوری گاگارین کام آئے۔ ان ھیروؤں کی راکھ کریملن کی دیوار میں محفوظ کر دی گئی جہاں ملک کے بڑے بڑے کارکن دفن ھیں۔ ان اگواکار کائنات بازوں کے اتلاف نے یہ دکھایا کہ قدرت کے راز معلوم کرنے اور ان کو اپنے فائدے کے لئے استعمال کرنے کی راہ میں انسان کے سامنے کتنا مشکل اور پیچیدہ راستہ ھے۔

فضائے کائنات نے انسان کی خدمت شروع کر دی ھے۔ فلکیات، طبیعیات، حیاتیات اور طب کے ماھرین کو بہت سی نئی باتیں معلوم ہوئیں۔ موسمی پیش گوئیاں زیادہ صحیح کی جانے لگیں۔ رسل و رسائل کے اسپوتنکوں کی وجہ سے یہ ممکن ھو گیا کہ دوردراز ولادیواستوک کے لوگ ماسکو ٹیلی‌ویژن کے پروگرام براہ راست دیکھ سکیں اور ماسکو اور پیرس کے درمیان ریڈیو ٹیلی‌ویژن کا رابطہ قائم کیا جا سکے۔ کائنات باز کو لیکر کائناتی جہازوں کی آئندہ پروازوں کے سلسلے میں بہت ھی پیچیدہ ٹکنیکی اور حیاتیاتی مسائل کا مطالعہ کیا جا رہا ھے۔

لینن کی صد سالہ سالگرہ کے موقع پر کریملن کے کانگرس محل میں جلسہ

ایک زمانہ تھا جب لوگ پوچھتے تھے کہ بھلا ہوائی جہازوں اور موٹروں کی کیا ضرورت ہے ۔ زندگی نے خود ان سوالوں کا جواب فراہم کیا ہے ۔ یہ بات روز افزوں صاف ہوتی جاتی ہے کہ کائناتی پروازیں محض کسی شخص کی سوج یا نئے ریکارڈ قائم کرنے کے لئے نہیں کی جاتیں ۔ انسانیت کے لئے یہ سائنس اور ٹکنیک کا مستقبل ہے جو ماضی کے سارے کارناموں سے معقول طور پر پیدا ہو رہا ہے ۔ اسی لئے سوویت یونین میں کائنات پر قابو حاصل کرنے کی طرف اتنی توجہ کی جا رہی ہے ۔

اکتوبر انقلاب کی ۵۰ سالہ جوبلی کا تہوار جوں جوں قریب آتا گیا بورژوا پریس کو کسی نہ کسی شکل میں اس واقعے پر روشنی ڈالنی ھی پڑی ۔ سوویت یونین میں غیر ملکی صحافیوں اور نامہ‌نگاروں کا تانتا بندھ گیا ۔ سوویت لوگوں نے اپنے سوشلسٹ ممالک کے دوستوں، کمیونسٹ اور مزدور پارٹیوں کے نمائندوں، قومی آزادی کی جدوجہد کے مجاھدوں، مزدوروں اور سماجی تنظیموں کے وفدوں کا بہت ھی پرتپاک خیرمقدم کیا ۔ ان میں سے بہت سے مہمانوں نے جوبلی کے مخصوص بین اقوامی اجلاسوں اور سائنسی کانفرنسوں میں براہ راست

حصہ لیا، کارخانوں، پنچائتی اور ریاستی فارموں، تحقیقاتی مرکزوں اور تعلیمی اداروں کی سیر کی۔ انھوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھ کر اس ترقی اور ولولے کا یقین کیا جو ملک بھر میں پھیل گئے تھے۔

اکتوبر ۱۹٦۷ء میں جوبلی کے سال کے سوشلسٹ مقابلوں میں جیتنے والے منتخب کئے گئے۔ ایک ہزار محنتی اداروں، متعدد فوجی دستوں اور تعلیمی اداروں کو انعامات اور یادگار پرچم دئے گئے۔ اکتوبر انقلاب اور خانہ‌جنگی کے تقریباً ایک لاکھ تیس ہزار ہیروؤں کو آرڈر اور تمغے عطا ہوئے۔ یہی اعلی اعزاز بہت سے غیرملکیوں کو بھی ملا جنھوں نے سوویت اقتدار کی فتح کے لئے زوردار جدوجہد کی تھی۔ ماسکو اور لینن گراد کے شہروں کو خاص عزت دی گئی۔ انھیں اکتوبر انقلاب کا آرڈر دیا گیا جو نیا نیا رائج کیا گیا تھا۔

نومبر ۱۹٦۷ء میں ہر جگہ جشن کے موقع پر جلسے ہونے لگے۔ جوبلی کے زمانے میں اکتوبر انقلاب کے گہوارے لینن گراد میں جو جلسہ ہوا اس میں پارٹی اور حکومت کے لیڈروں نے شرکت کی۔ اس یادگار دن سے پہلے ۳ اور ۴ نومبر کو مرکزی کمیٹی، سوویت یونین کی اعلی سوویت اور روسی فیڈریشن کی اعلی سوویت کے ممبر ماسکو میں کریملن کے کانگرس محل میں جمع ہوئے۔ اس اجتماع میں پارٹی کے پرانے ممبر، انقلاب کے ہیرو، محنت کشوں اور سرخ فوج کے نمائندے اور ۱۰۷ ملکوں کے مہمان موجود تھے۔ سوویت کمیونسٹ پارٹی کے جنرل سکریٹری لیونڈ بریژنیف نے ”سوشلزم کے عظیم کارناموں کے پچاس سال“ کے موضوع پر اپنی رپورٹ پیش کی۔ ان کے ساتھ تمام حاضرین جلسہ نے ان ساری کوششوں اور فتوحات کے اس راستے پر نظر ڈالی جس سے سوویتوں کا دیس انقلاب کے بعد گزرا تھا۔ اس راستے نے عملی طور پر مزدور طبقے کے عالمی تاریخی مشن کا انکشاف کیا اور ایسے نظام کے قیام اور پائداری میں اس کا تخلیقی رول دکھایا جس نے انسانی کارکردگی کے سب سے بڑے شعبے یعنی معاشی ترقی میں، معاشرے کی پیداواری قوتوں میں مسلمہ طور پر سرمایہ‌دار نظام پر سوشلزم کی برتری کا مظاہرہ کیا۔ سوشلزم نے ہی، انسان کے ہاتھوں انسان کا استحصال ختم کرکے، تمام محنت کشوں کی زندگی کے حالات میں بہتری، مالی خوشحالی اور تہذیبی ترقی کے لئے راستے کھولے۔ سوویت تجربے نے یہ دکھایا کہ کس طرح ان قوموں اور قومیتوں

کے لئے جو پہلے جبر و تشدد کی شکار تھیں اپنی صدیوں پرانی پسماندگی کو مختصر مدت کے اندر دور کرنا اور سوویت یونین کی ساری قوموں اور قومیتوں کو سوشلسٹ برادری کے اٹوٹ اور واحد رشتے میں منسلک کرنا ممکن ہوا۔

انقلاب کے بعد پچاس سال لینن‌ازم کی فتح اور کمیونسٹ پارٹی کی نظریاتی اور عملی سرگرمیوں کی فتح کے سال ہیں جس کی رہنمائی میں اکتوبر انقلاب کرکے سوویت یونین میں سوشلزم کی قطعی فتح حاصل کی گئی تھی اور ناطبقاتی معاشرہ بنانے کے لئے راستہ کھولا گیا تھا۔

سوویت یونین کے ساتھ دوسرے سوشلسٹ ملکوں کے محنت کشوں نے بھی یہ جوبلی منائی۔ یہ بات بلا مبالغہٗ کہی جا سکتی ہے کہ یہ دن ترقی‌پسند انسانیت کی تاریخ میں یادگار دن بن گیا ہے۔

نئی منزلوں کی طرف

اکتوبر انقلاب کی پچاس سالہ جوبلی نے سوویت معاشرے پر اسٹ‌نقش چھوڑے۔ جشن کی تیاری کے دوران ہی آٹھویں پنجسالہ منصوبے پر کام شروع ہو چکا تھا۔ اس تقریب کے اعزاز میں محنت‌کش لوگوں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ منصوبے کے مقررہ نشانوں کو قبل از وقت پورا کر لینگے اور اس زبردست سرگرمی کے تحت یہ جشن خود ان ذمہ‌داریوں کو پوری کرنے کی تحریک بن گیا جو محنت‌کشوں نے اپنے سر لی تھیں۔

اس دوران میں صرف سوویت ریاست ہی نے اپنے پچاس سال پورے نہیں کئے تھے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ سوشلسٹ انقلاب کے بعد پہلے برسوں میں یونین ریپبلکوں نے جنم لیا، نوجوان کمیونسٹ لیگ اور سرخ فوج قائم کی گئی، خارجہ پالیسی اور ریاستی سلامتی کے ادارے بنائے گئے اور سوویت حکومت اور نئے نئے سماجی اداروں کے ترتیب و تنظیم عام طور پر شروع ہوئی۔ ساتویں دھائی کے آخر میں سوویت مسلح طاقتوں کی پچاسویں سالگرہ منائی گئی۔ ۱۹۶۸ء میں کمسومول نے اور اس کے بعد یوکرین، لتھوانیا اور بیلوروس کی کمیونسٹ پارٹیوں نے اپنی اپنی پچاس سالہ سالگرھیں منائیں۔ یوکرینی اور بیلوروسی

ریپبلکوں کے قیام کی بھی پچاسویں سالگرہ منائی گئی - اسی طرح ۱۹۶۸ء
کے آخر میں سارے لوگوں نے لتویا، لتھوانیا اور استونیا میں سوویت
اقدار کے قیام کی پچاسویں سالگرہ منائی - ان ساری تقریبات نے لوگوں
کو یہ موقع فراہم کیا کہ وہ نصف صدی کے تجربات اور انقلابی
عمل کے بنیادی قوانین پر غائر نظر ڈالیں - ایسی ہر تقریب نے سوویت
لوگوں کو حب‌وطنی کی تربیت دی -

۱۹۶۸ء میں ماہرین عمرانیات نے اسکول سے فارغ ہونے والے لڑکے
لڑکیوں کی خواہشوں اور تقاضوں کا تجزیہ کرنے کے لئے ماسکو،
کراسنودار، گورنی التائی اور دوسری جگہوں پر ایک مخصوص سوالنامہ
جاری کیا جس میں انہوں نے سوال کیا تھا ''اگر تم سب کچھ کر
سکتے تو کیا کرتے؟،، غالب اکثریت نے جو جواب دئے ان سے لوگوں
کے لئے فکر، ساری دنیا میں پائدار امن کے قیام، بیماریوں پر قابو
حاصل کرنے اور کمیونزم کی تعمیر کی خواہش کا اظہار کیا تھا -
اس کے بعد ۳۳ فیصدی جواب معلومات اور عقل و دانش کے دائرے
کو وسیع کرنے کے حق میں تھے - صرف ۱۸ فیصدی جوابوں سے ذاتی
مفادات کا اظہار ہوتا تھا - یہ بات بھی دلچسپی سے خالی نہیں ھے
کہ ۱۹۲۷ء میں جب اسی طرح کا سوالنامہ انہیں علاقوں کے لئے جاری
کیا گیا تھا تو جوابات مختلف تھے - پہلے سوالنامے میں خاص خواہشیں
اول تو سیاحت کے لئے، دوسرے مالی قدر و قیمت کی اشیا کا حصول اور
تیسرے عوام کا معیار زندگی بلند کرنا تھیں -

پروان چڑھتی ہوئی نسل کے خیالات کا یہ استحکام سارے سوویت
لوگوں کی سیاسی پختگی سے لازمی طور پر منسلک تھا - یہ خوبیاں
سوویت لوگوں کے رویے کا لازمی جز بن گئیں - ان کا اظہار نمایاں
طور پر ساتویں دھائی کے آخر میں بین اقوامی کشیدگی کے زمانے میں
ہوا جب امریکی جنگ بازوں نے ویت‌نام میں لڑائی کو ہوا دینی شروع
کی اور اس کے شعلے پورے ھندچین میں پھیلا دئے - ۱۹۶۷ء میں
اسرائیلیوں نے عرب قوموں کے خلاف جارحانہ لڑائی چھیڑ دی - ۱۹۶۸ء
میں رجعت پرست طاقتوں نے چیکوسلاواکیہ کو سوشلسٹ دولت مشترکہ
سے چھین لینے کی کوششیں کیں - سوویت چینی سرحد پر اشتعال انگیزیوں
کے واقعات نے سوویت لوگوں میں بڑی تلخی پیدا کردی - سوویت یونین
کے محنت کش ہمیشہ سے محنت‌پسند چینی لوگوں کے بڑے ہمدرد

رہے تھے اور نئی زندگی کے لئے چینیوں نے جو جدوجہد کی تھی اس کی بڑی قدر کرتے تھے۔ سوویت یونین میں ہزاروں چینی طالب علموں نے تربیت حاصل کی تھی۔ سوویت یونین کے بہت سے شہریوں نے چین کی عوامی ریپبلک کو جدید صنعتیں قائم کرنے میں مدد دی تھی۔ اسی لئے چینی لیڈروں کی پالیسی اتنی تشویش‌ناک تھی جس کا مقصد سوویت یونین سے معاشی اور تہذیبی تعلقات منقطع کر لینا اور چینی عوام میں سوویت‌دشمن جنون پھیلانا تھا۔

بہت سے جلسوں اور میٹنگوں میں سوویت مزدوروں، ملازموں اور پنچائتی کسانوں نے امریکی جنگ‌بازوں اور اسرائیلی انتہاپسند حلقوں کی سخت مذمت کی، پورے عوام نے سوویت حکومت کے اس فیصلے کی تصدیق کی کہ بھائی ملک چیکوسلاواکیہ کو آنے والے خطرے سے بچایا جائے۔ سارے سوویت لوگوں نے سرحد کی اس فوج کے عزم و استقلال کی تعریف کی جس نے بڑی مہارت کے ساتھ مشرق بعید میں سرحدوں کی حفاظت کی۔

ان واقعات نے ایک بار پھر یہ دکھایا کہ بیرونی اور اندرونی پالیسی دونوں میں سوویت کمیونسٹ پارٹی اور سوویت عوام میں مکمل اتفاق و اتحاد تھا۔ مزید برآں، پہلے کے مختلف مواقع کی طرح اب بھی کشیدہ حالات نے سوویت عوام کو یہ جوش دلایا کہ وہ زیادہ زوروں کے ساتھ کام کریں۔

۱۹۶۸ء کی گرمیوں میں پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے ''ولادیمیر ایلیچ لینن کی صد سالہ سالگرہ منانے کی تیاری کے بارے میں،، ایک تجویز منظور کی۔ اسی وقت سے اس سالگرہ کی آنےوالی تاریخ جو اپریل ۱۹۷۰ء میں تھی سارے عوامی منصوبوں اور لوگوں کے روزمرہ کام کا اہم‌ترین معیار بن گئی۔ سارے طلبا، شہروں اور دیہاتوں کے محنت‌کشوں، مسلح طاقتوں کے سپاہیوں سبھی نے اس اہم تہوار کی تیاری شروع کر دی۔ جب فضائے کائنات میں پہلی بار دو جہازوں کا اتصال کیا گیا، فضائے کائنات میں دھاتوں کی جھلائی ہوئی اور پھر تین کائناتی جہازوں نے پہلی بار فضائےکائنات پر دھاوا بولا تو کائنات‌بازوں کے ان سارے عالمی کارناموں کو بھی لینن جوبلی سے منسوب کیا گیا۔ کمیونسٹ محنت کی تحریک میں شرکت کرنےوالوں نے جن کی صفوں میں ساڑھے تین کروڑ مزدور اور ملازم تھے، تمام محنت‌کشوں سے اپیل کی کہ وہ محنت کی نئی فتوحات کے ذریعہ لینن

کی جوبلی منائیں۔ اگوا کار اداروں نے جو ذمہ‌داریاں لی تھیں وہ ملک میں رائج معاشی اصلاحات سے مضبوطی کے ساتھ مربوط تھیں۔ ان میں سائنسی اور ٹکنیکی ترقی میں تیزرفتاری، محنت کی کارگذاری میں اضافے اور پیداوار کی کوالٹی کو بہتر بنانے کے مسائل مرکزی حیثیت رکھتے تھے۔ پیداواری کارکردگی کو بڑھانے کے لئے کام کے گھنٹوں کے زیادہ معقول استعمال کی ضرورت تھی۔ ماہرین معاشیات نے حساب لگایا کہ ایک منٹ کے دوران سوویت صنعت تقریباً ۲۰۰ ٹن فولاد، ۶۰۰ ٹن تیل اور ۱۰۰۰ ٹن کوئلہ پیدا کرتی ھے اور ہر ڈیڑھ منٹ میں ایک ٹریکٹر جوڑ کر تیار کیا جاتا ھے۔ اس لئے ایک منٹ بھی ضائع کرنے کا مطلب تھا ملک کو دسیوں ریفریجریٹروں، ٹیلی‌ویژنوں، کپڑے دھونے‌والی مشینوں اور ہزاروں جوڑ جوتوں کا نقصان۔ اس کے برعکس، وقت اور سال کی بچت نے عوامی معیشت پر بہت ھی خوشگوار اثر ڈالا۔

لینن نے سکھایا تھا ''کمیونزم وھاں سے شروع ہو جاتا ھے جہاں عام مزدوروں میں سخت محنت کی پروا نہ کرتے ہوئے جان‌نثاری کے ساتھ کام کرنے کا جذبہ، محنت کی کارگذاری بڑھانے اور اناج، کوئلے، لوہے اور دوسری چیزوں کا ہر وہ پوڈ بچانے کی فکر پیدا ہو جاتی ھے جو مزدور کی ذاتی یا اس کے ''اقربا،، کی ملکیت نہیں ہوتی بلکہ ''دوروالوں،، یعنی مجموعی طور پر ساری پبلک کی، ہزاروں اور لاکھوں لوگوں کی ملکیت ہوتی ھے جو ابتدا میں ایک سوشلسٹ ریاست میں اور پھر سوویت رپبلکوں کی یونین میں متحد ھیں،،۔ لینن کی اس تعلیم کے مطابق کمیونسٹ محنت کے اگوا کار مزدوروں نے یہ تجویز پیش کی کہ اپنے پیشے میں بہترین مزدوروں کے خطاب کے لئے اور بچائے ہوئے خام سامان سے اعلی درجے کی چیزیں بنانے وغیرہ کے لئے مقابلہ کرنا چاھئے۔

اس طرح ہر جگہ یہ فریضہ سامنے رکھا گیا کہ ۲۲ اپریل ۱۹۷۰ء کو پیداواری کارناموں کی بنا پر ملک کے بہترین مزدوروں کا انتخاب کرکے اور تمام محنت‌کشوں کو محنت کے ولولے سے بھر کر لینن کی صدسالہ سالگرہ شایان شان طریقے سے منائی جائے۔

کثیر تعداد عوام کی اس تخلیقی سرگرمی کے لئے ان معاشی اصلاحات نے سونے پر سہاگے کا کام کیا جن کی تکمیل وسیع پیمانے پر کی جا

رهی تھی۔ ۱۹۷۰ء میں تقریباً ساری سوویت صنعت (ملک کی ۹۳ فیصدی پیداوار اور ۹۵ فیصدی نفع دینےوالے کارخانے) میں نئی قسم کی منصوبہ بندی اور معاشی ترغیبوں کا نیا نظام رائج کیا گیا۔ ان کارخانوں نے جو پنجسالہ منصوبے کی ابتدا میں هی اصلاحات کو اپنا چکے تھے بڑی فیاضی کے ساتھ اپنے تجربات میں دوسرے کارخانوں کو حصہ‌دار بنایا۔ ماسکو کا ولادیمیر ایلیچ نامی کارخانہ ان پہلے کارخانوں میں سے تھا جس نے اپنے بڑے بڑے ورکشاپوں میں لاگت کا حساب کتاب، بونس کا عملی سسٹم اور معاشی انتظام کے مطالعہ کے کورس رائج کئے۔ نئے قواعد کے مطابق مالی ترغیبی فنڈ کارخانے کے سپرد کر دئے گئے یہ بونس، سماجی اور تہذیبی کاموں رهائشی مکانوں کی تعمیر اور پیداوار کی توسیع کے فنڈوں پر مشتمل تھے۔ اس سے کارخانے کے موجدوں کی کونسل، پیٹنٹوں اور ڈیزائنوں کے دفتروں کو بڑی تقویت پہنچی۔ اگوا کار مزدوروں نے پنجسالہ منصوبے کے آخر تک کے لئے اپنے کام کے انفرادی پروگراموں پر نظرثانی کی تاکہ پیداوار کی رفتار بڑھائی جا سکے۔ محنت کی تنظیم کے لئے سائنسی طریقوں کا مطالعہ اور نفاذ عام بات هو گئے۔ اس کا نتیجہ یہ هوا کہ سارے منصوبے بڑھ چڑھکر پورے کئے گئے اور ۱۹۶۸ — ۶۹ء کے دوران مالی ترغیب کا فنڈ تگنا هو گیا۔ اس کا ایک حصہ کارخانے کے سازوسامان کو جدید بنانے کے لئے، دوسرا حصہ بونسوں کے لئے اور تیسرا حصہ اسپورٹ کا مرکز اور نیا تہذیب محل بنانے کے کام آیا۔

جو لوگ اس کارخانے کے بارے میں تفصیل سے جاننا چاهتے هیں ان کو کارخانے کے ایک فٹر سیرگئی انتونوف کی کتاب ”مزدور کے نام پر مجھے فخر هے“ پڑھنی چاهئے۔ انتونوف نے اس کارخانے میں چالیس سال تک کام کیا جہاں ان کے باپ بھی خرادی کی حیثیت سے کام کر چکے تھے۔ یہاں انتونوف کے بھائی بھی خرادی هیں اور ان کی بہن ڈیزائن‌ساز دفتر میں کام کرتی هیں۔ انتونوف نے خود کام کو بہتر بنانے والی ۲۰۰ تجاویز پیش کیں جنھوں نے ملک کو کروڑوں کا نفع دیا اور انتونوف کو سوشلسٹ محنت کے هیرو کا خطاب ملا۔ انھوں نے اپنی کتاب میں کارخانے کےلوگوں اور کاموں کے بارے میں تفصیل سے لکھا هے۔ اپنے ساتھی مزدوروں کے

جوش اور ولولے کا ذکر کرتے ہوئے انتونوف نے لینن کا یہ حوالہ پیش کیا: ''بات اس طرح ہے کہ ہر باشعور مزدور کو یہ احساس ہونا چاہئے کہ وہ نہ صرف اپنے کارخانے کا مالک ہے بلکہ ملک کا نمائندہ بھی ہے، تاکہ وہ اپنے کو ذمہ‌دار محسوس کرے۔''

کارخانے کے لئے ذمہ‌داری، ملک کے لئے ذمہ‌داری نہ صرف انتونوف، پیسکاریف، کباچکوف اور سیمیونوف نے بلکہ مزدور نسل کے ہزارہا لوگوں نے پوری کی ہے۔ ان کی کامیابیوں میں اضافے کا سبب اپنے آپ سے تقاضوں میں اضافہ اور خامیوں کے خلاف متواتر جدوجہد ہے۔ ۲ اکتوبر ۱۹۶۹ء کو ''پراودا'' نے متذکرہ بالا کارخانے کے اگوا کار مزدوروں کے ایک جتھے کا خط شائع کیا جس کے کثرت سے جواب ملے۔ یہ کوئی اتفاقی بات نہ تھی۔ ان جوابوں میں اصرار کیا گیا تھا کہ محنتی ڈسپلن کو توڑنے، غیرحاضری اور کام میں نقص کے خلاف سخت اقدامات کئے جائیں۔ بدقسمتی سے اب بھی کچھ ایسے لوگ باقی تھے۔ ظاہر ہے کہ یہ کام معاشرے کے مفاد کے لئے زیادہ سامان بنانے سے مشکل تھا کیونکہ ایسے لوگوں کی اصلاح کا مطلب نئے سماجی تعلقات اور کام کے لئے کمیونسٹ رویہ پیدا کرنا تھا۔

اس کارخانے نے لینن جوبلی کے مقابلے میں شریک ہوکر یہ فیصلہ کیا کہ وہ آٹھویں پنجسالہ منصوبے میں اپنا کام ۷ نومبر ۱۹۷۰ء تک اور محنت کی کارگذاری بڑھانے کا فریضہ ۲۲ اپریل ۱۹۷۰ء تک پورا کرلیگا۔

بہت سے کارخانوں نے اس مثال کی پیروی کی۔ تولا علاقے کے شچیکینو کیمیائی کارخانے کی کامیابیاں سارے سوویت یونین میں مشہور ہو گئیں جب ۶۹ — ۱۹۶۸ء کے دوران اس کی محنت کی کارگذاری تقریباً دگنی ہو گئی اور پیداوار میں ۸۰ فیصدی اضافہ ہوا۔ اس کارخانے میں نہ تو کوئی نیا ورکشاپ تعمیر ہوا تھا اور نہ کوئی نیا سازوسمان تھا۔ باہنر مزدوروں، انجنیروں اور اعلی درجے کے ماہروں کا بھی اضافہ نہیں کیا گیا تھا۔ اس ترقی کا راز کچھ اور تھا۔ کارخانے کو پیداوار کا ٹھوس منصوبہ دیا گیا تھا جس میں پنجسالہ منصوبے کے آخر تک سالانہ نشانوں کا صاف صاف تعین کیا گیا تھا اور اجرتوں کا مستقل فنڈ بھی کارخانے کے سپرد

کیا گیا تھا جو ۱۹۶۷ء کے فنڈ کے برابر تھا۔ گویا کارخانے کو مقررہ کام کے لئے اس شرط کے ساتھ چیک حوالے کر دیا گیا تھا کہ اجرت کی مجموعی رقم بلالحاظ اس کے قائم رہیگی کہ مقررہ کام کتنے آدمی کرتے ہیں۔ اس طریقے کی ظاہری سادگی میں پیچیدہ معاشی، سماجی اور تفسیاتی مسائل کے ساتھ ساتھ ٹکنیکی مشکلات بھی تھیں۔

تولا کے صوبے کے بہت سے مزدوروں (جہاں یہ کارخانہ واقع ہے) کے دادا اور باپ ابھی تک یہ بتا سکتے ہیں کہ پرولتاری انقلاب سے پہلے یہاں بلکہ سارے روس میں یہ مسائل کیسے حل کئے جاتے تھے۔ تب مزدوروں کی زندگی میں کام سے برخاستگی اور بےروزگاری عام بات تھی۔ لیکن سوویت اقتدار میں مزدوروں کی تعداد گھٹانے کی صورت اور حالات بالکل دوسری ہے۔ شچیکینو میں ہر تخفیف شدہ مزدور پر کافی توجہ کی گئی اور اس کو نئے کام کے انتخاب کا موقع دیا گیا۔ مثلاً اسی قسم کے کارخانوں میں کام، تعمیری جگہوں پر کام، اپنی مہارت میں اضافہ یا مہارت میں تبدیلی وغیرہ۔ تخفیف‌شدہ مزدوروں کی عمر، خاندانی حالات اور اجرتوں وغیرہ کا بھی لحاظ رکھا گیا اور ان کو نیا کام دلانے میں کارخانے کی انتظامیہ اور کیمیادانوں کی پبلک تنظیم نے مدد دی اور محنت کے قانون کی سختی سے پابندی کی۔ بعد کو کارخانے کی پارٹی کمیٹی کے سکریٹری نے کہا: ''مزدوروں کو یہ موقع دینا ٹھیک نہ ہوتا کہ وہ تخفیف کو ذاتی بات اور اپنی محنت کی منفی قدر سمجھیں۔ دراصل ''برخاستگی،، کے لفظ تک سے بچنے کی کوشش کی گئی۔ سوال تو یہ تھا کہ محنت کے خزانے کو کس طرح استعمال کیا جائے،،۔ شچیکینووالوں نے تمام دفتروں، ورکشاپوں، تعمیری جگہوں اور ٹیموں میں غیرضروری لوگوں کو اسی طرح ہٹانے کی کوشش کی۔ اس کے ساتھ ساتھ محنت کا معیار زیادہ بہتر بنایا گیا، جدید ٹکنیک رائج کی گئی اور اپنے کام کے علاوہ کئی اور کام سیکھنے میں مزدوروں کی ہمت‌افزائی کی گئی۔ تقریباً دو سال کے دوران کارخانے میں ۹۰۰ مزدوروں کی کمی ہو گئی، باقی مزدوروں کی اجرتوں میں تقریباً ۶۰ فیصدی اضافہ ہوا اور مزدوروں کی ٹکنیکی مہارت بھی کافی بڑھی۔ محنت کی کارگذاری بڑھانے کے مقابلے میں اس کارخانے نے دوسرے بےشمار کارخانوں کی رہنمائی کی۔

29—1509

محنت کی کارگذاری میں تیزی سے اضافہ کرنے کی جدوجہد پہلے بھی ہوتی رہی تھی۔ لیکن اب معاشی اشاریوں کی طرف زیادہ توجہ دی گئی۔ اب وہ زمانہ نہیں رہا تھا جب ملک میں صنعتی سامان کی بڑی قلت تھی۔ اور وزارتی کونسل کو ایسے سامان کی فہرست کارخانوں کو بھیجنی پڑی جن کو منصوبے سے زیادہ بنانے کی ضرورت نہ تھی۔ تیار شدہ چیزوں کی ہرجگہ سرکاری جانچ ہونے لگی اور بہترین کو کوالٹی مارکہ دیا گیا۔ سب سے پہلے اپریل ۱۹۶۷ء میں ولادیمیر ایلیچ نامی کارخانے نے یہ انعام حاصل کیا۔ اس کارخانے کے بنے ہوئے برقی موٹر اپنی کارکردگی، سائز اور وزن میں بین اقوامی معیار کے تھے اور بہترین غیرملکی ماڈلوں سے اپنی خوبیوں میں اچھے تھے۔ اب ان کو دسیوں ملک خریدتے ہیں۔

۱۹۷۰ء میں پورٹیبل کرینوں، ایکسکویٹروں، ٹربائنوں، متعدد قسم کی گھڑیوں، ٹیلی‌ویژن اور ریڈیوسٹوں، بنائی کے سامان اور بہت سی دوسری چیزوں کو (جن کی کل تعداد ڈھائی ہزار تھی) کوالٹی مارکہ دیا گیا جو سوویت یونین کے علاوہ دوسرے ملکوں میں شہرت پا چکی تھیں۔ یہ اعداد خود ہی اس کے شاہد ہیں کہ کتنی سختی سے انتخاب کیا گیا تھا۔ اس کوالٹی مارکہ کی ساکھ بہت اونچی ہے اور اس کو حاصل کرنے کا مقابلہ ریاست، الگ الگ کارخانوں اور سوشلسٹ معاشرے میں ہر کام کرنے‌والے کے لئے کافی نفع‌بخش ہے۔

سوشلسٹ مقابلے کی موجودہ منزل میں مجموعی طور پر پیداوار کے مفادات اور اس میں حصہ لینے والے افراد کے مفادات میں مطابقت پر زور دیا جاتا ہے اور یہی اس کی خاص خوبی ہے۔ اسی سے عام معاشی اور تہذیبی ترقی اور پورے ادارے کی سماجی اور سیاسی سرگرمی کا ٹھوس فریضہ پیدا ہوتا ہے۔ ۱۹۶۶ء میں ٹریڈیونینوں نے اس بات پر اعتراض کیا کہ کمیونسٹ محنت کے اگواکار کا خطاب صرف اچھے کام کے لئے دیا جائے۔ انھوں نے کہا کہ اگوا کار مزدور کو مزید تعلیم و تربیت حاصل کرنا اور اپنا تہذیبی اور ٹکنیکی معیار بہتر کرنا چاہئے، اپنی زندگی کو مثالی بنانا اور سماجی تنظیموں کے کام میں سرگرمی سے حصہ لینا چاہئے۔

لینن گراد والوں کی تحریک پر قومی معیشت کی بہت سی شاخوں میں سماجی ترقی کا منصوبہ رائج کیا گیا۔ سماجی منصوبہ بندی

ٹکنیکی اور معاشی منصوبے کو جاری رکھنے اور اس کی تکمیل پر مشتمل ہوتی ہے۔ وہ پیداواری مقاصد کو کام کرنےوالوں کے مفادات اور مطالبات سے مربوط کرتی ہے۔ ۷۰-۱۹۶۶ء کی ابتدا سے اس طرح کے منصوبوں کی شروعات ہوئی اور ان کو مختلف حصوں میں تقسیم کردیا گیا۔ مثلاً محنت کے حالات، حرفتوں اور سہارتوں کے ڈھانچے کو بہتر بنانا، انتظام، تعلیمی معیار اور ٹکنیکی سہارت کو مزید ترقی دینا وغیرہ۔ یہ منصوبے منتظمین اور عام مزدور مشترکہ طور پر بناتے تھے۔ پہلے منصوبے کے مقرر نشانوں پر بحث ہوتی تھی اور پھر اس کام کی منزلوں اور نتائج کا تجزیہ کیا جاتا تھا جو کیا گیا تھا۔ اس طرح کے پروگرام پر عمل پیداوار کے ''انسانی عنصر،، کی طرف سوشلسٹ معاشرے کے مخصوص رویے کا اظہار کرتا ہے۔ وہ کسی کارخانے کی ترقی کے عام مقاصد کو اس کے ٹھوس فرائض اور مواقع سے متحد کرتا ہے۔ سماجی منصوبہ بندی کے خیال نے اگوا کار کارخانوں میں بلاوجہ نہیں جنم لیا تھا اور اس کی تکمیل کے لئے کمیونسٹ محنت کی تحریک کے اگوا کار مزدوروں کی کوششیں بھی بےسبب نہ تھیں۔

کمیونسٹ تعمیر کی توسیع سے متعلق اسی طرح کی تبدیلیاں سوویت دیہاتوں میں بھی ہو رہی تھیں۔ زرعی مشینوں کی زیادہ سپلائی، مالی ترغیب اور زرعی مزدوروں کی ضروریات کے زیادہ لحاظ کے ساتھ ساتھ پنچائتی اور ریاستی فارموں کے مزدوروں کی زندگی کے تمام شعبوں میں کافی ترقی ہوئی۔ ہم یہاں مثال کے طور پر بیلوروس کے فارم ''نووی بیت،، (نئی زندگی) کو ۱۹۶۹ء کے سال میں پیش کرتے ہیں۔ یہاں ۷۱۹ آدمی کام کررہے تھے۔ یہ تعداد ۱۹۵۹ء کے مقابلے میں ۱۰۰ سے زیادہ کم تھی۔ لیکن فصل تقریباً دگنی اکٹھا کی گئی تھی۔ دودھ بھی دگنے سے زیادہ حاصل کیا گیا تھا۔ زیرکاشت زمین کا رقبہ تو پہلے ہی جتنا تھا لیکن اس پر کام دوسری طرح سے ہو رہا تھا۔ پہلے کھیتوں پر تقریباً آدھا کام ہاتھ سے کیا جاتا تھا لیکن ۱۹۶۹ء میں ۹۵ فیصدی کام مشینوں سے ہونے لگا تھا۔ کھاد بھی دگنی استعمال ہونے لگی تھی۔ فارم کے عملے میں چیف انجنیر، محنتی کاموں کے انجنیر، ماہر معاشیات اور ماہر طرز تعمیر بھی شامل ہو گئے تھے اور ماہرین میں تقریباً تگنے کا اضافہ

هوا تھا۔ پنچائتی کسانوں کی کھیل کود سے دلچسپی بڑھ گئی اور ان کی تربیت کے لئے ایک پیشہ‌ور ہدایت‌کار کی خدمات حاصل کی گئیں۔ کلبوں میں تہذیب گھر کا اضافہ کیا گیا۔ انھیں برسوں میں فارم پر تنخواھوں میں بھی اوسطاً ڈھائی گنے کا اضافہ ھوا۔ سویشی پالنے‌والوں کو ۱۶۰ — ۱۸۰ روبل ماھوار اور ٹریکٹر ڈرائیوروں کو ۲۵۰ روبل ماھوار تک ملنے لگے۔

کراسنودار علاقے کے فارم اور زیادہ خوشحال ھیں کیونکہ وہ ایسے حصے میں واقع ھیں جہاں زمین اور موسم دونوں بہتر ھیں۔ ۱۹۷۰ء میں اس علاقے کے پنچائتی فارموں کی آمدنی ایک ارب روبل سے زیادہ تھی یعنی دس سال کے دوران دگنی ھو گئی تھی۔ یہاں تعمیرات پر بڑی رقمیں خرچ کی جا رھی تھیں۔ ڈیری فارم، اسکول، نرسریاں، کلب اور مقامی اور بڑی سڑکیں بنائی جارھی تھیں۔ اخراجات میں کفایت اور صنعتی محنت کے طریقوں سے فائدہ اٹھانے کے لئے اس علاقے کے پنچائتی کسانوں نے ایک بین‌فارم تعمیراتی تنظیم قائم کی۔ ۱۹۷۰ء میں ھی اس تنظیم کا اپنا سمینٹ کا کارخانہ اور آھن‌بستہ کنکریٹ، اینٹیں اور جوڑائی کی چیزیں بنانے‌والے کارخانے ھو گئے۔

اسی طرح کی تنظیمیں ملک کے بڑے بڑے علاقوں میں کام کرنے لگیں۔ اس عمل نے کوآپریٹیو اور عوامی (ریاستی) شکلوں کی ملکیتوں کو ایک دوسرے سے اور قریب کر دیا۔ پورے ملک میں پنچائتی فارم بڑے پیمانے کے زرعی کارخانوں کی شکل اختیار کر رہے تھے جو جدید مشینوں اور ماھر عملے سے لیس تھے۔ ۱۹۶۹ء میں ۷۴۰۰ ایکڑ بوائی کی زمین، ۱۰۰۰ سویشی، ۶۰۰ سور اور ڈیڑھ ھزار بھیڑوں کا اوسط ھر پنچائتی فارم پر پڑتا تھا جو ۵۰ سے زیادہ ٹریکٹروں، دسیوں فصل کاٹنے‌والی کمبائنوں، لاریوں اور برقی موٹروں وغیرہ سے لیس تھا۔ اسی سال ھر ریاستی فارم کا اوسط ۱۷ ھزار ایکڑ بوائی کی زمین، ۲۰۰۰ سویشی، ایک ھزار سور اور چار ھزار بھیڑیں تھیں۔ پنچائتی اور ریاستی فارموں کو ملاکر سوویت زراعت مجموعی طور پر ۱۸ لاکھ ٹریکٹر، پانچ لاکھ ۸۰ ھزار فصل اکٹھا کرنے‌والی کمبائنیں اور دس لاکھ سے زیادہ لاریاں رکھتی تھی۔

نومبر ۱۹۶۹ء کے آخر میں ماسکو میں پنچائتی کسانوں کی تیسری کل یونین کانگرس ھوئی جو سوویت دیہاتوں اور سارے سوویت لوگوں

کی بڑی اہمیت رکھتی تھی۔ اس کانگرس نے پنچائتی فارسوں کے لئے
نئے قواعد و ضوابط منظور کئے جن کا مسودہ کانگرس سے کافی عرصہ
پہلے شائع کیا گیا تھا اور اس پر پریس اور جلسوں وغیرہ میں کافی
بحث ہو چکی تھی۔ ان قواعد و ضوابط میں پنچائتی فارسوں کے خاص
فریضوں اور پنچائتی کسانوں کے حقوق و فرائض کا ٹھیک ٹھیک
تعین کیا گیا تھا۔ ان میں ان تبدیلیوں کے بارے میں بتایا گیا تھا
جو پنچائتی کسانوں کی زندگی میں ساتویں دھائی کے آخر تک ہوئی
تھیں اور جن کی وجہ سے زرعی پیداواری طاقتوں کی مزید ترقی کے
دروازے کھل گئے تھے۔ کانگرس کی کارروائی اور اس کی منظور
کی ہوئی دستاویزوں کے تین پہلو تھے۔ اس کا پہلا پہلو سیاسی تھا
جس کے ذریعہ پنچائتی فارسوں کی جمہوریت کو فروغ دیا گیا تھا۔
کانگرس نے طے کیا کہ تمام اضلاع، علاقوں اور ریپبلکوں میں پنچائتی
فارسوں کی سوویتیں انتخاب کے ذریعہ منظم کی جائیں اور سارے ملک
کی سوویت براہ راست کانگرس میں ھی منتخب کی گئی جو ۱۲۵ ممبروں
پر مشتمل تھی۔ سوویتوں سے یہ کہا گیا کہ وہ پنچائتی فارسوں کے
کام سے متعلق اھم مسائل پر اجتماعی طور سے بحث مباحثہ کریں،
اور فارسوں کو پیداواری تنظیم میں جو تجربہ ہوا ھے ان کی تعمیم
کرکے ایسی سفارشیں کریں جن کے مطابق پیداوار کو بڑھانے کے لئے
محفوظ محنت کو پوری طرح استعمال کیا جا سکے۔ نئے قواعد وضوابط
نے ٹیم لیڈروں، ڈیری فارسوں کے نگراں لوگوں اور مربوط کرنے والے
دوسرے شعبوں کے سربراھوں کے انتخاب کے لئے واضح شرائط پیش کیں۔
اس سے پہلے ان لوگوں کا تقرر پنچائتی فارم کا بورڈ کرتا تھا۔
پنچائتی کسانوں کو یہ حق دیا گیا کہ وہ کسی منتخب ادارے یا
عہدے سے کسی ایسے کسان کو برخاست کریں جو قابل اعتماد نہ
ثابت ہوا ہو۔ اگر پنچائتی کسانوں کا عام جلسہ چاھے تو فارم
کے بورڈ اور صدر کا انتخاب خفیہ ووٹ کے ذریعہ ہو سکتا تھا۔

کانگرس کی کارروائی کا دوسرا پہلو معاشی تھا۔ نئے رائج شدہ
سسٹم کو جس کے مطابق پنچائتی فارم خود اپنے بوائی کے منصوبے،
فصل اکٹھا کرنے اور دوسرے کاموں کے نشانے مقرر کرتے ہوں
قانونی طور پر منظور کر لیا گیا۔ اس سے پہلے یہ کام ریاست کا
تھا۔ پنچائتی فارم کی پیداوار خریدنے کے لئے ریاست کئی سال پہلے

آرڈر دینے لگی۔ ان قواعد نے پنچائتی فارموں کا یہ حق مستحکم کردیا کہ وہ اپنے تحت کارخانوں اور صنعتوں کو ترقی دے سکیں، بین پنچائتی فارموں اور ریاستی اور پنچائتی اداروں کی یونینوں میں حصہ لے سکیں۔ انھوں نے پنچائتی فارم کی مجموعی پیداوار اور آمدنی کی تقسیم کے نئے طریقے مرتب کئے جن کا مستقل ومقرر تنخواہ رائج کرنے سے اٹوٹ تعلق ہے۔

تیسرے سماجی پہلو میں کانگرس نے پنچائتی کسانوں کی سماجی ضمانت کے سوالوں کا حل اور تعین کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس سے قبل کے قواعد وضوابط میں اس پہلو کو نہیں لیا گیا تھا۔ کانگرس نے پنشن اور الاؤنس وغیرہ مقرر کرنے کا سسٹم مستحکم کیا جو ۱۹۶۵ — ۶۹ء میں بنایا گیا تھا۔ ان پنچائتی فارموں کے اقدامات کی بھی تصدیق کی گئی جو اپنے پرانے کارکنوں کو ریاستی پنشن کے علاوہ مزید الاؤنس دینا اور بوڑھے لوگوں کے لئے مکانات تعمیر کرنا چاہتے تھے۔

پنچائتی فارم کسانوں کے لئے ہمیشہ سے کمیونزم کے اسکول کی حیثیت رکھتا تھا۔ نئے قواعد کی ہر دفعہ اس کی صاف گواہ تھی۔ ان قواعد میں نہ صرف پنچائتی فارموں کے پیداواری فرائض کا تعین کیا گیا تھا بلکہ کمیونسٹ تعلیم میں ان کے رول کے بارے میں بھی کہا گیا تھا۔

پنچائتی کسانوں کی تیسری کل یونین کانگرس نے کمیونسٹ پارٹی اور سوویت حکومت کو یہ یقین دلایا کہ سوویت کسان مزدور طبقے اور سارے سوویت لوگوں کے ساتھ شانہ بشانہ آگے بڑھکر سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے گرد اور زیادہ متحد ہوگا اور لینن کے جھنڈے تلے کمیونزم کی تعمیر میں نئی نئی کامیابیاں حاصل کرنے کے لئے آگے بڑھتا جائیگا۔

لینن کی صدسالہ سالگرہ کی تقریب میں جو زبردست ولولے اور جوش کی لہر سوویت لوگوں میں پیدا ہوئی اس نے منصوبے کے اہم نشانوں کو بڑھ چڑھ کر پورا کرنے، محنت کشوں کا معیار زندگی کافی بلند کرنے اور آبادی کے تمام حصوں میں سیاسی شعور بڑھانے کی تحریک کی صورت اختیار کرلی۔ اپریل ۱۹۷۰ء میں ملک بھر کے شہروں اور دیہاتوں میں یہ جوبلی منائی گئی۔ اگوا کار کارخانوں

اور دوسرے اداروں کو یادگار سندیں دی گئیں۔ اخباروں میں لینن جوبلی کے سلسلے میں سوشلسٹ مقابلوں میں جیتنےوالوں کے نام نکلنے لگے۔ اس مہینے سارے ملک میں یادگار ''سوبوتنیک،، منایا گیا یعنی ایک سنیچر کو لوگوں نے چھٹی منانے کے بجائے رضاکارانہ طور پر بلا معاوضہ کام کیا۔ یہ ''سوبوتنیک،، ۱۱ اپریل ۱۹۷۰ء کو اسی دن منایا گیا جبکہ دنیا کا پہلا کمیونسٹ ''سوبوتنیک،، ۵۱ سال پہلے منایا گیا تھا۔ اس وقت ماسکو - سورتیرو واچنایا کے ریلوے ڈپو کے مزدوروں نے سنیچر کے دن رضاکارانہ فاضل کام کیا تھا اور لینن نے اس اگوا کاری کو تاریخی اہمیت دی تھی۔ مزدوروں کے ایک چھوٹے گروپ نے بلامعاوضہ فاضل وقت میں کئی انجنوں کی مرمت کی تھی۔ یہ صرف ولولہ انگیز خلوص کا اظہار نہیں تھا۔ خانہ جنگی غیرملکی حملہ آوروں کی مداخلت اور معاشی انتشار کے باوجود کام کی طرف کمیونسٹ رویے کی تشکیل ہونے لگی تھی۔ پہلی بار لوگ اپنے مفادات اور اپنے معاشرے کے لئے کام کررہے تھے کیونکہ استحصال کرنےوالوں کو نکال باہر کیا گیا تھا۔ پچاس سال بعد ۱۱ اپریل ۱۹۶۹ء کو کروڑوں سوویت لوگوں نے کمیونسٹ ''سوبوتنیک،، میں حصہ لیا جو ایسے وقت میں ہو رہا تھا جبکہ ملک کی معیشت روزافزوں قوی ہوتی جاتی تھی۔ یہ اس اخلاقی فرض کا اظہار تھا جس سے آزاد محنت کا مزا حاصل کرنےوالے سرشار تھے۔ اس دن کے کام سے جو کچھ حاصل ہوا وہ امن فنڈ، اسپتالوں اور طبی مرکزوں کی تعمیر کے لئے دے دیا گیا۔ لینن جوبلی کے سال میں ''سوبوتنک،، کا یہ تجربہ حاصل کیا گیا۔ ۱۱ اپریل ۱۹۷۰ء کو سنیچر کے دن پورے ملک کے لوگوں نے کام کیا۔

''سوبوتنیک،، کے بعد نئی نئی کامیابیاں حاصل کی گئیں۔ ہزاروں اگوا کار مزدوروں نے اپنا قول پورا کیا۔ ۲۲ اپریل کو کچھ مزدوروں نے پیداوار میں اور دوسروں نے محنت کی کارگذاری میں اپنا پنجسالہ پروگرام پورا کر لیا، کچھ نے اس دن اپنے کام میں وہ خام سامان استعمال کیا جو بچایا گیا تھا۔ ''ہمیں اس طرح کام کرنا، تعلیم حاصل کرنا اور رہنا سہنا چاہئے جس طرح لینن نے ہمیں سکھایا ہے!،، اس طرح کے نعرے کے تحت سوویت لوگوں نے لینن کی جوبلی کی تیاری کی اور اس کو منایا۔

سوویت یونین کے محنت کشوں نے ۱۹۷۰ء کے لئے عوامی معیشت کا منصوبہ قبل از وقت پورا کرلیا۔ اس سال جو کام پورا کیا گیا اس کی واضح تصویر پیش کرنے کے لئے ہم یہاں موازنہ کر رہے ہیں: ۱۹۷۰ء میں اتنا صنعتی سامان تیار کیا گیا جتنا کہ جنگ سے پہلے کے تمام منصوبوں میں یعنی ۱۹۲۹ء — ۴۱ کے دوران بنایا گیا تھا۔ ۱۹۶۶ء میں سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۳ ویں کانگرس نے ۱۹۶۶ء — ۷۰ کے پنجسالہ منصوبے کی تکمیل کے لئے جو ہدایات دی تھیں یہ جدوجہد ان کے مطابق تھی۔

۱۹۷۱ء کے آخر مارچ اور اپریل کی ابتدا میں سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۴ ویں کانگرس ہوئی جس نے آٹھویں پنجسالہ منصوبے کے دوران کمیونسٹ پارٹی اور سارے سوویت عوام کی کثیر رخی کارگزاری کا جائزہ لیا۔ کانگرس سے پہلے ملک کے تمام علاقوں، شہروں اور صوبوں میں مقامی پارٹی کانفرنسیں کی گئیں، پھر یونین ریپبلکوں کی کمیونسٹ پارٹیوں کی کانگرسیں ہوئیں۔ پچھلی مدت کے نتائج کا تجزیہ کرتے ہوئے ۲۴ ویں کانگرس کے مندوبین اور پارٹی کے پریس نے اس بات پر زور دیا کہ اس کی خصوصیت نہ صرف یہ رہی ہے کہ ملک میں بڑے بڑے کام اور کارنامے کئے گئے ہیں بلکہ یہ بھی کہ صفاتی تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ اس پنجسالہ منصوبے کے دوران سوویت یونین میں معاشی اصلاحات رائج کی گئیں اور سوویت معاشرے کی ہمہ گیر ترقی میں تیزرفتار اضافے کے لئے ہر طرح کے اقدامات کئے گئے۔ ۱۹۶۶ء — ۷۰ کے دوران سوویت معیشت نے بمقابلے پچھلے پانچ سال کے زیادہ موثر انداز میں ترقی کی تھی۔ ۱۹۷۰ء میں قومی آمدنی، جو بچت اور اخراجات دونوں کا بڑا سرچشمہ ہے، ۱۹۶۵ء کے مقابلے میں ۴۱ فیصدی زیادہ ہو گئی تھی۔ اس میں سالانہ اضافہ کی شرح کا اوسط ۱۹۶۱ء - ۶۵ کے دوران سالانہ اضافے کی شرح کے اوسط سے اونچا تھا۔ اس طرح سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۳ ویں کانگرس نے سوویت لوگوں کی مالی خوش حالی کے لئے جن بنیادی فریضوں کا تعین کیا تھا ان کو نہ صرف پورا کرنے بلکہ ان کی بڑھ کر تکمیل کرنے کا موقع ملا۔ فی کس آبادی کے لحاظ سے اصل آمدنی میں ۳۳ فیصدی اضافہ ہوا تھا جبکہ آٹھویں پنجسالہ منصوبے میں اس کا تخمینہ ۳۰ فیصدی ہی رکھا گیا تھا۔

مزدوروں اور ملازموں کی ماہانہ تنخواہ کے اوسط میں بھی ان برسوں کے دوران ۲۶ فیصدی اضافہ ہوا، عوامی معیشت کی تمام شاخوں میں کم از کم تنخواہ بڑھ گئی، متعدد درجے کے مزدوروں اور ملازموں کی تنخواہوں پر ٹیکس کی شرح کم ہو گئی، کام کا ہفتہ پانچ دن کا ہو گیا اور دو دن کی چھٹی ہونے لگی، محنت کشوں کی سالانہ چھٹیاں بھی بڑھائی گئیں۔ پنچائتی کسانوں کی اجرت ۴۲ فیصدی زیادہ ہو گئی۔

عوامی خوش حالی کے سرچشمے کی حیثیت سے ان برسوں میں سماجی مانگ کے فنڈوں کے رول میں بڑا اضافہ ہوا۔ سوویت یونین میں کوئی ایسا خاندان نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے جو ان فنڈوں سے مستفید نہ ہوتا ہو۔ اگر آبادی کے فی کس کے لحاظ سے سماجی فنڈوں سے مجموعی اخراجات کا جائزہ لیا جائے تو ۱۹۶۵ء کے مقابلے میں یہ ۱۸۲ روبل سے بڑھکر ۱۹۷۰ء میں ۲۶۲ روبل ہو گئے تھے۔ ان اخراجات اور دوسری سہولتوں کو ملا کر ۱۹۷۰ء میں سوویت یونین کی عوامی معیشت میں مزدوروں اور ملازموں کی ماہانہ تخنواہ کا اوسط ۱۶۴ روبل تھا۔

اسی وجہ سے غذائی اور صنعتی سامان کی کھپت آبادی میں کافی بڑھ گئی۔ آٹھویں پنجسالہ منصوبے کے دوران سلمان کے استعمال میں تقریباً ڈیڑھ گنے کا اضافہ ہوا، کھانے پینے کی سب سے قیمتی چیزوں اور طویل مدت تک استعمال ہونےوالے سامان کی مانگ بڑی تیزی سے بڑھی یعنی سوویت عوام کی مانگ کے ڈھانچے میں بہتری پیدا ہوئی۔

اسی دوران میں رہائشی مکانوں کی تعمیر میں بھی بڑی کامیابیاں حاصل کی گئیں۔ ۱۹۶۶ — ۷۰ء کے دوران تقریباً ساڑھے پانچ کروڑ لوگوں کو رہائش کے لئے نئی جگہیں ملیں۔ ان میں سے ۹۰ فیصدی خاندان اپنے آرام‌ده فلیٹوں میں رہنے لگے۔ دوسرے الفاظ میں ان پانچ سال کے دوران اتنے رہائشی مکانات بنائے گئے کہ ان سے ۵۰ ایسے بڑے شہر آباد ہو سکتے تھے جن میں سے ہر ایک کی آبادی دس لاکھ ہو۔

ظاہر ہے کہ سب لوگوں کو یہ اعداد و شمار نہ معلوم ہونگے لیکن یہ بات ناممکن ہے کہ سوویت یونین میں کسی شخص کو

اپنے روزمرہ کے کام کے دوران ھی ان زبردست کارناموں کا احساس نہ ھوا ھو جو آٹھویں پنجسالہ منصوبے کے دوران کئے گئے ھیں۔ یہ سچ ھے کہ ھر ایک نئے فلیٹ میں نہیں گیا، ھر ایک کو ٹریڈ یونین کی صحت گاھوں یا آرام گھروں میں مفت چھٹیاں گذارنے کا موقع نہیں ملا لیکن مفت طبی خدمات جو حالیہ برسوں میں بہتر ھو گئی ھیں ھر سوویت خاندان کے حصے میں ضرور آئیں۔ کوئی صنعتی کارخانہ یا فیکٹری بھی ایسی نہیں تھی جہاں کام کے حالات بہتر نہ ھو گئے ھوں۔ اس دوران میں حکومت نے تعلیمی سامان اور عام استعمال کی چیزوں کی قیمتیں کئی بار کم کیں۔ کنڈرگارٹنوں، اسکولوں، یونیورسٹیوں کی نئی عمارتوں کی تعمیر بھی کثرت سے ھوئی۔ اس طرح کی فہرست لامحدود ھے اس لئے سب سے اھم بات کہنے پر ھی اکتفا کرنی پڑتی ھے۔ ھر سال لوگوں کو سوویت زندگی کی بڑھتی ھوئی سہولتوں کا احساس زیادہ ھوتا جارھا ھے جن کا تعلق سوویت یونین میں سوشلزم کی مکمل اور مختتم فتح سے ھے۔

مالی خوشحالی کو ترقی دینےوالے کارناموں کا تجزیہ کرتے ھوئے کمیونسٹوں اور غیرپارٹی لوگوں سبھی کے سامنے صنعت، زراعت اور بڑی بڑی تعمیروں کے براہ راست نتائج آئے۔ ۱۹۶۵ء کے مقابلے میں ۱۹۷۰ء میں صنعتی پیداوار ڈیڑھ گنی ھو گئی تھی۔ عوامی معیشت کے بنیادی پیداواری فنڈ میں ۵۰ فیصدی اضافہ ھوا تھا۔ ۱۹۵۵ء کے مقابلے میں ۱۹۶۶—۷۰ء میں ملک کی پیداواری طاقتیں کافی اونچی ھو گئی تھیں۔ اگرچہ ۱۹۵۵ء میں ھی سوویت یونین معاشی ترقی کے اس عروج تک پہنچ چکا تھا کہ اس نے عملی تیاریاں کرکے ۱۹۵۷ء کے آخر میں دنیا کا پہلا تابع زمین سیارہ (اسپوتنک) پرواز کے لئے روانہ کیا۔

صنعت اور ساری عوامی معیشت میں مجموعی طور پر تیزرفتار اور مستقل ترقی سوویت معیشت کی ایک نمایاں خصوصیت بن گئی۔ اس کی تصدیق ھر دور اور آٹھویں پنجسالہ منصوبے کے برسوں کے اعداد و شمار کے تجزئے سے بخوبی ھو سکتی ھے۔ آٹھویں پنجسالہ منصوبے کے دوران صنعتی پیداوار میں اضافے کی شرح ریاستہائے متحدہ امریکہ اور برطانیہ جیسے اعلی ترقی یافتہ ممالک سے بھی آگے بڑھنے اور ریاستہائے متحدہ امریکہ اور سوویت یونین کے درمیان فی کس

آبادی کے لحاظ سے اشیا کی پیداوار میں جو فرق تھا اس کو کم کرنے لگی۔

آٹھویں پنجسالہ منصوبے کے دوران سماجی پیداوار اور بھی بڑے پیمانے پر ہونے لگی، معاشی کاموں کا حال اور ان کو مربوط کرنےوالی کڑیاں اور پھیل گئیں۔ سائنسی اور ٹکنیکی ترقی کی رفتار تیز ہو گئی۔ یہ تمام باتیں معاشی منصوبہ بندی اور انتظام میں مزید بہتری کی طالب تھیں۔ بقول لینن کے معاشی انتظام ھی عملی طور پر اس کو ممکن بناتا ھے کہ ''سماجی پیداوار کی زبردست توسیع اور تقسیم کو سائنسی لائنوں پر منظم کیا جائے اور اس کو تمام محنت کشوں کی زندگی آسان بنانے پر اس طرح مبنی کیا جائے کہ ان کی خوشحالی میں امکانی اضافہ ہو،،۔ اس نقطۂ نظر سے ان معاشی اصلاحات نے جو حال ھی میں رائج کی گئی تھیں محنت کشوں میں مزید مالی ترغیب و تحریک پیدا کرنے، معاشی حساب کتاب کو بہتر بنانے، انفرادی طور پر ہر کارخانے میں اگوا کاری اور خودمختاری کو ترقی دینے اور اس کے ساتھ ھی مرکزی منصوبہ بندی کو مستحکم کرنے میں اھم رول ادا کیا۔ ان معاشی اصلاحات نے کمیونسٹ تعمیر میں محنت کشوں کی رھنمائی کی، نہ صرف مالی بلکہ اخلاقی ترغیبات کے رول میں اضافہ کیا اور ان کے درمیان صحیح توازن قائم کیا۔

معاشی اصلاحات کے نفاذ کی وجہ سے عوامی معیشت کی اچھوتی طاقتیں بروئے کار لائی گئیں اور نئی ٹکنیک رائج کی گئی جس سے سماجی محنت کی کارگذاری میں ۱۹۶۶—۷۰ء کے دوران ۳۷ فیصدی کا اضافہ ھوا۔

زراعت میں بھی بڑی صفاتی تبدیلیاں ھوئیں۔ فصلوں کی پیداوار بڑھ گئی اور مویشیوں کی افزائش بھی کافی ھوئی۔ زراعت کی سالانہ پیداوار کا اوسط ۲۱ فیصدی بڑھا جبکہ پچھلے پانچ سال کے دوران یہ اوسط ۱۲ فیصدی تھا۔ ۱۹۷۰ء میں خاص طور سے اعلی نتائج حاصل کئے گئے۔ ۱۸ کروڑ ۶۰ لاکھ ٹن سے زیادہ اناج اکٹھا کیا گیا اور ۶۹ لاکھ ٹن کپاس حاصل کی گئی۔ سوویت زراعت کی تاریخ میں یہ پیداوار کا سب سے اونچا ریکارڈ تھا۔

۱۹۶۶ء — ۷۰ کے کارناموں کے نتائج اخذ کرتے ہوئے سوویت لوگوں نے سوویت سائنس اور ٹکنیک کے کارناموں کی طرف خاص توجہ کی۔ سوویت یونین کا کائناتی پروگرام سارے سوویت لوگوں کے لئے فخر کا باعث ہے اور وہ اس کی متواتر فکر رکھتے ہیں کیونکہ اس کو سوویت یونین کی مادی اور ذہنی ترقی کا نشان سمجھا جاتا ہے۔ خودکار آلات اور مشینوں سے چاند اور نظام شمسی کے سیاروں کی تحقیقات اس پروگرام میں مرکزی جگہ رکھتی ہے۔ یہ آلات اور اسٹیشن ان کائناتی جہازوں سے زیادہ معتبر اور باکفایت ہیں جو کائناتبازوں کو ساتھ لیکر اڑتے ہیں۔ یہ کائناتی اسٹیشن زمین کو ایسی سائنسی معلومات ان علاقوں سے بھیجتے ہیں جہاں انسان کا جانا یا تو ناممکن یا بہت دشوار ہے۔ اس طرح کے اسٹیشن اور آلات چاند، زہرہ اور مریخ کی تحقیقات کے لئے استعمال ہو رہے ہیں۔ ستمبر ۱۹۷۰ء میں ایک خودکار اسٹیشن سوویت یونین سے چاند پر روانہ کیا گیا جس نے پہلی بار چاند کی مٹی کے نمونے خودکار آلات کی مدد سے زمین کو بھیجے۔

اس میدان میں ۱۹۷۰ء کے آخر میں ایک انوکھا کارنامہ کیا گیا۔ یہ سوویت خودکار اسٹیشن ''لونا — ۱۷'' کی چاند کو پرواز تھی۔ ۱۰ نومبر ۱۹۷۰ء کو اس نے چاند کے بحرباران کے علاقے میں خود بخود چلنےوالی پہلی گاڑینما تحقیقاتی مشین ''لوناخود — ۱'' (چاند گاڑی) چاند پر اتاری جو چار لاکھ کلومیٹر کے فاصلے پر بیٹھے ہوئے سائنس دانوں کے احکامات مانتی تھی۔ اس مشین نے پہلی بار چاند پر اپنا راستہ بنایا اور زمین کو چاند کی مٹی اور کائناتی کرنوں اور شعاع ریزی کے اثرات وغیرہ کے بارے میں معلومات بھیجیں۔ یہ کائناتی تحقیقات میں ایک نیا اہم قدم تھا۔

یہاں سوویت کائناتی پروگرام کے ایک اور پہلو کا ذکر کرنا چاہئے جو سوویت اور دوسرے ملکوں کے درمیان تعاون سے تعلق رکھتا ہے۔ ۱۹۶۹ء میں ایک مصنوعی سیارہ ''انٹرکوسموس — ۱'' سوویت یونین سے چھوڑا گیا۔ اس کے آلات جرمن جمہوری رپبلک، سوویت یونین اور چیکوسلاواکیہ نے مشترکہ طور پر تیار کئے تھے۔ بلغاریہ، ہنگری، پولینڈ اور رومانیہ کے سائنس دانوں نے اس کی بھیجی

هوئی معلومات کے تجزئے میں حصہ لیا۔ پورے ۱۹۷۰ء میں سوشلسٹ ملکوں کے نمائندوں نے اس میدان میں اپنا باھمی تعاون قائم رکھا۔

سوویت یونین کائنات کی پرامن تحقیقات میں همیشه تعاون اور اشتراک عمل کا خواهاں رہا ہے۔ چنانچہ ''لوناخود — ۱'' میں سوویت یونین اور فرانس کے درمیان سائنسی اور تہذیبی تعاون کے معاهدے کے مطابق فرانس کے بنے هوئے متعدد آلات نصب تھے۔ پچھلے پانچ سال کے دوران سوویت اور امریکی کائنات‌بازوں کے درمیان کئی ملاقاتیں بھی هوئیں۔

سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۴ ویں کانگرس سے پہلے جلسوں میں ملک کی معاشی، تہذیبی اور سیاسی زندگی کے هر پہلو پر خوب بحثیں هوئیں۔ کمیونسٹ پارٹی اور سوویت حکومت کی اندرونی اور بیرونی پالیسی کے هر رخ پر غور کیا گیا اور اس سے ایک بار پھر سوویت لوگوں کی بالغ نظری، کمیونزم کے نظریات سے ان کے خلوص اور سارے دنیا میں امن قائم رکھنے کی خواهش کا ثبوت ملا۔ ملک کے کمیونسٹوں نے سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی اور حکومت کے اقدامات کی قطعی تصدیق کی اور سوویت معاشرے کی مزید ترقی کے عزم کا اظہار کیا۔

۱۹۷۱ — ۷۵ء کے پنجساله منصوبے کی هدایات سے متعلق جو معاشی مسائل کانگرس کے ایجنڈے پر بحث کے لئے آئے وہ خاص طور سے اهم تھے۔ اس نئے پنجساله منصوبے کو تمام تفصیلات کے ساتھ مرتب کیا گیا تھا۔ اس کے خاص خاص نکات مرکزی کمیٹی کے ۱۶ مئی ۱۹۷۰ء کے بیان میں دئے گئے تھے جو سوویت یونین کی اعلی سوویت کے انتخابات کی تیاری کے دوران مرتب کیا گیا تھا۔ جولائی ۱۹۷۰ء کے مرکزی کمیٹی کے عام جلسے نے اس منصوبے کے زرعی پروگرام پر غور کیا۔ باهمی معاشی امدادی کونسل کے ممبر سوشلسٹ ملکوں کے درمیان ۱۹۷۱ — ۷۵ء کے عوامی معیشت کے منصوبوں میں تال میل پیدا کرنے کے کام کے دوران سوویت پنجساله منصوبے کی بیرونی تجارت کا حصه قبل از وقت مرتب کرلیا گیا۔ سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے عام اجلاس اور اعلی سوویت کے اجلاس نے ۱۹۷۱ء کے لئے عوامی معیشت کی ترقی کے منصوبے اور ریاستی بجٹ پر غور کرکے ان کی تصدیق کر دی۔ ۱۹۷۱ء نویں پنجساله منصوبے کا پہلا سال تھا۔ اس

دوران میں منصوبے کے دوسرے حصوں اور مجموعی طور پر سارے منصوبے پر بحث مباحثہ ہوتا رہا۔ ۱۹۷۱ء کی ابتدا میں نویں پنجسالہ منصوبے کی ہدایات کا مسودہ جس کی تصدیق سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی نے کی تھی اخباروں میں شائع کیا گیا۔ اس پر سارے ملک میں ۷۵-۱۹۷۱ء کے دوران سوویت معاشرے کی ترقی کے امکانات پر بحث مباحثہ شروع ہو گیا۔

سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۴ ویں کانگرس نے نویں پنجسالہ منصوبے کی ترتیب و تصدیق کا زبردست کام پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ اس کانگرس کی کارروائی میں حصہ لینےوالے ۱۴۴۵۵۳۲۱ ممبروں پر مشتمل کمیونسٹ پارٹی کی نمائندگی کر رہے تھے، جن میں ۴۰۰۱ فیصدی مزدور، ۱۵۰۱ فیصدی پنچائتی کسان اور ۴۴۰۸ فیصدی ملازم تھے (ان ملازموں میں دو تہائی انجنیر، ماہرین زراعت، ٹیچر، ڈاکٹر، سائنس‌داں، ادیب اور فن‌کار تھے)۔

۲۴ ویں کانگرس نے پارٹی کی مرکزی کمیٹی کی رپورٹ سن کر جو جنرل سکریٹری لیونِد بریژنیف نے پیش کی تھی، مرکزی کمیٹی کی سیاسی لائن اور عملی اقدامات کی پوری تصدیق کی اور رپورٹ کی پیش کردہ تجاویز اور نتائج سے اتفاق کیا۔ کانگرس نے عوامی معیشت کی ترقی کے نویں پنجسالہ منصوبے (۷۵-۱۹۷۱ء) کی ہدایات کی تصدیق کی جو سوویت یونین کے وزیراعظم کامریڈ الکسیئی کوسیگین نے پیش کی تھیں۔ کانگرس کی ساری کارروائی اعلیٰ درجے کے اصولی، اجتماعی اور کاروباری ماحول میں ہوئی اور ملک کی ساری اندرونی اور بیرونی پالیسی اور عالمی انقلابی عوامل کے اہم مسائل کے تجزئے کے لئے سائنسی رویہ اختیار کیا گیا۔

اس کانگرس کے کام میں کمیونسٹ اور مزدور پارٹیوں، قومی جمہوری اور بائیں‌بازو کی سوشلسٹ پارٹیوں کے ۱۰۲ وفدوں نے حصہ لیا جو ۹۱ ممالک سے آئے تھے۔ بہت سے غیرملکی مہمانوں نے کانگرس میں تقریریں کیں، ان میں سے کافی لوگ ملک کے مختلف کارخانے دیکھنے گئے، مزدوروں، ملازموں اور پنچائتی کسانوں سے ملے۔ غیرملکی وفدوں نے سوویت کمیونسٹ پارٹی کے راستے، عالمی کمیونسٹ تحریک میں اس کی مارکسی لیننی لائن، ان کی مستقل اور بااصول کوششوں کی بڑی قدر کی جن کا مقصد عالمی کمیونسٹ تحریک کو متحد کرنا

اور ساری انقلابی طاقتوں کو مضبوط کرنا ہے۔ ان تمام باتوں نے سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۴ ویں کانگرس کو امن، جمہوریت، قومی خودمختاری، سوشلزم اور کمیونزم کے پرجوش مجاہدوں کے بین اقوامی فورم کا کردار عطا کیا۔

سوویت کمیونسٹ پارٹی اور حکومت کے بانی ولادیمیر ایلیچ لینن نے یہ پیش گوئی کی تھی کہ کچھ عرصے میں پارٹی کانگرسوں کے پلیٹ‌فارم سے انجنیر، زراعت، معاشیات اور عوامی معیشت کی تمام دوسری شاخوں کے ماہر زیادہ اور اکثر تقریریں کریں گے۔ وہ ان بنیادی مسائل پر بحث کریں گے جن کا تعلق ناطبقاتی معاشرے کی مادی اور ٹکنیکی بنیاد قائم کرنے سے ہے۔

سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۴ ویں کانگرس میں بھی پچھلی کانگرسوں کی طرح ایسے لوگ یکے بعد دیگرے پلیٹ‌فارم پر آتے گئے جن کا تعلق پیداواری محنت سے براہ‌راست تھا۔ ان میں اعلی درجے کے ماہرین بھی تھے۔ ان سب نے اتفاق رائے سے اس بات پر زور دیا کہ پیداواری طاقتیں ترقی کی جس سطح کو پہنچ گئی ہیں وہ اس کی اجازت دیتی ہے کہ سوویت لوگوں کے سامنے نئے اور زیادہ شاندار فریضے رکھے جائیں۔ اس کی عکاسی ہدایات سے ہوئی جن میں کہا گیا تھا: ''پنجسالہ منصوبے کا خاص فریضہ یہ ہے کہ سوشلسٹ پیداوار کی تیز رفتار ترقی، اس کی کارکردگی میں اضافے، سائنسی اور ٹکنیکی ترقی اور محنت کی کارگذاری کو تیزی سے بڑھانے کی بنیاد پر سوویت لوگوں کی مادی اور تہذیبی زندگی کے معیار کو کافی بلند کیا جائے۔''

۱۹۷۱—۷۵ء میں قومی آمدنی ۳۷ سے ۴۰ فیصدی تک بڑھ جائیگی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ فی کس اصلی آمدنی میں تقریباً ۳۰ فیصدی اضافہ ہوگا۔ مزدوروں اور ملازموں کی تنخواہ کا اوسط ۱۴۶—۱۴۹ روبل تک ہو جائیگا۔ پنچائتی کسانوں کو تقریباً ۱۰۰ روبل ماہوار ملنے لگیں گے۔ اس کے علاوہ مفت سہولتوں اور خدمات اور سماجی مانگ کے فنڈوں سے دی جانے‌والی نقد رقموں میں بھی ۴۰ فیصدی اضافہ ہوگا۔ مزید چھہ کروڑ لوگوں کو بہتر رہائشی جگہیں ملیں گی۔ نئے نئے شہر، اسپتال، اسکول، صحت‌گاہیں اور کتب‌خانے تعمیر ہوں گے۔ مختصر یہ کہ سوویت محنت‌کشوں کا

معیار زندگی ہر سرمایہ‌دار ملک سے بہتر بنانے کے لئے ایک اور بڑا قدم اٹھایا جائیگا۔ ظاہر ہے کہ اس کے لئے ہر جگہ کارخانوں اور تعمیری جگہوں پر، دیہات میں کھیتوں پر، تعلیمی اداروں اور سائنسی مرکزوں میں زوروں سے کام کرنے کی ضرورت ہے، ہر اس جگہ جہاں مادی قدروں کی تخلیق ہوتی ہے، جہاں کارکردہ عملے تیار کئے جاتے ہیں، جہاں سوویت انسان کے لئے آرام اور تفریح کا انتظام کیا جاتا ہے۔ نویں پنجسالہ منصوبے کے دوران صنعتی سامان کی پیداوار میں ۴۲ — ۴۶ فیصدی اضافہ ہوگا۔ عام استعمال کی چیزیں بنانے والی شاخوں کو بمقابلہ ذرائع پیداوار کا سامان بنانے والی شاخوں کے زیادہ تیزی سے ترقی دی جائےگی۔ اس پنجسالہ منصوبے کے دوران بمقابلہ پچھلے پنجسالہ منصوبے کے زرعی پیداوار کا سالانہ اوسط بھی ۲۰ — ۲۲ فیصدی زیادہ ہوگا۔ محنت کی کارگذاری کو شہروں اور دیہاتوں دونوں میں بڑھانے، نئی مشینوں اور آلات کو بڑے پیمانے پر رائج کرنے اور محنت‌کشوں کا تہذیبی اور ٹکنیکی معیار بلند کرنے کے لئے ایک وسیع پروگرام بنایا گیا ہے۔

پہلے کی طرح اب بھی کمیونسٹ پارٹی کمیونزم کے لئے مادی اور ٹکنیکی بنیاد قائم کرنا اپنا خاص فریضہ سمجھتی ہے۔ پیداوار کے کمیونسٹ تعلقات تک عبور کے لئے یہ اہم اور اولین شرط ہے۔ بہرحال پیداواری طاقتوں میں اضافے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اس سے خودبخود کمیونزم آ جائےگا۔ اگر یہ صرف مادی اور ٹکنیکی بنیاد قائم کرنے کی بات ہوتی تو جدید سائنسی اور ٹکنیکی انقلاب کے دور میں کمیونزم تک عبور کرنا نسبتاً زیادہ عرصے کا کام نہ ہوتا۔ نئے معاشرے کی مادی اور ٹکنیکی بنیاد قائم کرنے میں پیداوار کے کمیونسٹ تعلقات کی تشکیل غیرمعمولی اہمیت رکھتی ہے۔ تجربے نے دکھایا ہے کہ پیداوار کے کمیونسٹ تعلقات اور ان کے مطابق بالائی ڈھانچہ قائم کرنے میں اس سے کہیں زیادہ وقت لگتا ہے جتنا کہ بعض لوگ تصور کرتے ہیں۔ کمیونزم کی تعمیر کا عمل پیچیدہ ہے۔ اس میں مادی پیداوار، سماجی تعلقات اور سماجی شعور کے شعبے آتے ہیں۔ اس کے حصول کے لئے نہ صرف دشواریوں اور تضادات پر قابو حاصل کرنا پڑتا ہے بلکہ قدرتی طاقتوں کو بھی زیر کرکے اپنے استعمال

میں لانا ہوتا ہے اور نئے نئے فریضوں کی تکمیل کے لئے نت نئے موثر طریقوں کی تلاش ضروری ہوتی ہے۔

پچھلے آٹھ پنجسالہ منصوبوں کی تکمیل کرکے سوویت لوگوں نے ایک ترقی یافتہ سوشلسٹ معاشرہ بنا لیا ہے اور کمیونزم کی مادی اور ٹکنیکی بنیاد کی تعمیر میں لگ گئے ہیں۔ نواں پنجسالہ منصوبہ اس راستے میں اگلا قدم ہے۔ پارٹی کی ۲۴ ویں کانگرس میں جنرل سکریٹری لیونڈ بریژنیف نے کہا: ''ہم جانتے ہیں کہ ہم جو کچھ چاہتے ہیں وہ سب کرلیں گے، ان فریضوں کو کامیابی سے پورا کر لیں گے جو ہم اپنے سامنے رکھ رہے ہیں۔ اس کی ضمانت سوویت لوگ، ان کا ایثار اور کمیونسٹ پارٹی کے گرد ان کا اتحاد رہے ہیں اور رہیں گے جو لینن کے بنائے ہوئے راستے پر ثابت قدمی سے گامزن ہے،،۔

سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۴ ویں کانگرس میں پارٹی کے مرکزی اداروں کے ممبروں کا بھی انتخاب ہوا۔ نئے پولیٹ بیورو کے ممبر بریژنیف، ورونوف، گریشین، کریلینکو، کوسیگن، کولاکوف، کونائیف، مازوروف، پیلشے، پودگورنی، پولیانسکی، سوسلوف، شیلیپین، شیلیست اور شچیربیتسکی چنے گئے۔ پولیٹ بیورو کے امیدوار ممبروں میں اندروپوف، دیمیچیف، ماشیروف، مژاناوادزے، رشیدوف اور اوستینوف کا انتخاب ہوا۔ سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کے جنرل سکریٹری لیونڈ ایلیچ بریژنیف منتخب کئے گئے۔

کانگرس نے ایک اپیل ''ہند چین کی قوموں کے لئے امن اور آزادی!،، اور ایک اعلان ''مشرق قریب کے لئے منصفانہ اور پائدار امن،، منظور کیا۔ کانگرس میں اس بات پر زور دیا گیا کہ سوویت کمیونسٹ پارٹی اپنے بین اقوامی فریضے کا شعور رکھتے ہوئے ایسی خارجہ پالیسی پر عمل کرتی رہے گی جس کا مقصد ساری دنیا میں سامراج کے خلاف جدوجہد میں حصہ لینے والوں اور ان کے ہراول یعنی عالمی کمیونسٹ تحریک کے مجاہدانہ اتحاد کو مستحکم بنانا ہے۔ سوویت یونین نے دوسرے برادرانہ سوشلسٹ ملکوں کے ساتھ ملکر سامراجی ملکوں کی جارحیت آمیز پالیسیوں کے مقابلے میں سرگرمی کے ساتھ امن کے تحفظ اور بین اقوامی سلامتی کی استواری کی پالیسی پیش کی ہے۔ سوویت کمیونسٹ پارٹی اور حکومت سوویت یونین میں کمیونزم کی تعمیر کے لئے پرامن حالات قائم رکھنے کی ہر

ممکن کوشش کر رہی ہیں اور کرتی رہیں گی۔ انھوں نے مختلف سماجی نظام‌والی ریاستوں کے درمیان پرامن بقائے باہم کے لیننی اصولوں کی ہمیشہ سے حمایت کی ہے اور کرتی رہیں گی۔

سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۴ ویں کانگرس کے فیصلوں کا سارے سوویت لوگوں نے بڑے جوش و خروش سے خیرمقدم کیا۔ تمام کمیونسٹوں کی طرف سے کانگرس نے مزدوروں، پنچائتی کسانوں اور دانش‌وروں سے اپیل کی کہ وہ ملک کی ترقی کے لئے پرجوش اور تخلیقی محنت پیش کریں۔ اپنی انقلابی روایات سے وفاداری کا اظہار کرتے ہوئے، کمیونسٹ پارٹی کی قیادت میں سوویت لوگوں نے نئے منصوبے کو عملی جامہ پہنانا شروع کر دیا ہے۔ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ اس منصوبے کی تکمیل ان کو کمیونزم سے زیادہ قریب کر دے‌گی۔

پس‌لفظ کے طور پر

اب ہم اپنی پیش کش کے آخر تک آگئے ہیں اور ہم کو رکنا پڑ رہا ہے۔ لیکن زندگی تو رواں دواں ہے۔ تاریخ کبھی ساکن وجامد نہیں ہوتی۔ آج کا دن کل کی جگہ لیتا ہے اور تاریخ کا حصہ بن جاتا ہے۔ جب تک یہ کتاب قاری کے ہاتھ میں پہنچے‌گی بہت‌سی تبدیلیاں ہو چکی ہوں‌گی۔ بہت سی باتیں اور اعداد و شمار ملک کے تازہ‌ترین کارناموں کے تعلق سے پرانے اور ماضی کے کارنامے بن چکے ہوں‌گے۔ ان کی جگہ دوسرے کارنامے لےلیں‌گے اور کسی غلطی کے خوف کے بغیر ہم آج بھی بتا سکتے ہیں کہ ان کا ماحصل اور رخ کیا ہوگا۔

مرکوز معاشی منصوبہ‌بندی سوشلسٹ معیشت کی ترقی میں مستقل اضافے کی ضمانت‌دار ہوتی ہے۔ سوویت لوگ مستقبل کی طرف اعتبار و اعتماد سے دیکھ سکتے ہیں۔ ان کے ملک کے ماضی نے اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ اکتوبر ۱۹۱۷ء میں وہ جس راستے پر چلے تھے وہ صحیح تھا۔

سوویت ریپبلک کے وجود کا ذکر کرتے ہوئے انقلاب کی پہلی سالگرہ کے موقع پر لینن نے کہا تھا ”بورژوازی نے یہ کہہ کر بالشویکوں

کا مضحکہ اڑایا تھا کہ سوویت اقتدار مشکل سے دو ہفتے قائم رہے گا...،، اس کے بعد ہمارے دشمنوں نے نہ جانے کتنی بار یہ مدتیں مقرر کیں۔ اور جب دشمنوں نے یہ دیکھ لیا کہ یہ مدتیں صحیح ثابت نہیں ہوتیں تو انھوں نے سوویت معاشرے میں طرح طرح کی غلطیاں نکالنی شروع کردیں۔ اب ہم ان کے منہ نہیں لگیں گے۔ ہم کو انقلاب کے لیڈر لینن کے الفاظ یاد ہیں۔ انھوں نے کہا تھا کہ بالشویکوں کے لئے، سوویت لوگوں کے لئے گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے، کہ جو غلطیاں ہوئی ہیں وہ ان زبردست کارناموں کے مقابلے میں کچھ بھی نہیں ہیں جو نئی زندگی کے قیام کے لئے کئے گئے ہیں۔ لینن نے لکھا: ''ہماری ہر سو غلطیوں پر جن کے خلاف بورژوازی اور ان کے پٹھو (جن میں ہمارے منشویک اور دائیں بازو کے سوشلسٹ انقلابی بھی شامل ہیں) دنیا بھر میں شور و غل کرتے ہیں دس ہزار بڑے اور جرأت آمیز کارنامے کئے جاتے ہیں...،،

انیسویں صدی کے وسط میں کمیونزم محض ایک نظریہ تھا۔ مارکس اور اینگلس نے جو پہلی بین اقوامی پرولتاری تنظیم قائم کی تھی اس میں صرف ۳۰۰ اشخاص تھے۔

اور بیسویں صدی کے وسط میں کمیونسٹ معاشرے کی طرف عملی قدم اٹھائے جا چکے تھے۔ ہمارے کرۂارض کے چھٹے حصے پر جو ساری دنیا کی ۷ فیصدی آبادی رکھتا ہے اور مجموعی عالمی صنعتی پیداوار کا پانچواں حصہ دیتا ہے، ہر دن ناطبقاتی معاشرے کی مادی اور ٹکنیکی بنیاد کی تعمیر تکمیل کے قریب پہنچتی جا رہی ہے۔ دوسرے سوشلسٹ ممالک بھی سوویت یونین کے ساتھ مستقبل کی طرف بڑھ رہے ہیں۔ دنیا کی کمیونسٹ اور مزدور پارٹیوں میں اب ممبروں کی تعداد پانچ کروڑ سے زیادہ ہو چکی ہے۔ ہر ایماندار آدمی جو واقعات کو سامنے رکھ کر انسانی تاریخ کا جائزہ لیتا ہے وہ دیکھے گا کہ درحقیقت ۱۹۱۷ء نے روس کی قوموں اور دوسری قوموں کی زندگی میں نمایاں تبدیلیوں کی ابتدا کی۔

اکتوبر انقلاب نے دنیا کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا— سوشلسٹ اور سرمایہ دار حصوں میں۔ سوویت لوگوں نے سب سے پہلے سوشلزم کی تعمیر شروع کی۔ اس بارے میں اختلاف رائے ہو سکتا ہے کس نے کونسی مشین ایجاد کی یا کس نے کونسا جزیرہ دریافت

کیا لیکن سوشلزم کی تعمیر میں سوویت لوگوں کی پہل قدمی مسلمہ ہے۔ سوویت تجربہ تاریخی بن چکا ہے جس سے دوسری قومیں استفادہ کر رہی ہیں اور کرتی رہیں‌گی۔ سوویتوں کے دیس کا تاریخی راستہ اس بات کا نمایاں ثبوت ہے کہ ترقی کو روکنا ممکن نہیں، کہ مارکس‌ازم لینن‌ازم جاندار سائنسی نظریہ ہے۔ اب سرمایہ‌دار نظام اور کمیونزم کے درمیان تاریخی لڑائی نے نیا کردار اور نئی شکل اختیار کر لی ہے۔ مستقبل میں اس کی تبدیلی کے نئے امکانات پیدا ہوئے ہیں۔ اس نے دو واضح سماجی نظاموں کے درمیان مقابلے کی صورت اختیار کر لی ہے اور ہر سال اس مقابلے کے دوران کمیونزم اپنے اصلی ترقی‌یافتہ کردار کا اور سرمایہ‌دار نظام پر اپنی برتری کا اظہار کرتا ہے۔ اس کا بین ثبوت خود سوویت معاشرے کی تاریخ ہے۔

واقعات کی تاریخیں

۱۹۱۷ء

۱۲ مارچ (۲۷ فروری) *	روس میں بورژوا جمہوری انقلاب کی کامیابی۔ مطلق العنان حکومت کا خاتمہ۔ مزدوروں اور سپاہیوں کے نمائندوں کی سوویت کی تشکیل۔
۱۵ (۲) مارچ	عارضی بورژوا حکومت کی تشکیل۔
۱۶ (۳) اپریل	روس کو لینن کی واپسی۔
جون	پیترو گراد میں سوویتوں کی پہلی کل روس کانگرس اور جون کا مظاہرہ۔
جولائی	پیترو گراد میں مزدوروں اور سلاحوں کے جلوس پر عارضی حکومت کے سپاہیوں نے گولی چلائی۔ دو عملی حکومت کا خاتمہ۔
جولائی — اگست	روسی سوشل ڈیموکریٹک لیبر پارٹی کی چھٹی کانگرس۔
۷ نومبر	عظیم اکتوبر سوشلسٹ انقلاب۔

---

* فروری ۱۹۱۸ء تک پرانے اور نئے دونوں کیلنڈروں کے مطابق تاریخیں دی گئی ہیں۔ پرانے کیلنڈر کے مطابق تاریخیں بریکیٹ میں دی گئی ہیں۔

(۲۵ اکتوبر)	پیتروگراد میں مسلح بغاوت کی کامیابی۔ عارضی حکومت کا تختہ الٹنا۔ سوویتوں کی دوسری کل‌روس کانگرس۔ ولادیمیر ایلیچ لینن کی سربراہی میں سوویت حکومت کا قیام۔
نومبر	ملک کے دوسرے حصوں میں سوویت اقتدار کی کامیابی۔
نومبر	''روس کی قوموں کے حقوق کے اعلان،، کی منظوری۔
دسمبر	یوکرینی سوویت سوشلسٹ ریپبلک کی تشکیل۔

۱۹۱۸ء

جنوری	سوویتوں کی تیسری کل‌روس کانگرس۔ ''محنت کشوں اور استحصال کے شکار لوگوں کے حقوق کے اعلان،، کی منظوری۔ چرچ کی ریاست سے علحدگی اور اسکولوں کی چرچوں سے علحدگی کا فرمان۔ روسی سوشلسٹ وفاقی سوویت ریپبلک کی تشکیل۔
۳ مارچ	بریست کے معاہدۂامن پر دستخط۔
جون	بڑے پیمانے کی صنعت کو قومی ملکیت بنانے کے بارے میں فرمان کی منظوری۔
جولائی	سوویتوں کی پانچویں کل روس کانگرس۔ روسی سوشلسٹ وفاقی سوویت ریپبلک کے آئین کی منظوری۔
اکتوبر کے آخر — نومبر کی ابتدا میں	نوجوانوں کی کمیونسٹ لیگ کی کل‌روس کانگرس اور کمسومول کی تشکیل۔

۱۹۱۹ء

جنوری	بیلوروسی سوویت سوشلسٹ رپبلک کا قیام۔
مارچ	روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی آٹھویں کانگرس۔ پارٹی کے دوسرے پروگرام کی منظوری۔
اپریل — مئی	پہلے کمیونسٹ ''سوبوتنیک،،۔

۱۹۲۰ء

جنوری	مداخلت کرنے والوں کی سوویت روس کی ناکہبندی کا خاتمہ۔
اپریل	آذربائجانی سوویت سوشلسٹ رپبلک کی تشکیل۔
نومبر	آرمینیا سوویت سوشلسٹ رپبلک کی تشکیل۔
دسمبر	ملک کی بجلی‌کاری کے لئے گوئیلرو منصوبے کی منظوری۔

۱۹۲۱ء

فروری	جارجیائی سوویت سوشلسٹ رپبلک کا قیام۔
مارچ	روسی کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی دسویں کانگرس۔ نئی معاشی پالیسی اختیار کی گئی۔

۱۹۲۲ء

اپریل — مئی	جینوآ کانفرنس۔
۱۶ اپریل	روسی سوشلسٹ وفاقی سوویت رپبلک اور جرمنی کے درمیان معاہدۂ راپالو۔

اکتوبر	مشرق بعید میں جاپانی مداخلت اور سفیدگارڈ کی فوجی کارروائیوں کا خاتمہ۔
۳۰ دسمبر	سوویت سوشلسٹ ریپبلکوں کی یونین (سوویت یونین) کی تشکیل۔

۱۹۲۴ء

۲۱ جنوری	لینن کا انتقال۔
جنوری	سوویتوں کی دوسری کل‌یونین کانگرس میں سوویت یونین کے آئین کی منظوری۔
اکتوبر	ازبکستان اور ترکمانیہ کی سوویت سوشلسٹ ریپبلکوں کی تشکیل۔ اسی سال برطانیہ، فرانس، اٹلی اور متعدد دوسرے سرمایہ‌دار ممالک نے سوویت یونین کو سرکاری طور پر تسلیم کیا اور اس سے سفارتی تعلقات قائم کئے۔

۱۹۲۵ء

دسمبر	کل‌یونین کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی ۱۴ویں کانگرس۔ صنعت کاری کی پالیسی کی منظوری۔

۱۹۲۷ء

دسمبر	کل‌یونین کمیونسٹ پارٹی (بالشویک) کی ۱۵ ویں کانگرس۔ زراعت کو اجتماعی (پنچائتی) بنانے کی پالیسی منظور کی گئی۔

۱۹۲۸ — ۳۲ء

عوامی معیشت کی ترقی کا پہلا پنجسالہ منصوبہ۔

۱۹۲۹ء

زراعت اور صنعت میں سوشلسٹ مقابلے کی زبردست تحریک کی ابتدا ۔ تاجکستان کی سوویت سوشلسٹ ریپبلک کی تشکیل ۔

خزاں میں — کسانوں کی زمینوں کی بڑے پیمانے پر اجتماعیت (پنچائتی فارموں کی تشکیل) ۔

۱۹۳۱ء

جاپانی سامراجیوں نے منچوریا پر قبضہ کرکے مشرق بعید میں جنگ کے شعلے بھڑکائے ۔

۱۹۳۳ء

جرمنی میں نازی برسر اقتدار آئے اور یورپ میں جنگ کی چنگاریاں سلگنے لگیں ۔

نومبر — سوویت یونین اور ریاستہائے متحدہ امریکہ کے درمیان سفارتی تعلقات کا قیام ۔

۱۹۳۳ — ۳۷ء

عوامی معیشت کی ترقی کا دوسرا پنجسالہ منصوبہ ۔

۱۹۳۵ء

استاخانوف تحریک کی ابتدا ۔

۱۹۳۶ء

۵ دسمبر — سوویت یونین کے نئے آئین کی منظوری ۔

	عوامی معیشت کی ترقی کا تیسرا پنجسالہ منصوبہ۔

۱۹۳۸ء

۲۹ جولائی — ۱۱ اگست	سرخ فوج کے ہاتھوں جھیل خاسان پر جاپانیوں کی شکست۔

۱۹۳۹ء

۱۱ مئی — ۳۱ اگست	دریائے خالخین گول کے قریب جاپانی حملہآوروں کی شکست۔
ستمبر	دوسری عالمی جنگ چھڑ گئی۔
نومبر	مغربی یوکرین اور مغربی بیلوروس، یوکرینی سوویت سوشلسٹ ریپبلک اور بیلوروسی سوویت سوشلسٹ ریپبلک میں شامل ہوکر سوویت یونین میں آگئے۔

۱۹۴۰ء

جولائی — اگست	لتھوانیا، لتویا اور استونیا کی سوویت سوشلسٹ ریپبلکیں قائم ہوئیں اور سوویت یونین میں شامل ہو گئیں۔
اگست	مالداویائی سوویت سوشلسٹ ریپبلک کی تشکیل۔

۱۹۴۱ء

۲۲ جون	سوویت یونین پر نازی جرمنی کا حملہ
دسمبر	نازی فوجوں کی ماسکو کے قریب شکست۔

۱۹۴۳ء

نومبر ۱۹۴۲ء — فروری ۱۹۴۳ء	نازی طاقتوں کی استالن گراد میں شکست۔
جولائی	نازی طاقتوں کو ''کورسک کی محراب،، میں شکست۔

۱۹۴۴ء

	ہٹلری فوجوں کو سوویت سرزمین سے بالکل نکال باہر کیا گیا۔ اب سوویت فوج نے یورپ کی ان قوموں کو آزاد کرانا شروع کیا جن کے ملکوں پر ہٹلر نے قبضہ کر لیا تھا۔
جون	یورپ میں اتحادیوں نے دوسرا محاذ کھولا۔

۱۹۴۵ء

۲ مئی	برلن پر سوویت فوجوں کا قبضہ۔
۸ مئی	فسطائی جرمنی نے غیرمشروط طور پر ہتیار ڈال دئے۔
۹ اگست	سوویت یونین اور جاپان کے درمیان لڑائی چھڑ گئی۔
۳ ستمبر	جاپان نے غیرمشروط طور پر ہتیار ڈال دئے۔

۱۹۴۶ — ۵۰ء

عوامی معیشت کی ترقی کا چوتھا پنجسالہ منصوبہ۔

۱۹۵۱ — ۵۵ء

عوامی معیشت کی ترقی کا پانچواں پنجسالہ منصوبہ۔

۱۹۵۱ء

مارچ — تحفظ امن کے لئے سوویت یونین کی اعلی سوویت نے قانون منظور کیا۔

۱۹۵۳ء

۵ مارچ — استالن کا انتقال۔

۱۹۵۴ء

دنیا میں پہلی ایٹمی بجلی گھر سوویت یونین میں چالو کیا گیا۔ ملک کے مشرق میں اچھوتی زمینوں کا استعمال کرنے کی ابتدا ہوئی۔

۱۹۵۶ء

فروری — سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۰ ویں کانگرس۔

۱۹۵۷ء

اکتوبر — سوویت یونین نے دنیا کا پہلا تابع زمین مصنوعی سیارہ (اسپوتنک) فضائے کائنات میں پرواز کے لئے روانہ کیا۔

نومبر — ماسکو میں کمیونسٹ اور مزدور پارٹیوں کے نمائندوں کی کانفرنس۔

۱۹۵۹ء

جنوری — فروری — سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۱ ویں کانگرس۔ سات‌ساله منصوبے (۱۹۵۹ — ۶۵ء) کی منظوری۔

۱۹۶۰ء

نومبر — ماسکو میں کمیونسٹ اور مزدور پارٹیوں کے نمائندوں کی کانفرنس۔

۱۹۶۱ء

۱۲ اپریل	تاریخ انسانی میں پہلی بار فضائے کائنات میں انسان کی پرواز جو سوویت کائنات‌باز یوری گاگارین نے کی۔
اکتوبر	سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۲ ویں کانگرس۔ تیسرے پارٹی پروگرام، کمیونزم کی تعمیر کے پروگرام کی منظوری۔

۱۹۶۳ء

اگست	فضا، فضائے کائنات اور تہہ‌آب نیوکلیائی آزمائشوں کو ممنوع قرار دینے کے لئے معاهدۂ ماسکو۔

۱۹۶۴ء

اکتوبر	سوویت کمیونسٹ پارٹی کی مرکزی کمیٹی کا عام اجلاس۔

۱۹۶۵ء

نئی معاشی اصلاحات کے قانون کی منظوری۔

۱۹۶۶ء

مارچ — اپریل	سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۳ ویں کانگرس۔ نئے پنجساله منصوبے (۱۹۶۶ء — ۷۰) کی هدایات منظور کی گئیں۔

۱۹۶۷ء

نومبر	سوویت اقتدار کی ۵۰ ساله جوبلی منائی گئی۔

۱۹۶۹ء

جون — ماسکو میں کمیونسٹ اور مزدور پارٹیوں کی بین‌اقوامی کانفرنس۔

نومبر — پنچائتی کسانوں کی تیسری کل‌یونین کانگرس۔

۱۹۷۰ء

۲۲ اپریل — لینن کی صدسالہ سالگرہ۔

۱۹۷۱ء

مارچ — اپریل — سوویت کمیونسٹ پارٹی کی ۲۴ ویں کانگرس۔ پنجسالہ منصوبے (۱۹۷۱ء — ۷۵) کی ہدایات کی منظوری۔

پڑھنے والوں سے

دارالاشاعت ترقی آپ کا بہت شکرگذار ہوگا اگر آپ ہمیں اس کتاب، اس کے ترجمے، ڈیزائن اور طباعت کے بارے میں اپنی رائے لکھیں ۔ اس کے علاوہ اگر آپ کوئی مشورہ دے سکیں تو ہم ممنون ہوں گے ۔

ہمارا پتہ : زوبوفسکی بلوار، نمبر ۲۱، ماسکو، سوویت یونین